گل بہار

رائے پشورام

گل بہار

بلوچ قبائل

مصنفہ

رائے ستورام

نظرثانی

عزیز محمد بگٹی

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

بار اوّل	سنہ ۱۸۶۲ء
بار دوم	جون سنہ ۱۹۸۲ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۱۵۰ روپے
مطبوعہ	قلات پریس۔ کوئٹہ
پبلشرز	بلوچی اکیڈمی۔ کوئٹہ

150

فہرست مضامین مندرجہ کتاب گل بہار بتفصیل صفحہ وار

			صفحہ
	دیباچہ کتاب		
گل پہلا	درباب تواریخ ضلع و علماء یہاں گزشتہ		۲
گل دوسرا	تفصیل دیہات و حال قصبہ جات		
		برگ ۱ حالات تحصیل ڈیرہ غازیخان	۱۷
		برگ ۲ حالات تحصیل سنگھڑ	۳۶
		برگ ۳ حالات تحصیل جام پور	۴۹
		برگ ۴ حالات تحصیل راجن پور	۵۳
گل تیسرا	درباب ہیئت و شکل ضلع مع سرحدات پہاڑ وغیرہ		
		برگ ۱ نقشہ ہیئت ضلع مع سرحدات بلوچستان و افغانستان تا سرحد سندھ	۶۲
		برگ ۲ حال سرحد جنوب علاقہ سندھ	۶۲
		برگ ۳ حال سرحد شرق علاقہ ریاست بہاولپور	۶۵
		برگ ۴ حال سرحد شمال ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان	۶۶
		برگ ۵ حال سرحد غرب کوہ سلیمان	۶۷
		برگ ۶ حال درہ پہاڑ تمنات کہتران و مری و بگٹی	۷۱
		برگ ۷ تفصیل حالات اقوام افغان یا غستان و سرحد قندہار براہ تل چوٹیالی	۹۱
گل چوتھا	کیفیت نالیات ابتدای آبادی سے تاحال		۱۰۲
گل پہلا	درباب آبادی مخلوق و تفصیل تعداد اقوام ضلع ہذا		۱۱۸
گل دوسرا	بیان مذاہب و رسم دینی و دنیوی اقوام ہا		۱۳۰

حصہ اول

	برگ ۱	اہل ہنود	۱۳۰
	برگ ۲	اہل اسلام	۱۴۲
	برگ ۳	دیگر اقوام	۱۴۸
گل تیسرا	حالات خاندان قدیمی		
	برگ ۱	حالات میان صاحب شاہ نواز جاگیردار راجن پور	۱۵۱
	برگ ۲	اقوام سدوزی پٹھان	۱۵۹
گل چوتھا	درباب حالات اقوام بلوچستان		
	برگ ۱	تواریخ گزشتہ بلوچستان	۱۶۳
	برگ ۲	حالات خاندان والی قلات و اقوام براہوی مع کیفیت گزشتہ قافلہ جات علاقہ پہاڑ و کچھی متعلقہ قلات	۱۷۰
	برگ ۳	سبب علیحدگی تمنات درواج عام اقوام بلوچستان	۱۹۰
	برگ ۴	حال تمن مزاری	۱۹۷
	برگ ۵	تمن دریشک	۲۲۰
	برگ ۶	حال تمن گورچانی	۲۳۲
	برگ ۷	حال تمن لنڈ	۲۵۳
	برگ ۸	حال تمن لغاری	۲۶۲
	برگ ۹	حال تمن کھیٹران	۲۷۰
	برگ ۱۰	حال تمن مری	۲۸۷
	برگ ۱۱	حال تمن کھیتران	۳۱۹
	برگ ۱۲	حال تمن کھوسہ	۳۲۸

	برگ ۱۳	حال تمن لنڈ	۳۴۰
	برگ ۱۴	حال تمن تنکانی	۳۴۵
	برگ ۱۵	حال تمن قیصرانی	۳۵۲
	برگ ۱۶	حال تمن بزداران	۳۶۲
	برگ ۱۷	حال قوم بزداران مسکونہ علاقہ تحصیل راجنپور	۳۷۱
	برگ ۱۸	حال متفرق اقوام بلوچی	۳۷۴
فصل پہلا		در باب حالات زمین	۳۷۸
فصل دوسرا		حال بیوپار	۳۸۴
فصل تیسرا		پیشہ و گزران معاش اقوام	۳۸۶
فصل چوتھا		تشریح پیداوار ہر قسم اجناس وغیرہ	۳۸۹
فصل پانچواں		تفصیل آمدنی و خرچ ضلع ہذا	۳۸۹
فصل چھٹا		انتظام ملکی ہر قسم	۳۹۲
	برگ ۱	انتظام جوڈیشل و پولیس	۳۹۳
	برگ ۲	حال مدرسہ جات	۳۹۳
فصل ساتواں		انتظام جنگی	۳۹۸
فصل آٹھواں		کیفیت بندوبست ہای سرسری و تفاوتی	۴۰۰
خاتمہ پہلا		قصہ چوری مع تفصیل اقوام چوری پیشہ	۴۰۴
خاتمہ دوسرا		حال جھوٹ فریب	۴۱۰
		تاریخ کتاب	۴۱۲

بار دوم

رائے بہادر لالہ متھورام کی "تاریخ بلوچستان" سے تو بلوچستان کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص آگاہ ہے۔ لیکن لالہ متھو رام نے تاریخ بلوچستان کی تصنیف سے کافی عرصہ پہلے ایک اور کتاب "گل بہار" کے نام سے تحریر کی تھی۔ جس کے بارے میں آج شاید کسی کو زیادہ معلومات نہ ہوں۔

ان کی یہ کتاب بلوچ قبائل کے بارے میں ہے۔ اور اس میں زیادہ تر ڈیرہ غازیخان کے بلوچ قبائل کی تاریخ، حالات اور واقعات بیان کی گئی ہیں۔ اس دور کی جغرافیائی معلومات بھی دی گئی ہیں۔

یہ کتاب اُس دور میں تحریر کی گئی جب کہ انگریزی حکومت ابھی تک بلوچستان میں قائم نہیں ہوئی تھی۔ اُس وقت تک سر رابرٹ سنڈیمن ضلع ڈیرہ غازیخان خان کا ڈپٹی کمشنر تھا اور "گل بہار" کا مصنف لالہ ہتو رام اُس کا ایک پیش کار تھا البتہ یہ بات ضرور واضح ہو جاتی ہے کہ مسٹر سنڈیمن نے اسی دوران بلوچستان کے معاملات میں اثر انداز ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ازیں قبل بلوچستان کے معاملات سندھ کے انگریز حکام کے ذریعے طے کئے جاتے تھے۔

انگریزی حکومت کے نمائندے سر سنڈیمن نے ضلع ڈیرہ غازی خان کے بلوچ قبائل کے سرداروں کے ساتھ قریبی ذاتی تعلقات قائم کر کے ان کے ذریعے بلوچستان پر انگریزی حکومت اثر و غلبے کا اہتمام کیا۔ جس میں آخرکار اُسے کامیابی ہوئی۔

ڈیرہ غازیخان کے علاوہ بلوچستان کے بعض بلوچ کا تذکرہ بھی "گل بہار" میں موجود ہے۔ کتاب میں بعض نہایت مفید معلومات بھی ہیں کتاب چونکہ انگریزی انتظامیہ کے ایک اہل کار کی تصنیف ہے۔ اس لئے اس میں ہر باب میں

انگریزی راج کی برکتیں گنوائی گئی ہیں۔ کتاب میں بار بار اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انگریز سرکار نے علاقے میں زبردست ترقیاتی کام کئے ہیں۔

کتاب میں اسی اصول کو مدِّ نظر رکھ ہر اس لڑائی اور تحریک کو شر و فساد سے تعبیر کیا گیا جو انگریزی راج کے خلاف کی گئی تھی۔ مثلاً اس میں وہابی تحریک کے خلاف نہایت سخت زبان استعمال کی گئی ہے۔ بہر حال ہم یہ کتاب جیسا کہ یہ تھی۔ بغیر کسی ترمیم کے شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ اُس دور کے واقعات اُسی عہد کی روشنی میں سامنے آسکیں۔

مذکورہ کتاب سے ایک حقیقت البتہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ انگریز حکومت ہر علاقے پر حکومت کرتے وقت وہاں کے لوگوں کی نفسیات روایات اور رواج کا تفصیلی مطالعہ کرکے ان کا بے حد احترام کرتی تھی۔ اس علاقے پر بااثر حکومت اور پرامن حالات کے لئے اس بات کی اہمیت کسی دور میں بھی کم نہیں ہوئی۔

اس سے پہلے اسی مصنف کی کتاب "تاریخ بلوچستان" کی اشاعتِ ثانی کا اہتمام بھی بلوچی اکیڈیمی نے کیا تھا۔ اب اسی مصنف کی اولین تصنیف

کو بھی بارثانی بلوچی اکیڈمی کی جانب سے پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے۔ بلوچستان کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے تمام حضرات اسے مفید پائیں گے۔ اور اس کے متعلق ہمیں اپنی قیمتی رائے سے نوازیں گے۔

عزیز محمد بگٹی
جنرل سیکرٹری بلوچی اکیڈمی
کوئٹہ
۱۹-۶-۸۲

دیباچہ

سبب تصنیف کتاب ہذا یہ ہے کہ سرکلر نمبر ۱-۲ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۶۹ء منجانب صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب بنام جملہ صاحبان کمشنر وغیرہ بموجب ہدایت گورنمنٹ ہند بدریافت چند امورات متعلقہ تواریخ و آبادے وصورتحال اضلاع پنجاب جاری ہوا تھا بہ تعمیل جس کے صاحب والا شان مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن راجن پور امورات متعہدہ سرکلر مذکور و چند امورات دیگر متعلقہ سرحد ضلع ہذا وغیرہ تحقیق فرما کے ایک کتاب نجط انگریزی ترتیب کی چنانچہ کتاب مذکور گورنمنٹ عالیہ میں منظور ہو کر مطبوع ہوئی ہے یہ کمترین جو زیر تحت صاحب ممدوح کے متصرف ان تہا حالات متعلقہ ضلع وغیرہ سی واقف اور آگاہ ہوتا رہا بموجب حکم صاحب مقدم الوصف ترتیب اس کتاب کی مطابق کتاب انگریزی بلکہ بہ تزائد چند امورات متعلق انتظام مال و تفصیل اقوام و حال سرحد قلات وغیرہ شروع کی امید کہ کوئی دن تک بطور یادگار رہے گا۔ بموجب این ادبیات نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ رانیست فردا امید عرض نقشیست کز ما یادماند کہ ہستی را نمی بینم بقائی ؎ نام اس کتاب کا گل بہار تجویز ہوا بیت شدہ نام این نسخہ را گل بہار ؎ شود مثل نامش بود گلعذار یہ گل چار چمن میں کہلا جس میں سولہ گل معہ چند برگ اور دو خار مختلف رنگ اور مختلف خوشبودار گفتہ

ہیں چنانچہ اہلِ علم کو سیر اس گلزار کی صداقت اس امر کی ہوگی۔ از انجا کہ راقم کو مدت سے شوق بنانے باغیچہ کا دامن گیر ہو رہا تھا۔ سو شکر الحمد صدر المنتہ کہ مراد دلی برآئی ظاہر اکہ جو لوگ باغ بناتے ہیں۔ دو امید کے واسطے اوّل ناموری۔ دوّم منفعت سو جب یہہ گل ہمارا کامل ہو گیا یقین ہے کہ ہمکو دونو امیدیں اسی سے حاصل ہوں گی اور یہ گل اور لوگوں کے باغات سے بعضی باتوں میں فوقیت رکھتا ہے کیا معنی کہ لوگوں کے باغ موسم بہار میں شگفتہ اور خزاں میں اُجاڑ ہو جاتے ہیں یہ گل ہمیشہ سرسبز اور شگفتہ رہے گا۔ آراستگی اس کی میں راقم نے جس قدر سرمایہ ناقص عقل اپنی کا تھا بدریغ خرچ کیا آئندہ پھل لگنا اختیار قسمت کے ہے۔ لیکن بخدمت، گی صاحبان اہلِ دانش و بینش کے التماس ہے کہ وقت سیر اس گلشن کے جو سہو اور خطا دیکھیں بنظر عیب پوشی معاف بلکہ اصلاح فرماویں۔

چمن اول۔ گل پہلا تاریخ ضلع و عملدار یہاں گذشتہ۔ بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ اس ضلع میں سب سے پُرانا شہر ہرنڈو آسنی و مارڈی ازاں بعد شمال کیطرف قریب دامن پہاڑ چوٹی بالا اور منگروڑہ اور جنوب کنّ ہے۔ مشہور ہے کہ یہ شہر ہرنڈو پوون کا بنایا ہوا ہے جنا کہ اس نام دیت راجہ اس ملک کا تھا اُس نے اس شہر ہرنڈ کو بنایا چنانچہ از روئے شاستر کے دریائے اک کے دہلی طرف رکھس دھرتی[1] مشہور ہے اور از روئے شاستر کے ہندو لوگ نمیں کرتے یا اس دھرتی کی سُنّت نہیں ہوتی ظاہر حال شکل شباہت سختی زمین اور سختی پہاڑ سے ہے اسی طرح مقتضی قیاس ہوتا ہے اور دارالسلطنت ہرناکس کا ملتان تھا کہ شہر ملتان بہت

---

[1] دھرتی یعنی زمین سنسکرت یا لغت شاستری ہے ہندو لوگ جو بہ پابندے شاستر خود کرتے ہیں سنّت شودر یعنی پاک ۱۲

پُرانا اور قدیمی شہر ہے، بلکہ مشہور ہے کہ یہ شہر مہادیو کے وقت میں بنایا گیا پھر پہلاد بھگت بیٹا ہرناکس کا بھی ملتان میں پیدا ہوا کہ وہ برخلاف اپنے باپ کے پابندی شاستر ہندو لوگوں کے جنیوالا تھا اب تک دوارہ یعنی اُستان اُسکا مُلتان میں موجُود اور ہندو اُس کو بہت متبرک سمجھتے ہیں۔ حال شہر اسنی اور ماڑی کا ایک پُرانے قصہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سرکپ نامی ایک راجہ آسنی مین رہتا تھا اصل میں نام اُس کا اور تھا سرکپ نام اس کا اس واسطے مشہور ہوا کہ وہ بازی چوپڑ کی کھیلا کرتا تھا اس کے چوہا تھا۔ جب وہ پاسہ ڈالتا اگر خلاف مدعا اس کے پڑتا تو وہ چوہا اُسکو اُلٹ دیتا تھا۔ اسی سبب سے کوئی شخص اُس سے چوپڑ نہیں جیت سکتا تھا۔ شرط یہ تھی کہ اگر اس سے کوئی شخص چوپڑ جیت لیوے تو اُس کو لڑکی کی شادی دیوے اگر ہار جاوے تو وہ سر کاٹ لیوے چنانچہ چند مردمان کے اُس نے سر کاٹے اس باعث سے سرکپ نام مشہور ہوگیا۔ راجہ رسالو، راجہ بکرماجیت کی اولاد سے تھا جس بکرماجیت سے ہندو لوگوں کا سمت ۱۹۷۸ ہے گویا شروع تاریخ راج اُسی سے یہ سمت شروع ہوا ہے۔ وہ شخص اگر راجہ سرکپ سے چوپڑ کھیلا اور اس راز سے واقف ہوکر بلّی ساتھ لایا۔ بلّی کے خوف سے چوہا دم نہ بھر سکا اس نے چوپڑ جیت لی۔ تب راجہ سرکپ نے اس کو ایک لڑکی جس کا نام کوکلان تھا شادی کر دی۔ چنانچہ اُس نے اِس مقام پر جہاں ماڑی کی بستی ہے ایک ماڑی پختہ بنوائی کہ بھی تک ماڑی کوکلان والی مشہور ہے بلکہ خشت ہائے پرانی بنیاد اُس ماڑی سے اب بھی جو بعضی بعضی نکلتی ہیں تو وزن اُن کا قریب بیس پچیس آتا رہے چوٹی ہالا دامن پہاڑ کی طرف پٹھان لوگوں کے

وقت میں آباد کی ہوئی اسی ضلع کے علاقہ سے باہر واقع تھی اور کن جنوب کی طرف آباد تھی یہ بھی ہندو راجوں کے وقت میں آباد کی گئی اور منگرو ٹہ کا حال ایسا پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ میں قلعہ منگرو ٹہ کا جو عین پہاڑ پر ہے کسی دیت نے بنایا اُس وقت منگرو ٹہ کا شہر بھی دیت نے آباد کیا۔ اگرچہ کچھ تحریری ثبوت نہیں ہے مگر قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں ہڑند آباد ہوئی اس عرصہ میں یہ شہر اور قلعہ بھی بنایا گیا۔ سوا ان مواضعات کے جو تھوڑی آبادی بستیات متعلق ان کے شاید ہوگی۔ اور کچھ آبادی ضلع ہذا میں نہیں تھی۔ جنگل سخت دشت بیابان زیر دامن پہاڑ کے واقع تھا اور ہرناکھس دیت کے وقت سے یہ علاقہ ملتان سے اطلاق رکھتا تھا یعنی یہہ مواضعات ہڑند اسنی ماڑی کن مع چھوٹی چھوٹی آبادی کے ذیل پرگنہ سیت پور جو اُس وقت بڑا شہر سیت پور علاقہ ہذا میں تھا سیت پور پرانا شہر ہے دریاے سندھ اُس وقت شرقی طرف سیت پور سے روان تھا۔ یہ علاقہ سخت ویران صرف جزوی آبادی تھی اور نیز دور دست اور آخری سرحد پر واقع تھا نظر بادشاہان سے نظر انداز رہا ۱۵۵۱ء میں بہلول خان لودی پٹھان صوبہ ملتان کا تھا جو اصل میں بزرگان اُس کے قدیمی متوطن دریاے اٹک کے پچھم کنارہ اور ملک ہندو ایران میں سوداگری کیا کرتے تھے۔ فیروز شاہ کے وقت میں اِن لوگوں کی کچھ قدر و منزلت نہیں تھی۔ اسی عرصہ میں فیروز شاہ بادشاہ ہندوستان کا تھا ۱۵۵۱ء میں ابراہیم خان دادا بہلول شاہ دربار شاہ مذکور سے ایسا اختیار پایا کہ حکومت ملتان کی اس کو مل گئی۔ بموجب ارث کے بہلول شاہ صوبہ داری پر قائم ہوا۔ سید علاؤالدین بن سید محمد شاہ تخت دہلی پر قائم تھا۔ بہلول شاہ

حملہ لاکر خود بادشاہ ہو گیا۔ چنانچہ تصدیق اس کی کتاب تواریخ ہند سے ظاہر ہے جب بہلول شاہ اس درجہ تک پہنچا اس کی برادری کے لوگ جو ساتھ تھے اور نیز وطن سے آکر گروہ ہوئے بقول شیخ سعدی ہیہات ہر کجا چشمۂ بود شیریں پہ مردم و مورو مرغ گرد آیند۔ چونکہ شاہ موصوف تعلقہ صوبہ داری ملتان سے بخوبی واقف تھا اور اُس علاقہ کو بھی بخوبی جانتا تھا کہ آبادی کم جنگل ویرانہ بہت تب یہ ملک سلام خان ہنڑ کو جو اپنی برادری میں سے اور بروقت ملک گیری دہلی کے ساتھ تھا دیا اور قوم ہنڑ اصل میں ڈومی پٹھان ہے۔ ہنڑ اسدن سے مشہور ہوئی جب بہلول شاہ ملتان سے بہت جلد جا کر بڑی دلیری اور جوانمردی سے تخت دہلی پر تصرف کیا جیسے نہر بکری پر جھپٹ کرتا ہے۔ سلام خان بمعہ اپنی برادری کے سیت پور سے کن تک آباد رہا چنانچہ بعد سلام خان محمد خان بیٹا اُس کا بھی اس طرح آباد رہا فی الجملہ آبادی افزون ہو چلی محمد خان کے تین بیٹے تھے ایک قاسم خان دوسرا اسلام خان تیسرا طاہر خان بسبب بے اتفاقی اُنھوں نے اپنا ملک تقسیم کیا چنانچہ کن و کشور قاسم خان کو بہاگسر کا علاقہ روجھان تک سلام خان کو مگر شہر روجھان اُس وقت کوئی نہیں تھا صرف روجھان کی زمین مشہور تھی اور چھوٹے چھوٹے کوٹ مردم ہنڑ کے بنائے ہوئے تھے کہ اب تک علاقہ روجھان میں وہ پرانا کوٹ ویران پڑے ہوئے ہیں اور بنام کوٹ ہنڑ کے مشہور ہیں علاقہ سیت پور طاہر خان کو تینوں شخص اپنی اپنی سرحدات پر قائم رہے۔ بادشاہی دہلی کے تین پشت تک بہلول شاہ لودی (۳۸ برس)، شاہ سکندر لودی (۲۹ برس)، ابراہیم لودی یعنی کل قوم لودی کے خاندان (۹ برس) (۷۹ برس)

میں رہی جبتک قوم لودی کی بادشاہی رہی نہڑ کچھ خراج نہ دیتے تھے بڑی سلام کا ذکر ہے کہ جانور گدڑون[1] کو بوقت سرما یعنی سردی پارچات پوشاکی دیے تھے عقلمندی اُس کی زمانہ کی ایسی خاتمہ پر تھی ظاہر ہے کہ سردی کے موسم میں گیدڑ ہمیشہ آواز کیا کرتے ہیں سلام خان نے اپنے وزیر امرا سے دریافت کیا کہ یہہ جانور کیوں شور کرتے ہیں اُنہوں نے جواب دیا کہ جاڑے کے باعث فریاد کرتے ہیں حکم فرمایا کہ اِنکو پوشاک بنوا دو چنانچہ ہزار ہا روپے اہالیان دربار نے اسی خرچ کے واسطے مجرا لیلیے پھر دوسرے دن جو آواز کرنے لگے پھر پوچھا کہ اب کیوں آواز کرتے ہیں کہا کہ اب سرنجت حضور کو دعا دیتے ہیں۔ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔ لودی کے خاندان کے بعد ہندوستان میں بادشاہی مغلیہ شروع ہوئی چنانچہ ۱۵۲۰ء میں پہلی بابر شاہ بادشاہ ہوا ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۹ء یہہ بادشاہ فوت ہوا اِس بادشاہ کے عہد میں یہ علاقہ بدستور روم نہڑ کے تعلق بطور اجارہ منجانب بادشاہ دہلی کے رہا ۱۵۴۰ء میں بعد فوتیدگی بابر شاہ کے ہمایوں بادشاہ تخت نشین دہلی ہوئے تو بھی یہ ملک بدستور تحت مردم نہڑ میں رہا ایسے بادشاہ کے وقت میں اقوام بلوچی جو مکران سے اُتر کر کچھی علاقہ قلات میں متمکن تھے۔ بمدد بادشاہ ہمایوں کے کہ جب شاہ موصوف خراسان سے ہندوستان کو عازم ہوئے میر چاکر سردار بلوچی اور اقوام بلوچی دہلی تک گئے بادشاہی فوج دو دستہ ہوئی ایک خاص فوج شاہی جلال آباد سے براہ پشاور اور دوسری فوج

---

[1] گیدڑ بمعنے شغال ۱۲

بلوچ وغیرہ درہ بولان سیوی ڈھاڈھر سے براہ اِس ملک کے آئے
بعضی تمنات اقوام بلوچی میں سے دہلی تک نہ گئے چنانچہ مزاری اول
سیاہ آف و متصل اُس کے اور گورچانی بمقام شم و پہلاغ کوہ ماڑی
پر جاتے وقت بسبب پسند آنے آب وہوا پہاڑ رہ گئے اور بعضے پیچھے
آئے ۱۵۵۶ء میں بعد فوتیدگی ہمایوں بادشاہ کے جلال الدین اکبر بن ہمایوں
تخت دہلی پر جلوس فرما ہوئے اِسی بادشاہ کے وقت میں نواب غازیخان
مزانی بلوچ جو قوم دودائی میں سے تھا۔ جس کا حال مفصل تمن گورچانی
سے ظاہر ہوگا شہر ڈیرہ غازیخان بنایا یہ شخص بھی پہلے رہنے والا پہاڑ
پہاڑ کا تھا۔ جب زمین پر اُترا شہر مذکور بنایا یہ سردار بڑا نیکبخت اور
اور عالی ہمت تھا شہر خاص ڈیرہ غازیخاں معہ توالبعین اور مواضعات
چھوٹے چھوٹے اُسی عرصہ میں بہت آباد ہوئے اور تمن مزاری کا
بھی اِسی عرصہ میں نیچے اترا نواب محمد قائم خان نہڑ سے سلوک
کرکے زمین پر آباد ہونے لگا اور گورچانی بھی اُتر کر علاقہ ہڑند میں بسلوک
اقوام نہڑ کے آباد ہوا اور اقوام بلوچ وغیرہ بھی علاقہ میں آ گئے۔ نواب
غازیخان نے نالچات کستوڑی دوّل صاحبان بشارت کھدوائی اور ازیں
قسم بندوبست تزاید آبادی کا شروع ہوا سات پشت تک غازیخان
کے خاندان چنانچہ چار غازیخان و تین حاجی خان ڈیرہ غازیخان میں
نواب رہے یہ علاقہ بادشاہت دہلی سے تعلق رکھتا تھا بادشاہان دہلی
سے بنظر رعایت جو ویرانہ ملک آباد ہونا شروع ہوا اخذ خراج ملک کا
معاف رہا گویا شمالاً داجل و ہڑند اور جنوباً کن و کشور بیت پور کے
کے شامل زیر قبضہ مردم نہڑ کے تھا اور ڈیرہ غازیخان معہ تھوڑی

تھوڑی آبادی گرد نواح غازیخان کے تعلق تھے۔ ۱۷۳۹ء میں جب نادر شاہ خراسان سے دہلی پر تاخت لایا دریائے اٹک کے این رو آب ملک شامل دارالسلطنت خراسان کے ہوگیا اس عرصہ میں غازیخان کی اولاد سے کوئی کوئی آدمی لائق ریاست کے نہ تھا محمود خان گجر جس کا لقب بادشاہت سے باسم جان نثار خان عطا ہوا تھا اور غازیخان کے آگے منشی دربار کا تھا بموجب لیاقت کے نواب ڈیرہ غازیخان کا بعد دینا کرنے روپیہ عوض خرچ ملک کے منجانب بادشاہت خراسان کے مقرر ہوکر بندوبست اور امورات تزائد آبادی میں مشغول ہوا چنانچہ نالجات ذیل نالہ مانکا[1]، نالہ کوٹی[2]، شوریہ شنبہ والا[3] و ہنگانہ[4]، سون[5]، نور[6]، محمود[7]، فاضیل اس نواب نے کھدوائی اور بہت ملک ویرانہ آباد ہوا اور ادھر سے ریاست مردم نہڑ کی سست ہو گئی۔ مخدوم صاحب شیخ محمود متوطن بیت پور جو پہلے زمانہ میں امیر ریاست مردم نہڑ کا اور فقیر خاندان تھا۔ غلبہ پاتا ہوا بعضے قطعات ملک ریاست نہڑ پر قابض ہوگیا اور بعد اجازت بادشاہ خراسان کے نالجات و ہندی قطب کھدوائے جو جو مواضعات نالجات مذکورہ پر آباد ہوئے وہ زیر حکومت مخدوم صاحب موصوف کے رہے اور اِس عرصہ میں جنوب کی طرف مردمان مزاری نے اقوام نہڑ کو جو اُسوقت ابراہیم خان نواب قوم نہڑ کا تھا نکال کر خود قابض ہو گئے۔ درمیان موضع بدلی و عمرکوٹ حد مقرر کرکے علاقہ روجھان میں تمن مزاری آباد ہونے لگا اُسی زمانہ میں نالہ قادرہ کو بھی مخدوم صاحب نے کھدوایا مواضعات متعلقہ اُس کے اوپر مخدوم صاحب اور نالہ قاضی قاضی نور محمد کھود کر علاقہ کوٹ مٹھن کا اجارہ لیا اس

اسی سبب قاضی صاحب متصرف ہوئے اور ہڑند و داہل دوسرے نہڑ اور سیت پور بسبب مارنے چکر دریان ابر دائے دریاء سندھ کے ہو گیا اگرچہ یہ علاقہ ڈیرہ غازی خان یعنی غرب طرف دریاء سندھ کے زیر تخت بادشاہت خراسان کے تھا لیکن ضلع کا علاقہ چند حصوں میں منقسم ہوگیا علاقہ میں بایں عرصہ اچھے رونق آبادی کی شروع ہو چلی ۱۷۵۵ء میں جب بعد فوتیدگی نادشاہ نے احمد شاہ ابدالی خراسان سے سوار ہو کر دہلی پر تاخت لایا اُس عرصہ میں میر نصیر خان بردہی والی کلات کا تھا ہمراہ بادشاہ موصوف مدد کے واسطے دہلی تک گیا۔ پیشگاہ ممدوح سے بعد فتح عرض خدمت گزاری علاقہ داہل و ہڑند چنانچہ جنوباً تا حد فتح پور شمالاً کبھر تک میر نصیر خان کو عطا ہوا کہ اب تک یہ علاقہ نصیر خانی کہلاتا ہے بعد ازیں محمود خان کھرل نواب ڈیرہ غازیخان کا فوت ہو گیا نواب برخوردار خان برادر زادہ نواب محمود خان مقرر ہو کر انجام کار ملک کرتا رہا۔ اس عرصہ میں برخوردار خان ایک مقدمہ خانہ جنگی میں مارا گیا بجائے اُس کے ایک شخص مسمی غازیخان جو اولاد بڑی غازیخان سے باقی تھا۔ نواب ڈیرہ غازیخان بن کر انجام کار کرنے لگا۔ اسی عرصہ میں شر فساد مردمان بلوچی کا برپا ہوا ایک دوسرے سے جنگ جدل شروع کی چنانچہ مفصل حال جنگ ان لوگوں کا ملاحظہ حال تمن مزاری دگورچانی و لغاری و کھوسہ سے ظاہر ہو گا۔ مفصل سبب ویرانگی اس علاقہ کا تفصیل حال نالجات چمن اول گل چہارم میں بیاں ہو گا۔ لیکن اسی عرصہ میں زوال آبادی ملک کا ہو چلا اور غازیخان موصوف بعد چند روز بسبب ہوا ہونے اولاد بڑے غازیخان کے ادائے مالیہ بادشاہی سے منحرف ہوگیا۔ جس پر بادشاہت خراسان سے پیغام بنام

میاں غلام شاہ کلہورہ المعروف عباسی عبدالمجید میاں شاہنواز خانصاحب جاگیردار راجن پور سابق والی سندھ واسطے حصولی مالیہ نواب موصوف سے صادر ہوا کہ میاں صاحب ممدوح دیوان گدورام وزیر اپنے کو معہ افواج اوپر ڈیرہ غازیخان کے بھیجا۔ جب ڈیرہ غازیخان میں دیوان گدورام پہنچا نواب غازیخان مقابلہ نہ لاکر علاقہ و ڈیرہ معہ مالیہ گزشتہ سپرد دیوان موصوف کے کیا اس عرصہ میں فوج نے تنخواہ ایام گذشتہ کی نواب موصوف سے مانگی نواب نے طرف دیوان گدورام اشارہ کیا اس پر ایک شخص عظیم خان جمعدار بتقریب مانگنے تنخواہ کے نزدیک گدورام کے گیا اور بمجرد زبانی گفتگو کے گدورام کو لگانے گولی بندوق سے مار ڈالا اور خود روبفرار ہو گیا اور فوج میں بلوہ شروع ہوا جو کہ اسی سال میں پانی یعنی آب سیلاب ورود کو ہی بڑے زور شور سے آیا تھا کہ اب تک اس علاقہ میں گدو والہ لہور مشہور ہے بغور ورود خبر ہنا میاں غلام شاہ صاحب والی سندھ خود بذات حیدرآباد سے سوار ہو کر ڈیرہ غازیخان میں تشریف لائے اور غازیخان کو معہ چند کس سرداران ذیل شیفع شاہ یارشاہ مسوخان تنکانی گاموں خاں برادرزادہ غازیخان گرفتار کر کے حیدرآباد میں لے گیا کہ وہاں حیدرآباد میں غازیخان فوت ہوا اور اس جگہ مقبرہ غازیخان کا بنا ہوا ہے۔ اور یہ ابیات اوپر مقبرہ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ابیات چو غازیخان زدنیا رفت محروم ؛

مسافر بے وطن مردست مظلوم ؛ خرد تاریخ دی گفت ست بشنو

طفقع بشمرای یار معصوم ؛ از روئے حساب ابجد ۱۱۸۹ ہجری وفات غازیخان پائی باقی ہے بعد اس کے سولہ کس نواب ڈیرہ غازیخان کے ہوئے۔ چنانچہ کوئی نواب برس کوئی دو برس کوئی چھ ماہ اور اس سے کم و بیش

کام کرتے رہے۔ لیکن ملک میں بالکل بے انتظامی ہوگئی۔ ایک مردمان بلوچی زیادہ تر سرحد پشور کش لائے دوسرا حکومت سست ہوگئی۔ حاکم ضلع اکثر مغل پٹھان خراسان سے مقرر ہوکر آتے حال چال ملک سے بالکل ناواقف از دست ملک میں لوٹ کرتے آخر ۱۲۳۳ھ ہجری مطابق ۱۸۱۸ء میں ملک نوابی ختم ہوکر یہ ملک تحت مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر والی لاہور کے ہوا مہاراجہ صاحب سے نواب محمد صادق خان صاحب رکن الدولہ والی بہاولپور نے بطور اجارہ کے لیا جو بروقت تسخیر اس ملک کے بھی شامل ہوکر نواب صاحب نے مہاراجہ صاحب کو مدد دی تھی از طرف نواب صاحب بہادر غلام قادر خان منتظم مقرر ہوکر فوجداری کا مل انجام کار ملک کرتا رہا۔ ۱۲۳۶ھ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء میں ملک نصیر خانی کا بھی شامل باقی علاقہ کے ہوگیا بارہ برس نواب صاحب کے قبضہ میں رہا نواب صاحب ممدوح البتہ آبادی ملک میں متوجہ ہوئے فی الجملہ آبادی زیادہ ہوچلی نواب صاحب موصوف نے تمندران مندرجہ ذیل سے سنگ یعنی ناطہ نسبت واسطے اپنے اور اپنے بیٹے نواب بہاولخان کے لیے گوہر خان تمندار تمکانی، کوڑہ خان تمندار کھوسہ ہلال خان تمندار لغاری، جلب خان تمندار گوپچانی صرف تمندار مزاری علیحدہ اور منحرف رہا، اس نے ناطہ دیا اور نہ زیر اطاعت نواب صاحب کے آیا۔ بعدہ یہ ملک مہاراجہ صاحب نے واپس لے کر اپنے تحت میں کیا۔ چنانچہ منجانب مہاراجہ صاحب جرنیل ونتورہ صاحب بہادر فراسیس ناظم ڈیرہ غازی خان مقرر ہوئے۔ صاحب ممدوح بول چال فارسی میں کرتے تھے کہتے ہیں بہت اچھا شستہ تقریر اور عقلمند تھے۔ صاحب ممدوح نے انتظام ملک اچھا رکھا۔ یعنی جو سابق رائج تھا اس کو بگڑنے نہ دیا۔

نہ کچھ چنداں ترقی کی۔ فی الجملہ رخ بہ ترقی ہوا۔ صرف دو سال صاحب ممدوح ڈیرہ غازیخان میں رہے اگر زیادہ عرصہ تک رہتے تو اُمید زیادہ انتظام اور ترقی ملک کی تھی۔ بعدہ یہ علاقہ متعلق ملتان تحویل دیوان ساون مل صوبہ ملتان کے ہوا۔ دیوان ممدوح نے جو شخص دانا اور ذہین تھا اچھا انتظام ملک کا کیا۔ سزا وہی مجرمان کے واسطے نہایت سخت گیر تھے اور تمنات بلوچی کے اوپر بھی اچھی سیاست اور دباؤ اچھا رکھتے تھے۔ چنانچہ چند دفعہ تمن تمکانی اور تمن گورچانی و مزاری کے اوپر خود دیوان صاحب معہ افواج چڑھائی کر کے بلوچ لوگوں کو گوشمالی دیتے رہے۔ بلکہ ایک دفعہ حسب درخواست دیوان صاحب ممدوح بہادر صاحب نے کنور کھڑک سنگھ بیٹے اپنے کو اوپر تمن مزاری کے بھیجا تفصیل اس حال کی ملاحظہ حالات تمنات سے واضح ہوگی۔ تخمیناً ۱۸۴۲ء میں دیوان موصوف بگنے گولی ہاتھ ایک سپاہی سے فوت ہوگیا۔ بعد اس کے دیوان مُول راج بجائے باپ خود صوبہ داری ملتان پر قائم ہوا۔ ظاہر ہوگا کہ اس عرصہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ خود راہی ملک بقا ہوئے۔ بیٹا اس کا کنور کھڑک سنگھ چند برس تخت لاہور پر جلوس فرما رہا۔ وہ بھی فوت ہوگیا تو مہاراجہ نونہال سنگھ کے اوپر امید انتظام ملک کا قوی تھا۔ مگر قدرتاً اُسی دن جب مہاراجہ کھڑک سنگھ کو سیسکار[1] دیا کنور نونہال سنگھ گرنے چھت دروازہ سے فوت ہوگئے۔ بادشاہت میں بالکل خرابی اور خلل واقعہ ہوگیا گویا کہ باقی مسماۃ ماں چندہ کور رانی مہاراجہ رنجیت سنگھ

---

[1] سیسکار دینا بمعنی منزل پہنچانا

صاحب مالک راج پنجاب کے تھی۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بالکل طفلک تین چار سالہ تھا اس عورت کی مرضی تھی جس کے اوپر اہتمام انصرام کارخانہ شاہی کارکشتی ۔لیکن عورت تھی بندوبست نہ کر سکی نہ اور کو کرنے دیا آخر یہ نوبت پہنچی کر ملک پنجاب انگریزوں کی تحت میں آیا ۱۸۴۶ء میں ہنوز انگریز بہادر بطور ریزیڈنٹ منجانب مہاراجہ دلیپ سنگھ انتظام ملک پنجاب کرتے تھے۔ بنظر وقوع میں آئے چند امورات بے انتظامی دیوان مولراج صوبہ ملتان سے استعفا طلب کیا۔ دیوان موصوف یہ امر صرف دھمکی تصور کر کے گویا کہ ناز سے فوراً استعفا لکھ کے بھیج دیا۔ دربار لاہور میں وہ استعفا فوراً منظور ہو کر دو صاحب لوگ چنانچہ اگنو صاحب بہادر، اندرسین صاحب بہادر واسطے لینے چارج کے ملتان میں آئے ۔ جب صاحبان ممدوح شہر میں سیر قلعہ وغیرہ کیا دیوان موصوف بموجب غیرت اور اغوائی بعض کسان بامید موجودگی سامان جنگ اور خزانہ وغیرہ کہ دیوان ساون مل نے بہت خزانہ اور سامان جمع کیا ہوا تھا۔ مستعد باغی ہونے کا ہوا اور بارادہ فاسد صاحبان ممدوح کو مار ڈالا۔ بغور اطلاع اس امر کے ملتان پر بندوبست جنگ فیما بین شروع ہوا بارہ ماہ یعنی ایک سال لڑائی ہوتی رہی۔ آخر بعد سال مذکور ۱۸۴۸ء میں انگریز بہادر ملتان پر قابض ہوئے اور مولراج کو نظر بند کیا۔ مولراج نے اپنے مکان تک بارہ مہینے بہت اچھا مقابلہ اور جوانمردی سے لڑائی کی آخر اپنا نام بگاڑ دیا کہ بلا کچھ شرط کے کاہل ہو کے اپنے تئیں انگریزوں کے ہاتھ میں حاضر کر دیا ۔ اگر لڑائی میں مر رہتا تو جوانمردی میں شمار ہوتا افسوس ہے کہ جس زندگی کی حرص سے کاہل ہوا اُس کا بھی کچھ مزہ نہ پایا سختی قید انگریزوں سے

تھوڑے روز خود بخود تنگ آکر ہیرا کھا کر فوت ہو گیا۔ پہلے سال میں جب ملتان کے اوپر سرکار انگریزی نے قبضہ پایا۔ ڈیرہ غازیخان کا ایک ضلع علیحدہ بنایا گیا۔ جرنیل کورٹ لنڈ صاحب بہادر جو دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نوکر تھے۔ ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان مقرر ہو کر چار تحصیل ضلع ہذا کی ڈیرہ غازیخان[1]، سنگھڑ[2]، داجل[3]، کوٹ[4] مٹھن بنائی گئی اول دو سال دستور بٹائی جنسی کا بموجب رواج سابق کے رہا۔ بعد دو سال کے تجویز جمع کی ہوئی۔ لیکن ابتدا عملداری میں تا ۱۸۵۶ء بسبب سنگنی جمع بہت زمینداران نے بلا کچھ لینے کے بیزار نامہ لکھدیا۔ کئی لوگ وطن چھوڑ کر مفرور ہوئے۔ اس عرصہ میں ملکیت کا بہت ردو بدل ہو گیا۔ بعد ۱۸۵۵ء کے جب سرکار نے نئے بندوبست میں جمع کی تخفیف فرمائی، لوگ خوشدل ہو کر بندوبست آبادی کا کرنے لگے لوگوں کو آسودگی روز بروز زیادہ امن ہوتا گیا ۱۸۵۳ء سے تحصیل کوٹ مٹھن میں حصہ ضلع مقرر ہو کر اول صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بعدہ اسسٹنٹ کمشنر ذی اختیار تعینات ہوتے رہے تفصیل صاحبان بہادر کی جو بعہدہ ڈپٹی کمشنری ضلع ہذا اور اسسٹنٹ راجنپور تعینات رہے بقید سنہ و تعداد مدت فہرست علیحدہ یعنی ذیل سے واضح ہوگا اب ۱۸۶۶ء سے صاحب والا شان کپتان سندمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان اور مسٹر بردس صاحب بہادر اسی سال سے اسسٹنٹ کمشنر حصہ ضلع راجنپور کے مجوز ہو کر تعینات ہیں واضح ہو کہ بیشتر ابتدا عملداری سے تحصیل اور محکمہ اسسٹنٹ کوٹ مٹھن مقرر تھا ۱۸۶۲ء میں پرانا شہر کوٹ مٹھن کو دریا نے منہدم کر لیا۔ کہ اب صرف چند درختاں اور بنگلہ پرانی کچہری باقی ہے۔ اسی دن سے اسی سبب

نیز بہت بھاری سبب یہ تھا، کہ پیشتر چھاونی جنگی بمقام اسنی مقرر رہی تھی ۱۸۶۱ء سے راجن پور میں مقرر ہوئی۔ بنظر خوش آب و ہوا اور ازروئے مناسب محکمہ اسسٹنٹی اور تحصیل راجن پور میں مقرر ہوئی اور داجل سے بسبب ہونے اوپر ایک گوشہ کے ۱۸۶۵ء میں تحصیل جسام پور میں مقرر ہوئی

فہرست صاحبان ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان و اسسٹنٹ کمشنران مقیم راجن پور

	ڈپٹی کمشنران			اسسٹنٹ کمشنران			
نام صاحب	ابتدائے تعیناتی	لغات	مدت معہودہ	نام صاحب	ابتدائے تعیناتی	لغایت	مدت معہودہ
جرنیل کورٹ صاحب بہادر	سنہ ۱۸۴۹ء	مارچ سنہ ۱۸۵۲ء	پانچ برس	مسٹر وڈ صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ	مارچ سنہ ۱۸۵۳ء	جون سنہ ۱۸۵۲ء	ڈیڑھ سال
لفٹننٹ بجرو و مالک صاحب جواب جرنیل مالک صاحب بہادر	اپریل سنہ ۱۸۵۲ء	فروری سنہ ۱۸۵۵ء	دس ماہ	کپتان ہرکس صاحب	مئی سنہ ۵۳	ستمبر سنہ ۵۳	چار ماہ

کرنیل بہادر کے ہیں							ایک سال ۱۰ ماہ
لفٹننٹ کرنیل صاحب بہادر جواب کمیسریٹ صاحب کمشنر ملتان میں	مارچ سنہ ۱۹۵۶	فروری سنہ ۱۰۵۰	ایک سال	کرنیل صاحب بہادر حال کمشنر ملتان	مئی سنہ ۱۹۵۶ء	دسمبر سنہ ۱۹۵۶ء	ایک سال ۳ ماہ
				لفٹننٹ کرنیل صاحب بہادر کمشنر لاہور	مارچ سنہ ۱۹۵۶ء	آخر فروری سنہ ۱۹۵۶ء	ایک سال
لفٹننٹ کرنل صاحب بہادر	اپریل سنہ ۱۹۵۸	اکتوبر سنہ ۵۹	دو سال ۶ ماہ	لفٹننٹ کرنیل صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر	مارچ سنہ ۱۹۵۹ء	نومبر سنہ ۱۹۵۹ء	۹ ماہ
لفٹننٹ کرنیل صاحب بہادر جواب میجر جنرل صاحب سپرنٹنڈنٹ بہاولپور کے ہیں	فروری سنہ ۵۹	فروری سنہ ۶۰ء	۴ ماہ	ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر	دسمبر سنہ ۱۹۵۹ء	جون سنہ ۱۹۶۰	۶ ماہ
				ایسی صاحب بہادر	جون سنہ ۱۹۵۹ء	اکتوبر سنہ ۵۹	۵ ماہ
لفٹننٹ کرنیل صاحب حال کمشنر ڈیرہ جات	مارچ سنہ ۱۹۶۰	مئی سنہ ۱۹۶۰	سہ ماہ	لفٹننٹ کرنیل صاحب بہادر	نومبر سنہ ۱۹۵۹ء	اکتوبر سنہ ۵۹	ایک سال
				ایسی صاحب بہادر	نومبر سنہ ۵۹ء	جنوری سنہ ۱۹۶۰	۳ ماہ

منجن صاحب موصوف	جون سنہ ۶۰ء	اپریل سنہ ۶۶	۵ برس ۱۰ ماہ	جیکس صاحب بہادر	فروری سنہ ۶۰ء	دسمبر سنہ ۶۱ء	ایک سال ۱۰ ماہ
کپتان سندیمن صاحب بہادر	مئی سنہ ۶۶ء	لغایت حال	۶ سال	کپتان لین صاحب بہادر	جنوری سنہ ۶ء	جنوری سنہ ۶۲ء	دو سال
ابتدائی مارچ سنہ ۱۸۹۹ء لغایت سنہ ۱۸۵۹ء کپتان سندیمن صاحب بہادر بتقریب رخصت ولایت گئے ہیں کہ میجر شارت صاحب بہادر قائم مقام ڈپٹی کمشنر بہادر ہوئے				لفٹنٹ ولس صاحب بہادر	فروری سنہ ۶۲ء	فروری سنہ ۶۶ء	دو سال
مسٹر بروس صاحب بہادر درمیان میں ابتدائے مئی سنہ ۶ء لغایت نومبر سنہ ۶ء مسٹر بروس صاحب بحصول رخصت ولایت تشریف لے گئے۔ مسٹر مکر صاحب بہادر بجائے صاحب ممدوح تعین ہوئے				فروری سنہ ۶ء لغایت حال ۶ سال			

گل دوسرا

درباب تفصیل حالات دیہات و مختصر حالات قصبہ جات کلان۔

اس ضلع میں چار تحصیل واقعہ ہیں ایک ایک تحصیل کے دیہات و قصبہ جات بموجب ذیل کے ہیں۔ ڈیرہ غازیخان خاص، تحصیل سنگھڑ، تحصیل حسام پور، راجن پور،

۱	۲	۳	۴
دیہات ۱۶۲	دیہات ۵	قصبہ جات ۱	
مارٹھ ۱۵۱			
۵	۶	۷	۸
دیہات ۱۱	دیہات ۶۷	قصبہ جات ۱	دیہات ۶۲ قصبہ جات ۱
۹	۱۰	۱۱	۱۲
دیہات ۸۳	قصبہ جات ۱	دیہات ۶۸	قصبہ جات ۱

تحصیل ڈیرہ غازی خان ۔ خاص شہر ڈیرہ غازیخان ۔ یہ ایک بڑ
شہر مثل اور شہر ہا کلاں موقوعہ پنجاب کے ہے قریب ۱۵۵۶ء کے
جلال الدین اکبر بن ہمایوں بادشاہ دہلی کا تھا ۔ اس شہر کو نواب غازیخان
مزاری نے آباد کیا ۔ مفصل حال آبادی و صوبہ داران کا کل پہلے میں درج کر
گیا ہے ۔ اِس شہر میں آبادی مخلوق بموجب ذیل ہے ۔

	مرد	عورت
میزان		
اس شہر میں قدیم الایام سے صدر مقام حاکمان		
شہر خاص جہادانی کارہا لوگ بہ نسبت موامنعات بیرونی زیادہ		

تر فہیم اور عقیل ہیں عموماً گزران لوگون کی پانچ حصہ پر ہے ۔ گو سائیں برہمن
ایک حصہ ۔ ملازمی پیشہ و اہلکار ایک حصہ زراعت کار ایک حصہ بیوپاری ایک حصہ پیشہ ور ایک حصہ
اکثر لوگ جو اہلکار ہیں قدیم الایام سے اُن کا پیشہ یہ ہے اور قدیمانہ ذی خاندان
ہیں ۔ عملداری ہائے سابقہ میں بھی معزز رہے ۔ اب بھی بعض بعض اچھے معزز
اور ذی عہدہ ہیں ۔ اور ایک مقبرہ یعنی روضہ لعل کمال کہیری فقیر کا مغربی کنارہ
شہر پر قریب گول سڑک واقع ہے ۔ یہ فقیر قوم سید بلقب کہیری علاقہ
لہڑی ملک کلات سے سیر کنان اِس ملک میں آیا اس جگہ پر بمقام
ڈیرہ غازیخان رہایش اختیار کی بہت لوگ اُس کے مرید ہوئے اُس
وقت غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا ۔ بوقت حیات خود سید مذکور
نے یہ روضہ بمدد مریدان و غازیخان موصوف کے تیار کرایا ۱۰۰۸ھ ہجری
میں سید موصوف فوت ہوا مزار اُس کا اُسی مقبرہ میں رکھا گیا اور محصول

آٹھ دنہ چاہان واسطے اخراجات متعلقہ خانقاہ پیشگاہ نواب صاحب سے معاف ہوا جو ابتک بحال ہے اولاد اُس کی بموجب ذیل ہوئی۔

شجرہ نسب سید لعل کمال

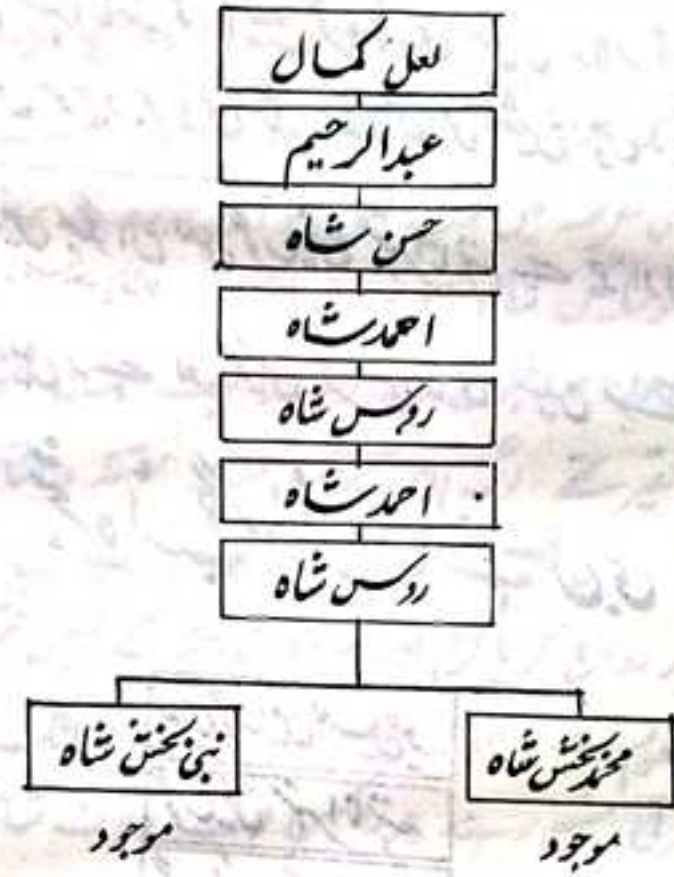

اب اُس کی اولاد سے محمد بخش شاہ و نبی بخش شاہ زندہ ہیں۔ اس شہر میں دو مندر یعنے دوارہ پرستش ہندوان کے واقع ہیں اور یہ دونوں مندر جب ڈیرہ غازیخان تازہ بنایا گیا اس وقت سے آباد ہوئے۔ مندر لعل جی، مندر شام جی وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ مری گوسائیں لعل جی کے نام سے مندر جی اور سری گوسائیں شام جی کے نام سے مندر شام جی مشہور ہوا جو اب تک وہی نام بحال ہے۔ گوسائیں لعل جی قوم سارسوت

برہمن اصل متوطن ملک سُہوان کے تھے سمت ۱۶۰۸ مطابق ۱۵۵۱ء اُن کا تولد ہوا پھر متہرا میں رہ کر علوم بید شاستر حاصل کرتے رہے سمت ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۸۳ء میں ڈیرہ غازیخان میں آئے اور یہاں رہائش اختیار کی اور مندر بنایا ڈیرہ غازیخان ۱۵۵۶ء میں آباد ہوا تھا۔ گویا کہ تیرہ برس پیچھے آئے اور موضع فتح خان ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں شادی کی گوسائیں لعل جیو صاحب سے دو فرزند پیدا ہوئے۔

گوسائیں متہرانا تہہ گوسائین گردھاری لعل کی اولاد ڈیرہ اسمٰعیل خان اور بہاولپور میں موجود جو اُس جگہ اب گدی نشین ہیں۔ چنانچہ گوسائیں بہاولپور

بیلادہر گوسائیں بھگوان لعل گوسائیں متہرانا تہہ سے جو اولاد ہوئی وہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

ڈیرہ غازیخان میں رہے اور کُرسی بکُرسی گدی نشین ہوتے آئے۔

شجرہ نسب گوسائیں صاحب لعل جی

- سہری گوسائیں لعل جیو
- گوسائیں متہرانا تہہ
- گوسائیں کیول رام
- گوسائیں مدن موہن
- گوسائیں برج بہوش جیو
- گوسائیں جتہ بھوج
- گوسائیں بہاری جیو

گوسائیں رن جیو جیو

گوسائیں ہر دیو جیو

گوسائیں بلدیو جیو

موجود

واضح ہو کہ اولاد گوسائیں لعل جیو سے بعد سری گوسائیں لعل جیو ایک بیٹا پیدا ہوتا آیا ہے چنانچہ اب اولاد ان کی سے گوسائیں بلدیو موجود ہیں۔ گوسائیں شام جیو قوم پہار دک کھتری تھے۔ تاریخ ولادت اُن کی مالکہ سدی تریودسی بروز بدھ وار یعنی چہارشنبہ سمت ۱۶۰۸ مطابق ۱۵۵۱ء کے ہے اُسی عرصہ میں جب لعل جیو آئے ڈیرہ غازیخان آکر مندرا پنا بنایا اولاد گوسائیں شام جیو بہت افزود ہوئی کہ شجرہ انساب سے ظاہر ہوگا۔ ان دونوں صاحبوں نے براہ خدا بہت محنت اُٹھائی۔ اور بڑے اہلِ علم اور فقیر تھے۔ لوگ ان کے اوپر بہت معتقد و مشتاق ہوئے۔ پیشتر آنے اُن سے اسی علاقہ بلکہ تمام زمین این رو آب دریا اٹک کے ہندو لوگوں میں کچھ رواج کریا کرم اور پیروی شاستر کے نہیں تھی۔ بوجوہات ذیل۔ اوّل قدیم سے یہ ملک این رو آب دریاء اٹک المعروف سندھ راکھس دھرتی مشہور رہے جو راکھس لوگ برخلاف شاستر کے تھے وہ قابض رہے بعد اُس کے بھی جب سے یہ علاقہ زیادہ آباد ہوا عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ سے پہلے کبھی ہندو راج اِس علاقہ میں نہیں ہوا تھا مشہور ہے کہ شرع توری کی رن ہے۔ کیا معنی کہ شریعت حکومت کی عورت ہے۔ دوسرا ۱۶۵۸ء میں جب اورنگ زیب جس کا لقب عالمگیر تھا۔ تخت نشین ہندوستان کا ہوا۔ اسی عرصہ میں جب خراساں سے طرف

لہ یعنی ناپاک ۱۲

شجرہ نسب سری گوسائیں شام جیو صاحب

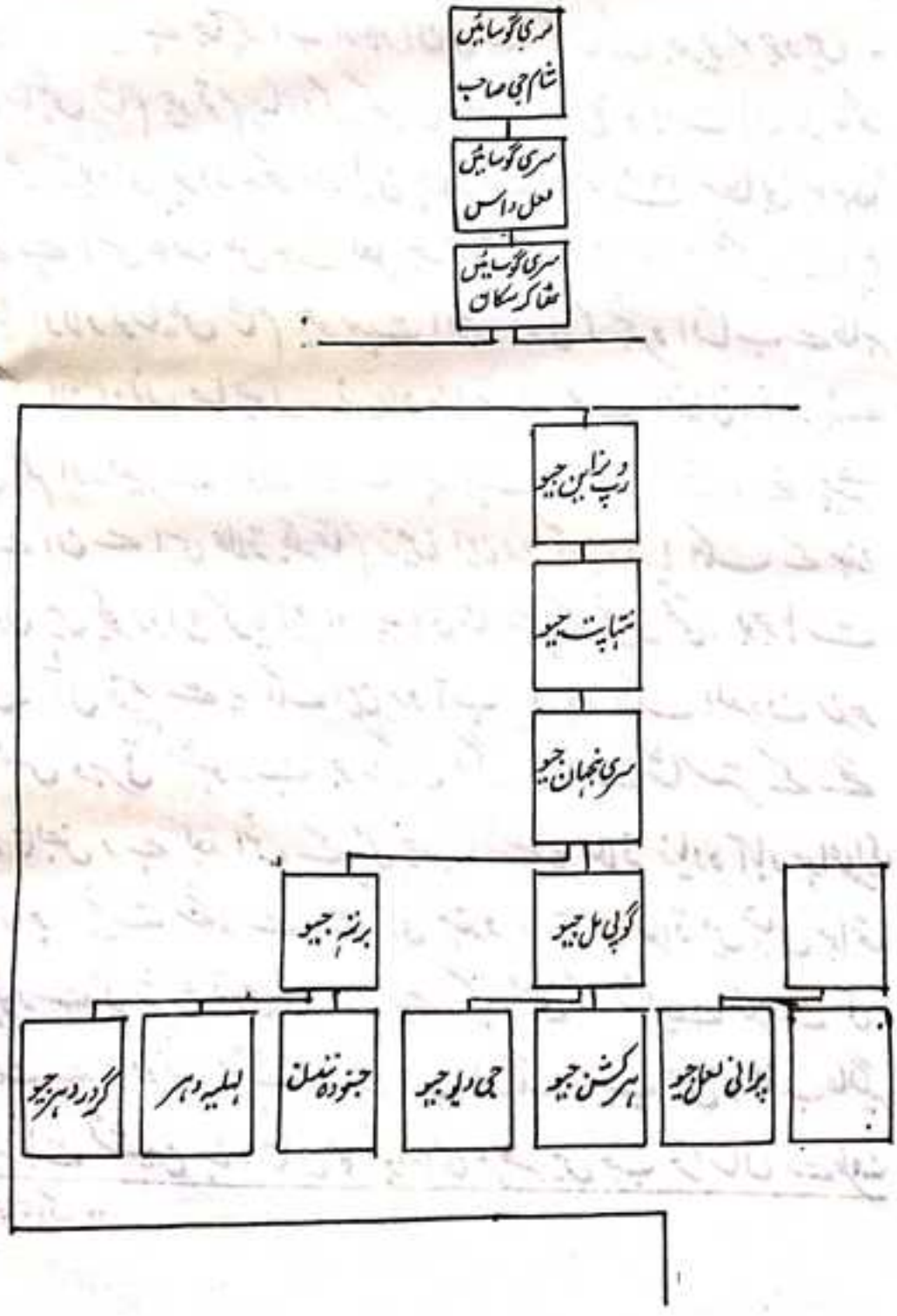

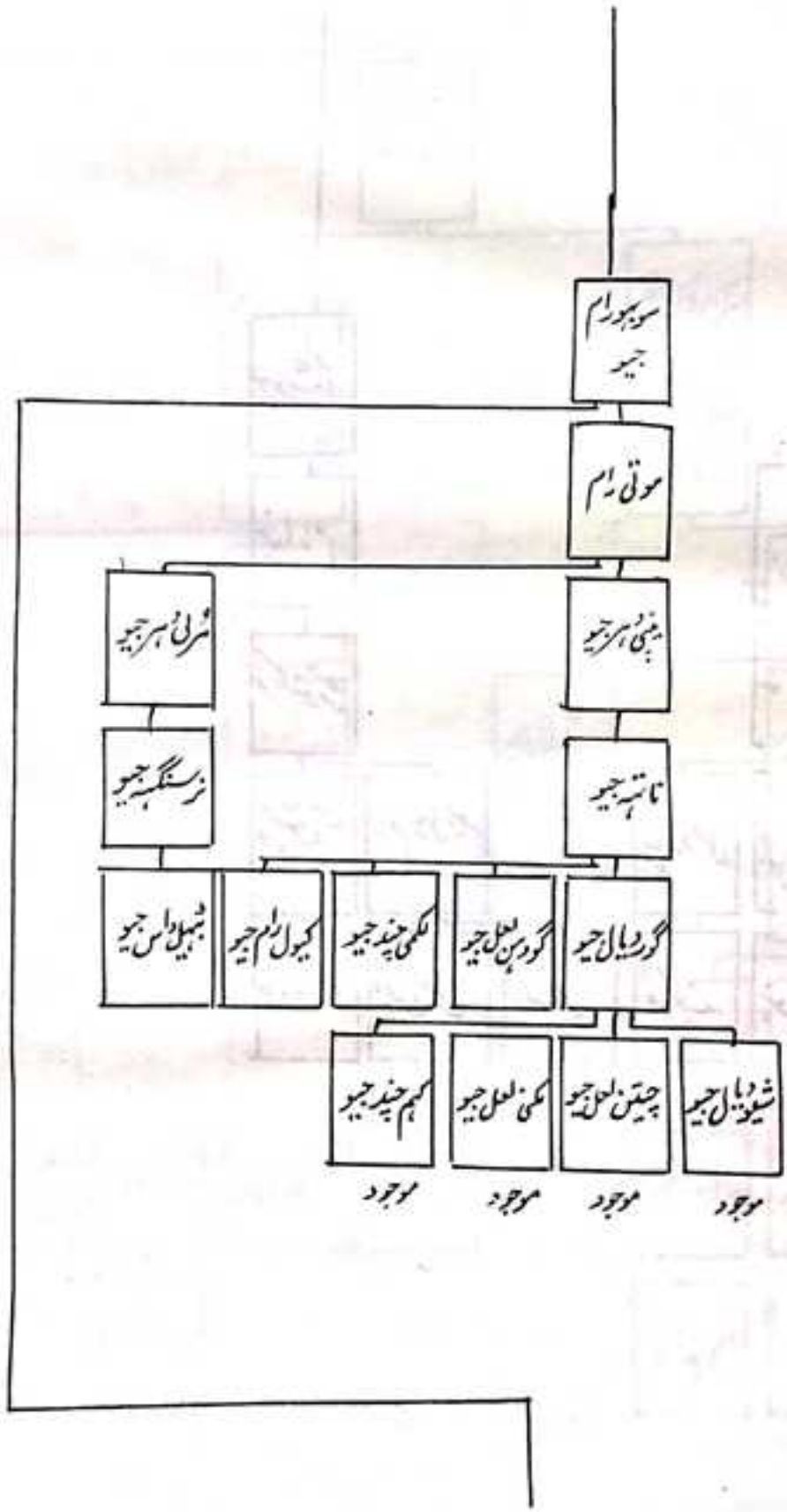
سوبھورام
جیو
موتی رام
بنی ہر جیو
ٹرلی ہر جیو
ناتھہ جیو
نرسنگھہ جیو
گوردیال جیو
گوردھن لعل جیو
لکھی چند جیو
کیول رام جیو
بھیل داس جیو
شیو دیال جیو
چیتن لعل جیو
لکی لعل جیو
کہم چند جیو
موجود
موجود
موجود
موجود

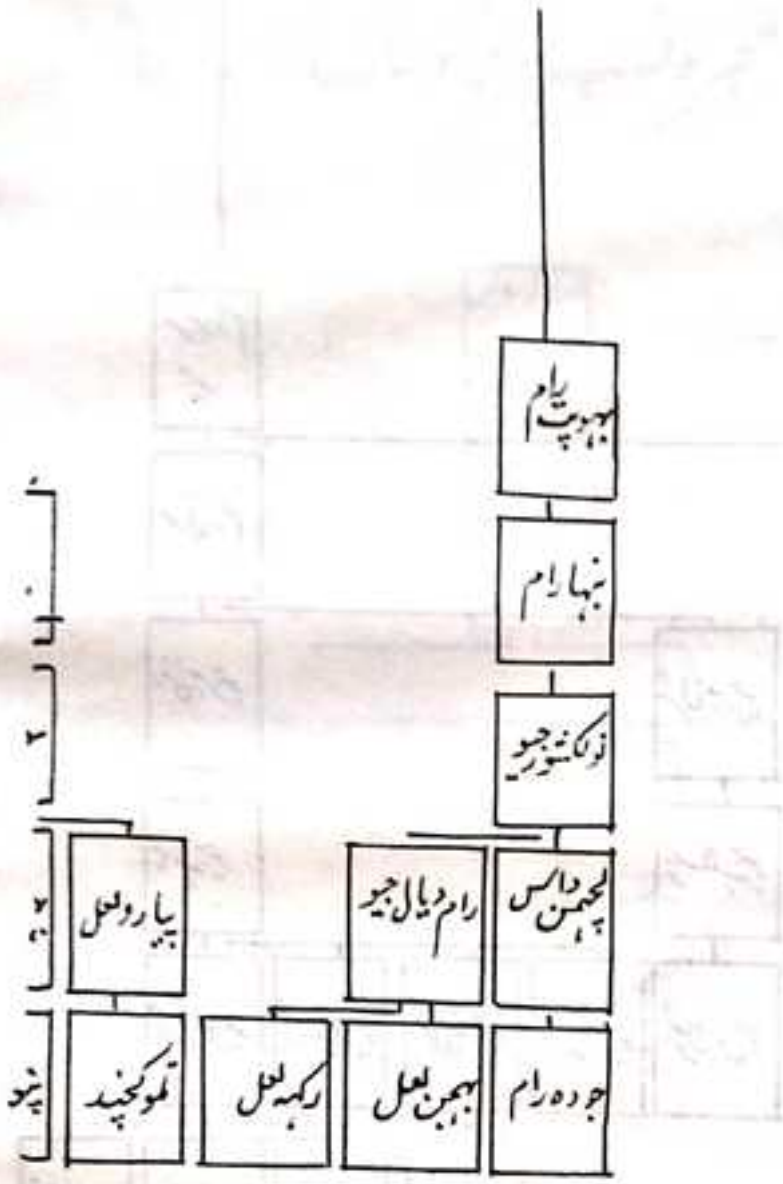
بھوپت رام
نہال رام
نولکشور جیو
لچھمن داس
رام دیال جیو
پیارو لعل
جودھ رام
بھمن لعل
رکھہ لعل
تلوکچند
پنو
۲
۲

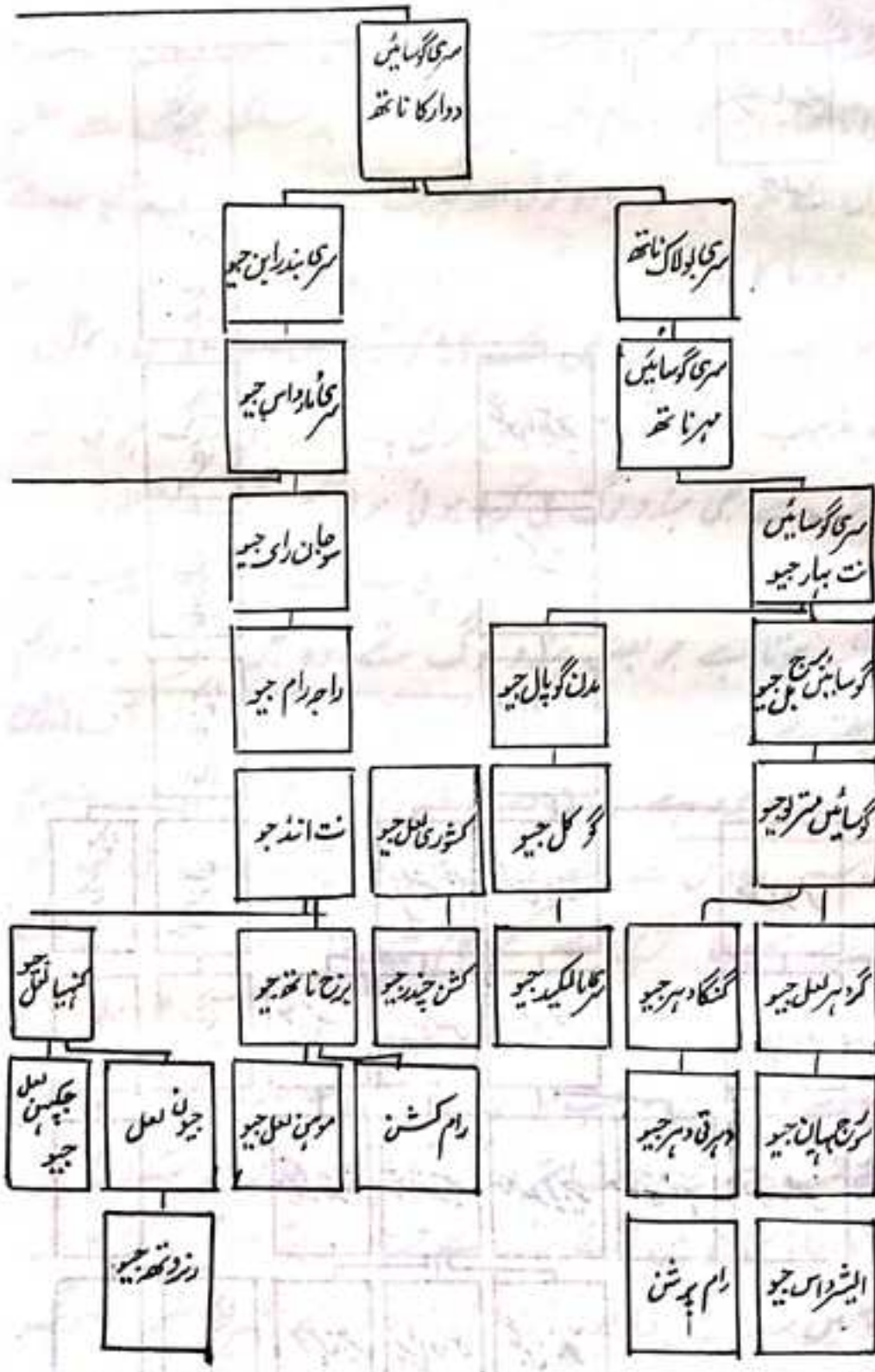
سری گوسائیں
دوارکا ناتھ
سری بولاک ناتھ
سری بندرابن جیو
سری گوسائیں
مہرنا تھ
سری مادھواس جیو
سری گوسائیں
نت بہار جیو
سوجان رای جیو
گوسائیں برج بل جیو
مدن گوپال جیو
راجہ رام جیو
گوسائیں مترا جیو
گوکل جیو
نت انند جو
کشوری لعل جیو
گردھر لعل جیو
گنگا دھر جیو
سرکا لکید جیو
کشن چندر جیو
برج ناتھ جیو
کنہیا لعل جیو
سورج بھان جیو
دھرتی دھر جیو
رام کشن
موہن لعل جیو
جگمن لعل جیو
جیون لعل
الیشر داس جیو
رام پرشن
رنچھوڑ تھ جیو

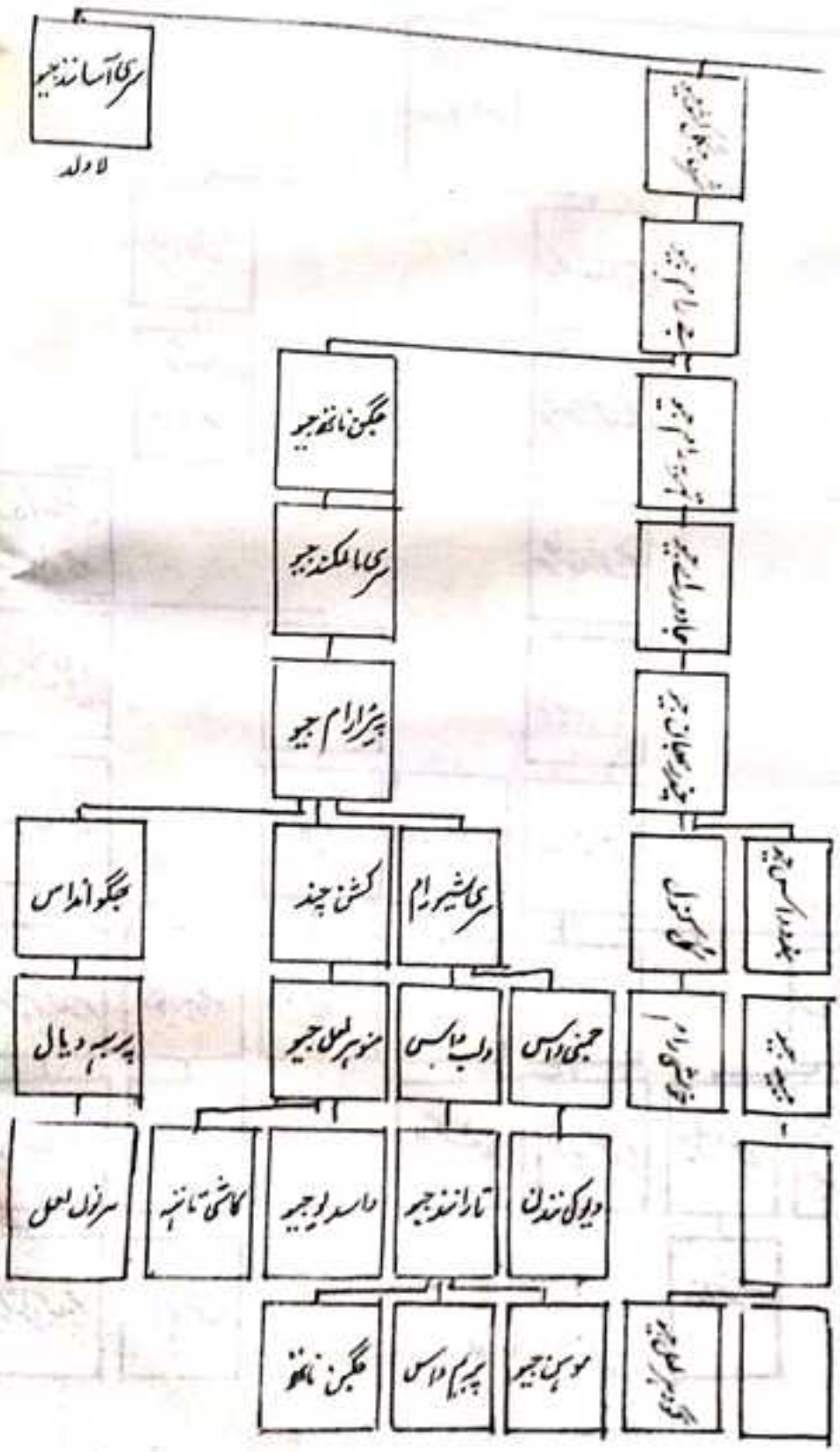
لاولد

ہندوستان جاتا تھا۔ اُس نے بتعصب مذہبی بہت اہل ہنود کو بے وہرم کر دیا۔ اس دریاء اٹک کے اوپر کی طرف جو اکثر ہندو تھے۔ اُس نے برشہ[1] کر دی۔ عوام الناس میں مشہور ہے کہ دسوا آبار جینو دزمرہ جلواتا تھا۔ اخیر کار بمقام اٹک ضلع پشاور گوبند سنگھ جو جس سے سکھ لوگوں کے مذہب کو زیادہ ترقی اور شہرت ہے اس کام سے بند کیا تب سے اس دریا کا نام اٹک اور اُس قلعہ کا نام بھی اٹک مشہور ہوا وجہ اُس کی یہ ہے۔ کہ ملکی زبان میں اٹک آڑ کو کہتے ہیں۔ جیسا وہ ہندو لوگوں کے مذہب کو بگاڑتا جاتا تھا اِس موقع پر اٹک یعنی روک ہو گئی اکثر وہ تب سے بھی ہندو لوگ بی کریا ہوئی ہوئی تھی۔ تیسرا اکثر علاقہ ہذا اوپر دامن پہاڑ اور مردم بلوچی کے تحت آگیا تھا۔ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہوتا ہے جو بعض ہندو لوگ تھے۔ وہ بھی اکثر اُن کی راہ ورسم پر چلتے تھے۔ جیسا اب نمونہ اُن کا کہان دربار کہان سیاہ آف اندرون پہاڑ کے موجود ہے۔ جوش ستر کا نام بھی کبھی نہیں سُنا اور برت یم اکاوسی اماوس سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسا تیر کمان سے ڈرے۔ اور سندھیہ گایتری ترپن سے کبھی کام نہیں پڑا۔ بروز تیوار خوب گوشت پکا کر کھاتے ہیں اور بعض جو برہمن اُن کے بیچ ہیں۔ ان کو بھی ہندوشن[1] اسی سے دیتے ہیں۔ جب یہ دونوں گوسائیں صاحب ڈیرہ غازیخان میں آئے تب سے چرچہ شاستر اور کریا کرم اِس علاقہ میں شروع ہوا۔ ڈیرہ غازیخان میں آئے تب سے چرچہ شاستر اور کریا کرم کا اس علاقہ میں شروع ہوا۔ اور اکثر اہل ہنود ان کے علیحدہ علیحدہ سیوک یعنی مُرید ہوئے۔ اس دن سے یہ دونوں گدی لعل جیو اور شام جیو

---

[1] ہندوشن بمعنے یہ کہ ہندو لوگ بطور وظیفہ روزمرہ بطور برہمن کو دیتے ہیں۔ ۱۲

کی چلی آتی ہیں۔ صدہا لوگ حیدرآباد سندھ سے لگاکر ہندوستان تک
سیوک ان دونوں خاندان کے ہیں اور ہندو لوگ بڑے ادب سے
مانتے ہیں۔ دو مکان علیحدہ علیحدہ پرستش گاہ کے بنے ہوئے ہیں۔ اب
اولاد لعل جیو سے گوسائیں بلدیو جیو اور اولاد شام جیو سے گوسائیں
دھرتی دھر جیو ہیں۔ نسبت مندر شام جیو کے آج کل مندر بلبھیو کو زیادہ
ترجیح ہے۔ اور گوسائیں صاحب بھی زیادہ ترقی پر ہیں۔ وجہ اس کی راقم
کے نزدیک ایسی مفہوم ہوتی ہے۔ کہ سام داسی گوسائیں بہت ہیں۔ لعل
جیو کی اولاد سے صرف ایک ہی۔ طلا اسواسطے گران بکتا ہے۔ جو کمیاب
ہے۔ ورنہ وہ بھی ایک قسم دھات سے ہے۔ جیسا کہ تانبا و پیتل ازانجا
کہ اکثر ازروئے دریافت اور شاستر کے ایسا محقق ہوا ہے کہ جسے گدی
اور مانا شروع ہوا ہے۔ یعنی جس کے اوپر لوگ اعتقاد لائے ہیں وہ اہل
علم اور واقف راز نہانی کے تھے۔ بعد اس کے اکثر اب وہ رازدانی
جاتی رہی ہے۔ اولاد ان کی نے صرف بزرگوں کے نام پر وسیلہ گزران
اپنی کا بنا رکھا ہے۔ جیسے شکار شیر کا مارا ہوا۔ پھر عام جانور کھاتے
ہیں۔ اور دو مکان اہل ہنود اب کے زمانہ میں اس شہر میں لائق
تعریف ہیں۔ پہلے داستان رائے ہوتو رام کہ یہ صاحب اقوام تنزنجہ کے
خاندان میں روشن ضمیر اور سالک بے نظیر پیدا ہوئے۔ انہوں نے چرچہ
علم کا بہت پھیلایا یہ صاحب قدیم سے منشی خاندان تھے علم فارسی و شاستر
دونوں میں بخوبی طلاق ان کے شیش یعنی شاگرد رائے مولچند جیو بھی ان کی
گدی کو بخوبی زیب فرمایا۔ بلکہ قدم کو آگے بڑھایا۔ انہیں کی صلاح
اور مشورت سے رائے تولا رام درمانی نے گیتا ساستری کو فارسی ترجمہ

کیا اور دیباچہ اُس کا بڑی عقلمندی اور علمیت سے تصنیف کیا اب تیسری پشت بہای کہیم چند جیو اِس گدی پر ہیں اگرچہ چشماں ظاہری پر پردہ ڈالا ہوا ہے لیکن بچشمان باطنی ہر علم سے ماہر اور واقف ہیں۔ بہت لوگوں کو اِس دروازہ سے خیرات علم کم ملتی ہے۔ دوسری دہرم سالہ بہائی بہری لعل جیو کی جو جس کے گدی نشین بہائی کیول رام جیو خاندان قوم نانکیہ سے ہیں یہہ صاحب بھی بڑے اہل علم اور واقف راز فقرا کے ہیں اور بہت اچھا چرچہ شاستر اور علم کا رہتا ہے اور نیز مسافر لوگ بھی اگر آکر رہیں تو بڑی دلداری فرماتے ہیں۔ اور اچھے اچھے مکانات اُن کے رہنے کے واسطے موجود ہیں اور ست سنگ کی خوب موج رہتی ہے۔ یہ شہر ڈیرہ غازیخان بہت اچھے موقع پر واقع ہے اور ہر چہار طرف باغات اور درخت سایہ دار موجود اِس کے قریب جو ایک نالہ کستوری واقع ہے موسم گرمی خصوص بماہ اساڑھ ساون بھدرا نمونہ بہشت کا دکھاتا ہے اوپر کنارہ نالہ کے پانچ چھ میل تک برابر درخت سایہ دار ہیں جو دھوپ کا ذرہ نہیں ظاہر ہو سکتا پانی اس میں برابر قامت آدمی کے چلتا ہے۔ لوگ اس میں خوب نہاتے ہیں۔ اور اُس کے کنارہ پر محفل کرتے ہیں راگ رنگ سب اسباب مہیا ہوتا ہے اور اتوار اُن دنوں میں ایک اچھا میلہ اِس نالہ پر بنا رہتا ہے اور وضع قطع شہر کی بھی خوشنما ہے۔ اب تھوڑے روز سے بازار سندمن گنج کپتان سندمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع مذانے بنوایا۔ وہ آج کل بہت

لہ ست سنگ بمعنی قیل قال حق ۱۲

رونق اور ترقی پر ہے۔ موضع سمین جب نواب غازیخان نے ڈیرہ
غازیخان بنایا اُس وقت سلیمان خان قوم سمین ہمرکاب نواب موصوف
کے تھا یہ قطعہ زمین جس پر موضع مذکور آباد ہے اُس کو عطا کیا بسبب
آباد کرنے سلیمان خان سمین نام اِس کا سمین مشہور ہو گیا۔ پہلے ملکیت موضع
مذکور خاص اولاد سمین کی تھی پیچھے عبداللہ شامی مرشد اقوام سمین نے
اِس موضع میں آکر رہائش کری۔ وہ بھی زمینداری میں شامل ہو گیا اب
اکثر ملکیت اقوام سمین کی مسمی محمود سمین نمبردار مقرر ہے اور اولاد
سید مذکور اور بعض لوگ ازروئے بیع شرعی قابض متصرف ہیں موضع
مہتم یہ موضع بھی اُسی عرصہ میں چوتہہ نامی مہتم نے آباد کیا اس واسطے
نام اِس کا مہتم مشہور ہو گیا۔ بعد اس کے عارف نامی دہرجہ نے غلبہ
پاکر اِس موضع پر قبضہ پایا کہ اب اس کی اولاد اور نور محمد دہرجہ وغلام مصطفیٰ
دہرجہ زیادہ تر وخیل ہیں۔ نور پور جب نواب محمود خان صوبہ ڈیرہ غازیخان
کا تھا نور محمد خان بیٹے اُس کے اِس موضع کو آباد کیا وجہ تسمیہ نور پور نور
سے ہے۔ جب اولاد گجر انقلاب زمانہ سے محجوب ہو گئی عرصہ سال
تک یہ موضع ویران رہا بعد اس کے جب حاجی محمد خان سدوزئی
ڈیرہ غازیخان میں ذی مقدور تھا اقوام گجر نے اُس کے پاس فروخت کیا
کہ فتح اللہ خان سدوزی نمبردار اور زمیندار کلان ہے۔ اور لوگ ہنود
وغیرہ بھی ازروئے بیع شرع قابض ہیں۔ مانہ بعہد غازیخان احمدانی یہ موضع
آباد کیا اِس سبب سے اُس کا نام مانہ مشہور ہوا حیات خان احمدانی وقطب
علی ارائیں ہو تو رام سلوجہ نمبردار موضع مذکور کے مقرر ہیں صدر الدین سدوزئی
شاہ بزرگ سادات مشہدی نے اِس موضع کو آباد کیا۔ اس سبب سے اِس کا نام

صدر دین ہے۔ جو کہ زمین زیر جنگل تھی۔ اس واسطے اُس کو جھاڑی سادات بھی کہتے ہیں۔ اُسی روز سے اس موضع اور زمینداری پر اولاد سید مذکور کی متقابض اور بہادر شاہ سید نمبردار مقرر ہے شیرو وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ شیرو نامی ملانہ نے اس کو آباد کیا۔ قدیمانہ شہر عرصہ تخمیناً ۳۵ سال سے بُرد ہوگیا۔ اب بنا شہر بھی بنام بنہاد شیرو مقرر ہے۔ پیر عادل وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے کہ پیر عادل شاہ سید ہے۔ دراصل پہلے اُن کا نام اور تھا۔ اُنہوں نے یہ موضع آباد کیا۔ اُن کا بیٹا غیاث الدین شاہ تھا اُس نے کسی زمیندار کو قتل کیا پیر عادل نے بقصاص اُس زمیندار کے بیٹا اپنا قتل کیا اسی سبب سے سید موصوف کا نام پیر عادل مشہور گیا تب سے موضع بھی بنام پیر عادل مشہور اور ایسے ایسے عدل وانصاف شاہ موصوف سے لوگ زیادہ تر معتقد ہوئے کہ اب تک خانقاہ پیر عادل پر بماہ چیت سالانہ بڑا میلہ ہوا کرتا ہے کہ اکثر لوگ شہر ڈیرہ دبیر دنجات گرد نواح واسطے سیر میلہ جمع ہوتے ہیں یارو باطل یہ دونو مواضعات ایک دوسرے کے قریب تر ہیں۔ بعد عملداری نمازیخان خرد موضع یارو کو یارو خان خسانی کھوسہ بلوچ اور باطل کو باطل خان کھوسہ نے آباد کیا کہ کثرت ملکیت مواضعات ہنوز بحق مردمان کھوسہ کے ہے یارو ہیں تھانہ پولیس مقرر باطل میں خاص گھرتمنار کھوسہ کا ہے ان مواضعات میں اکثر قوم کھوسہ کی رہتی ہے۔ تعداد شمار بموجب ذیل ہے۔

چولی بالا ہائن	میزان	عورت	مرد
	للمواسالہ نفر ۴۴۰۲	اعہ نفر ۲۰۵۰	المسالہ ۲۳۵۲ نفر

یہ قصبہ پُرانا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر سابق بہ تعلق افغانان کے

تھا۔ جو اوپر پہاڑوں متصلہ و قریب دامن اس کے افغان لوگ رہتے تھے۔ پیچھے جب بلوچ لوگ اِس ملک میں آئے وقت ہمایوں بادشاہ تخمیناً ۱۵۵۰ء میں تب سے نندو خان علیانی جد بزرگوار تمندار لغاری قبالہ ہوا کہ اب تک قابض ہے۔ کوٹ چٹہ یہ موضع غازیخان کے وقت میں آباد ہوا۔ چٹہ خان قوم گورمانی امیر غازیخان کا تھا۔ اُس نے اس موضع کو آباد کیا اِس واسطے کوٹ کہلاتا ہے اِس موضع کے قدیم زمیندار مردم گورمانی ہیں۔ کہ اب بھی قدرے قلیل موجود بعد اُس کے ملکیت کو از روئے بیع شرع بہت تغیر و تبدیل ہوتا رہا۔ چوکی پولیس اِس قصبہ میں مقرر آبادی اکثر نہری و چاہی ہوتی ہے۔ سخی سرور یہ ایک خانقاہ فقیر کی ہے اور ایک اچھا قصبہ ہے اُسی سبب آباد عین دامن پہاڑ پر واقع ہے گزشتہ حال اس کا یہ ہے کہ حضرت سلطان احمد المعروف سخی سرور کا وطن اور زاد بوم شہر بغداد ہے اور بہرہ یاب سلک سلوک معرفت خدمت پر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی سے ہے ۶۲۰ھ ہجری تک بغداد میں رہے۔ بعد ازاں باپ ان کا زین العابدین معہ دو بیٹے خود ایک یہی سخی سرور دوسرا داؤد بطور سیر کنان اِس طرف ملک پنجاب میں آئے۔ اول بمقام و ہولکل قریب وزیر آباد کے سکونت کری۔ بعد ازاں بمقام سیالکوٹ مسکن گزین ہو کر زین العابدین نے وفات پائی کہ مقبرہ اُن سیالکوٹ میں موجود ہے اُسی جگہ سخی سرور ساتھ بیٹی گہنوں خان افغان جو صوبہ دار ملتان کا تھا شادی کی اُسے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام میاں رعنا مشہور ہے سخی سرور بذاتہ اہل فقر تھے۔ وہاں سے دل برداشتہ ہو کر بخیال اطاعت

الٰہی واسطے چلہ کاٹنے کے اِس طرف پہاڑ میں آئے جو اسی جگہ بحالت چلہ کاٹنے کے وفات پائی اور داؤد برادر وہیاں رعنا فرزند سخی سرور لبطرف بغداد وطن وطن مالوف خود روانہ ہوئے کہ میاں داؤد نے غزنیں میں وفات پائی کہ مقبرہ اُس جگہ موجود اور میاں رعنا بغداد میں جب سخی سرور اِس پہاڑ پر چلہ کاٹتے تھے کچھ آبادی نہیں تھی ظاہر کہ سخی سرور اہل فقر اور صاف باطن تھے براہ خدا انہوں نے بہت محنت اٹھائی سبب شہرہ آفاق ہونے کا یہ ہے۔ کہ اُن کے دروازہ پر تین شخص بیمار ایک مجذوم یعنی کھوڑا۔ دوسرا نابینا تیسرا اغین یعنی نامرد سائل شفا یابی کے آئی۔ حق تعالیٰ نے اُنکو شفا بخشی سب درست چاغ ہوگئے وہ تینوں مجاوری اختیار کرکے اُس جگہ سکونت پذیر ہوئے۔ چنانچہ اُن تینوں کی اولاد اُن تینوں کے نام سے مشہور رہے جو اولاد کھوڑی سے پیدا ہوئے۔ وہ کلنک مجاور کہلاتے ہیں۔ جو نابینا سے ہے وہ مجاور کا ہیں۔ نامرد کی اولاد شیخ مشہور ہے اور اب باندار سولہ سو پچاس مجاور خانقاہ سخی سرور پر رہتے ہیں اور اس زمانہ سے آباد ہوتے ہوئے اب قصبہ بنگیا ہے۔ پہلے زمانہ میں قبر سخی سرور سادہ خاک کی تھی۔ پیچھے کے زمانہ میں دیوان لکھپت رائے دوہپت رائے ہندوان سکنہ ہندوستان نے مکان پختہ بنایا اور از قدیم الایام ہر سرکار سے مجاور لوگوں کو واسطے مدد معاش کے کچھ نقدی اور محصول زمینات تمام موضع کا معاف ملا کرتا چنانچہ اب تک اسی طرح معافی بحال اس موقع پر چاہ کوئی نہیں آبادی زمینات رود کوہی و بارانی ہے۔ حتیٰ کہ پانی واسطے مال اور

انسان کے بڑی مشقت سے حاصل ہوتا ہے اگر بارش ہو گئی تو پانی بارش کا پیا ورنہ انداز دو دو تین تین کوس رود میں جا کر زمین کھودتے ہیں۔ پانچ پانچ دس دس ہاتھ کھدائی سے پانی بطور چوا جمع ہوتا ہے اس جگہ مشکیناہا میں لا کر پیتے ہیں شب و روز اسی گردانی میں بسر ہوتا ہے ہایام میلہ بھی بشرط نہ ہونے بارش کے اُسی پانی سے میلہ کے لوگ گزارہ کرتے ہیں۔ جو فی مشکینہ دو آنہ سے لے کر آٹھ آنہ تک فروخت ہوتا ہے۔ اکثر مجاور وغیرہ لوگ مسکونہ قبضہ مذکور بایام میلہ فروخت پانی کی بابت بہت پیسہ کماتے ہیں۔ لوگ معتقد اس خانقاہ کے بہت ہیں۔ مہینہ چیت میں اکثر زائران پنجاب ہندوستان کیا ہندو کیا مسلمان دفعہ بدفعہ بڑے اعتقاد اور صدق سے آ کر زیارت کر کے دعا مانگتے ہیں۔ ایک روز پہلے سنگراند بیساکھی سے تا دوسری ماہ بیساکھ یعنی ۳ یوم میلہ سخی سرور بڑی ہجوم سے ہوتا ہے۔ قریب پندرہ ہزار زن و مرد جمع ہوتا ہوگا زیادہ تر لوگ اس ضلع کے اور اضلاع متصلہ چنانچہ مظفر گڈھ ملتان ڈیرہ اسمٰعیل خان بہاولپور میلہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اس میلہ میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں ایک صرف تماش بین دوسرا واسطے ادائے فرض مذہبی جو بہت لوگوں کا قدیم الایام سے رواج چلا آتا ہے۔ کہ ہندو لوگ اکثر اس خانقاہ پر آ کر زنار پوشی اور موتراشی لڑکوں کو کراتے ہیں مسلمان لوگ بھی اکثر موتراشی لڑکوں کی کراتے ہیں اور بعضے لوگوں نے بموجب عقیدہ خود شرط کیا ہوا ہے کہ بروقت بسر ہونے کسی مراد دلی کے مثلاً پیدائش اولاد و حصول شادی و صحت بدن آ کر زیارت خانقاہ موصوف کی کریں اور

نذر مجوزہ دیویں اکثر لوگ واسطے ادائے اس شرط کے آتے ہیں ایسے لوگ عموماً عیال اطفال خود ساتھ لاتے ہیں۔ تیسرا چند لوگ دعا طلب بامید حصول کسی مراد آئندہ کے آتے ہیں اعتقاد لوگوں کا اس حد تک ہے کہ ہندو لوگ جو ایک بوند پانی مسلمان کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتے ہیں تو اُس جگہ مجاوراں کے گھر سے برتن گلی لے کر اس میں پانی پیتے ہیں۔ البتہ یہ باعث تفاوت پانی کا بھی ہے۔ اب سرکار سے بندوبست احداثی چاہ بمقام سخی سرور منظور ہو کر کام شروع ہے بلکہ قریب ساٹھ ہاتھ کے کنواں کھدوایا گیا ہے کمارہ پتھر کا نہایت سخت ہے کہ آگے بھی اس موقع پر کنواں کھودا گیا تھا۔ قریب دو سو ہاتھ عمق کے پانی نکلا تھا۔ لیکن پیچھے کسی سبب سے کنواں مدفون ہو گیا مجاوران نے بھی کچھ پرداخت اُس کنواں کی نہ رکھی تھی کہ نہ موجودگی کنواں سے موجب فروخت پانی اُن کا حیلہ گزران کا بنا ہوا ہے اب بھی احداثی یعنی کھودنے چاہ سے مجاور لوگ چنداں خوش نہیں لیکن عام لوگ سرکار عالی کو نہایت دعا دیں گے۔ اور رونق میلہ کی بھی زیادہ ہو گی۔ نسب نامہ سخی سرور صاحب کا نحوے سخی سرور ابن زین العابدین۔ ابن سید عمر۔ ابن سید عبداللطیف۔ ابن سید اسحاق۔ ابن سید اسمٰعیل ابن امام موسیٰ کاظم۔ ابن امام جعفر صادق۔ ابن امام باقر ابن امام زین العابدین۔ ابن امام حسین۔ ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس تحصیل میں جو اور دیہات ہیں۔ اکثر بعد آبادی ڈیرہ غازیخان آباد ہوئے کوئی زیادہ پرانا شہر نہیں ہے جب تک ڈیرہ غازیخان نہیں بنایا گیا ویرانہ محض تھا۔ آبادی زمین تحصیل ہذا حسب ذیل

ہے۔ سیلابہ از دریا ایک حصّہ چاہی خاص ڈیرہ وغیرہ ایک حصّہ
نہری یعنی نالجات دو حصّہ بارانی صرف چوٹی وغیرہ نیم حصہ اس
تحصیل میں دو تمن بلوچی واقع ہیں یا رو باطل کی طرف تمن کھوسہ چوٹی
کی طرف تمن لغاری مفصل حال ان کا بمعائنہ حالات بلوچستان واضح ہوگا۔
تحصیل سنگھڑ۔ سنگھڑ نام رود کوہی کا ہے جو بموسم برسات جاری ہو
کر زمینات موقوعہ علاقہ تحصیل سنگھڑ کو آباد کرتی ہے دراصل شہر
سنگھڑ کوئی نہیں دو قصبہ جات کلان چنانچہ منکھروٹہ و تونسہ متصل ایک
دوسرے کے واقع ہیں۔ تحصیل منکھروٹہ اور تھانہ تونسہ میں ہے تحصیل
سنگھڑ کی اسی واسطے مشہور ہے کہ اکثر آبادی اس تحصیل کی رود سنگھڑ
سے ہوتی ہے اور یہی آبادی زیادہ تر رودہا کوہی سے منحصر ہے۔ واضح
ہو کہ یہ تحصیل عین دامن پہاڑ پر واقع ہے اگر بارش اچھی ہو اور نہرہا
بخوبی چلتی رہیں تو یہ علاقہ پر آباد اور خوش رونق ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ
بارش نہ ہووے اور رودہا جاری نہوں تو ایسا سخت علاقہ ضلع میں
نہیں ہے۔ چنانچہ اسی موقع پر کسی شاعر نے کہا ہے۔ بیت تونسہ
منگھروٹہ ساختی ۔ دوزخ چرا پرداختی ۔

تفصیل رود ہاونالاہا موجودہ علاقہ سنگھڑ ضلع ڈیرہ غازیخان اور شروع کرنا تحریر اُنکا جانب شمال حد انتہائے علاقہ اس تحصیل سے ہوا ہے۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
نمبر	نام رود	جہاں سے آتا ہے	کہاں تک جاتا ہے	پانی اسکا کہاں تک پہنچ سکتا ہے اور کس قدر علاقہ آباد ہوتا ہے۔	کیفیت
۱	چور لور ہاملی	اندر پہاڑ بمقابلہ جد موضع کوٹ قیصرانے	زیرن درہ بقدر رسات آٹھ بند کے سیرابی ہوتی ہے	بشرطیکہ بارش زور خاصہ بند مردم قیصرانی کو آباد کرتا ہے	اگر بارش پہاڑ پر قرار واقعی ہو تو اسقدر آبادی مندرجہ خانہ نمبر ۲ ہو سکتی ہے ورنہ خانہ نمبر ۳ کی آبادی ہوتی ہے۔
۲	چور کہوہ لاوی	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے	بشرح صدر ہے
۳	رود بہاتی	اندر پہاڑ بفاصلہ ۱۲ میل کے بمقابلہ کوٹ قیصرانے	موضع پٹھر تک بفاصلہ ۲ میل	اراضی حدود ذیل مشمولہ کوٹ قیصرانی چوتبہ جھوک دلاکہ جھوک بودو جھوک رندوالہ ٹھہ جھوک سیرانی والی جھوک پارین والی موضع پٹھر کو بھی سیراب کرتا ہے	اگر بارش قرار واقعی ہو تو زمینات خانہ نمبر ۲ سیراب ہوتی ہیں ورنہ زمینات جھوک بودو تک بمشکل سیرابی ہوتی ہے۔

۴	چور جنگ جاہ	اندر پہاڑ بفاصلہ ایک میل	پنج چہر بندان	بقدر روس بندان مردم قیصرانی کی آبادی کرتا ہے	کیفیت اس کی بشرح نمبر ۳ کے ہے
۵	ببلانی	بفاصلہ دو کوس اندر پہاڑ	عمد ۲۰ بندان	الی جھوک حمل والی فاصلہ ایک میل آباد کرتا ہے	بشرح صدر
۶	چور چوہے والی	اندر پہاڑ بفاصلہ دو میل	تین خواہ چہار بند	قدرے اراضی مردم قیصرانی فاصلہ تخمیناً پاؤ میل	بشرح صدر
۷	لہڑی گوئند	اندر پہاڑ فاصلہ تین میل	سہ بند ۳	بشرح صدر	بشرح صدر
۸	لہڑی بہرند	〃	〃	〃	〃
۹	لہڑی سوا	اندر پہاڑ بفاصلہ تین میل حد کوٹ قیصرانی	〃	〃	اگر بارش بخوبی ہو تو خانہ نمبر ۵ تک یہ پانی آبادی کر سکتا ہے ورنہ خانہ نمبر ۴ تک مشکل پہنچتا ہے

۱۰	لہڑی وادی	اندر پہاڑ فاصلہ یکنیم میل	چھسات بندان	بشرح صدر	بشرح صدر
۱۱	ورد کہوان	اندر پہاڑ فاصلہ ۱۲/۷ میل بمقابلہ کوٹ قیصرانی	موضع نارڑی تک فاصلہ ۱۲/۷ میل	اراضی حسب ذیل کو سیراب کرتا ہے بروت مندوانی مشمولہ کوٹ قیصرانی بستی بزدار منگھوڑہ کوٹ قیصرانی نارڑی دونہ	اگر بارش بقرار واقعی ہو تو اراضی مندرجہ خانہ نمبر ۵ کو سیراب کر سکتی ہے ورنہ موضع بروت مندوانی و بزدار و کوٹ قیصرانی کو بمشکل سیراب کرتی ہے۔
۱۲	چرگرالی وداچی	اندر پہاڑ فاصلہ ڈیڑھ میل	چار پانچ بند موضع کوٹ قیصرانی	درمیان اراضی بروت مندوانی پہنچ سکتا ہے بفاصلہ پاؤ میل	بشرح صدر
۱۳	کہانکی	فاصلہ ۳/۴ میل	۱۲/۷ بند	اراضی بستی بزدار کو فاصلہ نیم میل سیراب کر سکتا ہے	بشرح صدر

				مارکہ واہی بہائیاں والی پچھرہ اوتیرای دراہی عثمان شاہ لنگاہ چولانی گاڈی سندیلہ	
۱۷	گزی	اندر پہاڑ فاصلہ ۲ میل بقا بلد حد موضع بغلانی	حد موضع چٹانی و گاڈی و بغلانی فاصلہ ۲ میل	فاصلہ ۵ میل تک پہنچتی ہے	بشرح صدر

۱۴	قیصر والی	اندر پہاڑ فاصلہ تین میل	۱۲ میل بندان	ارامنی حد منگھوڑہ فاصلہ مندرجہ ذیل تک پہنچ سکتا ہے	کیفیت بشرح نمبر ۱۳
۱۵	ککوالی	〃	〃	〃	〃
۱۶	رود منگھوڑ	اندر پہاڑ بمقابلہ حد منگھوڑہ فاصلہ تخمیناً ۸۰ میل	براہ پاڑہ سبجن نالا منگھوڑہ سے فاصلہ ۱۲ میل پر داخل دریا سندھ ہوتی ہے	ارامنی مواضعات ذیل کو یہ رود سیراب کرتا ہے منگھوڑہ مندرانی بغلانی سوکڑ گاڈی تونسہ سورا ڈومڑہ جہر لغاری اشرف ڈونہ بوہڑ ہیرو شرقی ہیرو غربی بنڈے مندا لعلو ٹب جنگ تہلہ چاکے لعل شاہ جراح سبجن لانگہ بودو پٹھان جلب عیدہ ارامین جید عبداللہ دارہ شاہ تاڑی شاہ پہلوان شمالی پہلوان جنوبی	اگر پہاڑ پر بارش باران بخوبی ہو جائے تو مواضعات مندرجہ خانہ نمبرہ کی آبادی بخوبی ہو جاتی ہے بصورت کمی باران مواضعات کمی پانی مواضعات ذیل کی آبادی ہوتی ہے مندرانی منگھوڑہ تونسہ بغلانی سوکڑ گاڈی الا انکی بھی بمشکل سیرابی ہوتی ہے اور یہ رود تمام رودہائے علاقہ سے کلان بنام نہاد منگھوڑ موسوم ہے

۱۸	چشپانی	فاصلہ ۲ میل بمقابلہ حد جسانے	بشرح خانہ نمبر ۱۷	فاصلہ ۵ میل تک پہنچتی ہے	کیفیت بشرح خانہ نمبر ۱۶
۱۹	رررہوی	اندر پہاڑ بفاصلہ ۴ میل بمقابلہ حد مہوی	موضع مکول فاصلہ ۴ میل تک	مہوی مکول بوہڑ	ایضاً
۲۰	رودمٹی	ایضاً	حد احمدانی	فاصلہ ۶ میل موضع مٹی و احمدانی تک سیراب کر سکتی ہے	ایضاً

حد شمالی علاقہ تحصیل ہذا موضع ماڑی و پہرو کوٹ قیصرانی و حد جنوبی موضع پروان و مٹی دھونی فاصلہ جنوب شمال تخمیناً ۱۲½ میل۔ حد غربی پہاڑ کوہستان و شرقی دریاء سندھ فاصلہ شرق غرب تخمیناً ۷½ میل ہے اکثر علاقہ کی آبادی بارش و ردو کوہی پر و بعضے مواضعات لب دریا میں آبادی چاہی و سیلانہ نیز ہے۔ خریف کی آبادی زیادہ اور اجناس ذیل کی پیدائش ہوتی ہے۔ باجرہ، جوار، کپاس، مونگ، شلجم سموکہ اور ربیع کی آبادی بہ نسبت خریف کم اور اجناس ذیل کی پیدائش ہوتی ہے۔ گندم نخود کالنگ مسور موٹھ سرشف السون سالوک خربوزہ علاوہ ان مزروعات کے اس تحصیل میں اور کوئی میوہ وغیرہ چیز خوردنی قابل تحریر پیدا نہیں ہوتی مگر درخت کریل بعلاقہ ہذا زیادہ اور موسم گرما میں یہ درخت اول پھول پیدا کرتا ہے و بعد ازاں میوہ سرخ کہ اندازہ میوہ درخت کنار کے برابر ہوتا ہے اور اُس علاقہ میں اُس کو ڈھیلہ بولتی ہیں بکثرت پیدا ہوتا ہے کہ غربا لوگ اِس کے پھول و میوہ کو کھانے کے استعمال میں لاتے ہیں۔ گھوڑا اور بیل اِس علاقہ کا مضبوط زور آور و خوبصورت ہوتا ہے بلکہ قابل تعریف ہے۔ بعلاقہ ہذا مواضعات ذیل کلاں و قابل تحریر حال مفصل آبادی وغیرہ کے ہیں کہ اُن کا ذکر درج ہوا باقی قصبہ جات خرد کچھ حاجت تحریر حالات اُن کی نہیں۔

۱ بغلانی ۲ منگھروٹہ ۳ تونسہ ۴ سوکڑ ۵ ہیرو ۶ نکول ۷ ہیرو شرقی ۸ دایرہ شاہ ۹ دراہی ۱۰ جھنگ۔ منگھروٹہ وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں کسی دیت نے درہ سنگھڑ پہ قلعہ پتھر کا بنوایا اُسی زمانہ میں جس کو

بہت مدت گزرتی ہے ویت مذکور نے جو نام اُس کا منگھروڑ
تھا اپنے نام سے یہ شہر جانب شرق قلعہ مذکور فاصلہ دو میل پر آباد
کیا اگرچہ کچھ پتہ تحریری یا بیان پیرسن سے محقق نہیں معلوم ہوا لیکن
قیاساً ایسا پایا جاتا ہے کہ جیسا ہرنند ہرناکس ویت کے وقت آباد ہوا یہ
قلعہ بھی اُسی وقت سے آباد ہوا۔ ازاں بعد اقوام گاڈی و لنگاہ اس
شہر میں مدت تک آباد رہے بعدش قوم ننکانے کہ جب اور اقوام
بلوچی پہاڑ سے نیچے اُتری۔ اقوام گاڈی وغیرہ کو نکال کر آباد ہوئے
دو دفعہ یہ شہر رد و بُرد ہوا اب عرصہ تخیناً ایک سو بیس سال سے
تیسری جگہ یہ دو شہر منگھروڑ کے آباد ہیں مالک موضع مذکور اکثر قوم
ننکانی قدرے قوم بُزدار۔ مکان تحصیل بھی اس منگھروڑ غربی میں ہے
جانب جنوب شہر مذکور فاصلہ قدم پر قلعہ سرکار ہے۔ چاہان حسب
ذیل موجود ہیں منگھروڑ شرقی میں منگھروڑ غربی قلعہ سرکاری علاوہ
اِن چاہان کے ایک چاہ از سرنو بمرور تین سال سرکار عالی مقدار نے
جانب شمال منگھروڑ غربی بمصارف خود واسطے افادہ رعایا تیار کروایا
یہ شہر پہاڑ سے جانب شرق فاصلہ تین میل پر واقع ہے اور مردم شماری
حسب ذیل ہے۔

منگھروڑ غربی

مرد	عورت	میزان
الف ۱۲۱۳	الف ۱۰۷۱	اعداد ۲۲۸۴

منگھروڑ شرقی

مرد	عورت	میزان
الف ۱۰۴۰	الف ۱۰۰۰	اعداد ۲۰۴۰

موضع بغلانی بمرور تخیناً تین سو برس مسمی لشکری خان قوم بغلانی
بلوچ نے اس شہر کو آباد کر کے اپنی قوم کے نام سے اسم شہر بغلانی
موسوم کیا۔ یہ موضع پہاڑ سے دو میل پر کنارہ شرقی سڑک سرحدی پر
واقع ۔ آبادکار اس کی اولاد مورث مذکور و قوم جٹ کاڈی ہیں اور
ایک چاہ آبنوشی کا موضع مذکور میں واقع ہے اور ایک خانقاہ کرم
قبول شاہ صاحب واقع ہے کہ ہر سال ماہ اساڑ میں بروز جمعہ اکثر
لوگ زیارت کے واسطے آتے ہیں اور کشتی پہلواناں بھی اُسی روز
ہوا کرتی ہے ۔ کوٹ قیصرانی۔ اس شہر کو اولاد قیصر خان نے بمرور تخیناً
سا ۳۲۰ سال آباد کیا اور چونکہ اولاد مورث ، قوم قیصرانی نامزد پس
اسم شہر نیز قوم کے نام سے کوٹ قیصرانی موسوم ہوا یہ شہر درہ پہاڑ
سے فاصلہ دو میل پر بکنارہ شمالی رود کہوان واقع ہے اور تمام قوم
قیصرانی اس گاؤں میں بستے ہیں، قدرے ہندو دوکاندار۔ ایک تمندار
فضل علی خان پسر مٹھہ خان اس موضع میں سکونت رکھتا ہے۔ جانب
شمال اس موضع کے للوعہ میل تک قوم قیصرانی آباد ہیں اور یہ علاقہ تمام
ریگستان اور پانی کی تمام قلت رہتی ہے ۔ ایک چاہ آبنوشی زمانہ سابق
میں نواب غازیخان نے احداث کرایا تھا اور بمرور تخیناً آٹھ سال
جانب شمال موضع ہذا فاصلہ نو میل پر قوم ابانی قیصرانی آبادکاران جھوک
بودونی ایک چاہ احداث کیا۔ مگر عمق اس چاہ کا بقدر ایک سو پچیس ۱۲۵ ہاتھ
کے تھا۔ مرمان مذکور سے بسبب ناتوانی پختگی چاہ نہ ہو سکی عنقریب وہ
چاہ شکستگی پر تھا۔ کہ سرکار فیض مدار نے رعایا اپنی پر رحم فرما کر بمصارف
زر کثیر تیاری و پختگی چاہ کرائی کہ اس چشمہ فیض سے اکثر تمن قیصرانی وغیرہ

باشندگان بہرہ یاب اور مصروف بدعوات ترقی اقبال سرکار کے ہیں۔ علاوہ اس کی جانب شرق اس چاہ کے سڑک سرحدی ہے ہزارہا مخلوق خدا آیند روند کو موجودی اس چاہ سے رفاہ ہے اور ثنا خوان سرکار ابدپایدار کے ہیں۔

تونسہ شریف۔ یہ موضع اوپر کنارہ سڑک ضلع جانب شرق منگھروٹہ فاصلہ دو میل پر واقع اور مسمی خیرہ خان چچا مورث مالکان تونسہ نے جس کو عرصہ تین سو بیس کا گزرتا ہے۔ جنگل ویرانہ دیکھ کر موضع آباد کیا اور نام گانوٗ بسبب جزوی آبادی کچھ نامزد ہوا تھا کہ چند عرصہ کے بعد بادشاہ خراسان جس کا نام محقق نہیں ہو سکتا واسطے سیر کے اس مُلک میں آیا اور بادشاہ موصوف کو رکھنے مرغ طاؤس یعنی مور کا ازبس شوق اور بہت طاؤس ہمراہ رہتے تھے۔ اس مقام پر جو بادشاہ آکر اُترا توقضا کار ایک طاؤس کلان مرگیا۔ تب سے نام اس جگہ کا طاؤس مشہور ہوا۔ رفتہ رفتہ غلط عام سے تونسہ مشہور ہوگیا۔ مالک موضع ہذا قوم پچھہ و بھٹہ ہیں۔ تخمیناً پانسو خانہ موضع ہذا کا ہے قدرے ہنود بستے ہیں اور بمرور تخمیناً ۸۰ برس اس شہر میں حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب علیہ الرحمۃ بعمر خُردسالی یہاں رونق بخش ہوئے یہ حضرت صاحب بعد حصول علم صاحب طریقت اور خدا پرست ہُوئے۔ اور بتاریخ ، ماہ صفر ۱۲۶۰ھ ہجری رحلت جہان فانی سے ہوئے ایک خانقاہ حضرت صاحب موصوف بمصارف زرکثیر تیار ہوئی اس خانقاہ کی عمارت نہایت عمدہ و صاف ہے۔ مزار شریف پر روز مرہ مخلوق مرید کی آمدورفت سے رونق رہتی ہے۔ اور ہر سال میں ، صفر کو عرس حضرت خواجہ صاحب موصوف علیہ الرحمۃ ہوا کرتا ہے صدہا مرید اُسی روز دور دور سے مسافت کرکے شرف زیارت کے واسطے اس مقام پر آتے ہیں۔ اور بحضور سجادہ نشین نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اس دربار پر لنگر بھی جاری

ہے کہ فقیر اور مرید آیند روند لنگر خواجہ صاحب سے روٹی کھاتے ہیں۔ یہ صاحب خلیفہ خاندان چشتیہ کے ہیں و نیز میاں عاقل محمد و تاج محمود کہ جن کی خانقاہ کوٹ مٹھن میں اور میاں نور محمد جن کی خانقاہ حاجی پور میں ہے۔ ایک ہی دربار مہاروی سے فیض یافتہ ہیں۔ اور اکثر پٹھان لوگ اقوام سدوزی و فرخلزی وغیرہ علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے اس خانقاہ کے مرید ہیں۔ اس شہر میں تھانہ پولیس و ڈاک بنگلہ سرکاری موجود ہے۔

موضع سوکڑ۔ یہ موضع جانب جنوب خاص منگھروٹہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور مسمی ملغ خان پسر لونک خان مورث کلان قوم تنکانی بمرور تین سو برس کے اس موضع کو آباد کیا اور نام اس موضع کا اس امر سے کہ وقت آبادی اس زمین پر بویا جاتا تھا۔ اکثر زراعت بسبب نہ ملنے پانی کے خشک ہو جاتی تھی اور زراعت خشک کو زبان اس ملک میں سوکھ بولتے ہیں۔ لہٰذا نام موضع کا سوکڑ مشہور ہو گیا۔ اور مالکان موضع ہذا اولاد ملغ خان کے ہیں۔ اور تخمیناً پانسو گھر مالکان وغیرہ کا ہے

موضع بیر و شرقی۔ بعہد عملداری نواب غازیخان جس کو عرصہ تخمیناً تین سو سال کا گزرتا ہے۔ مسمی بیر خان قوم تنکانی منجملہ پہلے تہگوانی ہیں۔ یہ موضع جانب جنوب و شرق تونسہ فاصلہ چہار میل پر اور سڑک سے شرقاً ایک میل سو نجات ہوں گے۔ آبادی مزروعات رود سنگھڑ سے ہوتی ہے۔ موضع دایرہ شاہ یہ موضع جانب شرق منگھروٹہ سے فاصلہ ۱ میل پر بکنارہ دریاء سندھ واقع ہے۔ وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب شاہ دین پناہ صاحب نے بمرور تخمیناً چار سو بیس سال اس جگہ جنگل ویرانہ میں دایرہ خود بنایا اور روز بروز آبادی زیادہ ہو گئی۔ شہر بن گیا اس لئے موضع کا نام دایرہ شاہ

مشہور ہوگیا اور حضرت موصوف قوم سید ہیں وفات اُن کی بھی اِس مقام ہوئی اور خانقاہ شریف بھی اِس جگہ پر ہے خود تو حضرت موصوف کی لاد نہیں مساۃ مائی سُہاگن خادم اُن کی تھی۔ اب اُس کی اولاد خادم درمالک دربار کہلاتے ہیں اور نذرانہ وغیرہ حسب حصص تقسیم کر لیتے ہیں اور اس فقیر کی خانقاہ آزدے آب ضلع مظفرگڑھ میں بھی واقع ہے ہر سال میں بماہ چیت میلہ بروز جمعہ کے مقرر ہے کہ پہلوان کشتی کرتے ہیں

موضع جھنگ۔ اِس موضع میں پیشتر قوم کہل بستی تھی عرصہ تخمیناً تین سو سال کا گزرا ہے کہ قوم منجوتہہ از روے خرید یا کسی اور صورت سے مالک موضع کے قرار پائی عرصہ دو سو پچاس سال سے سلطان اسمٰعیل صاحب مورث اعلیٰ قوم قریشی اِس موضع میں آکر سکونت پذیر ہوئے اولاد اُن کی زمینات خرید کر قابض ہوئی تا حال یہ موضع ہذا دونو قوم یعنی قریشی و منجوتہہ آباد کار ہیں۔ اور تخمیناً پانسو گھر باشندگان موضع ہذا میں ہے اور ایک چاہ آبنوشی کے واسطے موجود ہے اور یہ موضع لب دریاء سندھ پر واقع ہے۔

موضع دراہی۔ یہ موضع جانب جنوب منگھروٹہ سے نو کوس کے فاصلہ پر ہے عرصہ ایک سو پچاس برس کا گزرا ہے کہ مسمی الہ داد مورث مالکان موضع قوم چنجبرہ نے اِس موضع کو آباد کیا۔ اس موضع کی زمین پر گھاس دربہہ بہت پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے نام دراہی مشہور ہوگیا ہے عملداری ہائے گذشتہ میں اس موضع میں کاروار رہا کرتا تھا۔ آبادی اس موضع کی چاہی اور سیلابہ ہوتی ہے۔

موضع مکول کلان۔ یہ موضع جانب جنوب و مشرق بفاصلہ ۸ میل منگھروٹہ سے ہے اول اس جگہ قوم مکھول رہتی تھی۔ جب نوتک خان مورث اعلیٰ قوم نتکانی بعلاقہ ہذا آیا تو حسن خان پسر نوتک خان مورث قوم حسانی سے اِس موضع پر قبضہ کر لیا۔ کتا

ال اُس کی اولاد متصرف ہے اور نام موضع بدستور مکول مشہور اور اِس موضع
یں ایک خانقاہ اعلیٰ حضرت مخدوم جہانی صاحب واقع ہے۔ اکثر لوگ واسطے
زیارت کے آتے ہیں۔ اور خصوص جس کو مرض دبل وغیرہ کا ہو تو مریض کو خانقاہ
ی خاک لگاتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ بموجب اعتقاد اُن لوگوں کے مریض کو شفا حاصل
ہو جاتی ہے۔

تحصیل جام پور

یہ تحصیل بہت اچھے موقع اور تمام علاقہ بارونق و خوشنما ہے۔
قصبہ جام پور خاص شہر جام پور بعد آبادی ہونے ڈیرہ غازیخان کے آباد ہوا مشہور
ہے کہ جام پاندہ ہے۔ نام جو اصل ذات کا چغتہ اور باشندہ ہندوستان کا تھا
اور بادشاہ دہلی کے ساتھ جھگڑا اور لڑائی کرتا تھا۔ وہاں سے شکست کھا کر بطور
گمنام یہاں آیا۔ اب جہاں شہر جام پور آباد ہے یہاں موضع مردم مانک کا تھا جام
پاندہا ہی نے جو صاحب جائیداد اور چند لوگ برادری اُس کے ساتھ تھے۔
اس شہر کو آباد کیا تب سے یہ موضع زیادہ تر آباد ہو چلا۔ پاندہی مذکور جو زیادہ
جھگڑا اور تکرار کرنیوالا تھا اِس سبب سے یہ قوم بنام نہاد جھگڑ مشہور ہوئی
مردم مانک جو تدریجاً فوت ہو گئے تو نصف زمین موضع مذکور کی مردم ایران
کر ملی وہ بھی بتدریج فوت ہوتے گئے زمیندار اِس کے بموجب بنیاد و خرید
کے مردم جھگڑ اور ہندوان ہیں بلکہ اب زیادہ تر زمینداری اہل ہنود کی ہے۔ اس
قصبہ میں اولاد جھگڑ سے فیض محمد جھگڑ اور ہندو لوگوں سے چوہدری ولی رام
نمبردار مقرر ہیں آبادی اس شہر کی اور گرد نواح اس کے نالجات سے ہے۔ جو
نالہ سون دروازہ شہر پر جریان رہتا ہے۔ اور کنوئیں بھی جاری ہیں اور مشرق

کی طرف سیلابہ بھی ہے بموسم ساون اِس نالہ سون پر مثل ڈیرہ غازیخان جیسی نالہ کسنوری پر رونق ہوتی ہے۔ اِسی طرح اِس نالہ پر بھی اور پیشتر اِس سے جب تک سید شاہ جمال کی نہیں باندھی گئی یہہ گانو بسبب کثرت سیلاب کے غرق آب اور خراب ہو گیا تھا۔ جب سے بند باندھی گئی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اکثر پیدا وار نیل سیاہ اور افیون اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے زمیندار قصبہ ہذا مرفہ الحال ہیں یہہ شہر اچھا خوشنما اور بارونق ہے لوگوں میں یہہ قصبہ ڈیرہ غازیخان کا بچہ مشہور ہے۔ مقام تحصیل اور تھانہ اسی قصبہ میں خاص متعلقہ اور تفصیل مردم شماری خاص شہر حسب ذیل

مرد للہ ۱۱ بعد للہ	سمہ حاضر للہ	سمہ لما بعد	اور اسباب چوبی مثلاً پا
۴۲۴۹	۳۵۴۷	۷۹۹۶	

رنگین و پلنگ و کھلونہ ہائے طفلان وغیرہ بہت اعلیٰ قسم ساخت ہوتے ہیں رقبہ داجل۔ یہ قصبہ ڈیرہ غازی خان کی آبادی سے پہلے آباد ہوا۔ وجہ تسمیہ اس یہ ہے کہ داؤ نامی قوم نہڑ مالدار تھا۔ بملاحظہ حال پیشین زبان مندرجہ کتاب ہذا واضح ہوگا کہ سب سے پہلے بعلاقہ تحصیل راجنپور دہڑند مردم نہڑ آباد تھے ہڑند و داجل کے مابین فاصلہ تخمیناً ۱۵ میل کا ہوگا۔ علاقہ ہڑند میں نہڑ بستے تھے۔ ان میں یہ شخص اسی مقام پر جہاں اب شہر داجل کا ہے۔ اتفاقاً چلا گیا بارش ہوئی دیکھ کر موقع گھاس کا عمدہ پایا مال کے ساتھ اُس جگہ بسنے لگا، کہتے ہیں کہ ایک درخت جال کا موجود تھا۔ اُس جگہ بستی بنائی بڑھتا بڑھتا ایک اچھا قصبہ بنگیا اور کثرت استعمال سے عوام الناس میں داد و حال ہوتا ہوتا داجل مشہور ہو گیا۔ اب پرانا کاغذات پٹہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ داد و جال اصل نام موضع کا تھا۔

اب لوگ اِس موضع میں بتفصیل ذیل آباد ہیں۔ مرد عورت میزان
سمہ ۱۱ سالہ سمہ سالہ

آبادی اس موضع کی بارانی ہے۔ زیادہ تر رود کہاسی ہوتی ہے۔ اگر بخوبی بارش ہو جاوے تو رودھا جاری ہیں تو موسم ساونی میں یہ موضع خط بہشت کا ہے زینات ایسی تاثیر رکھتی ہیں کہ صرف ایک پانی جب زینات میں بھر جاوے بے زوال فصل پختہ ہو جاتا ہے خدانخواستہ اگر بارش نہ ہووے۔ خصوص موسم بیاکھ و جیٹھ میں دوزخ سے بھی بدتر ہے بڑا نقص سب سے یہ ہے کہ اکثر پانی پینے کی تکلیف رہتی ہے۔ پانی کا یہ حال ہے کہ شہر بھر میں کنواں کوئی نہیں پرانے بعضے ہیں۔ مگر پانی مانند زہر کے ہے اول تو موسم برسات میں دو تین بڑے بڑے تالاب گرداگرد شہر کے بھرے جاتے ہیں اکثر اُن سے گزارہ ہوتا ہے جب وہ خشک ہو جاتے ہیں۔ تو کالا پانی براہ موضع ہڑند پہاڑ سے آتا ہے مگر بڑی دقت سے میسر ہوتا ہے۔ بحالت کمی پانی لوگ بڑی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ پیشتر مقام تحصیل کا اس قصبہ میں تھا ۱۸۶۰ء سے مقام جام پور اسی سبب تکلیف پانی سے چلا گیا۔ ہڑند کا شہر ایسا بڑا نہیں جو قصبہ تصور کیا جاوے مگر گرداگرد اُس کے اچھے اچھے دیہات آباد ہیں۔ ہڑند کا قلعہ بہت پرانا ہے یہ علاقہ ہنود راجہ کے وقت سے آباد اب قلعہ ہڑند میں تھانہ پولیس و نیز پوسٹ جگی تعینات رہتا ہے۔ یہ قلعہ عین دامن حد پر نیچے کوہ ماڑی دور اگل کے واقع ہے اس علاقہ میں دو تمن گورچانی لنڈ کے رہتے ہیں۔ آبادی علاقہ ہذا اکثر رود کہاسی ہوتی ہے اور بڑا لطف یہ ہے کہ کالا پانی درہ کہا پہاڑ سے دایما جاری رہتا ہے جو اُس سے آبادی ربیع و خریف دونو فصل اچھی ہوتی ہے پیشتر یہ علاقہ بسبب لوٹ مار مردمان پہاڑی کے تہ بار اور خوار تھا اب جب سے

بندوبست پہاڑ کا ہوا اور نیز حاکمان وقت بحال تمندار گورچانی و تمندار لنڈ
ہوئے روز بروز ترقی پر ہے بفاصلہ تخمیناً تین میل قلعہ سے ایک اچھا موضع جس
نام بٹی لنڈان ہے واقع مقام قیام گاہ تمندار لنڈان کا ہے۔ وہ موضع اچھا آ
اور خوشنما ہے۔ صرف یہ زیادہ عیب ہے کہ خاص بٹی لنڈان میں کنواں پانی کا کوئی
گردنواح اُن کے نہر کا پانی چلتا ہے وہی لوگوں کے پینے کے کام میں آتا ہے ذائقہ
کچھ کسی صورت نقص نہیں۔ لیکن تاثیر خراب رہتا ہے۔ حاجی پور۔ یہ موضع تخمیناً
صد سال سے ملک محمد برہ نے جو ملک جیدر آباد سندھ سے کوچ کر کے اِس
ملک میں آیا اور آباد کیا۔ بعد اُس کے میاں صاحب عبدالنبی قوم عباسی جو صو
قوم ملک سندہ کا تھا۔ آکر متمکن ہوا جناب اولاد اُس کی میاں صاحب شا
خان جاگیردار راجنپور موجود ہیں۔ مفصل حال خاندان حسب نسب میاں صاحب
مشارالیہ چمن دوم گل دوم سے واضح ہوگا اب زیادہ تر رونق قبضہ مذکور
بطفیل میاں صاحب ممدوح کے ہے اور علاوہ اِس سے ایک خانقاہ میا
صاحب میاں نور محمد اہل فقرا کی واقع ہے۔ جو لوگ واسطے زیارت
کے بوقت مقررہ بروز عرس آیا کرتے ہیں۔ خانقاہ کوٹ مٹھن و خانقاہ تونس
علاقہ سنگھڑ اور یہ ایک ہی خاندان چشتی سے ہیں۔ آبادی موضع ہذا رود
سے ہوتی ہے۔ بشرط بارش اجرای رود کو ہی اچھی رونق آبادی کی ہوتی
کوٹلہ مغلان بعملداری موغلی آغا علی اکبر قوم مغل جو اصل متوطن خراسان کا تھا
یہ ملک زیر تحت بادشاہت خراسان اور مغل لوگ علاقہ ہذا میں آکر تعینات
اس جگہ ویرانہ پر موضع آباد کیا جو کوٹلہ مغلان مشہور ہوا اب بھی مغل لوگ مرزا

وغیرہ اِس موضع میں آباد ہیں۔ اِس تحصیل میں جملہ آبادی عموماً چہار حصہ پر منقسم ہے۔ سیلابہ (یک حصہ) چاہی (یم حصہ) نالجات یعنی نہری (ایک حصہ) رود کوہی (ایک حصہ) کالا پانی (نیم حصہ)

تحصیل راجنپور

قصبہ راجن پور وجہ تسمیہ اِس کا یہ ہے کہ شیخ راجن مخدوم صاحب والی سیت پور نے عرصہ تخمیناً یعنے سال ۱۱۷۵ھ ہجری جس کو عرصہ مالحہ برس کا گزرا ہے جو اُس عرصہ میں یہ علاقہ سیت پور سے تعلق رکھتا تھا۔ جب نالہ وہندی کہُدایا اور نالہ قطب شاخ اُس کی نکالی یہ قصبہ آباد ہوا اُس کی نام سے راجنپور کہلاتا ہے ۱۸۶۲ء میں اِس جگہ مقام تحصیل اور اسسٹنٹی سب ڈویژن ڈیرہ غازی خان مقرر ہوئی اور نیز جہادنی موضع اسسٹنٹی سے منتقل ہو کر اِس مقام پر آئی ہمیشہ ایک رجمنٹ اور دو کمپنی پلٹن تعینات رہتی ہیں قصبہ ہذا اور گرد نواح کی آبادی اکثر نالہ قطب اور چاہی ہوتی ہے زمین بہت اچھی ہے۔ درخت اچھے سایہ دار اور خوشنما ہو گئے ہیں۔ جب سے صدر مقام عدالت پرگنہ کا اس قصبہ میں مقرر ہوا بہ نسبت سابق آبادی اور رونق شہر کو بڑا فرق ہے آگے۔ یہ قصبہ مثل مواضعات دیہات میلا اور کم حیثیت تھا۔ اب شہر کا نمونہ بنگیا ہے ہنوز روز اول ہے۔ جیسا سرکار کا ارادہ اِس موقع پر ضلع بنانے کا ہے اگر ضلع بن گیا تو زیادہ تر پروان پا جائے گا۔ اور حقیقت میں یہ قصبہ اچھے موقع پر اور لائق ضلع کے ہے۔ اول حد کے کنارہ پر واقع ہے

دوسرا وسط علاقہ میں ہے۔ افسوس کہ جیسی زمین اس قصبہ کی لائق آبادی
کے ہے اور نالہ دروازہ شہر پر جریان تزاید آبادی پر نہ رعایا متوجہ
ہے اور نہ سرکار زیادہ متوجہ ہے۔ کیونکہ اگر اس نالہ کی چڑھائی اور اترائی
کا زیادہ بندوبست کرکے لوگوں کو واسطے آراستگی باغات اور تزائد
آبادی کے راغب کیا جاوے بلکہ مدد مناسب بھی منجانب سرکار دے
تو کچھ شک نہیں کہ ایک دن یہ قصبہ مثل ڈیرہ غازی خان بلکہ زیادہ از
باغات سے آراستہ اور سرسبز ہو جائے گا زمینداری اس قصبہ کی زیادہ
تر پانچ قوم مفصلہ ذیل پر منقسم ہے اقوام سید جن کا زمان شاہ نمبردار
و سرگردہ ہے۔ اقوام سیدیو جنکا مکٹی آسانند نمبردار و سرگردہ ہے
اقوام نیرہ جن کا آسانند معتبر ہے مردم کہرانہ جن کا کیول رام سرگردہ ہے
مردم ماچھی جن کا ملک عثمان نمبردار ہے۔ تفصیل مردم شماری ہے۔
مرد [illegible] (۳۲۸۰) عورت [illegible] میزان [illegible]
اور اس قصبہ میں ایک خانقاہ مولوی محمد حسن کی واقع ہے۔ یہ شخص قوم پٹھانی
بلوچ تھے۔ میاں صاحب میاں نور محمد سے جس کی خانقاہ قصبہ حاجی پور
میں ہے۔ فیضیاب ہوئے چنانچہ اوپر خانقاہ کا ہے۔ مولوی صاحب خود بذات
اچھے اہل علم اور فقیر تن ہیں۔ لوگ اچھا ادب کرتے ہیں۔

قصبہ کوٹ مٹھن عرصہ تخیناً دو صد سال میں جب اس علاقہ میں ناہر لگ
قابض تھے ایک شخص مٹھن نامی جتوی نے جو مالدار تھا اس موقع پر بستی
اپنی بنائی۔ کچھ عرصہ بعد قاضی صاحب قاضی شریف محمد جو اصل متوطن سنگھڑ

ضلع ملتان کے تھے۔ مشیت ایزدی سے خانہ کعبہ مبتلا ہو کر اس بستی میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ قاضی صاحب اہل علم تھے۔ رواج علم کا شروع کیا رفتہ رفتہ اُن کا عونخا ہوا اور یہ موضع بن گیا بسبب واقع ہونے دریا کنارہ دریا کے ہر صورت سے بیوپار وغیرہ اقسام کی ترقی شروع ہوئی۔ پیشتر صدر مقام حاکمان اسی قصبہ میں رہتا تھا چنانچہ جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی اول اس قصبہ میں تحصیل پھر اسسٹنٹی سب ڈویژن ڈیرہ غازی خان مقرر ہوئی ۱۸۶۴ء سے پیشتر جب تک یہ قصبہ پرانا برد نہیں ہوا ایسا خوش رونق اور پُر آباد تھا کہ ڈیرہ غازیخان صدر مقام ضلع سے فائق بسبب اس کا یہ تھا کہ قصبہ ہذا کنارہ دریا پر واقع اور بیوپار براہ دریا دور دور اطراف جنوباً شہر بمبئی شمالاً ڈیرہ اسمٰعیل خان و ملتان و لاہور تک جاری اور ساہوکار بیوپاری بڑے نامور اور فن بیوپار میں نہایت دلیر رہتے تھے۔ جس میں ایک شخص بھائی نیک چند قوم پوپلی برادرزادہ بھائی مہر چند کا نام تمام ملک ہند میں مشہور ہے جس کے پانچ سداورت بمقامات ذیل خاص کوٹ مٹھن راجنپور ملتان خان پور علاقہ بہاولپور غوث پور علاقہ ایضاً مقرر رہتے تھے۔ یعنی بمقامات مذکورہ ہر کس فقیر دعا خیر خیرات خواہ کو کیا ہندو کیا مسلمان منجانب مشار الیہ آرد ایک آنہ نقد ایک ٹنکہ وبرام تہ یعنی خیرات ملا کرتا تھا۔ اس قصبہ میں تخمیناً بیس کوٹھی ساہوکاران بیوپاریان کلان جاری اور لوگ بڑے مرفہ الحال اور مالا مال تھے۔ لیکن انقلاب زمانہ سے سب برباد ہو گئے سبب یہ ہے کہ اول ۱۸۶۴ء میں دریا سندھ شورش کر کے پرانے شہر کو برد کر گیا لوگ خانہ برباد ہو کر مکانات حسنی میں گزر کرنے لگے۔ مقام کچہری اسسٹنٹی اور تحصیل کا دہان

سے منتقل ہو کر بمقام قصبہ راجنپور چلا گیا۔ کپتان لیسن صاحب بہادر اُسوقت اسسٹنٹ کمشنر راجنپور کے تھے۔ صاحب ممدوح نے بندوبست آبادی شہر جدید کوٹ مٹھن کا کیا اگرچہ شہر بہت اچھا وضع دار خوشنما فراخ آراستہ تجویز ہوا لیکن بسبب نہ ہونے صدر مقام کے اکثر مکانات اور محلات ویرانہ ہوگئے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہوگیا کہ بیوپاری لوگ بسبب بیوفائی بیوپار کے سنہ ۱۹۶۲ء سے جو جب اجناس غلہ اور پنبہ کو کمی نرخ کا بڑا نقصان پہنچا تھا۔ خستہ حال و بیوقار۔ اس قصبہ میں میانصاحب غلام فرید اولاد اس قاضی شریف محمد صاحب سے بڑے بزرگ اور اہل فقر ہیں تفصیل شجرہ نسب سے ظاہر ہے۔

شجرہ نسب حضرت شریف محمد صاحب

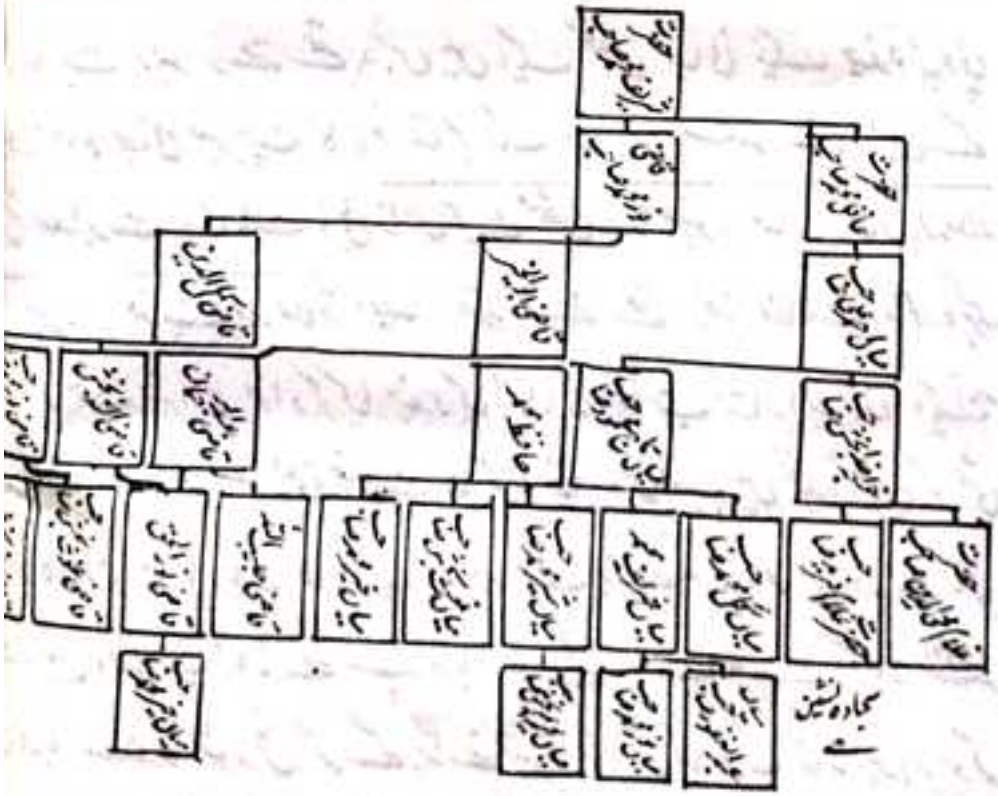

واضح ہو کہ میاں عاقل محمد صاحب سے اس خاندان کو زیادہ فروغ ہوا ہے یہ صاحب حضرت نہاروی صاحب سے بہرہ یاب ہو کر علاقہ بہر میں زور قدرت علم اپنے کا دکھایا اور بہت گمراہ لوگوں کو راہ معرفت کا بتایا سدہا لوگ بصدق دل بیعہ سلک مُریدان ہوئے۔ چنانچہ نواب صادق محمد خان والی بہاولپور بھی مُرید اس دروازہ کا ہوا ظاہر ہے۔ کہ جب ایسا والی مُلک معتقد اور مرید ہو زیادہ غوغا اور شہرت ہو جاتی ہے۔ اسی سبب زیادہ تر نام مشہور ہوا۔ جب میاں صاحب موصوف کا وصال ہو گیا۔ ایک بہت اچھی خانقاہ بمقام پُرانا کوٹ مٹھن تعمیر ہوئی۔ جب سے پرانا شہر دریا برد ہوا اب خانقاہ بھی اسی نمونہ کی نئی بنائی گئی ہے اور ایک دوسری خانقاہ میاں تاج محمود صاحب مستقل اُس کے واقع ہے یہ خانقاہ بنسبت خانقاہ موصوفہ بالا چھوٹی ہے کیونکہ انکی مزید بہ نسبت والی مُلک کم مقدور ہیں۔ لیکن میاں تاج محمود صاحب راز فقیری میں خوب ماہر اور لاثانی تھے میاں صاحب میاں سلیمان جن کی خانقاہ تونسہ میں ہے اور میاں صاحب نور محمد حاجی پور والہ اور میاں خدا بخش صاحب پوتہ میاں عاقل محمد صاحب اور میاں تاج محمود صاحب ایک ہی دربار سے فیض یافتہ و ہم مکتب و ہم مطلب تھے۔ تفصیل مردم شماری حسب ذیل ہے۔ مرد ۱۸۵۲ عورت ۱۸۰۷ مجموعہ ۳۶۵۹

قصبہ روجھان۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ کہ جس جگہ پر اب یہ قصبہ ہے۔ اُس زمین کا نام روجھان مشہور تھا۔ جب اس ملک میں نہڑ لوگ متصرف تھے اُن لوگوں نے گرداگرد اس کے چھوٹے چھوٹے کوٹ تعمیر کئے کہ اب تک پُرانے نشان موجود ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد جب معرکہ بلوچستان زمین پر اُترے

سردار عمل خان اُس وقت تمندار کل قوم مزاری کا تھا۔ اُس نے جب زیادہ زور پایا اور خود قابض ہو کر مردم نہڑ کو ملک متصلہ سے بدر کیا تب یہ نالہ احداث کرایا۔ جس کا نام عمل واہ مشہور ہوا جو اب تک کنڈر اُس کا موجود پڑا ہے اُس نے یہ قصبہ روجھان کا آباد کیا حسب رواج ملک جو بہ بلوچ لوگ ایک دوسرے کا خوف رکھ کر اپنے اپنے مکانات کو چھوٹا چھوٹا کوٹ دیوار کا تعمیر کر کے اندر اُس کے بستے تھے اس تمندار نے بھی شہر روجھان کے گرد کوٹ بطور قلعہ خود تعمیر کرایا جو تا حال بدستور چلا آتا ہے۔ جب سے عملداری سرکار انگریز بہادر کی ہوئی اور ملک میں امن ہوا دوست علی خان تمندار مزاریان نے غربی طرف شہر روجھان سے بفاصلہ ایک میل اپنا علیحدہ ڈیرہ آباد کیا جو بنام نہاد ڈیرہ دوست علی خان کے مشہور رہا جب دوست علی خان فوت ہو گیا۔ امام بخش خان برادر حقیقی تمندار موصوف مرحوم نے بنظر اِس کے کہ اُس موقع پر دوران سیلاب زیادہ تھا۔ اُس کے قریب علیحدہ ڈیرہ بنایا جو بنام شہر امام بخش خان مشہور ہے اور اب اچھا قصبہ بنگیا ہے۔ خاص قصبہ روجھان سے بعضے امورات میں زیادتی پکڑ گیا ہے۔ کیونکہ خاص مسکن گاہ تمندار کا ہے اور تمندار موصوف ذی مقدور اور صاحب خرچ کے ہیں ایک امیر کے پیچھے چند غریبوں کی گزران ہو سکتی ہے اسی سبب لوگ اکثر اُس جگہ کی رہائش اپنے زیادہ تر مفید اور پسند تصور کر کے اماکن پذیر ہوئے ہیں۔ ہنوز روز اول ہے یقین ہے کہ اس سے بھی زیادہ ترقی اِس قصبہ ہو گی۔ ڈاک بنگلہ سرکاری اس قصبہ میں تعمیر ہے۔ اور خود تمندار صاحب نے اپنے اجلاس کے واسطے بہت اچھا بنگلہ رنگین اور خوشنما بنوایا ہے

اور ایک مسجد بہت اچھی واسطے عبادت گاہ کے بنوائی ہے اور منوز تعمیر بمان رہا ہے اور حرم سرا شروع ہے۔ صرف اس قدر نقص ہے۔ کہ پانی ایک کنوئیں کا جو مشرق طرف قصبہ مذکور کے واقع ہے۔ شیریں باقی کنوؤں کا تلخ اور زمین گرداگرد جو سد کے باہر ہے وہ بموسم طغیانی غرقاب ہو جاتی ہے اور جو زمین سد کے اندر ہے وہ کم شور درخت میوہ دار اور رونق باغات نہیں ہو سکتی چنانچہ مدت سے تمندار صاحب نے ایک بیڑہ لگایا صدہا روپے خرچ کئے اور محنت از حد زیادہ ہوئی مگر بسبب نا قص زمین کچھ فائدہ نہ ہوا اگر زمین اچھی اور لائق لگانے باغات کے ہوتی تو بیسا شوق تھا کچھ تعجب نہیں کہ شہر آراستہ ہو جاتا۔ گرد و نواح اس کے چند مواضعات آباد ہیں جو تمن مزاری کا قابض ہے اور پیداوار زراعت زیادہ تر اوپر کنارہ سیلابہ ہوتی ہے۔ اور بجانب یعنی غرب کی طرف رودبانی پہاڑ سے فصل خریف ہوتا ہے تفصیل مردم شماری بموجب ذیل مرد ۳۱۴۱ عورت ۲۵۱۵ میزان ۵۶۵۶

قصبہ بہاگر۔ یہ قصبہ نہڑ لوگ نے جب نالہ بہاگری کھدوایا آباد کیا چنانچہ اب تک اولاد اُسی نہڑ لوگ سے رانجھا خان و سلام خان نہڑ موجود اور ملکیت اکثر موضع ہذا اور ڈیرہ بہائی متصل اُس کے اُنہیں کے قبضہ میں ہے اور نیز نمبردار و ذیلدار موضع مذکور کا سلام خان ہے۔ آبادی اس موضع کی سیلابہ اور چاہی بھی ہوتی ہے۔ مرغائی۔ جس زمانہ میں مخدوم صاحب نے نالہ قادرہ کھدوایا اور نالہ گیان ہل اس کی شاخ نکلوائی تب سے یہ موضع مرغائی آباد ہوا۔ اگرچہ نالہ گیان ہل غیر آباد لیکن بسبب گردش رخ دریا کے آمد سیلاب کی زیادہ ہے اکثر زمین سیلابہ سے آباد اور کچھ نالہ قادرہ سے بھی آباد ہوتی ہے۔

اور ایک مسجد بہت اچھی واسطے عبادت گاہ کے بنوائی ہے اور منوز تعمیر مہمان سرائے اور حرم سرا شروع ہے۔ صرف اس قدر نقص ہے۔ کہ پانی ایک کنوئیں کا جو مشرق طرف قصبہ مذکور کے واقع ہے۔ شیریں باقی کنوؤں کا تلخ اور زمین گرداگرد جو سد کے باہر ہے وہ بموسم طغیانی غرقاب ہو جاتی ہے اور جو زمین سد کے اندر ہے وہ کم شور درخت میوہ دار اور رونق باغات نہیں ہو سکتی چنانچہ مدت تمنا صاحب نے ایک باغیچہ لگایا صد ہا روپے خرچ کئے اور محنت از حد زیادہ ہوئی مگر بسبب نامناسب زمین کچھ فائدہ نہ ہوا اگر زمین اچھی اور لائق لگانے باغات کے ہوتی تو بیسا شوق تھا کچھ تعجب نہیں کہ شہر آراستہ ہو جاتا۔ گرد و نواح اس کے چند مواضعات آباد ہیں جو محسن مزارعی کا قابض ہے اور پیداوار زراعت زیادہ تر اوپر کنارہ سیلابہ ہوتی ہے۔ اور بجانب یعنی غرب کی طرف رودبانی پہاڑ سے فصل خریف ہوتا ہے تفصیل مردم شماری بموجب ذیل مرد ۳۱۴۱ عورت ۲۵۱۵ میزان ۵۶۵۶

قصبہ بہاگر۔ یہ قصبہ نہڑ لوگ نے جب نالہ بہاگری کھدوایا آباد کیا چنانچہ اب تک اولاد اسی نہڑ لوگ سے رانجھا خان و سلام خان نہڑ موجود اور ملکیت اکثر موضع ہذا اور ڈیرہ بہائی متصل اس کے انہیں کے قبضہ میں ہے اور نیز نمبردار و ذیلدار موضع مذکور کا سلام خان ہے۔ آبادی اس موضع کی سیلابہ اور چاہی بھی ہوتی ہے۔ مرغائی۔ جس زمانہ میں مخدوم صاحب نے نالہ قادرہ کھدوایا اور نالہ گیان مل اس کی شاخ نکلوائی تب سے یہ موضع مرغائی آباد ہوا۔ اگرچہ نالہ گیان مل غیر آباد لیکن بسبب گردش رخ دریا کے آمد سیلاب کی زیادہ ہے اکثر زمین سیلابہ سے آباد اور کچھ نالہ قادر سے بھی آباد ہوتی ہے۔

قصبہ ڈنگ ۔ یہ قصبہ بوقت صوبہ داری مخدوم صاحب آباد ہوا کرانے
جامڑہ نے آباد کیا ۔ چنانچہ اب تک اکثر ملکیت جامڑہ لوگ کی ہی ۔ اکثر آبادی
سیلابہ سے ہوتی ہے ۔ تھوڑی چاہی ۔ اس قصبہ کی شرقی طرف پر خانقاہ
ایک سید صاحب تہارن امام کی ہے اس پیر کی اولاد اور خاندان سے بدگمد
شاہ دولن شاہ موجود ہیں اور یہ خانقاہ درمیان جنگل ڈامنہ کے واقع ہے ۔
جو اس جگہ اکثر مالدار لوگ سکونت رکھتے ہیں ۔ اور مشہور چوری پیشہ ہیں ۔
وہ لوگ اکثر بموجب قربت اکثر حلف تہارن امام کی کرتے ہیں ۔ کسی کو جھوٹی قسم اٹھانے کا نتیجہ مل گیا ۔ تب سے تہارن امام کے زیادہ تر معتقد ہوئے اور جو کہ وہ لوگ ہمیشہ جنگل میں رہتے ہیں اور دودھ لسی پیکر مست پھرتے ہیں ۔ موسم چیت میں میلا مقرر کر دیا جو ہمیشہ اس موسم میں جمع ہو کر جمگھر کھیلا کرتے تھے رفتہ رفتہ رواج پڑ گیا کہ ماہ چیت مطابق ماہ مارچ
بروز ہر سوموار تین میلا کرتے ہیں جو درمیانی روز سوموار ہوتا ہے وہ بہ نسبت
اول و تیسرے کے زیادہ تر فوقیت رکھتا ہے ۔ حیثیت سابق سے جس قدر ملک
کی ترقی ہوئی ۔ اسی قدر اس میلا کو بھی ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ اس علاقہ میں
صرف ایک یہ میلا ہوتا ہے ۔ اور لوگ آج کل زیادہ آرام و رونق میں ہیں
اور میلے پر اچھا ہجوم لوگوں کا ہوتا ہے ۔ اور راگ رنگ و ناچ و تماشہ
بھی ہوا کرتا ہے یقین کہ آگے کو زیادہ ترقی پر ہوگا ۔

نوشہرہ ۔ یہ قصبہ بوقت عملداری نواب صادق محمد خان صاحب
بہاولپور اسلام خان قوم داد پوترہ نے آباد کیا ۔ اصل میں نام اس کا نواں شہر
اسلام خان والا تھا ۔ غلط عام نوشہرہ نامزد ہو گیا ۔ اب بھی نوشہرہ نامزد ہے
اب بھی نوشہرہ سلام خان والا مشہور ہے ۔ بعلداری سابقہ یہ مقام رہا ہے

کارواران کا تھا۔ ۱۸۶۳ء میں یہ قصبہ پرانا دریا برد ہو گیا نیا شہر بنایا گیا ہنوز بسبب خوف دریا کے زیادہ تر عمارت نہیں ہوئی کہ لوگ خائف ہیں۔

قصبہ[۸] فاضل پور۔ یہ موضع بوقت کھدوائے جانے نالہ فاضل فاضل خان گجر نے آباد کیا اس واسطے فاضل پور مشہور ہے آبادی موضع ہذا فصل خریف کی آبنوشی نالہ فاضل شاخ نالہ قطب سے ہوتی ہے اور فصل ربیع کو چاہی سے اس قصبہ میں ایک تھانہ پولیس اور ڈاک بنگلہ سرکاری واقع ہے مردم شماری حسب ذیل۔

مرد ۹۵۰ عورت ۱۷۰ بیزان الماعیر ۱۱۲۰

اور مکئی ٹیک چند و صابو خان دریشک نمبردار مقرر ہیں۔

موضع[۹] شکار پور۔ جب نواب محمود خان گجر نے نالہ محمود احداث کرایا اس وقت یہ موضع نالہ محمود پر آباد ہوا وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ کہ پیشتر آباد ہونے موضع ہذا سے نواب موصوف اس موقع پر جو جنگل سخت تھا آکر شکار کھیلتے تھے۔ پھر اس جگہ جو موضع آباد ہوا تو بنام شکار پور مشہور ہو گیا۔ ملکیت موضع ہذا کی وقت آباد ہونے موضع کے بطور وق نواب صاحب نے تقسیم کر دی چنانچہ اب تک نشان دقوق و پٹہ جات زمینداران کے پاس موجود ہیں اور ملکیت زیادہ تر اہل ہنود کی ہے جو ابتدا سے قابض بعضے لوگوں نے پیچھے خرید فروخت کیا مبلغ ۱۱۸۰ جمع موضع ہذا کی مقرر ہے بقدر نو سو روپیہ اہل ہنود اور تین سو مسلمان ادا کرتے ہیں۔ اہل ہنود سے زیادہ تر اقوام ذیل معتبر و زمیندار ہیں۔ چودھری، کمبوہ

اور منجملہ مسلمان لوگوں کے جو قوم سیہ اور تین نمبردار موضع ہذا کے ہیں
میراں خان دریشک چودھری کہندہ رام گھمی ہوجہ مل اگرچہ میراں خان دریشک
احداً ہمزار کی چندان ملکیت نہیں مگر چند پشت سے جو اس موضع میں
آکر سکونت پذیر ہوا اور ایام ماضی میں بسبب بے انتظامی لوگ بڑے
لوگوں کو زیادہ تر معتبر اور سرکردہ جانتے تھے اس واسطے یہ شخص
اوائل عملداری میں نمبردار مقرر ہوا۔ بہ نسبت اپنے بزرگوں کے اس شخص
نے بموجب حکمت عملی اپنی کے البتہ کچھ ملکیت بنالی ہے۔ آبادی موضع
ہذا پیشتر کل نالہ محمود سے ہوا کرتی تھی۔ اب مدت سے جبکہ نالجات
بسبب رو گردانی دریا کے کم رونق اور آنا سیلاب کا زیادہ ہو گیا۔ اب
آبادی فصل ربیع سیلابہ و چاہی سے ہوتی ہے اور فصل خریف کی کم
ہے۔ آبادی زمینات تحصیل ہذا حصص ذیل پر منقسم ہے۔ سیلابہ دو حصہ
حصہ چاہی ایک حصہ نالجات ایک حصہ بارانی رود کوہی ایک حصہ تین نالجات
کلان اس تحصیل میں واقع ہیں۔ نالہ قطب قادرہ دہندی اور دو تین
بلوچی ہیں۔ تمندار مزاری تمندار دریشک

گل تیسرا

ہیئت اور شکل ضلع نقشہ مفصل مشمولہ کتاب ہذا سے واضح ہو
ہوگی کہ ہیئت اور شکل ضلع ہذا مستطیل ہے۔ اور جنگل ویرانہ بہت
اور آبادی کم اور یہ ضلع سرحدہ کے اوپر واقع ہے۔

سرحد جانب جنوب :- اول جنوب کی طرف سرحد سندھ کی ملتی ہے

ہے اگرچہ حکومت ایک ہی لیکن جو جانب جنوب احاطہ دوسرا ہے یہ ضلع پنجا
احاطہ کے شامل ہوا۔ اس سے بمبئی احاطہ شروع ہوتا ہے اور اس ملک
کی بول چال اور گزران حال بہ نسبت پنجاب خاص لاہور اور گرداگرد اُس
کے بہت فرق اور بنظر قرابت اس ضلع سے اکثر متفق اور کچھ مختلف ہے
سبب اتفاق کا یہ ہے کہ اول تو ایک دوسرے سے علاقہ ملحق ہے دوسرا
چند مدت یہ ڈیرہ غازیخاں جب میاں صاحب غلام شاہ والی حیدرآباد
سندھ کا تھا۔ شامل حکومت سندھ کے رہا بعد اُس کے بھی سوار
ڈیرہ غازیخان علاقہ داجل ہڑند میر نصیر خان والی قلات کے قبضہ
میں رہا۔ تیسرا اِس ضلع میں اکثر لوگ قوم بلوچ سکونت رکھتے ہیں۔ اور
اُس علاقہ میں بھی جو سرحد سندھ پر علاقہ جیکب آباد واقع ہے بلوچ
لوگ بیشتر ہیں۔ بلکہ قلعہ قلات کا جو تخت سردار بلوچی کا ہے وہ علاقہ
جیکب آباد کے متعلق ہے اور چال چلن جملہ بلوچوں کا ایک ہی دستور پر
ہے۔ اس سبب سے اِس ضلع کو سندھ سے زیادہ تر اتفاق ہے۔
صرف فرق تھوڑا سا یہ ہے کہ جو عام لوگ کنارہ دریا پر رہتے ہیں
ان کی بولی سندھی زبان میں اس علاقہ کی بولی سے قدرے مختلف
ہے۔ اور لوگوں کی آمد و رفت دونو علاقہ میں بکثرت رہتی ہے کیونکہ
تمن مزاری کا اس سرحد اور سندھ کے علاقہ میں دونو سرحدات پر پھیلا
ہوا ہے سردار اُن کا اس علاقہ روجھان میں رہتا ہے۔ چوتھا دریائے سندھ
کا اس ضلع کی مشرقی سرحد پر گزرتا ہوا علاقہ سندھ میں چلا جاتا ہے
اُس کے وسیلہ سے اِس ضلع کے لوگوں کی سوداگری سکھر و شکارپور
و کراچی علاقہ سندھ سے زیادہ رہتی ہے اب جو بندوبست سرحد

بلوچستان کا درپیش ہے۔ اِس ضلع کو سندھ سے متعلق کرنے میں بہت فوائد حاصل ہوں گے۔ کیونکہ قدیم الایام سے ایک دوسرے سے اِن علاقہ جات کو اتفاق رہا ہے خصوص سرحد دونو کا ایک ہے۔ یعنے پہاڑیاعستان اِس ضلع سے متصل ہے۔ وہی اُس علاقہ سے اور جو رستہ قافلہ جات اور سوداگری کا ہے دونوں علاقہ جات کے شامل ہے۔ اور علاقہ بلوچستان درمیان سرحد خراسان اور ایران کے واقع ہے۔ جیسی سرحد پشاور کی اس علاقہ پنجاب میں ہے۔ اُسی طرح بلکہ اُسے بھی زیادہ تر مفید یہ سرحد بلوچستان قلات کی ہے بوجوہات ذیل۔ اوّل جو یہ پہاڑ سرحد ضلع ہذا اور جیکب آباد کے اوپر واقع ہیں۔ بسبب قلات کے نیچے اور زیر تحت ہیں۔ جب قلات کا انتظام ہوگیا گویا ان کا انتظام پیشتر ہو چکا۔ دوم قندہار اِس رستہ سے بالکل قریب یعنی سوار تخمیناً آٹھ روز زمین قندہار سے پہنچ سکتا ہے اور رستہ بالکل صاف اور آسودہ صرف بدانتظامی سرحد بلوچستان سدراہ ہے۔ جب یہ راہ کھل جاوے گوناگوں آمدورفت قافلہ جات سوداگری کی ہوگی۔ تیسرا جب قندہار تک رستہ کھل گیا خراسان کا راہ قندہار سے آسان ہے پشاور سے خراسان جانے کو تکالیف رستہ کی زیادہ ہیں اِس رستہ سے کم بشرطیکہ بندوبست سرحد بلوچستان کا ہو جاوے۔ زمانہ ماضیہ میں بھی پشاور سے یہ رستہ سبقت رکھتا تھا۔ چنانچہ ۱۵۴۲ء میں جب ہمایوں بادشاہ خراسان دہلی پر تاخت لایا ایکدستہ فوج اس راہ درہ بولان سرحد قلات سے گیا تھا اور دوسری دفعہ ۱۷۵۵ء جب نادرشاہ بادشاہ فوت

ہو گیا احمد شاہ تخت نشین خراسان ہو کر تخت دہلی پر حملہ آور ہوا
تو بھی اسی رستہ قلات سے ہندوستان پر پہنچا کہ میر نصیر خان والی قلات
جس کی اولاد سے اب خداداد خان ہے۔ ساتھ گیا تھا۔ چوتھا رستہ
ایران اور اصفہان اور سستان عزباً اِس سرحد سے قریب تر اور سیدھا
ہے۔ اور **سرحد جانب شرق** ضلع ہذا کی دریائے اٹک جسکو
سندھ کہتے ہیں واقع اور آنروے آب اُس کے جنوبی گوشہ پر علاقہ
نوابصاحب بہادر والی بہاولپور کا متصل ہے یہ نوابصاحب بہادر قدیم الایام
سے خیر خواہ اور دوستدار سرکار عالی کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب سرکار
عالی نے اوپر خراسان کے چڑھائی کی اس وقت جو نواب محمد بہاول خان
والی بہاولپور کے تھے سرکار کو بہت اچھی مدد دی اوّل تو اپنے ملک
سے راستہ دیا کہ افواج سرکاری راستہ بہاولپور کے گئی۔ دوسرا مدد
رسد رسانی خوب کی بعد اُس کے جب ۱۸۲۷ء میں دیوان مول راج صوبہ
ملتان کا یاغی ہو گیا تھا۔ نوابصاحب ممدوح نے سرکار کو دینے افواج وغیرہ
ہر بات سے مدد کی سرکار نے بھی براہ قدردانی و حق شناسی کے ساتھ
نوابصاحب موصوف کے بہت اچھا سلوک اور رابطہ اتحاد کا مربوط رکھا
کہ ۱۸۶۸ء میں نواب محمد بہاول خان پوتہ بڑے بہاول خان کا فوت ہو گیا۔
بیٹا اُن کا نواب صبح صادق خان بعمر تخمیناً پانچ سالہ صغر سن تھا۔ حسب
درخواست مائی صاحبہ اہل پردہ نوابصاحب مرحوم کے بندوبست ریاست
مذکور اپنے تعلق میں کیا چنانچہ میجر مینچن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ

سرحد جانب شرق

مقرر ہوئے کہ اب نسبت سابق دن رات کا فرق ہے ہنوز زراعت
ہے تھوڑے عرصے تک. بہت اچھا بندوبست ہو جائے گا. زہے علا
نواب صاحب صبح صادق خان کے کہ ایسے نیک نہاد حاکمان کی توجہ
سے اُنکے ملک کا بندوبست ہو رہا ہے اور وہ تعلیم پاتے ہیں۔ اس ع
ت ملک ریاست مذکورہ کو بھی قدیم سے توسل چلا آتا ہے کہ ۱۸۱۲ء میں
علاقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے تسخیر کیا۔ نواب صادق محمد خان مرحوم بطور
لیا ہوا تھا چند سال عملداری نوابصاحب کی رہی تب سے رعایا اس
ضلع کو اس علاقہ سے بہت اتفاق اور اتحاد ہے چنانچہ اشراف خاندا
لوگ اس ضلع کے بعلاقہ ریاست مذکورہ ملازم اور روزگار و جاگیرخوار

سرحد شمال علاقہ۔ علاقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کا متصل ہوتا ہے
صدر مقام کمشنری ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ہے تمن قیصرانی دولو اضلاع
کے علاقہ میں مسکن گزیں ہیں۔ فضل علی خان تمندار قیصرانی بمقام کوٹ
قیصرانی علاقہ ضلع ہذا میں رہتا ہے۔ اسی ان دونوں اضلاع کو آپس میں
پیوند ہے۔ اگر سرحد ضلع تا انتہا مسکنات تمن مذکور مقرر ہو جاوے
یعنی ایک ضلع کے متعلق جملہ تمن ہو جاوے تو عین مناسب ہے کیونکہ
اب تھوڑے عرصہ سے ۱۸۶۵ء میں ایک بہاری مقدمہ ہوا جو کوڑا
خان قیصرانی مقدم بہلی۔ جو بعلاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان رہتا تھا۔ لبسبب
اس کے کہ تمندار اس ضلع کے علاقہ میں رہتا تھا۔ کوڑا خان مذکو
کی بعلاقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے زیادہ تر آمد و رفت رہتی تھی اور

سبب آمد و رفت معتبری ہو گئی اسی بلند مزاجی کے باعث کپتان گری صاحب
بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ساتھ بڑی بے ادبی
سے پیش آیا بلکہ صاحب ممدوح کو اپنے ساتھ لے کر طرف پہاڑ خانہ
روح ہو کر چلا گیا کہ بحمایت کپتان سندمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر
ضلع ڈیرہ غازیخان و بمدد تمندارانِ بلوچی علاقہ ہذا کو زنان مذکور
گرفتار و مغلوب ہوا اگر ایک ہی ضلع کے تعلق کل تمن ہوتا تو اس
کو سر میں ایسی ہوا خود تمندار ہونے کی نہ ہر حال جس سے ایسی نوبت
پہنچے۔ بعد اس تحریر کے تھوڑے عرصہ سے موضع ٹبی وغیرہ
مواضعات۔ متعلقہ تمن قیصرانی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان سے منتقل ہو
کر شامل ضلع ہذا ہو گئے۔

سرحد غرب منجانب غرب ایک پہاڑ عظیم جس کا نام کوہ سلیمانی
مشہور ہے واقع یہ پہاڑ طول میں شمالی طرف سرحد پشاور کے ساتھ اور
جنوب کی طرف کراچی سے پرلی طرف بحر ہند جا کر ملتا ہے۔ تخمیناً فاصلہ چھ
سو میل اور عرض میں تخمیناً سو میل ہو گا کسی زمانہ میں یہ پہاڑ شاہ سلیمان
بادشاہ کے تحت میں تھا بلکہ شاہ موصوف کی زیادہ تر رہائش اور گزران
اسی پر تھی۔ اسی سبب کوہ سلیمانی مشہور ہے بعد اس کے بھی یہ شامل بادشاہت
خراسان کے رہا جو مدت سے تخت خراسان پر بادشاہی اقوام افغانستان
چلی آتی ہے اسی سبب اس پہاڑ پر اکثر لوگ اقوام افغانستان آباد رہے
لیکن پہاڑ مذکور پر رستہ آمد و رفت لہائی چڑھائی مشکل ہوتی ہے۔ واسطے
آمد و رفت افواج شاہی موقع تکلیف تھا۔ خصوص گوشہ سرحد بادشاہت
خراسان اور ہندوستان کے واقع ہے اسی سبب جو لوگ اُسمیں بستے ہیں

بطور باغی کے رہتے تھے ۱۵۴۰ء میں جب میر چاکر سردار بلوچی معہ اقوا
بلوچی معرکہ خود بمدد ہمایوں بادشاہ علاقہ مکران سے نیچے آکر طرف د
گیا تھا تب اقوام بلوچی نے اس پہاڑ پر محاصرہ کر کے افغان لوگوں
نکال دیا اور خود قبضہ کر لیا۔ افغان لوگ اس زمانہ سے نیچے اتر کر غر
طرف سکونت رکھتے ہیں کوہ ماڑی وغیرہ مقامات پر چند قبرین افغانا
کی موجود ہیں بایام سکونت افغانان یہ پہاڑ اچھا آباد اور خوش رونق
اب بھی بعضے مقامات پر آبادی ہے لیکن فیما بین بلوچوں کے جو ایک
دوسرے سے جنگ رہتا ہے اسی سبب سے زیادہ غیر آباد چنانچہ مفصل
حال لڑائی و جنگ بلوچی بمطالعہ حال بلوچستان مندرجہ چمن دوم گل چہا
کے واضح ہوگا۔ اس ضلع کے متصل تمنات بلوچی بموجب ذیل سر
شمال سے شروع کر کے نبردار کہتران مری بگٹی اور متص
اُن کے غربی طرف زیر پہاڑ کاکر موسی خیل لونی ترین وغیرہ رہتے
ہیں اس پہاڑ میں گھاس اعلیٰ قسم کی پیدا ہوتی ہے اس سبب مالد
لوگوں کو بڑا آرام ہے پانی بنظر گزارہ کافی ہے۔ آبادی اکثر کالا پانی
بارانی رود کوہی سے ہوتی ہے۔ اس کے غربی طرف جو اقوام افغ
رہتی ہیں وہ علاقہ سب آباد اور مرفہ الحال کہ کالا پانی اس علاقہ
عام کہ جس کے سبب آبادی زینات بہت اور پیداوار غلہ کی زیادہ ہو
ہے۔ ان تمنات بلوچی پہاڑ نشینوں کی آمدورفت اقوام افغانان متص
میں اکثر رہتی ہے۔ اور بموجب دستور بلوچی گاہے صلح گاہے جنگ۔ ظ
ہو گا کہ آگے اسے جب سے اقوام بلوچی اس پہاڑ پر قابض ہوئے کہ
بادشاہ ہندوستان کا اس پہاڑ پر قبضہ ہاتھ قادر نہیں ہوا بلکہ اکثر بادشا

زمان ماضی اِس سرحد سے تنگ اور واسطے انتظام اُس کے خواہاں رہے بلکہ دریائے اٹک کے غربی طرف جو علاقہ پشاور سے تا سرحد جیکب آباد و کراچی بندر واقع ہے بسبب باغی ہونے ان پہاڑوں کے رعایا علاقہ مذکور کا بھی انتظام قرار واقعی نہ ہو سکا۔ باوجودیکہ جملہ بادشاہوں کے وقت سے بہ نسبت اور علاقہ وسط پنجاب اور ہندوستان کے اِس علاقہ میں زیادہ زور افواج وغیرہ انتظام کا رہا چنانچہ بملاحظہ حال پیشین زمان تواریخ ضلع ہذا ظاہر ہوگا۔ بلکہ جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی تب سے اگرچہ علاقہ متصلہ میں رفتہ رفتہ بموجب ہرج و خرچ انتظام رعایائے سرکار کا ہو گیا۔ لیکن پہاڑ کی بے انتظامی بدستور رہی۔ جب سے یعنی سنہ ۱۸۶۶ء میں کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان و مسٹر بردس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجنپور تعینات ہوکر بہمہ تن اِس انتظام میں مصروف و متوجہ ہوئے۔ آہستہ آہستہ اب راز اور بھید اِس سرحد کا بخوبی کھُل گیا ہے چنانچہ بماہ مارچ سنہ ۱۸۷۰ء دورہ سیر پہاڑ کا بلا کچھ ہرج و خرچ کے بہمراہ و صلاح اُن لوگوں کے جو سدراہ تھے فرمایا کہ مفصل حال کوچ مقام و ملک و آبادی و مخلوق وتمنات موقوعہ پہاڑ مذکور نقل یادداشت دورہ مذکور جو راقم نے بروقت دورہ کے قلمبند کی مندرجہ ذیل سے واضح اور روشن ہوگا۔ مخفی نہیں کہ ہر چیز کے سنے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ جبتک بچشم خود اِس سرحد کو نہیں دیکھا۔ کچھ اور رقم خیال میں تھا جب دیکھا تو کچھ اور ہی ہے۔

اور بحالت ناواقفیت جو باتیں بناوٹ بابت مشکلات اس سرحد و حالات اقوام سرحدی منجانب اقوام مذکورہ و دیگر اقوام بمقوم اُس کے سُننے میں آتے تھیں۔ اب بنیاد اُس کی جاتی رہی کیونکہ اب بناوٹ کسی کی پیش نہیں جاسکتی۔

یادداشت دورہ پہاڑ جناب سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مسٹر بروس صاحب بہادر

اسسٹنٹ کمشنر

تاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ مارچ ۱۸۸۷ء مقام کوہ ماڑی تعداد فاصلہ ہڑند سے تاماڑی ۱۴ میل ۲۱ تعداد یوم ۳ یوم موضع تہل باکر تھانہ ہڑند سے

براہ رود میرلڑ روانہ ہوئی اول بمقام چشمۂ دکھو ردض جہان قبرستان مردم افغان واقع تھا پہنچے یہ ایک چھوٹا سا چشمہ پانی کا ہے۔ مگر اس میں پانی عام گھاس بہت لکڑی کی فی الجملہ قلت ہے الا تھوڑے فاصلہ سے لکڑی بھی میسر ہو سکتی ہے۔ یہ جگہ تہل باکر سے بفاصلہ تخمیناً آٹھ میل ہوگی وہاں سے روانہ ہو کر اول بمقام گراف آئے راستہ میں تھوڑی روہی پتھروں کی ہے تاہم کچھ دقت نہیں شتران پُربار گرم آف تک پہنچ سکتے ہیں چنانچہ ساتھ تھے۔ چشمہ مذکور سے یہ جگہ چار میل ہوگی۔ یہ موقع عین چڑھائی پہاڑ ماڑی کے نیچے واقع ہے۔ گھاس لکڑی عام اور پانی ایک رود میں جہاں سے سر رود میرلڑ شروع ہوتا ہے۔ چشمہ جریان موجود مقام گاہ سے فاصلہ نصف میل ہوگا۔ پانی لانے کے واسطے نیچے تل رود میں اترنا پڑتا ہے تھوڑی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر پانی بہت عمدہ ہے۔ اور عام بہان پر صاحبان نے حاضری کھائی اور تھوڑا آرام کیا۔ شتران یہاں سے رخصت ہوئے کہ آگے جگہ جائے شتران کی نہیں تھی۔ بوقت ۲ بجے دن چڑھائی کوہ ماڑی کی شروع ہوئی قریب ساڑھے ۴ بجے کے اوپر سر کوہ ماڑی کے پہنچے فاصلہ تخمیناً ۴ میل ہوگا لیکن چڑھائی سخت زیادہ تر سختی بموقع کھنڈک[1] جیرگ کی پیش آئی۔ جہ اس جگہ اکثر سواران گھوڑے سے اتر

---

[1] کھنڈک یعنی رستہ چڑھائی پہاڑ جو بشکل دروازہ کوٹ کے ہوتا ہے۔

کر تخیناً سو قدم پیدل چلے۔ چونکہ یہ راستہ مدت سے ویران پڑا ہے۔ کچھ
آمد و رفت نہیں ہوئی۔ اگر تھوڑی عنور حاکمان ہوئی تو راستہ سواری
کا آسان بن سکتا ہے اس وقت ہمرکاب صاحبان ممدوح کے تمن گورچا
و لغاری و لنڈ بقدر ڈھائی سو آدمی کے ہوگا اور مسٹر فرایر صاحب بہادر
مہتمم بندوبست بھی سیر کے واسطے ساتھ تھے۔ قریب مقام زیارت
دیرہ ہوا زیارت ایک چشمہ پانی کا نام ہے۔ کہ ایک مغاک میں موجود رہ
ہے بلوچ لوگوں میں ایسی مشہور ہے کہ اس موقعہ پر ایک فقیر رہتا تھا
جو لوگ اُس کی زیارت کرنے کے واسطے جاتے تھے۔ اسی سبب افغانو
کے عہد سے اس موقعہ کا نام زیارت مشہور ہے پشت کوہ ماڑی
جگہ اور وسیع میدان ہے بہ نسبت زمین کے بہت سرد اور ہوا ہمیشہ چل
رہتی ہے تا سریانی کے واجبے تین دن اس جگہ پر مقام ہوا رس
کسی کی اپنے ساتھ تھی مال چرائی کے واسطے گھاس بہت دیکھا گیا۔ زمی
لائق آبادی کی بکھ نہیں درخت کا ہو۔ جال۔ کریل۔ پہوک۔ بہت ہیں لک
بسبب خشکی پہاڑ ارتفاع میں کم مسٹر فرایر صاحب بہادر یہاں سے وا
تشریف لے گئے۔ کپتان کار صاحب بہادر سالہ پنجم ڈیرہ غازیخاں بقی
سیر آکر شامل ہوئے۔ میرن خان تمندار دریشک بھی اس مقام پر پہو
گیا۔ تمندار موصوف کے ہمراہ تخیناً بیس سوار ہوں گے۔ کپتان صاحب
جریدہ طور تھے۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
۱۲ مارچ ۱۸۷۲ء	پوکھانے	۱۶ میل	ایوم

قریب زیارت پہلے ایک جگہ چڑھائی کی آتی ہے۔ پھر نیچے اترنا ہو

صاف براہ بوڑاوپر رود بوڑ کے ڈیرہ ہوا زمیں بوڑ بقدر آٹھ میل
اور تین میل عرض ہوگے مگر زمین بہت عمدہ اور لائق کاشت
ہے۔ لیکن بسبب ہونے جنگ درمیان مردم بلوچی کے ویران پڑی
اور شمالی طرف ایک پہاڑ چوکی المعروف بارک در جنوبی طرف
کپ واقع ہے اور گھاس لکڑی عام پانے کی البتہ دقت ہے
بیچ تل رود کے ہاتھ سے آدمی ٹوبہ یعنے چشمہ کھود کر پانے نکال
ہیں اور آبادی زمین ہذا بشرط ہونے بارش باران ہو سکتی ہے۔ اور
زمین پرتمندار گورجانے دعویدار ہے۔ اور سنا جاتا ہے کہ س
کسی وقت مردمان تمن لشاے اور گورچانے اسجگہ پر بیٹھے
اب جو سرکار کا ارادہ واسطے انتظام مردم بلوچی کی ہے۔ یقین کی
دن یہ زمین بہت سیر حاصل ہوگی۔

تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ امیل	تعداد یوم
۱۵ مارچ سنہ	کوٹ نہر المعروف بنارئی بارکھان		ایوم

بروقت صبح مقام بوڑ ڈیرہ کوچ ہو۔ اول پہاڑ بارگ کی چڑھائی
اتر کر راستہ میں صرف چند چھوٹے چھوٹے اوہڑی ہیں اور کچھ مدر
نہیں توپ اور اسباب بخوبی جاسکتا ہے کوہ کالہ کی بُن ہیں
رود نریال کا جاری ہے۔ مگر پانی بارش کیوقت چلتا ہے اور
جگہ تھوڑا پلنے اب ہے موجود اور ایک اچھا قطعہ زمین کا بنام لوپا
مشہور ہے۔ مقام بوڑ سے تخمیناً پانچ میل ہوگا۔ اس جگہ سے کوہ
کی چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ ایک میل کے فاصلہ پر دغاک کلان کا کہڈک ش
ہوتا ہے۔ اور چڑھائی خوب مزہ دار سے کہڈک کنڈک مابین ایک پتھر

اوپر بلوچان نے چند نشان پائے شتران اور چند نشان پائے آدمیکے بہتر
ہیں بنے ہو۔ دکھائے۔ ایسے معلوم دیتے تھے کہ جیسے کیچڑ میں پانو پھنس
جاتا ہے۔ بلوچ لوگ کہتے ہیں کہ یا علی مرتضےٰ صاحب کے پایہ ہیں واللہ اعلم
بالصواب۔ بعد اوس چڑھائی کی زمین نساؤ کی ہے یہ ایک بڑی وسیع
زمین کہ جس کی چوڑائی تخمیناً دو میل اور لمبائی تخمیناً پندرہ میل کی ہوگی
اور زمین مذکورہ لائق آبادی کے ہے اور کوٹ کہنہ پتر ہاٹی کے موجود
ہیں اور آگے مردماں حسنی اوس جگہ آباد تھے۔ مگر تمن مری نے لشکر
کشی کرکے مردم حسنی کو مغلوب کر لیا تب سے کوچ کر گئے ہیں۔ بعد
اوس کے کوہ سفید اور اس کوہ میں چند کان مٹی کی ہیں اور سنگ
سفید مانند سنگ یہود کے موجود بعد اوسکے قطعہ میں بنام دامان کے
آجاتی ہے۔ اوس بعد اوسکے کنڈک وٹاکرے کا ہے۔ جگہوں سے
آمدورفت توپ کی مشکل ہے۔ خچر و ہر پہونچ سکے کے۔ ان بعد رود ٹاکری
کے جو جس میں کالا پانے جاری ہے عجیب قدرت قادر کی ہے۔
کہ ایسے دشت بیابان میں ایک دریا جاری کر رکھا ہے۔ یہ پانے چور
پہاڑ سے نکل کر براہ درہ کہا کی ہڑند کو جاکر سیرانے زمینات کرتا
ہے اس جگہ صاحبان نے حاضری تناول فرمائی اور یہہ جگہ بوڑسے
بفاصلہ ۱۸ میل ہوگی۔ پھر وہاں سے کوچ کرکے آگے کو روانہ ہوئے
دیکھنے میں آیا کہ ایک اور نالہ کالا پانے کا جریان ہو کر شامل اوس پانے
کے ہو جاتا ہے۔ رستہ اچھا ایک سفید ڈڈ کی چڑھائی سے پہراگی حدبار
کم کی شروع ہوگی کوہ دوڑا آتا ہے اوس سے گذر کر زمین شروع
ہے اور رود دہوئی کے آب بارش سے جریان ہوتی ہے موجود یہ رود ہے

جاری ہو کر رود کہا میں شامل ہو جاتے ہیں اور چند کوٹ دریا
موجود ہیں آبادی زمین ہذا بسبب تکرار فیما بین قوم کیتران و
مری جو ہمیشہ جنگ رہتی ہے۔ نہیں ہو سکتی اور تھوڑے فاصلہ
پر کوٹ نہڑوں کا ہے اور متصل اس کے چند کوٹ نام کوٹ نہڑوں
کے کہلاتے ہیں۔ اور کالا پانی نیچے کوٹ کے چلتا ہے آبادی زراعت
گندم کی ہوتی ہے۔ زراعت دیکھنے میں اچھی معلوم ہوتی ہے بالفعل
قسم کی نہیں کیونکہ بارش نہیں ہوئی۔ مگر تو بھی بہ نسبت علاقہ سندہ کے
قسم سیلابہ سے اعلیٰ درجہ کی ہے۔ زمین بہت لائق ہے۔ زراعت
دو قسم سے کاشت ہوتی ہے ایک تو کالا پانے سے پہلے زمین کو سیراب
کر کے پھر قلبہ رانی کرتے ہیں۔ بعد تخم ریزی دو تین دفعہ کالا پانے سے
سیراب کراتے ہیں پانے مثل زمینات چاہی کی بذریعہ نکہ لگتا ہے دوسرا
قسم مثل پچاہ کے بارش کے پانی سے سیراب ہوتا ہے مگر قسم پچاہی
بہے فوقیت رکھتا ہے کہ پچاہ میں مسدود بند پر بہت محنت ہوتی ہے
اس میں کچھ محنت ہوتی ہے۔ اس میں کچھ محنت نہیں صرف زمین جب
سیراب ہو گئے۔ اسی کو قلبہ رانی کر کے تخم ریزی کی جاتی ہے۔ پھر
کچھ ضرورت پانی دینے کی نہیں ہوتے اور بصورت دوبارہ ہونے بارش
کے ملک سندہ کے اعلیٰ قسم سے ہے۔ زراعت اچھی پختہ ہوتی ہے یہ
سب فوقیت زمین کی ہے۔ رات کو کوٹ نہڑ میں ڈیرہ ہوا مردم نہڑان
نے معرفت جمال خان تمندار لغاریان سب لوگوں کی اچھی طرح خاطر داری
کے چنانچہ چہار پائی۔ لکڑی۔ گھاس۔ پہاروں۔ رسد وغیرہ تمندار
لوگوں کو دے۔ شہر کوٹ نہڑ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ چار پانچ دوکان

ہندوان اور بقدر ماہ خانہ بلوچان کا ہوگا۔ چنانچہ اکثر نہڑ۔ تھوڑے سے اور لوگ قصباتے از قسم لوہار، وزرگر۔ دور کہاں۔ بولی جو اون لوگوں کی ہے۔ اچھی طرح سمجھی جاتی ہے۔ مانند ہمارے ملک کی بولی کی بولتے ہیں الاکچھ ملک سندہ کی ہی اوس میں آمیز ہوتی ہے۔ مردمان باشندہ اوسجگہ کے بالکل وحوش جنگلی نظر آئے۔ کچھ لیاقت پوشاک لباس کے نہیں ہے۔ ڈیرہ رات کو باہر کوٹ مذکور کے خیمہ زن رہا۔ صبح صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ہذا بتقریب سیر اول اوپر کوٹ لغاری تشریف لے گئے۔ دیکھا گیا کہ ایک تودہ پر کوٹ پرانا بنایا ہوا بزرگان تمندار لغاری کا ویران اور منہدم پڑا ہوا ہے۔ الانشان اوسکے موجود ہیں۔ اب نیا کوٹ پتھروں کا بنا ہوا ہے۔ مگر یہ کوٹ بہ نسبت کوٹ پرانہ چھوٹا ہے۔ اور اندر اوس کوٹ کے بقدر چالیس پچاس گھر ہوگا۔ باہر گرداگرد اس کے آبادی زراعت گندم جزدی زیر کنارہ کوٹ کے ہے۔ زیادہ دور تک بسبب خوف کے لوگ آباری نہیں کرسکتے اور آبادی زراعت کا لا پانی سے جو پہیر کھوہ سے آتا ہے ہوتی ہے۔ چنانچہ اب بھی ایک نالا جاری تھا ایک اور طرفہ ماجرا دیکھنے میں آیا کہ نیچے اس کوٹ کے دو کنوئیں بطور چشمہ پانے کے خود بخود جاری اور اُن میں سے بقدر چار چار جھلار کے پانی جاری ہو کر زمین کو سیراب کرتا ہے۔ کچھ حاجت آرت لگانے و بیل جوتنے کی نہیں ہے۔ بطور بگہ زمین آبنوش ہوتے ہے۔ صرف ہرج قلبہ رانی کی ہوتی ہے کہ ایک مزارعہ بقدر سو بیگہ زمین کاشت کرسکتا ہے۔ اور منجملہ اون ہر دو کھوڑں کے ایک کنواں برابر زمین اور دوسرا کنواں بار تفاع دو سو فٹ بلندی واقع

ہے۔ اگر کھوہ زیرین کو اجراء سے بند کیا جاوے تو اوپر والہ چاہ زیار
پر آب ہو جاتا ہے۔ اگر بلندی والا کو بند کیا جاوے تو کھوہ زیرین ہو
زیادہ تر پانی جاری ہو جاتا ہے۔ عجب قدرت الٰہی ہے۔ پھر وہاں سے
چل کر براہ کالا پانی جو قریب سُنہ پہیر کھوہ کے نکل کر طرف لغاری
بارکھان جاتا ہے۔ اوپر کوٹ داہانی کے پہونچے یہ کوٹ بھی مثل
کوٹ ناہر کی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے آگے روانہ ہوئے۔ رستہ میں
ہنوز کوٹ میر حاجی کا تین چار میل کے فاصلہ پر تھا کہ نیچے کوہ چندرا
خوب بارش باران ہوئی۔ بلکہ چند دانہ ژالہ کے بھی پڑے۔ مگر خیریت
سے گذرے وہاں سے چل کر کوٹ میر حاجی میں گئے۔ اندر شہر جا
دیکھا تو معلوم ہوا کہ اندر کوٹ خام لوگ بستے ہیں۔ اور بقدر بارہ دوکا
ہندوان اور ایک مکان مڑہی بنا ہوا ہے۔ کہ اوس میں ایک جوگی
ہندوستانی بود باش رکھتا ہے اور دوا خانہ برہمنان کے ہیں۔ اور ایک
شخص مثل رواج ملک سندہ اوسکا ہٹی بنا ہوا ہے۔ لوگوں میں روا
دیا یعنی خیرات کا بہت ہے۔ قریہ بالکل کچھ نہیں بلوچوں کے بقدر چار
خانجات ہوں گے۔ شہر بڑا میلا ہے اور لوگ باشندگان نہایت تنگ
گزران کرتے ہیں۔ بسبب خوف کے باہر دروازہ کوٹ کے لوگ نہیں
سکتے اور اندر بھی گنجائش نہیں لاچار تنگی سے گزران کرتے ہیں۔ قریب
کوٹ دو باغیچہ ہیں۔ اُن کو دیکھا گیا تو اُس میں اکثر درخت انار اور درا
اور درخت الوچہ لگے ہوئے ہیں۔ درختان مذکور اچھے پرداز میں ہیں
لیکن کوتاہی عقل کے سبب کوشش کرتے زمین کی نسبت واہ عجب
ہے کہ اب بھی درخت انار کے ایسی پرداز میں ہیں۔ کہ سندھ کی طرف

کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ ایسے موقعوں پر اگر آراستگی باغات کی ہو جاوے تو یقین ہے۔ کہ مثل خراسان میوہ پیدا ہوگا۔ اب بھی صفت انگور بارکھان سب لوگوں میں مشہور ہے۔ پھر وہاں سے کوٹ چوہڑ میں گئے۔ یہ شہر کوٹ میر حاجی سے بطرف مشرق بفاصلہ دو میل ہوگا۔ شہر کو جو دیکھا گیا۔ اور ایک برج کے اوپر چڑھ کر صاحب ممدوح نے سیر کی۔ تو یہ کوٹ مثل کوٹ میر حاجی کی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ خانجات ہوں گے اور شمالی طرف اس کے دغا کا پہاڑ واقع ہے کوٹ چوہڑ سے بفاصلہ بیس پچیس ۲۵ میل ہوگا۔ وہاں تک کہتران آباد ہے۔ بلکہ اندر اس کے بھی کہتران لوگوں کے بہت زراعت آباد ہے۔ مغربی طرف سے پہاڑ چندرایں کا واقع ہے۔ پھر وہاں سے واپس آکر کوٹ میر حاجی میں مردماں بلوچ نے روٹی کھائی۔ بابل خان تمندار کہتران نے اچھے دل سے روٹی دی۔ پھر وہاں سے دوسرا رستہ پھر کہوہ کی شرقی طرف سے براہ کوٹ ہا مردمان قاسمانی کے روانہ ہوئے پھر رستہ میں بارش ہوئی۔ مری سے بارش برساتے ہوئے وارد کوٹ نہڑ کے ہوئے بسبب بارش باران کے رات وہاں ڈیرہ ہوا۔ پھر یہاں سے صبح کوچ ہوا۔ واضح ہو کہ یہہ علاقہ بارکھاں کا طول میں تخمیناً چالیس میل اور عرض میں بقدر دس ۱۰ باران میل بموجب حدودات اربع ذیل ہوگا۔ جنوباً کوہ ورڑہ۔ شرقاً کوہ۔ شمالاً کوہ فرعا غرباً کوہ چندرایں۔ یہ زمین اکثر لائق آبادی کے ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بے امنی ہے۔ بلوچ لوگ ایک دوسرے سے شور رکھتے ہیں۔ کچھ طرف آباد کی متوجہ متوجہ نہیں مردمان کہتران زراعتکاری میں خوب مشقی ہیں۔ اور دل سے آبادی کرنا چاہتے ہیں۔ اور شر فساد سے حتے المقدور کنارہ کرتے ہیں

بلکہ قوم کہتران کے جو مشہور ہوئی ہے۔ صرف کھیتی کرنے سے کہتران مشہور ہو گیا ہے۔ لیکن امر لاچاری ہے کہ دو مارہ میں ہیں۔ اس طرف سے یعنی جنوب اور مغرب کی طرف سے مری اور شمال سے افغان مروی خیل اور لونے وغیرہ ان کو لوٹتے ہیں۔ یہ لوگ بسبب فوقیت زمین کے مالدار اور دولت مند بھی ہیں۔ تمن مری زیادہ نادار و بھوکا ہے جب موقعہ ملا ان لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ یہ بھی بموجب رسم بلوچی کے کبھی کبھی اجتماع کر کے گھوڑا اوٹھاتے ہیں۔ اور عوض کرتے ہیں۔ مگر دل سے نہیں چاہتے راقم جو کوٹ ہا متذکرہ صدر میں جب سیر کرنیکو گیا۔ تو اکثر لوگوں کی زبانی یہ ہی سُنا کہ خدا جلدی سرکار انگریزی کو یہاں لاوے بلکہ پوچھتے تھے کہ کب صاحبان بہادر یہاں اپنا بندوبست کریں گے۔ دریافت سے واضح ہوا کہ بقدر ستر اسّی کوٹ علاقہ بارکھان میں بستے ہیں۔ بقدر تین چار سو خانہ ہندوان کا ہوگا۔ اور بلوچ لوگ اور مسلمان قصباتے ہر قسم بقدر دو بارہ ہزار مرد و عورت چنانچہ بقدر چار ہزار مرد اسلحہ بند ہیں۔ جبکہ کل تمن کہتران جمع ہو جاوے تب تمن کہتران اس قدر شمار میں آتا ہے۔ جس کے تفصیل علیحدہ پہلے سے حالات بلوچی سے ظاہر ہوگے اور کوٹ ہا علیحدہ علیحدہ مختلف فاصلہ پر آباد ہیں۔ نام ان کا علیحدہ علیحدہ بارکھان نام صرف زمین کا ہے۔ مواضعات کا علیحدہ علیحدہ نام مشہور ہے بارکھان کوئی شہر کا نام نہیں۔ آسی اسصورت سے ہے۔ کہ کوٹ ہا کے تھوڑے فاصلہ پر بعضے بعضے ٹکڑہ آبادی زراعت کے ہیں۔ اُن کے اوپر نزدیک نزدیک ایک ایک برج بنا ہوا ہے۔ جو محافظ زراعت کے لحاظ سے اُس میں مرد تھوڑی دور تک اُس برج کے باہر نکل کر خبر گیری زراعت کرتے ہیں۔ بہت دور تک نہیں جا

سکتے کہ خوف مفسدان مری برسر ہے۔ اور کوٹ چوہڑا چھا قصبہ آباد ہے
گرداگرد اُس کے شہر پناہ بنی ہوئی ہے اور اندر اُس شہر پناہ یعنی
کوٹ کے دو تین برج موجود ہیں۔ کہ ایک دوسری سقف کے اوپر آدمی
دریچہ سے مشکل سما سکتا ہے۔ وہ اس خیال سے بنی ہوئی ہیں۔ کہ جب
کبھی مفسدان نے شہر کو محاصرہ کیا پہلے شہر پناہ پر خبردار ہو کر امان
میں رہے۔ اگر اُسے بچاؤ نہ ہو سکا۔ اور مفسدان کا اندر دخل ہو گیا
تو باشندگان جس قدر سما سکے اُس برج کے اوپر چڑھ کر جان اپنی
بچوائی مردمان مری کا خوف اس حد تک ہے کہ بعضی زمینات لغاری
بارکھان کی جو ملکیہ جمال خان تمندار لغاریان کی ہے اور نہڑ لوگ آباد
کرتے ہیں۔ یہ زمین زیادہ تر ملک مری سے قریب ہوتی ہے۔ لوہارانی
مری وغیرہ کو معرفت تمندار مذکور واسطے بچاؤ اُس آبادی کے کچھ
غلط بطور برات کر دیتے ہیں۔ اگر سرکار عالی ایسے ملک کو اپنے تحت
میں لاوے اور انتظام قرار واقعی ہوئی تو یقین ہے کہ اس ملک
میں میوہ جات مانند خراسان ہر قسم کے پیدا ہوں گے۔ اور اب
بھی جو غلہ گندم اس زمین بارکھان میں پیدا ہوتا ہے۔ تو سب لوگوں
میں اچھی طرح مشہور ہے کہ آرد ایک سوغات کا قسم ہوتا ہے مطلب
کہ اور ملک کا میدہ اور اُس غلہ کا صرف آرد برابر ہے اور شیرینی
میں اوس سے زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ سوداگری ان لوگوں کی بالفعل
براہ درہ مقام تھوڑا سا علاقہ ڈیرہ غازیخان سے البتہ ہوتا ہے اور
بورہ یعنی سمت ملک پٹھان بھی کرتے ہیں۔ بشرط امن سوداگری کو
بڑی رونق ہو جائے گی کہ جب بیخوف ران لوگوں کو رستہ آمد رفت

ہو گیا علاقہ ڈیرہ غازیخان سے ہر قسم بندوبست سوداگری کا
سکتے ہیں اور آئندہ کریں گے اور ملک بارکھان سے رفتہ رفتہ
لوگوں کے آمدورفت سوداگری زیادہ شروع ہو جائے گی۔ بلکہ یقین
اس سے ہوتا ہے کہ جب پٹھان لوگوں نے بندوبست ملک کھیتران
کا دیکھا اور حال ذیشانی سرکار انگریزی اور نیکذاتی صاحب بہادر
مذا جو جنہوں نے اب یہ ہی بندوبست کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ بر
صدق دل سے اطاعت گزین ہو کر زیر تحت سرکار عالی کے چلیں
جو بالفعل وہ لوگ بھی مثل بلوچستان بہادری کی بیہودگی اور رجوشت
سی گزران کرتے ہیں توہین اور لحاظ غارت گری دشمنان سے خوف
رہتے ہیں۔ بہرہ یاب ہونگے سنا جاتا ہے کہ وہ ملک اسملک سے
تر سیر حاصل ہے۔ اور زمینات لائق آبادی کی ہیں۔ مگر بسبب
عقلی لوگوں کے و نیز شر فساد و بے اتفاقی ویران ہیں۔ کوہ چندر
کی پرلی طرف جب درہ ہن بجانب غرب کے سے گذرا کہولو کے
سے جو اوس میں مردمان بجرانی مری و پٹھان قوم زرکہان بیٹھے ہیں
پھر آگے اس سے سب اقوام پٹھان کا علاقہ شروع ہوتا ہے اب
بارکھان میں میوہ جات چہار اور کشمش عمدہ آمد ملک پٹھان جو بورہ
ہے۔ موجود تھا۔

تاریخ	مقام	تعداد فاصلہ	یوم
۱۷ مارچ سنہ	کنب کا کنہانے	۲۵ میل	۱

صبح دائرہ دولت صاحبان ممدوح طرف کہان روانہ ہوا پہلے سے
رستہ جو آئے ہے۔ کوہ ورڑہ کے قریب گذر کرتے ہوئے کوہ دامنی

جب پہونچے اوسکے چڑھائی سے رستہ تبدیل ہوا اور ٹاکری سے جو کالا پانی جاری تھا دوسرے رستہ سے جو کہان کی طرف جاتا تھا۔ گذر گیا ایک رستہ بطور پگ ڈنڈی کے ظاہر تھا۔ اوسکے آگے برف کی چڑھائی چڑھ کر آگے تھوک ستوہر کُنبہ کا آتا ہے تھوک اُس کو کہتے ہیں جو مابین پہاڑوں کے ایک ٹکڑا مانند زین کے آجاتا ہے۔ وہ نہ تمام زمین ہوتی ہے۔ اور نہ پتھر یعنی پتھر اور زمین آمیز ہوتی ہے دیکھنے میں زمین معلوم ہوتے ہے اصل میں نہایت سخت پھر آگے رستہ پر کوہ گہری آیا جو مانند برجی کی نظر آتا ہے۔ بعد اوسکے تھوک داد شاہ جو عام زبان میں یہہ زمین ہا پشت نسا ہو معروف ہیں اوس سے گذر کر رود چترانگ کے جس میں ایک چشمہ پانے کا بہرا ہوا تھا آئی وہاں صاحبان بہادر نے حاضری کھائی تھوڑی دیر تک ٹھیرے۔ پھر وہاں سے سوار ہوئے۔ اول زمین چترانگ کی ہے بعد اوسکے زمینات ذیل متصل ایک دوسرے کے ہیں۔ ربیا نگے۔ خشرگراہ۔ خمیس مٹ۔ صفیرانی۔ ریٹی اراضی۔ یہ زمینات بھی لائق آبادی کی ہیں۔ حیثیت میں اچھی معلوم ہوتے ہیں۔ بارش باران سے آباد ہوسکتی ہیں۔ بسبب جنگ کہتران و ایک دوسرے کے ویران پڑی ہوئے ہیں۔ درمیان ان کے ایک رود شور کا موجود جن کو شوری کہوڑ بولتے ہیں۔ یہ رود بڑی طویل ہے پانی اس کا لہڑی کی طرف جاتا ہے۔ رستہ میں اور بھی دو تین جگہ پانی موجود ہے۔ کہ وہ بھی یہہ رود آگے آجاتی ہے۔ پھر کہنانے کے کنب پر پہونچے جو مابین ٹکہ پہاڑ کے قریب بنیاد چڑھائی دوچنگ کے واقعہ ہے کوٹ ناہر سے رود چترانگ جہاں حاضری کھائی تھی۔ تخمیناً بیس میل

اور مقام جہاں شب باش ہوئے تھے وعیہ ۲۵ میل تک وللو ۵
آج منزل ہوئے۔ مطلب کہ اس صبح سے شام تک برابر سوار ر
صرف ایک گھنٹہ حاضری کے وقت فرصت ہوئی جگہ کوچ سے
تک رستہ صاف ہے۔ صرف دو جگہ پر ایک چڑھائی رود دٹاکر
دوسرا کبنہانی کا کہنب کے قریب لاہی چڑہائی سخت ہے۔ اوس
سے توپ مشکل چل سکے گی گھاس لکڑی مقام قیام پرالبتہ مل سک
ہے۔ مگر ذرہ محنت سے پانی عام ہے۔ اور رستہ میں گھاس لکڑی
ہے۔ الا بعضے بعضے جگہ پانی کا ذائقہ شور ہے۔

تاریخ	نام مقام	تعداد فاصلہ	تعدا دیو
۱۸ر مارچ سنہ	کہان	مع ۱۸ میل	۱ یوم

صبح بڑی فجر ڈیرہ کوچ ہوا چڑہائی کہنڈک دوچنگ کی شروع
ہوئی یہ ایک مشکل چڑہائی ہے۔ بدون پیدل چلنے کے گھوڑا مع سوار مشکل چ
سکتا ہے۔ یہ چڑہائی طول میں چار میل ہوگی۔ اس موقعہ پر اکثر سوار لوگ
اوترے۔ بلکہ صاحب لوگ بھی پیدل چلے یہ چڑھائی ماڑی کی چڑھائی کے
مطابق جیسا گرم آف سے براہ چیرک کی کہنڈک کے چڑھے تھے ہوگا زیاد
تر اوس وقت اس واسطے مشکل نظر آتی تھی کہ جب ماڑی پر چڑھے اسپان سواری
تر و تازہ تھے۔ جب اس چڑھائی پر پہونچے اسپان بیشتر منزل کشیدہ اور
خستہ حال ہو رہے تھے۔ بطرف مغرب و شمالی اس موقعہ کے کوہ تیتراہ اور
عقب آن کوہِ رُست رانے واقع ہے۔ کہان سیدھ جنوبی طرف ہے۔
چور درا[1] سُہڑ سے جب باہر نکلے پھر زمین کہان کی شروع ہوتی ہے۔ جس چو

---

[1] چور اس کو کہتے ہیں جو پہاڑ میں بطور مغاک رستہ گذرنے کا ہوتا ہے۔

سے باہر نکلنا ہوتا ہے۔ ایک بڑا دروازہ کوٹ شہر کے مطابق ہے۔ اوسجگہ سے شہر کہان کا بفاصلہ دو میل ہوگا۔ قریب شہر کہان اوپر کنارہ کے رود ڈیرہ ہوا۔ اس رود پر چند چشمے پانی کے موجود ہیں۔ اور زمین بہت سی ویران پڑی ہوئی ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر تھوڑی آبادی زراعت گندم کی نظر آتی تھی۔ مگر نہ چنداں۔ شہر میں جاکر دیکھا تو بقدر پندرہ بیس دوکان ہندوان اور بیس چالیس خانہ ہندوان اور بقدر تین سو خانہ بلوچان مری اور ہر قسم قصباتے وغیرہ کے ہوں گے۔ لوگوں کی گذران تنگ اور عقل ہوش گزران خوراک پوشاک کا بالکل ندارد اپنے مطلب میں پورے۔ شہر میں چند ٹکانہ ہندو فقیروں کے ہیں۔ چنانچہ دھرم سالہ ہے۔ جو اس میں بادا غریب داس اودا سے فقیر اس کا مالک اور گدی نشین ہے۔ پوتی پستک گرنتھ صاحب کا موجود ہے راقم نے جاکر اوس پستک کو پڑھا اور فقیر موصوف سے ملاقات کی ہندو لوگوں میں کریا کرم بالکل کچھ نہیں اور پھر اور رواج اکثر بلوچی رکھتے ہیں۔ دیکھنے میں عورتاں اہل ہنود اور مسلمانوں کے کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔ جس طرح عورت مسلمانوں کی جامہ گھگا پھرتے ہیں۔ اس طرح عورات ہندوان کے اور مرد ہندو پاجامہ اور ٹوپی رکھنے میں پہچانے جاتے ہیں۔ بول چال ملکی بولے جو ہمارے ملک کی بولی کے برابر ہے اکثر بولتے ہیں۔ مگر زیادہ تر بلوچی میں زبان اُن کی چلتی ہے۔ گوشت کھانے کا رواج عام ہے۔ تاہجدیکہ سب برہمن فقیر گوشت کھاتے ہیں۔ کوئی آدمی تارک نہیں بلکہ برہمنوں کر ہندو لوگ ہنداوشن بھی گوشت روٹی کا واریتوہار کیروز دیتے ہیں۔ ایک اور دستوران لوگوں کا برخلاف رواج ہمارے ملک کے پایا گیا۔ جب کبھی کوئی عورت بیوہ ہو جائے اوس کی شادی پھر دوسرے جگہ کر دیتے ہیں۔ بلکہ جیسا مسلمان

لوگوں کا رواج ہے کہ اگر خاوند متوفی کا بھائی حقیقی موجود ہو تو اس عورت
سے شادی کر لیتا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے۔ کہ جو بھائی خاوند متوفی
متوفی کو بال دیوے اور کریا کرم کرے وہ شادی نہیں کر سکتا۔ اور
بھائی بے شک شادی کر لیوے۔ پیشتر ان لوگوں کے صرف بارکھان سے
ہوا کرتی تھی۔ اب جس دن سے سرکار سے تمن مری نے سلوک کیا ہے،
قصبہ روجھان علاقہ تحصیل راجن پور ضلع ہذا سے شروع کر چلتے ہیں۔
رفتہ تھوڑے روز میں زیادہ رواج پکڑ جائے گا۔ مردمان تمن مری اسلحہ
بتعداد چار ہزار کہ جس کی تفصیل حالات بلوچی میں درج ہے۔ اور قیاساً
ہوتا ہے۔ کہ کل عورت مرد بلوچ وغیرہ قصباتے تخیناً بارہ ہزار آدمی ہوگا
یہ نہیں۔ علاوہ اِس کے اور مری لوگ قوم مرزانی درہ بولان علاقہ قلات
میں رہتے ہیں۔ لوگوں میں یہ تمن بارہ ہزاری مشہور ہے۔ چار ہزار آدمی
مندرجہ بالا تین حصہ پر منقسم ہیں۔ گزنی لوہارانی بجرانی گزنی معہ
اکثر کہان اور متصل اس کے کوٹ منڈائی میں بیٹھتے ہیں۔ لوہارانی
پھلاوغ میں اور بجرانی کولو میں رہتے ہیں۔ گزران لوگوں کی چار حصہ کے
ہے۔ یعنی کھیتی ایک حصہ اور مالداری پر ایک حصہ اور دو حصہ غارتی
پر چوری اور غارتی ان لوگوں کے نزدیک کچھ گناہ متصور نہیں ہوتا۔ بلکہ عین
صواب اور حلال سمجھتے ہیں۔ زمین آبادی کے واسطے نسآ و دشم و پھلاوغ ان
لوگوں کے واسطے کافی ہے۔ لیکن ایک تو جنگ جدل ہمسایگان سے فرصت
نہیں۔ دوسرا خوف ہمسایوں سے حوصلہ نہیں کر سکتے۔ تیسرا وقوف زراعت
نہیں۔ چوتھا مال حرام کا جو کھا دیکھا ہے۔ اب محنت کر کے حلال کھانا
مشکل نظر آتا ہے۔ زیادہ تر خوف ان لوگوں کو تمن بگٹی کا ہے۔ جو چند

لہ سیال بمعنے ہمزور یعنے برابر کے ہے۔

دفعہ فیمابین مقابلہ ہوا اور تمن بگٹی سے شکست کھائی اس واسطے آبادی اُن کی نہیں ہو سکتی اس تمن کے لوگ غارتی اور چوری کے پیشہ میں بڑے بہادری دلاور ہیں کیونکہ سوا اس رستہ کے ان کی کچھ اور گزران و پیشہ نہیں یہ لوگ کچھ شرع ایمان اور شریعت سے ماہر نہیں۔ نماز روزہ سے ایسے ڈرتے ہیں۔ جیسا تیر کمان سے اب جسدن سے سرکار عالی نے بندوبست اِن کا فرمایا فی الجملہ ہر صورت لیاقت کا فرق ہو چلا ہے۔ کیونکہ آمد رفت علاقہ سرکاری اور صحبت آدمیوں سے آدمان کی خصلت ان میں اثر کرنے لگ گئی ہے۔ ورنہ کچھ شک نہیں کہ دیکھنے میں شکل آدمی اور گذران جانوران کی رکھتے ہیں۔ یقین ہے کہ اب بتوجہ حاکمان وقت جو متوجہ ہیں۔ تھوڑے روز میں یہ لوگ آدمی ہو جائیں گے۔ اور کام اچھا کرنے لگ جائیں گے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ جس طرح حاکمان کا توجہ اس کے حال پر رہا ہے۔ مگر تمندار لیاقت مند نہیں اگر تمندار اہل لیاقت ہوتا تو یقین تھا کہ بہرہ یاب ہو جاتا اور کوئی نیکی اٹھاتا اب بھی نیک ذاتی حاکمان سے ممکن ہے کہ بندوبست اس کا تمن قرار واقعی ہو گا۔ بعد دو بجے دوپہر کے کہاں سے کوچ ہوا اول بمقام کالا کوہ پہونچے جو ایک جگہ تل غار میں پانے کالہ موجود ہے۔ یہ موقع کہاں سے بفاصلہ تخمیناً آٹھ میل ہو گا۔ پھر وہاں سے چلتے ہوئے براہ ڈوئی کے جھاڑی چڑھ ہے۔ آگے سُبحانی کچھ پر ڈیرہ ہوا مقام ڈوئی کے قریب تک حد تمن مری کی ہے۔ آگے تمن بگٹی کا شروع ہوتا ہے۔ سُبحانی کچھ بھی بگٹی کے علاقہ میں ہے۔ اس جگہ ایک ڈنبہ پانیکا موجود ہے گھاس لکڑی عام ہے رات یہاں ڈیرہ ہوا یہاں تک راستہ بالکل صاف ہے۔ کچھ وقت نہیں مانند سڑک کی ہے کوہ کالا سے دس میل ہو گا

مقام تاریخ	نام مقام	تعداد فاصلہ	یوم
۱۹ر مارچ سنہ ء	کوہ المعروف دیرہ	عہ ۲۵ میل	۱

صبح ڈیرہ کوچ ہوا آگے اوس سے تھوڑے فاصلہ پر رود پاتر کی ہے جو بار
باران سے جاری ہوتی ہے اور اب بھی دو تین ٹوبہ پانے کے موجود ہیں
آگے اِس سے زمین پاتر کی ہے۔ یہ زمین وسیع اور حیثیت میں
آبادی مگر باعث بے امنی جو مردم مری و بگٹی کا اکثر آپس میں جنگ
رہتی ہے۔ خوف کے سبب بگٹی لوگ زمین آباد نہیں کر سکتے۔ پھر آگے
اِس سے زمین مازغ اس جگہ سے رستہ کے تھوڑی دور پانی بھی موجود
ہے۔ پھر آگے اِس کے بار بوج کا کہنڈک شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ
یہ کہنڈک پہاڑی میں کچھ مشکل نہیں کہ سیدھا ہے۔ اسباب یعنی گھوڑا
و توپ اس رستہ پر بخوبی چل سکتا ہے۔ مگر پتھر کے وٹوں سے البتہ گھوڑوں
کو تکلیف ہے۔ تھوڑی غور سے یہ رستہ جلدی صاف ہو سکتا ہے۔ کہنڈک
کے اوپر ایک جگہ باگڑ کی چور میں ایک چشمہ پانی کا ہے۔ جو مانند کھوہی کے
ہے۔ اُس کے اوپر صاحبان بہادر نے حاضری کھائی۔ یہ جگہ سُلیمانی پہاڑ سے
دس میل ہوگا۔ پھر وہاں سے آگے کوچ ہوا۔ تھوڑے فاصلہ پر زمین
ہے۔ کہ یہ زمین بھی بہت اچھی اور زراعت گندم کی کاشت ہوئی ہوئی
تھی۔ رستہ کی طرف جو زراعت تھی وہ بالکل ناقص لیکن اُس سے بفاصلہ
دور اچھی زراعت نظر آتی تھی۔ ناقص زراعت بسبب نہ ہونے بارش
باران کے معلوم ہوتے تھے۔ ورنہ زمین کی لیاقت میں کچھ فرق نہ تھا
یہ زمین نصف مردم شبانی جو شاخ بگٹی تمن کی ہے۔ دوسرا نصف تمن
زرکہانی المعروف بگٹی کی ہے۔ آگے اس سے براہ چور گرم آف جہاں

سے پانی کالا نکل کر طرف سیاہ آف کی آتا ہے۔ مقام سیاہ آف میں آئی یہ منزل مقام سبحانی کچھ کی سے ۱۶ میل ہوگا۔ رستہ بالکل صاف ہے کچھ کسی صورت ہرج نہیں توپ رسمان بخوبی چل سکتا ہے۔ ڈیرہ بیرک المعروف سیاہ آف میں مقام فرمایا۔ اس جگہ پر اسباب ڈیرہ تنبو رسد جو مقام بوڑ سے روانہ ہوا تھا۔ براہ چھٹے۔ سیاہ ہتک۔ لوٹے مقام سیاہ آف پر پہونچے غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے بشوق دل حتی المقدور جملہ مردمان ہمراہی صاحبان بہادر کی ضیافت کی شہر میں جا کر دیکھا گیا کہ دس بارہ دوکان ہندوان اور دو سو خانہ بدوش لوگوں کا ہوگا۔ ہندو لوگوں کا حال چال اکثر مانند کہان کی معلوم ہوا لیکن شکل اور رنگت کافی الجملہ فرق ہے۔ کیا ہندو کیا مسلمان یعنی وہ لوگ کیا عورت کیا مرد سیاہ رنگ اور زیادہ بدصورت معلوم ہوتے تھے۔ ان لوگوں میں البتہ صورت اچھی ہے۔ کوٹ شہر کے گردا گرد ایک نہر کالا پانی جاری ہے۔ کہ جس کے سبب زراعت گندم کی زیادہ تر اور رونق اچھی نظر آئی بہ نسبت شہر کہان زیادہ رونق تھی۔ گذران لوگوں کی اکثر زراعت کاری پہیے۔ بیوپار لوگوں کا صرف ساتھ جیکب آباد کی تھوڑا سا رہتا تھا۔ اب بسبب بندوبست صاحبان ضلع ہذا قصبہ روجھان سے زیادہ شروع ہو چلا ہے یقین کہ تھوڑے روز میں بہت زیادتی پکڑ جائے گا۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
۱۷ مارچ ۱۸۵۰ء	ذرکھش	۱۶ میل	۱

صبح سیاہ آف سے ڈیرہ کوچ ہوا اس جگہ سے طرف ملک سندھ علاقہ جیکب آباد کو تین رستہ نکلتے ہیں۔ چنانچہ صاحبان بہادر براہ دگوڑی اور گلہ اسباب براہ پیشے اور سوار و اسپان و عام لوگ براہ دُرالی روانہ

ہوئے۔ تمبو رستہ درست صاف ہیں۔ تھوڑا و گوڑی کا رستہ ہری ناک ہے۔ باقی دو رستہ مانند سڑک کی اسباب اونٹ وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ چنانچہ مقام سُہری کُنب پر جو بفاصلہ دس میل ہو گا۔ حاضری کھائی پھر وہاں سے آگے کوچ ہو کر مقام دُز کمبش پر رات گذاری۔ یہ ایک اچھی جگہ اور پانی عام گھاس لکڑی البتہ محنت سے میسر ہوتی ہے۔ پانی کا عجائب موجود ہے۔ اور اور چشمہ مذکور چند درخت گل جنگی شگفتہ ہیں اور کہاں دلچسپ مثل ملک کنارہ دریائے سندھ کے پیدا ہیں۔ راستہ بالکل صاف کچھ کسی صورت کی تکلیف نہیں۔

تاریخ	مقام	فاصلہ	یوم
۲۱ تاریخ ستمبر	سوری علاقہ جیکب آباد	۲۶ میل	۱

ذرکمبش سے صبح چل کر بوقت تخمیناً گیارہ بجے دن کو بمقام سوری جو پوست جنگی علاقہ جیکب آباد سرحد سندھ کا واسطے حفاظت مردمان بلوچی پہاڑ نشینا نکے مقرر ہے پہونچے یہ فاصلہ تخمیناً ۲۵ میل ہو گا۔ رستہ صاف ہے۔ کچھ ہرج نہیں اسباب توپ وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ اسباب ڈیرہ رات یہاں رہا اور جناب کپتان سندمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا بوقت شام بطرف کشمور جو کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل پنشنر جیکب آباد بانتظار ملاقات صاحب ممدوح بمقام کشمور تشریف رکھتے تھے۔ تشریف لے گئے۔ گویا اب دورہ پہاڑ ختم ہوا الحمد للہ والمنہ کہ یہ دورہ خیر و عافیت سے بصحت بدون سلامتی مال و جان کل ہمراہیان دورہ کی صورت انجام کچھلائی دوسرا شکر ہے۔ اُن صاحبان کا کہ جن کی طفیل سے اِس نے دُنیا کا سیر کیا۔

حال رستہ قندہار

واضح ہو کہ براہ سخی سرور درہ کوہ کالا سرحد تمن لغاری سے تین رستہ نکلتے ہیں۔ رستہ نمبر ایک کوٹ رکنی علاقہ موسیٰ خیل سے چل کر بمقام شہر سمبوزی کا کر شامل رستہ نمبر دو کے ہوتا ہے۔ یہ رستہ آسودہ اور توپ اسباب وغیرہ بخوبی چل سکتا ہے۔ رستہ میں ہر ایک منزل پر گھاس لکڑی اور پانی عام موجود ہے۔ اور رستہ ہذا وسط آباد ہے۔ موسیٰ خیل میں جاتا ہے۔ لیکن رستہ میں بہ نسبت رستہ نمبر ا کے ناہلہ کا تفاوت ہوتا ہے کہ یہ رستہ تھوڑا سا ٹیڑھا ہے اول شمال کی طرف زیادہ جا کر بعد اوسکے نیچے بجانب جنوب لوٹتا ہوتا ہے۔ تمنات مری یا بگٹی جب تمن موسیٰ خیل پر لشکر کشی کرتے ہیں۔ اسی رستہ رکنی سے جاتے ہیں۔ رستہ نمبر ۲ یہ رستہ درہ مقام کوہ کالا سے بالکل سیدھا ہے۔ مگر بردار یا اور توپ کے واسطے یہ رستہ ہرگز کارآمد نہیں ہو سکتا اول سخی سرور سے براہ کوہ کالا بعد اوسکے بلغان[1] کہستان دیونی پر چڑھائی اور لاہی پہاڑ کی بڑی تکلیف ہوتی ہے رستہ ہذا اونٹ مشکل چل سکیں گے۔ صرف پیدل آدمی کے واسطے اچھا ہے۔ چنانچہ جاسوس مرسولہ جو پیدل تھے۔ اس رستہ سے گئے تھے۔ بمقام منزل سخی سرور سے تا قندہار جسطرح وہ لوگ گئے بمقام منزل گاہ نمبر قایم کیا گیا ہے ازروے بیان سفیران بہ تفصیل ہر ایک منزل کے تعداد فاصلہ کوہ کالا سے اے قندہار مالوں کوس ہے۔ جس

---

[1] ۔ بلغان نام پہاڑ کا ہے۔ جو سیدھا پہاڑ مثل سد کی سرحد قوم بر ہوتا ہے۔ اوسکو بلغان یا دغان کہتے ہیں ۱۲

کا ماہ معہ معین ہوتا ہے۔ اوس جگہ سے قریب پچاس میل راجن پور ہوکر
ازرئے نقشہ ایشیائی کے بھی بتعداد مفاصلہ راجن پور و قندہار سیدھا قریب
ساڑھے ۳ میل معلوم ہوتا ہے۔ پس بلحاظ نہج و تفاوت رستہ کے یہ مقاصلہ راست
معلوم ہوتا ہے۔ اس رستہ میں صرف اون تین پہاڑوں کے اوپر لاہی چڑھائی
ہے۔ بعد ازاں کچھ تکلیف نہیں سیدھی زمین اور سیدھا رستہ ہے۔ رستہ
نمبر ۳۔ یہ رستہ تل چوٹالی سے گذرتا ہے۔ اور اسی نام پر مشہور ہے یہ سب سے
اچھا اور آباد رستہ ہے۔ صرف کوہ کالا یا سخی سرور سے چلے ہوئے کچھ ختم ہوتا ہے
جو بجانب جنوب اترنا پڑتا ہے۔ مگر دراصل براہ درہ چھاچھڑو کوٹ میر حاجی
کچھ چندان خم نہیں ہوتا بلکہ سیدھا ہوتا ہے۔ پیشتر جب کبھی کچھ آمدورفت ہوئی
تو اسی رستہ سے۔ چنانچہ اب بھی بارکھان علاقہ کہتران تک یہ رستہ جاری ہے
یعنی بارکھان میں اجناس میوہ جات چنانچہ چھوہارا۔ بادام۔ مجیٹھ۔ آمد قندہار
بارکھان میں دیکھے گئے۔ اگرچہ بطور قافلہ کے بارکھان کے لوگ خود قندہار سے
آمدورفت نہیں کرسکتے۔ مگر ڈاک بڈاک یعنی ایک قوم سے دوسرا دوسری سے
تیسرا اس طور آمدورفت اجناس ہوتی رہتی ہے۔ پیشتر سوا درہ مقام کے اور
کوئی رستہ ملک کہتران میں بسبب مفسد ہونے قوم مری کے نہیں تھا اب اور
بہت رستہ ہر طرف سے بارکھان میں جانے کے واسطے ہیں۔ اب بارکھان
تک کچھ انتظار رستہ کی نہیں۔ پیشتر کو بھی رستہ بنا ہوا ہے۔ کہ ہر قسم
کی بار برداری توپ وغیرہ جا سکتی ہے اور ہر ایک منزل پر آبادی اور گھاس
لکڑی اور پانی موجود ہے۔ و نیز ہر ایک منزل گاہ پر اچھی شہر آبادی کے
آتے ہیں۔ بارسال عندالدورہ علاقہ بارکھان ایک پرانی خانقاہ قریب
لغاری بارکھان کے دیکھی گئی جس کے اوپر چند اینٹ سنگ[۵] مشتہ الفاظ

۵۔ اینٹ یعنی خشت ماہی سنگ"

تواریخ وسبب تعمیر وغیرہ حالات لکھے ہوئے تھے۔ نقل اوس کی جسقدر پڑھنے میں آئی کی گئی کہ ذیل میں درج ہے۔

ترجمہ سنگ اوّل

بتاریخ ہفتدہم ماہِ رمضان سنہ ۱۰۱۱ بحکم بندگان حضرت نورالدین محمد جہانگیر شاہ غازی بکمک قندہار یقین شدہ بود ازین منزل عبور نمود خسرآہ میر بزرگ ابن نواب مرحوم میر محمد معصوم بکری المتخلص بنامی:

ترجمہ سنگ دوئم خرد

از ماہ ذوالحج روز دوشنبہ از ماہ ذوالحج

ترجمہ سنگ سوم کلان

اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بناشد مسجد ازان ملک برباتر ترینی زرخیل یوسیانی در عہد سلطان فیروز شاہ شانزدہم ماہ ذوالحج روز دوشنبہ نقل گردید و بستم از ماہ ذوالحج روز آدینہ مسجد برآوردہ شد سنہ سبعین و سبع مایۃ سنہ ہجریہ مقدسہ

خدائی برآن بندہ رحمت کند ہر کہ درین مقام رسد فاتحہ با اخلاص مدد نماید حسن خبر جستن خیر شخص سنگ کادین اسد اول سندہ زرگر تمایوز

تمت

دردا ریکے کفکف رخشندہ نماز زان خواجہ پشینہ یکے زندہ

آن کردہ آتشین برتو وہ لعل خواہندہ کجا رود کہ بخشندہ

ظاہر ہوگا کہ سنہ ۱۰۱۰ ہجری میں جہانگیر بادشاہ ہندوستان کا تھا وزیاون
امیر خسرو بموجب حکم شاہی طرف قندھار جاتا تھا۔ جب علاقہ بارکھان
پہونچا ایک امیر ہمراہی وزیر موصوف اوس جگہ فوت ہوگیا۔ کر لاس اُس کی
رکھائی اور خانقاہ تعمیر ہوئی۔ امیر محمد جہانگیر شاہ بادشاہ اسی رستہ سے
سے قندھار کو گیا کیونکہ یہ رستہ مقامات لاہور و ملتان کے واسطے عین سیدھا
وقریب تر ہے۔ براہ پشاور یا جیکب آباد بڑا پھیر پڑتا ہے۔ جا غور ہے
کہ ایسا امیر جب علاقہ یاغستان سے طرف قندھار گیا۔ البتہ اوسکے ساتھ
ہر قسم سامان فوج و توپ و برداری اونٹ وغیرہ ضرور ہوگا۔ پس واسطے
صفائی رستہ کے کچھ موقعہ اعتراض باقی نہیں رہا مگر بارکھان کے آگے تاحد
علاقہ قندھار کے ملک یاغستان کا ہے اور اوس میں اقوام متفرق و مختلف
ہے۔ نقشہ مشمولہ میں علاقہ سرحد یاغستان کے سُرخ لکیر قائم کی گئی ہے
جو اقوام مختلف متصل رستہ کے رہتے ہیں۔ ہر ایک کی حدودات علیحدہ
علیحدہ اندازاً لگائی ہے۔ اور جس قدر حالات جمعیت و آبادی اونکا معلوم ہو
ہے۔ ظاہر کیا جاتا ہے۔

نمبر شمار	نام قوم	نام سردار یا مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند
۱	موسیٰ خیل	یاینڈ شیخ	اغ ۲۰۰۰ رر

یہ قوم شمالی سرحد کہتران برابر طرف شمالی اِلے سرحد ضلع ہذا پھیلی
ہوئی ہے۔ آگے اِس سے اقوام شیران کی ہے۔ اور اس سے آگے بجانب شمال

اقوام وزیری جو سرحد ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مقامات پر رہتی ہے یہ قوم بڑی مال دار اور مرفہ الحال ہے کالا پانی اس علاقہ میں بہت جاری رہتا ہے۔ چراگاہ مال کے واسطے بھی عمدہ ہے اور یہ علاقہ بنام بورہ کے مشہور ہے۔ دراصل نام زمین کا ہے۔ اور یہ زمین سمت شمال و مغرب دور تک جاتی ہے اور اقوام لوئی وکاکر و اورتمان خیل سے اس کا اکثر انجام رہتا ہے۔ مگر اقوام کبتران سے گاہی صلح گاہی جنگ رکھتے ہیں۔ مری و بگٹی کے واسطے شکارگاہ ہے کہ وہ اس قوم کو بہت مارتے ہیں۔ یہ لوگ بسبب اس کے کہ کبتران درمیان ان کے سدراہ ہے عوضہ اونکے ساتھ نہیں کرسکتے۔

نمبر شمار	نام قوم	نام مقدم	تعداد نفری
۲	لونے	پایندخان	الف ۱۲۰۰

اس اقوام کی کبتران سے زیادہ صلح رہتی ہے۔ بعضے وقت جنگ بھی ہو جاتی ہے۔ اقوام مری و بگٹی اس کو ہمیشہ مارا کرتے ہیں۔ یہ لوگ تھوڑے ہیں اور مری و بگٹی اون سے دور رہتا ہے اوس باعث سے بخوبی عوضہ نہیں کرسکتے ہاں کبھی کبھی جب کبتران سے صلح ہوتی ہے۔ البتہ تعاقب کرتے ہیں۔ زمین اُن کی بہت اچھی سیر حاصل ہے۔ آبادی دونو قسم بارانی وکالا پانی سے ہوتی ہے۔ خراج کسیکو کچھ نہیں دیتے اقوام شادوزئی و ترین سے اکثر صلح ہو جاتی ہے گاہے جنگ بھی ہوتی ہے۔

نمبر	قوم	مقدم	نفری
۳	ترین	بانڈا سیفل	۷۰۰

واضح ہو کہ یہ قوم تین موقعوں پر علیحدہ علیحدہ متمکن اور اون کے مقدم

بھی علیحدہ ہیں۔ اول چوٹالی اِس گروہ میں قریب ایکسو نفر رہتا ہوگا جن
کا مقدم مسمّی بلند ہے دوسرا مقام تل اس جگہ بھی قریب ایکسو نفر رہتا ہے
اون کا مقدم مسمّی اسمٰعیل ہے تیسرا بمقام عمر زئی۔ جس کا مقدم کرلاز ہے یہ تینوں
موقع راہ پر واقع ہیں اور بھی متصل آن دور فاصلہ پر یہ قوم رہتی ہے تینوں
مقدم علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک دوسرے سے کچھ سروکار نہیں۔ مگر ہمیشہ صلح
رہتی ہے۔ خصوص اچھے آبادکار لوگ ہیں۔ کبھی کچھ تکرار نہیں کرتے قوم مری
کو خوب لوٹ مار کرتی ہے۔ آبادی اور گذران اُن لوگوں کے بہت اچھی
ہے۔ یہ قوم عین راہ پر واقع ہے۔ اقوام شادوزئی اور اوستزانہ اُن
قریبی ہمسایہ ہیں ہمیشہ ایک دوسرے سے صلح رہتی ہے۔ بلکہ اقوام تری
اور شادوزئی میں فی الجملہ خویشگی اور رشتہ داری رہتی ہے۔ سُنا جاتا
کہ یہ قوم اس قدر والی قندہار کو مانتی ہے۔ کہ بقدر تین ہزار روپیہ
نذرانہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ چوٹالی۔ تل۔ عمرزئی۔ یہ تینوں گانو اچھے
اور قریب اِن کے بہت آبادی ہے۔ اور پیداوار از قسم غلہ گندم و جوار
بہت ہوتی ہے۔ آبادی رود کوہی و کالا پانے سے زیادہ ہوتی ہے۔ زمین
خوب سیر حاصل ہیں اور لوگ بھی مرفہ الحال ہیں۔

نمبر	نام قوم	نام مقدم	تعداد نفری
۴	شادوزئی	جہانگیر خان	۲۰۰ نفر

یہ قوم جزدی ہے اقوام ترین سے ان کی رشتہ داری ہے۔ ایک
کے اتفاق و صحبت سے گذران کرتے ہیں۔ مگر لوگ چالاک زیادہ ہیں
ان لوگوں کے پاس گھوڑیاں بھی زیادہ ہیں۔ آبادی زمین و گذران بد
اوسط ہے سنا جاتا ہے۔ کہ مقدم اس قوم کا ہوشمند ہے اور خدمت

کار انگریزی کو پسند کرتا ہے ۔ یہاں تک بھی ثمنات مری و بگٹی غارت
تے ہیں۔

نمبر	نام مقدم	نام قوم	تعداد نفری
۵	صدراوستراڑ	وستراڑ	مانفنڈا

یہ قوم بھی جزوی ہے یا تفاق صحبت اقوام ترین کے گذران کرتے
ی آبادی اون کی بدرجہ اوسط ہے ۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
۶	اوتماں خیل	ا ا ,,	

یہ لوگ اچھی کافی جمعیت رکھتے ہیں اپنے زور کے ساتھ گذران
رتے ہیں ۔ اکثر اونکے اقوام مقلہ سے صلح رہتی ہے ۔ یہ کسی کو کچھ خراج
نذرانہ نہیں دیتے ۔ آبادی ان کی بہت اچھی ہے ۔ کالا پانی ورود کوہ ہے جاری
ہتا ہے ۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
۷	کاکڑ و دنبڑ		صمہ ۵۰۰۰ ,,

کاکڑ و دنبر دراصل ایک ہی قوم ہے صرف دو پہلے ان کے علیحدہ
علیحدہ ہیں ۔ یہ قوم بہت زیادہ ہے ۔ جنوبی سرحد اس کی یہ ہے جو نقشہ
یں درج کی گئی شمالاً برابر پشاور کے مقابل تک چلی جاتی ہے یہ قوم بہت
ہے ۔ بلکہ کاکڑستان مشہور ہے ہمیشہ یہ لوگ باغی چلے آتے ہیں ۔ اب تک
سی بادشاہ کو خراج نہیں دیا لوگوں میں مشہور ہے کہ بوقت احمد شاہ
درانے بادشاہ کابل ازدوے شمار نفری ان کا قریب ایک لاکھ
کے آیا تھا جو قوم برستہ قندھار اوپر تل چوٹالی واقع ہے ۔ اوس کا اندازاً

تعداد قریب پانچ ہزار کے ہوگا جو درج کیا گیا ہے۔ یہ قوم
صادق خان کو اپنا سردار یعنی مقدم مانتے ہیں۔ اگرچہ یہ قوم سرحد
کے قریب رہتی ہے۔ مگر والی قندہار سے برخلاف ہے۔ گذران
لوگوں کی زیادہ تر مالداری پر ہے۔ زراعت بھی پیدا ہوتی ہے۔ جن
غلہ گندم و مکی عام ہے۔ اور میوہ جات بھی اوسجگہ پیدا ہوتے ہیں
آب و ہوا اس جگہ کی سرد شروع ہوجاتی ہے۔

نمبر	مقدم	قوم	نفری
۸	مدد خان	زور	تعداد ۲۰۰۰

زور نام دراصل زمین کا ہے اور اوس میں تین اقوام حسب
آباد ہیں۔ چھلگری۔ مکھیانی۔ وڈ نبڑ۔ رہتے ہیں اصل میں یہ بھی تینوں
قوم کاکڑ کے ہیں اور والی قندہار سے باغی رہتے ہیں۔ بلکہ درہ بو
کے قافلہ جات کیواسطے زیادہ تر یہ قوم سدراہ ہے۔ کہ بروقت موقع
پہونچاتے ہیں۔ سرداراں کا مدد خان ہے اور یہ شخص اچھا بہادر آ
ہے گویا کہ پہاڑ اس کے واسطے جائے پناہ کے ہیں۔

نمبر	نام مقدم	نام قوم	تعداد نفری
۱۰	بختیار خان	باروری	لما نفر ۷۰۰

یہ قوم اقوام مری اور افغان و بہردی کے درمیان رہتی ہے۔ اگرچہ
اصلاً یہ قوم افغان ہے۔ مگر بلوچی رواج پر زیادہ چلتے ہیں اور سُنا جاتا
کہ یہ لوگ والی قندہار کو کچھ مانتے ہیں۔ کہ نقدی نذرانہ ادا کرتے ہیں۔

حال رستہ قندھار بشرح منازل

مقام ٹوبہ اول موضع درگڑی علاقہ تحصیل جامپور سے براہ رود چاچڑ
رود مذکورہ پانی بارش سے جریان ہوا کرتی ہے۔ روانہ ہو کر پہلا منزل گاہ بمقام
بہ ہے۔ رستہ عین صاف تل رود میں جانا ہوتا ہے۔ رستہ میں پانی مل سکتا
ے۔ مگر نمکین ہے۔ بہ منزل گاہ گھاس لکڑی بہت ہے پانی ٹوبہ میں موجود
ہے۔ ٹوبہ بمعنی چشمہ پانی کی ہے۔ کہ چشمہ رود کے کنارہ پر بقدر دو فٹ مربع
ور چار فٹ عمق ہے۔ موجود جس قدر پانی درکار ہو مل سکتا ہے۔ اور پانی
ینے میں اچھا خوش مزہ ہے۔

پہولکھانی۔ ٹوبہ سے براہ اوسی رود کے بقدر ۱۶ میل جاکر آگے بیٹ
شہ کا ہے۔ یہانتک رستہ گھوڑوں کا اچھا ہے۔ اونٹ کے واسطے دقت ہے
نی رستہ میں دو تین جگہ مل سکتا ہے۔ اور اس جگہ قریب دو تین چہلار پانی
ل رود میں جریان رہتا ہے۔ گھاس لکڑی کی کچھ پروا نہیں۔ یہاں سے آگے
ا صلہ چار میل براہ پشت نیلا مقام پہولکھانی منزل گاہ ہے۔ یہ جگہ عین
نارہ پر واقع ہے۔ پانی شیرین رود میں جریان ہے۔ گھاس لکڑی عام مل جانا
ہے۔

بوڑ مقام۔ اول پہولکھانی سے روانہ ہو کر بفاصلہ آٹھ میل بموقعہ کہلچات
رود میں پانی بہت موجود ہے۔ اور زمین صاف ہے کچھ تکلیف گھاس لکڑی کی
نہیں۔ یہاں سے سیدھا شمال کی طرف تھوڑی سی چڑھائی کوہ لکی کی ہے۔ اور
ف لاہی کوہ کپ سے اُترنی ہوتی ہے۔ اور رستہ بالکل صاف ہے۔ براہ
زمین بوڑ اوپر رود بوڑ کے منزل گاہ ہے۔ زمین بوڑ کی طولمیں بقدر آٹھ دس

میل عرض تخمیناً ڈیڑھ میل ہوگا۔ زمینات بہت عمدہ لائق آبادی کے ہیں
بسبب جنگ جدل ایک دوسرے کے ویران ہے۔ پانی گھاس لکڑی
کچھ کسی طرح سے ہرج نہیں ہے۔

مقام ۴ ٹاکنی منزل چہارم بوڑ سے وٹاکری تک رستہ درست
صرف ایک جگہ اوپر کنہٹلک وٹاکری المعروف آدھ ونجا تکلیف ہ
تھوڑی توجہ سے وہ جگہ درست ہو سکتی ہے۔ بوڑ سے وع ۱۵ میل
ٹاکری کے رود میں کالا پانی جاری ہے۔ اس کالا پانی کو اوس موقعہ پر رود
ہیں۔ گھاس لکڑی عام ہے۔ اور یہ ہی پانی لعلاقہ ہڑند بدرہ کہا پہونچتا ہے

کوٹ ۵ میر حاجی۔ منزل پنجم۔ وٹاکری سے کوٹ میر حاجی ۔ع ۱۶ میل
رستہ بالکل صاف ہے براہ کوٹ نہڑ اوپر کوٹ میر حاجی جانا ہوتا ہے
پہاڑی زمین ہے بعد اوس کے زمین ہامکم شروع ہوتی ہے۔

کوٹ ۶ ملک زئی منزل ششم۔ کوٹ میر حاجی سے براہ درین روانہ ہو
میں کوٹ عمر خان کا آتا ہے۔ اوس کے قریب کوٹ ملک زئی کا ہے۔ یہ
موسومہ کہو اگرچہ قدیم الایام سے افغانستان قوم زرکھان کا تھا مگر اب
سے مردم مری پچلی بجرانی قابض ہے۔ قدری افغان مذکور بھی رہتے
مگر ماتحت مردمان مری کے ہے اور موقعہ آبادی کا اچھا ہے۔ کچھ تکلیف
لکڑی کے نہیں۔

مقام ۷ زرن کہو سے جب روانہ ہوئے۔ صرف تھوڑا سا پہاڑ ہے
رستہ صاف ہے۔ ایک موقعہ زرن پر چشمہ پانی کا موجود ہے۔ اور مقام منزل گاہ پر گ
لکڑی وہاں بہت ہے اور زمین مذکور لائق آبادی کی ہے۔ اور یہ موقعہ اذ
قوم ترین کے ہے۔ بسبب لحاظ جنگ مری کے آباد نہیں ہو سکتی۔

چوٹالی۔ مقام زرن سے روانہ ہو کر بفاصلہ قریب چھ میل ایک چشمہ
یکا ہے۔ وہاں سے چھ میل چوٹالی ہوتی ہے چوٹالی کا اچھا شہر ہے۔ آبادی
رانی اور کالا پانی سے ہوتی ہے۔ اور جگہ آرام کی ہے۔

تل[9]۔ چوٹالی سے پانچ میل کے فاصلہ پر کوٹ شادوزئی کا آباد ہے۔
ہں میں مسمی جہانگیر مقدم شادوزئی رہتا ہے۔ وہاں سے آٹھ میل کوٹ
ردمان اور ستراتہ کا ہے۔ اوسجگہ سے تین میل مقام تل ہے۔ اس کے
رداگرد بہت کوٹ مردمان ترین کے آباد ہیں۔

عمرزئی[10]۔ مسمی گرلاز مقدم یہاں رہتا ہے۔ یہ بھی اچھا شہر ہے

شلنجی[11] زئی۔ یہاں سے سرحد افغانستان کا کرم کا ملک شروع ہوتا
ہے۔ رستہ صاف کچھ ہرج نہیں

شنجاوی[12]۔ اس موقعہ سے کچھ تنگی رستہ کی ہے۔ کہ بطور درہ اندر رودہ کے
چلتا ہوتا ہے۔ اِدھر اُدھر سے پہاڑ ہیں۔ مگر تاہم رستہ کشادہ ہے۔

پچی[13]۔ بشرح صدر

رودنج[14]۔ اِس جگہ رستہ صاف ہے گھاس لکڑی عام

زرغائی[15] اسپیی زندالی۔ بشرح ایضاً

عیسب کچ[16]۔ بشرح نمبر ۱۴

لگاند[17]۔ بشرح نمبر ۱۴

پشتن[18]۔ پشین کا ایک علاقہ ہے۔ جو برابر مقابل شال سرحد قلات چلا
چلا جاتا ہے۔ اسمیں اکثر توخلزئی کی رہتی ہے۔ یہ علاقہ خاص متعلق قندہار زیر
حکومت والی خراسان کے ہے۔

کویک[19]۔ یہ ایک شہر ہے۔ اور قوم کویک اُسمیں رہتی ہے۔

ہے۔ اس جگہ پر رستہ بولان اور تل چوٹالی شامل ہوتا ہے۔ اس واسطے یہ

ہے۔

قندھار[۲۱]

گُل چہارم : کیفیت حال نالجات ضلع ڈیرہ غازیخان۔ ظاہر کہ جب تک شہر ڈیرہ غازیخان کی آبادی نہیں ہوئی تھی۔ اس ضلع میں کچھ چندال آبادی زمین اور رواج نالجات کا نہیں تھا۔ اگرچہ مزدم نہڑ اس ملک میں آباد تھے۔ لیکن سوا ایک نالہ بہاگسری کے جو جس کو اسلام خان نہڑ نے علاقہ بہاگسری میں کھدوایا جو مواضعات ذیل اس نالہ پر آباد ہوئے۔ بہاگسر بنگالہ۔ سبزانی۔ سوگلے۔ اس نالہ کا موہان دریا سے نکلتا تھا۔ اور کوئی آباد نہیں تھا۔ جب ۱۵۵۶ء میں غازی خان نے شہر ڈیرہ غازیخان کا بنا اوس کے بعد متواتراً تین نالہ۔ کستوری۔ صاحبان۔ ڈول۔ عہد غازیخان میں کھودی گئی۔ اول کستوری۔ وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے۔ کہ ایک سوداگر چ بار مشک کستوری واسطے فروخت کے لایا تھا۔ ڈیرہ غازیخان میں ایسا شخص متمول کوئی نہیں تھا۔ جو اوس کو خرید کرے۔ سوداگر بطور شکوہ غازیخان کے پاس آیا غازیخان نے وہ تمام مشک خرید کرکے نالہ میں ڈلوادی تب سے اس کا نام نالہ کستوری مشہور ہوا چار شاخیں بتفصیل ذیل۔ خان دیوان۔ موتی۔ جام۔ گدڑ اوسکے مقرر ہوئیں۔ بروقت کھودنے کے موہان نالہ ہذا جانب شمال موضع کلی والی نکالا گیا اور رو آبادی بہت اچھی ہوئی اور یہ نالہ جانب شرق محض قریب شہر ڈیرہ غازیخان کے گذر کیا اور مواضعات حسب تفصیل ذیل اسپر آباد ہوئے۔

بہانی ۔ دوچرخہ ۔ پیر عبدالرحمان ۔ جیاپتانی ۔ چوٹالہ ۔ حاجی غازی
رگاہی چن ۔ دروپلہ ۔ صوبہاارائن ۔ سکھیرہ ارائن ۔ سمین ۔ صدر بدر ۔
صبرہ ناچھیاں ۔ کوٹلہ سکھانے ۔ متہر بخشہ ارائن ۔ نورہ کوریہ ۔ نورنگ کہاگی ۔
ر صاحبان ۔ وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے ۔ کہ صاحب خان قوم کھک کا روار
وت نے یہنالہ احداث کرایا لہذا نام صاحبان مشہور ہوا موہان اس
بڑی دور ۔ شمال کیطرف سے جاری تہانالہ چھیڑی بھی اِس کی شاخ مقرر
ولی اور مواضعات حسب ذیل اوس پر آباد ہوئے ۔ بیٹ جھیلہ ۔ آبرنید
ارائن ۔ بیگ والہ ۔ مہٹہ چاندیہ ۔ جانکلا ۔ جکھر ۔ حاجی کماند ۔ وستی والہ
دورہ ۔ دول ۔ شیرو ۔ علیشاہ ۔ ملکانی ۔ محب لبسکانی ۔ ماچھی والہ ۔ نورواہی
تہڑ ۔ کاغن سندیلہ ۔ مانہ احمدانی ۔ نورنگ مجید ۔ جلیانی ۔ جھوک ۔ کوراواہ
ہلکانے کلان ۔ نورپور ۔ ہڈیرہلانہ ۔ جام پور خاص ۔ کوٹ طاہر ۔ نالہ دول
یہ نالہ موضع احمدانی سے جو بفاصلہ ۳۰ میل شہر ڈیرہ غازیخان کے شمالی
طرف واقع ہے ۔ نکل کر براہ دامان پہاڑ قریب موضع محمد پور گمو والہ
جو راجن پور سے بفاصلہ آٹھ میل جانب غروب واقع ہے جاتا تہا
یہ نالہ بہت بڑا اور دامن پہاڑ اوپر واقع تھا ۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری میں نواب
غازیخان یہ محقق نہیں کہ دوسرا غازیخاں یا تیسرا ناظم ڈیرہ غازیخان کا
تھا اور نواب محمود خان گوجر منشی دربار نواب موصوف کا تھا نالہ بشارت
جو اوس زمانہ میں دریا قریب کنجیر جو برابر اس کے بستی حاجی محمد اکرم
علاقہ تحصیل ڈیرہ غازیخان واقع ہے ۔ اس موقعہ سے لوٹ کر برابر
موضع شہر سلطان علاقہ ضلع مظفر گڈھ شامل دریا چیناب کے ہوتا تھا
خاص شہر سیت پور مع مواضعات متصلہ اس کنارہ دریا کے تھا اور

علاقہ تحصیل راجن پور جواب آباد ہے۔ بالکل ویران صرف طرز
روجھان وہڑند و بھاگسہر تھوڑے آبادی تھی یہ نالہ بشارر
احداث کرایا کہ موہان جسکا برابر سیت پور کے تھا اور مواضعات
او سپر آباد ہوئے۔ کوٹلہ شیر محمد ہنڑی۔ مہریالہ۔ کلان پور۔ رنگپور
چند اور موضع بھی موہان کیطرف آباد ہوئے۔ جس زمانہ میں غازیخان
بشارت کھدوایا اُس زمانہ میں شیخ محمود مخدوم صاحب صوبہ دار سید
سے تھے۔ جو پہلے یہ صاحب بطور امیر مردم نہڑ کے تھے۔ بسبب سُست ہوجانے
مردم نہڑ کے مخدوم صاحب موصوف ملک ہنڑ پر قبضہ پاگئے۔ مخدوم صاحب کو اشتیاق
زیادہ تھا۔ چنانچہ پہلے نواب غازیخان سے واسطے شریک کرنے نالہ
کے استدعا کرے۔ حیکہ غازیخاں نے یہ بات نامنظور کی۔ پھر مخ
صاحب نے نالہ بہشتی جواب شاخ دہندی کی ہے۔ کھدوایا۔ نالہ قط
اور رسول واہ جواب دہندی مشہور رہے۔ اوس کی دو شاخیں
جوکہ بہشتی نیچے کیطرف اور موہان اوس کا بھی قریب تر
تھا۔ جب یہ نالہ جاری ہوا پانی زمینات کو بذریعہ تکہ نہ ملتا تھا
اس واسطے شاخ رسول واہ کا علیحدہ موہان دریا سے نکال
بڑا نالہ قائم کیا اور نالہ بہشتی و قطب اوس کی شاخ مقرر ہوئی
چنانچہ نمونہ نقشہ ہیئت نالجات ذیل میں درج کیا جاتا ہے کہ
سے مفصل واضح ہوگا۔

نقشہ نالہ جات دہندی و قطب

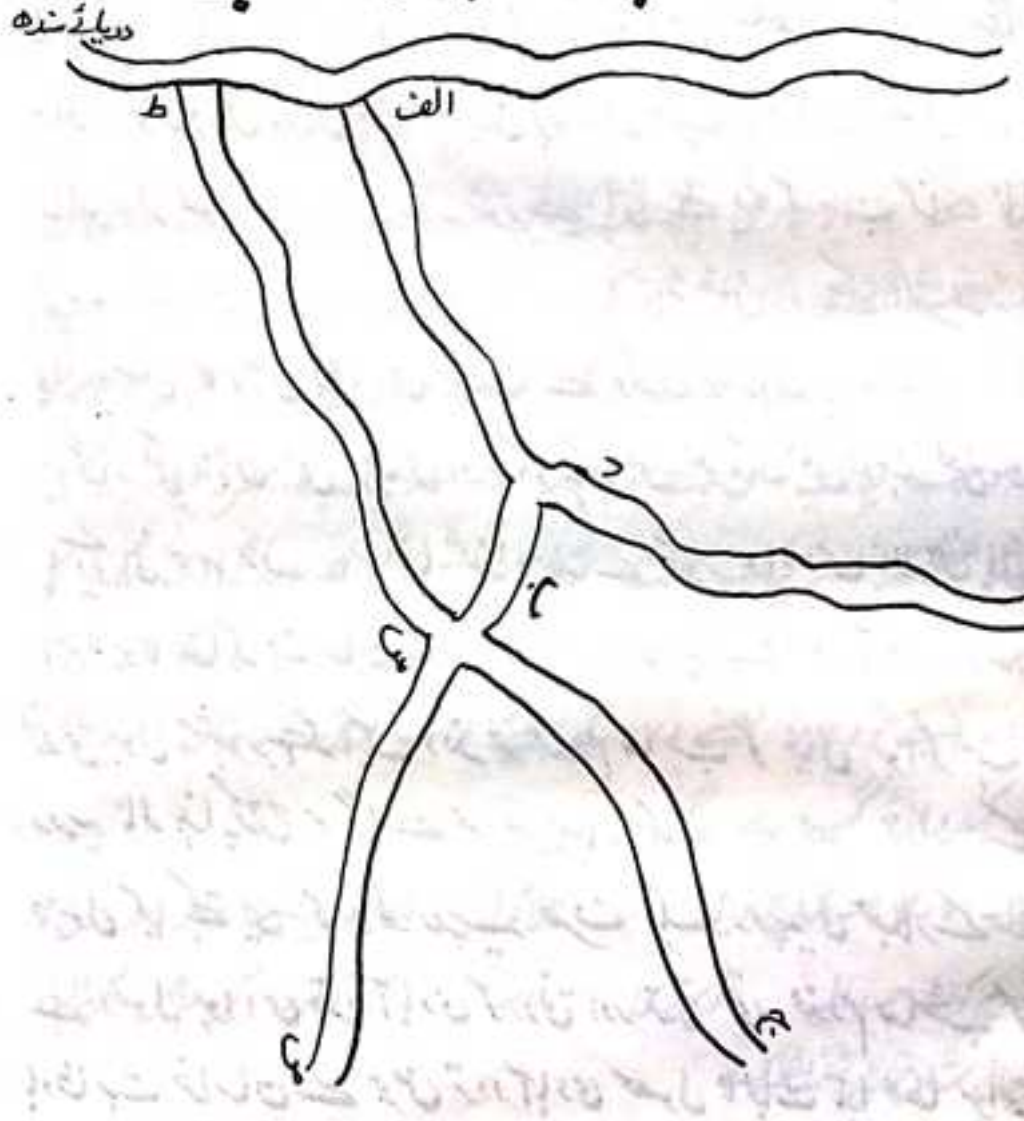

حرف الف سے براہ ب تاج نالہ بہشتی احداث ہوا جس کی دو شاخ حرف د سے تا نالہ قطب اور حرف س سے تا س رسول واہ مقرر ہوئی تھی۔ بعد اُس کے حرف ط سے تا س نیا مُنہان احداث ہو کر رسول واہ میں ڈالا گیا جواب دہندی مشہور ہے اور حرف ج بہشتی شاخ دہندی کی ہے اور پُرانا مُنہان بہشتی کا قطب ہو گیا فقط ؂

اور بہت مواضعات حسب ذیل اوپر نالجات مندرجہ بالا آباد ہے
دنیا پور۔ کوٹلہ جندہ، شاہ پور۔ غوث پور۔ جلالپور، بہاولپور۔ رحیم
پور۔ کوٹلہ گیان۔ کوٹلہ احمد۔ محمد پور۔ کوٹلہ بابل۔ سلطانپور۔ کوٹلہ نشان
والہ۔ کوٹلہ دلیل۔ تل باقر۔ رابن پور خاص جب کہ موہان رسول داد
بنا کسور کر کھولا گیا۔ ایسے زور شور سے پانی چلنے لگا کہ سب کنارہ نالہ
ٹوٹ گئے۔ جیسا اب بھی کنارہ ہا نالہ ہذا قائم نہیں رہ سکتے اکثر علاقہ
پانی اوس کا پھیل گیا۔ اس سبب سے لوگوں کو زبان پر دھندی نام
ہو گیا۔ ملکی زبان میں دھندی اوسکو کہتے ہیں۔ جو ملک میں دھند یعنی
پاڈیو پانی جو ہر طرف عام تھا۔ لہذا دھند سے مشہور ہوا۔ اس نالا میں پانی
اجرا ہوتا تھا کہ چند سال تمام سال بہریہ نالا چلتا رہا۔ اور آبادی کرایہ
رونق ہوئی مشہور ہے کہ ایک دفعہ جو مخدوم صاحب کو خیال ہوا کہ ہما
روپیہ نالہ ہذا پر خرچ ہو گیا ہے پھر ہر چھلار ایک روپیہ بطور نذرانہ کے
وصول کیا کہتے ہیں۔ کہ لاکھ روپیہ صرف ایک روپیہ فی چھلار کے حس
سے وصول ہوا اس قدر آبادی کو رونق اور ترقی تھی۔ مخدوم صاحب کو
بادشاہت خراسان سے عوض تردد آبادی محصول نالجات ہذا عطا ہوا تھا
جو کہ مخدوم صاحب کو احداثی نالجات دھندی اور قطب میں بہت
منفعت حاصل ہوئی۔ اسی عرصہ میں نالا قادرہ کو بھی کھدوا آباموہان اک
کا۔ اس وقت موضع پاکی والے جو برابر موضع علی پور ضلع مظفر
گڈھ جو تب دریاء سندھ اس نواح میں چلتا تھا۔ احداث کرائے عم
کوٹ تک لائے اور چار شاخ اس کی حامد، پہاڑ کہتی گیا نل
اس وقت سے کھودی گئی اور مواضعات حسب ذیل نالجات

ڑا پر آباد ہوئے۔ کوٹلہ نصیر، کوٹلہ نور محمد، کوٹلہ سید خان، بستی بھلی، دیگو
باگ، مرغای، قادرہ، کوٹلہ حسن شاہ عمرکوٹ کوٹلہ حسن حامسرہ
وٹلہ گہان کوٹلہ فتوحل کوٹلہ ذایت مرغای کوٹلہ امام بخش خان
زدار کوٹلہ میرن کوٹلہ گندی شاہ کوٹلہ غلام مرتضے شاہ اور بہت اچھی
ونق سے یہ نالا جاری ہوا۔ ۱۷۳۹ء میں جب نادر شاہ بادشاہ خراسان
بعد تاخت آوری بادشاہی یہ ملک ایں رو آب اٹک شامل شامل بادشاہے
خراسان کے کیا۔ نواب محمود خان گوجر کو منشی دربار نواب غازیخان مرحوم کا
تھا بموجب لیاقت اُس کے صوبہ دار ڈیرہ غازیخاں کا مقرر کیا۔ یہ شخص
بہت عقلمند اور نیک بخت تھا احداثی نالجات اور آبادی ملک کا
بہت اچھا بندوبست کیا چنانچہ نالجات حسب ذیل اس کے عہد میں
بعضے اپنے خود اور بعضے اس کے بیٹے نواب برخوردار خان وغیرہ ولتھان
نے کہدوائی گھوڈے گئے۔

نالا مانکا معہ شاخ ذیل نالا کوئی نالا شوریہ شنبہ والہ معہ شاخ ہا
شوریہ کوٹ حسہ والہ دہوری باجہ کریہ کہادر کریہ حاصل کریہ الہداد
جو مال شاخ شوریہ شنبہ والا کے ہے

دہگانہ معہ شاخ نالا سمندری وغیرہ حسب ذیل نالا سون معہ دو شاخ حسب تفصیل ذیل
راج بہار نالا فاضل نالا پہریہ نالا موسی
رر معہ شاخ ذیل نالا محمود
نالا محمد نالا اسلام اور مواضعات ذیل آباد ہوئے۔
موضع باطل پالگاہ گدائی پیر عبدالرحمان کوٹلہ سکھانی لکے جبرطار
ڈہو رامن مُراد بلندہ ڈنک سکھانی بیٹ نہرکی ہوتہ تہوانی ہوت

بری کہنبرہ جاری سہدو چہاڑی بالا سکسانی بندالی تہتہ بگول چولی زیریں
قائم والہ لوزن بکھرواہ بستی کہوسہ جھوک یار شاہ چہاڑی ماپن کوٹ یار دڈ
بری دلیل بے ایران جھوک حافظ لوز لاڑن میرٹھہ — نالا مانگا
وجہ تسمیہ یہ ہی کہ جب یہ نالا دریا سے نکالا گیا تب موہان اس کے
مانک یعنی موتی نکلتے تھے اور بعضے کہتے کہ مانک نامی ملازم نواب صاحب
تھا۔ اُس نے یہ نالا احداث کرایا۔ اسواسطے بنام مانگا مشہور ہوا۔ یہ
معموری تک جاتا تھا۔ نالا شوریہ۔ نالا دہوری نالا باجہ۔ اس کے یہ تینوں
شاخ تھے اور آبادی دیہات ذیل ان نالجات سے ہوئے۔

بری دلیل پیر عادل کوٹ داؤد پہاپہڑی تبہی متہلا قائم سلطان
نالا کوٹی ۔ وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے۔ کہ یہ نالا کوٹ داؤد خان تک جاری
ہوتا ہے۔ اس واسطے نام اس کا کوٹی معروف ہو گیا اور مواضعات
ذیل کے اس سے آب پاشی ہوئے

پالنگاہ گدای، پیر عبدالرحمان، حاجی غازی، حیدر فرشی، درڈیلہ، سکیہ
علیوالہ، عثمان دونہ، کلی والی، کوٹلہ غلام، کوٹلہ سکھانی، لاڈن، نوریہ کو
شہنہ مرکند، جام پور، خان پور، کوٹ چٹھہ، نصیر وہانڈلہ معموری، نالا شور
شہنہ والا۔ وجہ تسمیہ اسطور ہے۔ کہ یہ نالہ زیر موضع شہنہ کے آتا
اور موہاں اُس کا زمین شور ہیں ہے۔ اس واسطے شوریہ شہنہ والہ معرو
ہو گیا اور تین شاخ اس کی مندرجہ نمبر نکالی گئی۔ اور مواضعات ذ
نالا سے آباد و سیراب ہوئے۔

حیدر وان، صدر فرشی، صبرہ، کنجی پاقی، مندوس والہ، بیٹ
خان پور، دوسہ، حافظ لوز حسن، کوٹ چٹھہ، خوجہ یاری والے ر

ہتھم ، نورپور ، ناڑی دہمرہ ، خانپور خاص ، کوٹ طاہر ، کوٹ طاہر
کوٹ جامو ، دہیگانہ ، کوٹلہ سکھانی ، ہزارہ

نالا دہکانہ ۔ یہ نالا بدرالدین معمار نے احداث کرایا۔ موہان پراسکا نام
درہون مشہور ہے ۔ درمیان اور پاندیہ دہگانہ بولتے ہیں۔ سبب
اس کا یہ ہے کہ یہ نالا زیر موضع دہگانہ تحصیل جامپور کے جاتا
ہے۔ لہذا نام اس کا دہہگانہ مشہور ہوگیا بوقت احداثی اس نالاکے
پانچ شاخ حسب ذیل اس سے احداث ہوئی نالا سمندری راج
بھوری واہی نور بہار ۔

چنانچہ راج جمال محمد دریجہ نے۔ بھوری واہی بھورہ نامی جتوی
اور بہارورہی ۔ بہار نامی جتوے اور نور کو نور محمد خان گجر بیٹا محمود
خان گجر نے احداث کرا ہی اس واسطہ نام ان کا رکھا گیا۔

۔سون ۔ موہان اس کا اسموقعہ سے جہاں اب وہ ہے بفاصلہ
تخمیناً دس میل شرقی طرف سے نکل کر پاند اس کا اسلام پور تک
جاتا تھا۔ اور وجہ تسمیہ اس کے یہ ہے کہ سونہ خان کمیدار نے یہ نالا
احداث کیا یا اوس کے نام سے سونواہ مشہور ہوگیا اور تین شاخ
اس کی احداث ہوئے چنانچہ موسے سیہہ کرہ گا نمون ۔ شاخ ۱ خود
محمود خان کیوقت موسٰی نامی کیدارنی احداث کرایا کہ اوسکے نام سے موسے
مشہور ہوا پانداس کا تاحد دہگانہ جاتا تھا۔ اور زمینات مالموالی اوسی
آبنوش ہوتی ہیں۔ شاخ ۲ پہر یہ برخوردار خان پسر نواب محمود خان
نے کہہ دیا وجہ تسمیہ یہ ہے بروقت احداثی نالہ میں ٹھیر یعنی خم پڑگیا اس
واسطے نام اس کا ٹھیر یہ مشہور ہوگیا شاخ کمر ۳ ۔ یہہ شاخ ملک گامون

قوم جکھڑ زمیندار جامپور نے احداث کرایا ہے۔ اور مصارف تقریباً
کا قریب نو ہزار روپیہ کے ہوا تھا۔ نالا نوریہ نالہ خود نور محمد خان گجر لسرانی نے
نے احداث کرایا۔ لہٰذا نورواہ مشہور ہو گیا۔ اور بنای میں نور پور یک
ہے۔ چنانچہ موضع نور پور بھی نور محمد خان نے اس نالا پر آباد کیا اور
احداثی نالہ مذکورہ تقریباً پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ اور نالہ محمود اس
دو شاخ اس نالا سے نکالے گئے۔ چنانچہ نالا محمد والا کا دیوان محمد
نے احداث کرایا کہ مبلغ ۔۔ ہزار اس پر خرچ ہوا اور موضع
کنارہ نالا محمد واہ پر آباد کیا اور چوڑائی اس نالہ کی بقدر چالیس فٹ
تھی اور مواضعات ذیل آبنوش ہوئے۔

شاہ جمال ہیرو خانواہ کوٹلہ مغلان محمد پور نور پور کوٹلہ دین
بابل والے بیوکیا جامپور دھنگانہ حاجی پور شاخ نالہ اسلام واہ یہ
اسلام خان گجر پوترہ نواب محمود خان نے احداث کرایا اور بقدر
فٹ ہزار خرچ ہوا۔ نالہ محمود یہ نالا محمود خان نے خود احداث کرایا۔ چنا
مواضعات ذیل گجرات ریخ سکھانی والہ گجروالی باغوا
فاسمپور شکارپور عاقل پور آباد ہوئے اور بہت زمینات ویر
اس نالا پر آباد ہوئے۔

نالا فاضل یہ نالا نواب فاضل خان بیٹا محمود خان گجر نے احداث ک
اس واسطے فاضل واہ مشہور ہوا۔ موضع پور د کوٹلہ دلوا سپر آباد ہوئے

واضح ہو کہ جب سب نالجات جاری اور آباد تھے۔ ملک کو بڑی
رونق اور ترقی تھی جو نالجات مخدوم صاحب نے کھدائے اون کے

حکومت اور محصول مخدوم صاحب کا تھا اور باقی نالجات و ملک متعلقہ ڈیرہ غازیخان پر حکومت نواب محمود خان کی تھی اور محصول بادشاہ خراسان کو ادا کرتا تھا اور اسی عرصہ میں بسال ۱۱۰۶ھ مطابق ۱۶۹۴ء قاضی نور محمد صاحب نے علاقہ کوٹ مٹھن کا بادشاہ ۔ خراسان سے اجارہ لیکر نالہ قاضی جس کا علیحدہ موہان دریا سندہ سے بطرف مشرقی و شمالی طرف موضع دنگ سے نکالا چنانچہ موضع قادرہ تک یہ نالہ جاتا ہے اور مواضعات ذیل اس سے آبنوش ہوتے دنگ بستی محب علی۔ کوٹ مٹھن۔ کوٹلہ حسن۔ قادرہ ۔ نالہ ہاشم بعملداری خراسان عرصہ تخیناً ۔ ۸۰ برس سے یہ نالہ ہاشم خان متاجر و موضع دہگانہ نے احداث کرایا اس واسطے نام نام ہاشم ہوگا۔ ظاہر ہے کہ پہلے زمینات موضع دہگانہ نالہ سون و نالہ پہیریہ و نالہ دہگانہ سے آباد ہوتے تھے ۔ جب پاند نالہ سون کا پانی بسبب اجرائی قریہ جات کثیر موضع دہگانہ تک نہ پہونچ سکتا تھا اور پاند نالہ پہیریہ ویران ہو گیا۔ متاجر مذکور نے قریہ جانب زیرین سے اوپر ایک موہان جدید نالہ سون نکالکر بقدر تین میل از سر نو کھودا اور سونمین داخل کردیا اور نالہ حضوری بھی اسے نالہ سے نکالا کتب یہ نالہ نوشہرہ اسلام خان تک جاتا تھا۔ ظاہر ہو کہ اس عرصہ میں نالجات اور آبادی ملک کو بہت رونق ہوگی چنانچہ اکثر مواضعات نالجات پر آباد ہو گئے اور علاقہ ہذا میں چند ریاستیں علیحدہ علیحدہ تھیں ۔ چنانچہ ڈیرہ غازیخان میں نواب محمود خان اور علاقہ داجل ہڑند میں میر نصیر خان بہردی اور علاقہ راجنپور میں مخدوم صاحب شیخ راجن اور علاقہ کوٹ مٹھن قاضی نور محمد اور عمر کوٹ سے جنوب کی طرف تمندار مزارعان ۔ صوبہ داران شوق ایک دوسرے سے زیادہ

متدارک آبادی کے ہوئے۔ بعد چندے کنتی سبب خرابی نالجات اور
ملک کے وقوع میں آئے۔ اول دریاء سندہ چکر کھا کر سابقہ موقعہ
چھوڑ دیا مغربی طرف جس موقعہ پر اب جا رہی ہے چلنے لگا۔ چنانچہ
سیت پور دریا سندھ کی پارلی طرف ہوگیا۔ اکثر نالجات کے موہان
منہدم و دریا برد ہو گئے بلکہ بعضے بعضے مواضعات دریا برد ہو گ
نالجات جو دریا سندھ کیطرف واقع تھے سب خراب ہوگئے۔ ج
دریا قریب آگیا ایک تو موہان قدیمی جاتا رہا اور دوسرے موہان
جو علاقہ نزدیک ہوگیا پانی زینات کو بذریعہ تکہ۔ نہ لگ سکا اور علا
اس سے زینات آبنوش بسبب نکلنے پانے چہل۔ تلائی۔ شاہ جمال
دجل پاہ۔ یعنی کالہ والے زینات آبنوش نالہ غرقاب ہوگئی۔ چنانچہ نا
بشارت اوسیدن سے بالکل ویران ہوگیا چند مواضعات جو اس پر آبا
تھے آبادی فصل خریف کی بالکل جاتی رہی صرف چہل سے آبادی ربی
کی ہوتی ہے دوسرا نالہ قادرہ کہ جو مواضعات موہان پر تھے وہ بھی خراب
ہوگئے اب صرف پانڈ پر قدرے آبادی ہوتی ہے۔ اور نالہ لوزو سوا
کو چہل شاہ جمال نے غرقاب میں داخل کردیا۔ لوز بالکل ویران ہوگ
سون البتہ جاری رہا۔ اور مانکا و شوربہ شنبہ و دھوری وغیرہ نالجات
آب سیلاب کالا والا سے غرقاب میں ہوگئی۔ بلکہ یہ پانی کالا والا
روجھان تک برابر چہل یعنی غرقاب کردیتا تھا۔ حکومت سست ہوگئی
بندوبست نہوسکا سندھ کے نالجات اکثر اسی طرح برباد ہوگئے
دوسرا مردمان بلوچی بسبب سستی حکام زیادہ تر غلبہ پاتے ہو
علاقہ میں طریقہ لوٹ کوٹ جاری رکھا۔ بلکہ بلوچ لوگوں کا آپس میں

ک جدل ہو گیا۔ چنانچہ مزاری اور گورچانی کی آپس میں تیس سال
ک کامل جنگ رہی اور صدہا لوگ منجانب جانبین قتل ہوئے اور
یشک اور مزاری اور گورچانی و دریشک ازین قسم کہ جو مواضعات نالہ
ہندی اور گیا نمل میں راہ پر واقع تھے یہ مردمان بلوچ ایک دوسرے
گھورہ[1] اٹھاتے مواضعات درمیانی راہ کو لوٹتے جاتے تھے۔ نالہ دہندی
گیا نمل خاص اِن تمنات کے سبب سے ویران ہو گیا۔ اور ازین قسم
غاری اور کھوسہ کی آپس میں چند برس جنگ رہی۔

نالہ مانکا اور شوریہ شنبہ وغیرہ اِس سبب سے زیادہ تر ویران
ہو گئے نالہ دول جو محض دامن پہاڑ پر تھا۔ پہلے وقت میں ہنوز اور
نالجات جاری تھے۔ کہ یہ نالہ برباد ہو گیا۔ کہ اب تک کچھ پتا بھی نہیں ہے۔
صرف قدری کہندر باقی ہیں۔ آنی پانی رود کوہی سے کھنڈر بھی اکثر برباد ہو گئے
ہیں۔ تیسرا علداری میں تفرقہ پڑ گیا۔ بادشاہی خراسان سے کاردار مغل
پٹھان ولائتی مقرر ہو کر آتے۔ حال چال اسلک سے بالکل ناواقف بلکہ
بولی بھی نہ سمجھ سکتے تھے۔ انتظام ملک بالکل ان سے نہ ہو سکا پیداوار
نالجات بسبب جنگ جدل مردم بلوچی بالکل نہ ہو سکا۔ بادشاہی خراسان
سے جو دریافت حال نالجات کا ہوا ناظم ڈیرہ نے جو مغل تھا بسبب لحاظ
شرم اپنے کی جھوٹی رپوٹ درباب ہونے آبادی ملک بدستور سابق
لکھدی جب موسم عبور فصل کا ہوا آمدنی فصل کچھ نظر نہ آئی و اسطے
پورہ کرنے مالیہ سرکاری کے ۴ لاکھ روپیہ رعایا سے جبراً وصول

---

[1] گھورہ اوٹھاتے یعنے لشکر کشی کرتے ۱۲ کہندر یعنی پرانا نشان نابود نوٹ

کر لیا۔ بلکہ مثل مفسدان رعایا کو لوٹ کر سرکار میں روپیہ داخل کر
جبکہ رعایا پر ایسی ایسی سختی ہونے لگے۔ یعنی اُدھر سے بلوچ لوگ
کہ ان کے سبب آبادی نہ ہو سکی۔ ادھر سے اہالیان سرکار نے انتظ
اور حفاظت ملک بجاء خود از دست انہوں نے بھی مثل مفسد
شروع کر دیا اکثر لوگ خانہ بکوچ ہو کر بآزو آب دریا سندھ علاق
بہاولپور و ضلع مظفر گڑھ میں چلے گئے۔ کہ اب تک وہ لوگ اس
موجود ہیں۔ یہ علاقہ اکثر اُجاڑ ہو گیا۔ چنانچہ ہنوز بھی بہت مواضعات
پڑے ہوئے ہیں۔ جب کہ دہندی ویران ہو گیا نالہ قطب کا موہان
دریا سے نکالا گیا یہ نالہ فی الجملہ درمیان علاقہ یعنی ونڈہ پر نہ زیادہ طرف
کے اور نہ پچاہد کے پہلے کئی دن اچھا آباد رہا پیچھے زیادہ تر شورش
بلوچی سے برباد ہو گیا۔ جب عملداری مغلی زیادہ تر سست ہو گئی یہ
مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے تسخیر کیا چنانچہ نواب صادق محمد خان
والی بہاولپور کو بطور اجارہ کے نواب موصوف فی الجملہ انتظام ملک
کچھ متوجہ ہوئے۔ چنانچہ بعضے تمندران بلوچی یعنی کھوسہ تنکانے و لغا
و کوچانی سے ناطہ نسبت لئے اور نالجات کا بھی بندوبست کیا یعنی
قادر کا موہان سابقہ جو مارے چکہ دریا سے مدفون ہو گیا تھا۔ اس
موہان قریب موضع نوشہرہ دریا سے نکالا اور نالہ بہاگسر و قا
جو ویران پڑے تھے۔ قادرہ سے یہ دو شاخ نکالی اور فاضل
ویران ہو گیا تھا اس کو شاخ قطب مقرر کر کے احداث کرایا ا
جس قدر نالجات باقی تھے فی الجملہ جاری ہوئے اور آبادی ملک
شروع ہوئے۔ بعد ازاں مہاراجہ صاحب نے ملک اپنا نواب صا

والی بہاولپور سے واپس لیا۔ دیوان ساون مل صوبہ ملتان کی تحت رکھا دیوان ممدوح حتیٰ المقدور کوشش آبادی نالجات میں دل بجاں سے متدارک ہوئے۔ جو نالجات کے سبب گردش دریا موہان ہائے سالبتہ اُن کے منہدم ہو گئے تھے ان کی موہان ہا درست کرائی چنانچہ بشارت کو موہان سے کبدوا کر پاند محمود میں داخل کر دیا۔ اور سون کو صفا کرایا نالہ مانکا کو بھی صفا اور کچھ احداث کیا اور تریہ گانون جو پیشتر شاخ سون کا تھا۔ اور سالبتہ موہان سون دریا برد ہو گیا تھا اوس سے اچھی طرح نہ چل سکتا تھا۔ لہٰذا اس کا علیحدہ موہان دریا سے نکالا گیا۔ رعایا آبادی میں مساعی کرنے لگے۔ لیکن مردمان بوچی بلند مزاج ہوئی ہوئے تھے وہ لوگ بدی بدکاری سے دست کوتاہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ دیوان ممدوح دو دفعہ تمن مزاری پر اور گورچارنی پر تاخت آور ہوا لیکن تاہم عادت جبلی ان لوگوں سے دور نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ تمن گورچانی کی حال سے نیک واضح ہو گا کہ بحر خان گورچانی کیسا رولا[1] پایا ہوا تھا کہ بجر کی بھگی اس ملک میں مشہور ہے۔ دیوان اپنی طرف سے کوشش بھی اچھی کرتے تھے مگر بلوچ لوگ جب موقع پاتے تھے وہ بھی بدی بدکاری ملک کرتے رہتے تھے۔ جو نالجات بالکل ویران ہو گئے تھے یعنی دوّل۔ دہندی نور۔ بشارت۔ اِس کا پھر کچھ بندوبست دیوان صاحب سے نہ ہو سکا جو نالجات کہ کچھ بچے ہوئے تھے۔ ان کی پرداخت البتہ دیوان موصوف کرتے رہے اور کوئی نالہ احداث نہ کرا سکے

---

[1] رولا بمعنی فساد (۳)

کہ بد انتظامی مردمان بلوچی سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ بعد اسکی
جب عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی مواضعات پر جمع باچھ
ہوئی۔ بسبب کثرت آب سیلاب اکثر مواضعات زیر غرقاب
گئے۔ چنانچہ سرکار کو ہمیشہ اوسطاً ۱۵۰۰۰ روپے سالیانہ جمع مقررہ
مجرا دیتا ہوتا تھا کہ بلکہ سال ۱۸۵۵ء میں جو بندوبست ضلع کا
بقدر ایک لاکھ روپیہ بسبب غرقابیہ وغیرہ سقامت مواضعا
سرکار سے مجرا ہوا اور ۱۸۵۵ء میں سرکار بندوبست مسدودی
والہ کا کیا دو تین سال تو بدستور ٹوٹتے رہے چنانچہ ۱۸۵۶ء میں
زور شور کا پانی نکلا تھا کہ چند مواضعات کے نقصان کئے اور
عمارت شہر ڈیرہ غازیخان وغیرہ قصبہ جات منہدم کر دئے ۱۸۵
سے سہ سد قائم ہوگئی۔ مسدودی سد سے اکثر مواضعات کو فائد
زینات نالجات کی زیادہ بندوبست صفائی اور درستی موہان نالا
کا ہونا شروع ہوا۔ اس سے کل ضلع ہذا کے نالجات کو غرقا
آب سیلاب سے بچاؤ ہوا لوگ زیادہ تر شوق میں آئے۔ ۱۸۵۶
میں گریم صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن کے تھے۔
قطب کا نیا موہان کھدایا اور چوڑا کیا اور قادرہ کے گٹ ہا
درست اور مسدود کرائے۔ اور سد کہو کا بند ہوا ہے۔ اور موہان نیا
تب سے یہ نالا جاری ہونے لگا۔ جب یہ سد کالا والی مسدود
لوگوں کو زیادہ شوق آبادی نالجات کا ہوا اور آرام و انتظام
کا بھی روز بروز ترقی پکڑتا گیا پہلے سال ۱۸۵۶ء میں مردمان رعایا
راجن پور نے روبرو ولیس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن

درخواست احداثی نالہ دہندی کے گذرانی لیکن اُس وقت ملتوی رہ گئی
سنہ ۱۸۶۱ء میں جب منجن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا کے تھے جمال
خان تمندار لغاریاں و امام بخش تمندار مزاریان وغیرہ زمینداران علاقہ
راجن پور متفق ہو کر درخواست احداثی نالہ دہندی کی گذرانی کہ نالہ (بصرف ۶۰۰)
کھودا گیا۔ جو کہ نالہ محمد و اسلام شاخ دُہندی کی ہو گئے تھے۔ جب دہندی
کھودا گنجایش پانی کی کافی نہ ہو سکتی تھی۔ اِس لئے انعقاد ۲۵ رتبی وارن
دہندی نے مالکان شاخ ہا کو دبکنہ بیزار کیا کہ پہروہ شاخ نالہ نو رسے
مقرر ہوئی۔ نالہ مسو علاقہ سنگھڑ میں مسو خان ٹکانی نے نالہ جدید احداث
کرایا کہ جس پر مبلغ ۵۰۰ خرچ ہوا ہے۔ خان موصوف نے از خود کیا ہے۔
طول اس کا ۷ میل تک ہے اور عرض ۸ فٹ۔ بسبب آبادی سرکار سے
بیس سال تک محصول زمینات مذکورہ بحق محمد مسو خان معاف ہو چکا ہے
اور نام نالہ بنام مسو واہ مشہور ہوا۔ نالہ فضل واہ یہ نالہ بھی سنہ ۱۸۶۱ء میں
میں فضل علی خان تمندار لندان نے احداث کرایا۔ تخمیناً ۱۲۰۰ رو
سال اول میں خرچ ہوا۔ یہ روپیہ تمندار موصوف از خود خرچ کیا ہے۔
اس نالہ کا ۱۲ میل طول اور ۱۸ فٹ عرض ہے۔ اور سرکار سے بالعوض
ہرج و خرچ ۷ سال تک محصول معاف ہے۔ نالہ مانکا۔ سنہ ۱۸۶۳ء
میں حسب درخواست جمال خان تمندار لغاریان پائند نالہ مانکا کا احداث
کرایا۔ آگے پانڈا سکا معموری تک جاتا تھا۔ اوس سال سے واجل تک
یعنی بقدر ۱۲ میل زیادہ احداث ہوا۔ اور مبلغ للعہ ۵۰۰ رو اس پر خرچ
ہوا۔ جس میں سے معہ ۲۵۰ رو نصف سرکار و معہ ۲۵۰ رو نصف باقی جمال خان
موصوف از خود کیا۔ اور محصول بنظر رعایت ۱۵ سال تک بحق جمال خان

معاف ہوا۔ اور نالہ شوریہ کوٹ جہٹہ والہ شاخ مانکا کا تھا جب پانی
گیا۔ تب سے یہ نالہ معہ شاخ ہا شوریہ شنبہ سے نکالا گیا۔ نالا
شاخ مانکا کا تھا۔ جب فضل واہ احداث ہوا تب سے پانی
کا افزود ہو چلا دہوری میں آنے لگا کبھی کبھی نالہ مانکا سے بھی مدد
ہے۔ جو کہ پیشتر نالہ شاخ سمندری نالہ دہگانہ کا تھا سال ۱۸۶۳ء میں
موہان سمندری علیحدہ کھود کر ایک بڑا نالہ بنایا گیا ہے ۱۸۶۷ء میں
شاہ جمال تیار ہوئی جس کے اوپر تخمیناً مبلغ ۔۔۔ خرچ ہوا نالجات
دہندی اور نور اور سون وغیرہ کو اس سد سے بہت اچھا فائدہ ہوا
۱۸۶۶ء میں پتی داران دہندی نالہ نور کھود کر بسبب تجویز کپتان
صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا واسطے مدد دہے نالہ دہندی میں
کیا۔ تب سے دہندی کو بہت اچھی مدد ملی کہ امسال ماہ ستمبر تک
دہندی جاری رہا۔ اور سال ۶۷ء میں نالا پہیریہ اور موسے نور کی شا
کھودی گئی جو ۱۸۶۹ء سے جب تجویز جناب مسٹر بروس صاحب بہ
اسسٹنٹ کمشنر راجن پور بدستور سابق نالہ پہیریہ شاخ نالہ سو
ہوئی

چمن دوم۔ گل زمین

درباب آبادی مخلوقات

مفصل حال نقشجات مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوگا۔ نقشہ حر
الف سے تفصیل جملہ اقوام کی معہ تشریح مرد و عورت کے ظاہر
ہے۔ نقشہ حروف ب میں مجمل تعداد نفری شہر و قصبہ جات کلان ضلع

کی ظاہر کرتا ہے۔ واضح ہو کہ کُل نفری ضلع ہذا سمہ للعہ ۳۸۱۴۰ نفر
ہے۔ جس میں ۱۵۹۱۴ ہندو ۲۶۲۳۲۲ دو لکھ مسلمان ۴۷۲۲ دیگر قوم
لہ للعہ حالہ للعہ نفر عہ ساء عہ نفر سمہ لماء عہ نفر

بلوچ ۹۲۵۳۶ عہ للعہ حاریہ
پٹھان ۳۰۹۴ سمہ للعہ
۶۷۰۰۷ مستقر قریب لکھ معہ نفر معہ نفر

تقسیم حروف الف

هندو

۵	۴	۳	۲	۱
	مسیحیان	سودر یعنی زیر گروہ	ویش یعنی اروڑہ	کھتری	برہمن
	مرد				مرد
	عورت				عورت
	لڑکے				لڑکے
	لڑکیاں				لڑکیاں
	مرد				مرد
	عورت				عورت
	لڑکے				لڑکے
	لڑکیاں				لڑکیاں
	مرد				مرد
	عورت				عورت
	لڑکے				لڑکے
	لڑکیاں				لڑکیاں
	مرد				مرد
	عورت				عورت
	لڑکے				لڑکے
	لڑکیاں				لڑکیاں
	مرد				مرد
	عورت				عورت
	لڑکے				لڑکے
	لڑکیاں				لڑکیاں

نقشہ حرف الف

سکھ

۹ جٹ			۸ میزان			۷ لبانہ			۶ سکھ		
میزان	عورت	مرد	میزان	عورت	مرد	میزان	عورت	مرد	میزان	عورت	مرد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۸۵۱۰۲	۱۲۱۸۲	۱۱۲۲	۵۱۲	۶۱۰	۴۶۲	۲۱۲	۲۵۰	۴۴۰	۲۰۰	۲۴۰

نقشہ حرف الف

مسلمان

۱۰ لغاری			۱۱ بزدار			۱۲ مزاری			۱۳ لنڈ			۱۴ کھوسہ		
بلوچ														
مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان	مرد	عورت	میزان
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۱۳۸	۶۱۸۳	۱۱۳۱۱	۶۶۳	۵۵۸	۱۲۲۱	۳۰۲۲	۳۲۴۹	۵۲۲۸	۲۱۲۶	۳۲۸۰	۴۴۲۲	۴۲۰۲	۵۲۰۱	۱۲۲۲

نقشہ حرف الف

۱۵	بوج	مرد	میزان	۱۹۰۲	
		عورت		۱۹۳۴۰	
	دریک	میزان		۲۹۵۷	
۱۶	قیصرانی	مرد		۱۹۰۲	
		عورت		۱۲۳۵	
		میزان		۲۳۲۸	
۱۷	گورچانی	مرد		۲۱۷۹	
		عورت		۱۹۷۹	
		میزان		۲۳۲۸	
۱۸	متفرق	مرد		۲۳۷۷	
		عورت		۱۹۶۸۱	
		میزان		۲۳۰۵۸	
۱۹	میزان	مرد		۵۰۲۵۲	
		عورت		۷۲۱۸۲	
		میزان		۹۲۵۳۲	
۲۰	سدوزئی	مرد		۲۷۷	
		عورت		۳۱	
		میزان		۷۸	
۲۱	متفرق	مرد		۱۳۵۰	
		عورت		۱۲۲۱	
		میزان		۳۰۹۲	

نقشہ حرف الف

متفرقہ

نمبر	قوم			
۲۲	میزان اقوام پٹھان	مرد	[illegible]	۱۰۹۰
		عورت	[illegible]	۱۲۰۵
		میزان	[illegible]	۲۲۹۵
۲۳	عیسائی	مرد	[illegible]	۲۶
		عورت	[illegible]	۳۰
		میزان	[illegible]	۵۶
۲۴	بیل دار	مرد	[illegible]	۱۰۹۸
		عورت	[illegible]	۲۹۵
		میزان	[illegible]	۱۳۹۳
۲۵	جلاد	مرد	[illegible]	۱۰۰۰
		عورت	[illegible]	۴۴۲
		میزان	[illegible]	۱۴۴۲
۲۶	بیابڑہ	مرد	[illegible]	۵۴
		عورت	[illegible]	۲۶
		میزان	[illegible]	۸۰
۲۷	کمیل	مرد	[illegible]	۲۶
		عورت	[illegible]	۱۷
		میزان	[illegible]	۴۳
۲۸	مہتم	مرد	[illegible]	۲۰۰
		عورت	[illegible]	۲۵۸
		میزان	[illegible]	۴۵۸

نقشہ حرف الف

۲۹	۳۰	۳۱
متفرقہ یعنی پیشہ ور اور مزدور پیشہ	میزان	میزان کل صنف
مرد / عورت / میزان	مرد / عورت / میزان	مرد / عورت / میزان
۲۳۴ / ۳۰۷ / ۵۴۱	۳۱۸ / ۲۲۴ / ۵۴۲	۱۶۰۲۵۲ / ۱۱۸۲۸۸ / ۲۷۸۶۴۰

نقشہ حرف ب

نام تحصیل			تحصیل ڈیرہ غازیخان	تحصیل جام پور	تحصیل سنگھڑ	تحصیل رجن پور	بیان
سکھ	مرد	بالغ	۳۵۳ سات	۱۰ عدد	۲۱ لاکھ	۳۶۶ سات	۹۵
		نابالغ	۲۱ لاکھ	۳ سے	۰	۸۳ سو	۱۲۷
	عورت	بالغ	۶۸ سو	یک ۱	۰	۹۷ معلوم	۱۸۶
		نابالغ	۳۳ سو	۰	۰	۴۸ لاکھ	۸۱
ہندو	مرد	بالغ	۶۲۸۵ ہزار سو	۱۳۰۶ سات سو	۱۳۰۶۰ سو	۳۶۵۹ سات لاکھ	۱۲۲
		نابالغ	۷۸۶۷ سات ہزار سو	۱۳۰۳ سات سو	۳۹۲ سات لاکھ	۱۸۲۷ سات ہزار عدد	۷۳۸۱
	عورت	بالغ	۵۲۲۹ سات ہزار لاکھ	۱۶۱۷ سات ہزار عدد	۱۲۴۲ سات لاکھ لاکھ	۱۸۵۶ سات سو	۲۲۳۲
		نابالغ	۸۰۶۴ سات لاکھ	۳۳۷ سات ہزار	۹۷۸ سات ہزار	۱۶۵۲ سات سو	۶۲۳۲
مسلمان	مرد	بالغ	۳۶۱۱۱ تین لاکھ	۱۷۲۲۹ سات ہزار عدد	۹۷۸ سات ہزار	۲۰۸۶۸ سات ہزار	۸۲۱۷۲
		نابالغ	۲۷۰۱۲ سات ہزار عدد	۱۳۰۶۵ سات سو	۶۰۷۱ سات ہزار	۱۳۳۹۱ سات لاکھ	۶۹۱۲۹
	عورت	بالغ	۳۲۲۲ سات ہزار عدد	۱۵۱۸۱ سات لاکھ	۹۹۶۲ سات لاکھ لاکھ	۱۷۸۷۹ سات ہزار عدد	۷۳۲۲
		نابالغ	۲۰۲۵۵ سات سو	۹۱۵۵ سات ہزار	۶۲۸۷ سات لاکھ	۹۰۷۹ سات ہزار	۴۵۱۶۹
ہندو		بالغ	۸۱۱ سات لاکھ	۲۱۳ سات ہزار عدد	۱۷۸ سات ہزار	۲۱۶ سات ہزار عدد	۱۲۱۸

میزان کل ضلع	میزان				دیگر قوم		
	عورت		مرد		عورت		
بالغ · بچہ · بالغہ · بچی	بچی	بالغہ	بچہ	بالغ	بچی	بالغہ	بچہ
میزان کل ضلع	٣٢٠٩٣	٣٤٢٢٨	٣١٢٩٥	٣٢١٧٠	١٢١	٩١٩	٢٤٥
مرد · عورت	١٠٠٢٥	١٣٣٤٣	١٦٢٤٨	١٩٣٥٨	١٥٣	١٨٢	١٩٤
بالغ ٩٩١٥٢ · بچہ ٤٠٦٩٣ · بالغہ ٨٥١٥٢ · بچی ٥٣٠٣٢	٦٣٨٣	١١١٥٣	٩١٨٥	١١٥٣٦	١١٤	١٢٢	١٣٢
مرد ١٤٠٣٥٣ · عورت ٥٣٠٣٢	٥٠٣١٢	٣٠٣١١	١٥٠٢٥	٣٥٠١٤	١٣٢	١٠٩	١٢٩
[illegible]	٥٣٠٣٢	٨٥١٥٢	٤٠٤٩٨	٩٩١٥٢	٣٢٥	١٢٣٦	١١٣٢

نقشہ حرف ت

تفصیل اون شہروں کی جہاں تیس ہزار یا زیادہ اس سے ہیں

نمبر	نام تحصیل	نام شہر	مرد	عورت	میزان	کیفیت
۱	ڈیرہ	ڈیرہ خاص غازیخان	۱۱۹۰۹	۹۲۱۲	۲۱۱۲۳	
۲	//	چوٹی بالا دامین				
۳	جام پور	جام پور خاص				
۴	//	داجل				
۵	//	بلی میر دوالے				
۶	سنگھڑ	کوٹ قیصرانی				
۷	//	تونسہ				
۸	//	منگھروٹ				
۹	راجن پور	کوٹ مٹھن				
۱۰	//	دنگ				
۱۱	//	رجھان				
۱۲	//	کن				
۱۳	//	میران پور	۱۹۶۹	۱۵۵۷		
۱۴	//	راجن پور خاص				

ظاہر ہوگا کہ آٹھ حصہ سے ایک حصہ ہندو اور سات حصہ مسلمان سبب
اس کا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریا اٹک کے آنرو آب قدیم سے اہل ہنود
کم رہائش رکھتے ہیں۔ اور خصوص یہ علاقہ ہندوستان جو خاص ملک رہائش
ہندوان کا ہے۔ آخری سرحد پر واقع اور حدودات علاقہ ہذا زیادہ تر
اقوام مسلمان سے متصل ہوتی ہے چنانچہ مغرب کی طرف اکثر اقوام غلجیان
اور اس سے آگے افغانستان و ایران متصل ہوتا ہے۔ جنوب کیطرف
سے اکثر مسلمانی راج رہا کہ پہلے میاں صاحب سرائی بعد اُس کے میر
صاحب ٹالپور مسلط رہے اور مشرق کیطرف علاقہ نواب صاحب بہاور
والی بہاول پور شامل ہوتا ہے اور شمال کی طرف سے بلوچستان و افغانستان
واقع ہے۔ اور خصوص یہ علاقہ چند مدت سے تعلق خراسان کے رہا۔ اس
باعث سے اقوام بلوچ مسلمان زیادہ ہے۔ بلکہ اکثر اصلاع آنرو آب
دریائے سندہ کے اقوام مسلمان زیادہ ہے۔ جو قوم جٹ لکھی ہوئی ہے۔
اس میں چند اقوام مختلف ہیں۔ جو وہ سب عام زیادہ ملکی ہیں جٹ کہلاتے
ہیں اہل ہنود زیادہ تر قوم اروڑہ کی ہے بہ نسبت ملک ہندوستان قوم کھتری
اس جگہ کم ہے۔

باعث اس کا یہ ہے کہ اقوام کھتری کی زیادہ تر رہائش قدیم الایام سے
ہندوستان پنجاب میں رہی جس قدر کھتری اس علاقہ میں موجود ہیں۔ اکثر اس
طرف سے اس ملک میں آئے اور اقوام ہندو لوگوں کی بھی آنرو آب
دریا اٹک از شہر ملتان وغیرہ سے آئے۔ لیکن بعضے اقوام علاقہ سندھ
حیدرآباد دکن کی طرف سے بھی پایا جاتا ہے۔ اور اقوام مسلمان زیادہ
تر عرب اور بلوچستان اور خراسان سے آئی ہے۔ یہ تینوں اطراف جس میں

خاص کر عرب تحت مسلمانی کا ہے اور ظہور اسلام اس طرف سے
ہندوستان میں جو قوم مسلمان کی موجود ہے۔ وہ بھی زیادہ تر ان دا
سے اس طرف گئی۔ یہ علاقہ عین رستہ پر اور متصل ان کے واقع ہے
سبب سے اقوام مسلمان کی زیادہ رہائش اس علاقہ میں مقتضی
ہوتی ہے۔

گل دوم :- بیچ بیان مذاہب و رسم دینی و دنیوی اقوام ہا۔ چونکہ
قوم تین حصہ پر ہے۔ ہندو۔ مسلمان۔ دیگر قوم۔ یہ بطور فرقہ کے ہیں
ہر ایک فرقہ میں چند ذات مختلف ہیں۔ جس کا ہر قسم راہ و رسم عل
ہے۔ پس ہر قوم کا حال علیحدہ درج ہونا مناسب اول ہندو اس
میں چار ورن[1] مقرر ہیں۔ کہ یہ قدیم الایام سے مشہور برہمن۔ کھتری۔ ویش
شودر ان چاروں ورن کا اپنا اپنا دھرم اور راج ہے۔ اور چاروں قو
آپس میں لین دین ناطہ نسبت کا مروج ہے۔ ان چاروں ورن میں جو علی
علیحدہ قوم ہے۔ بعض امورات کا آپس میں اختلاف ہو رہا ہے۔ لیکن
قدیم میں ایک ایک طریق مسادی رہا۔ پہلے برہمن یہ قوم آدبرہما سے پید
ہوئی اور برہم کے جاننے سے برہمن نام رکھا گیا چنانچہ شرقی[2] تین کہا ہے۔ برہم
جانیت برہنا۔ دیہہ ابہانی چنڈالہ۔ یعنی جس نے برہم کو جانا ہے۔ سو برہمن ہے
اور جس کو اپنے بت پر فخر ہے اور برہم کو نہیں جانا سو چنڈال یعنی نیچ ہے
برہم لفظ بہاسیہ شاستری ہے۔ یعنی اس کا حق۔ جیسا حق شناس عارف

---

[1] ورن بمعنے فرقہ ۱۲ [2] برہم بمعنے حق ۱۲ [3] شرقی نام شاستر کا ہے ۱۲

ہے ۔تہیسا برہم جاننے والا برہمن ہوا۔ زمانہ قدیم میں صرف اِس
م کا پیشہ ودیا یعنی علم پڑھنے کا تھا۔ بلکہ خاص کرکے ودیا برہما جیو سے
ا ہوئے ہیں ۔اس سبب سے اس قوم کو قدیم سے اور اقوام اہل
ود سے فضلیت ہوئی ہے۔ اور ہندو لوگ ان کو مانتے ہیں اور
ب کرتے ہیں۔ اگرچہ اب بھی اس قوم میں رواج علم کا ہے ۔ لیکن
ت کم اور خصوص جو قدیمانہ بید ہیں وہ نایاب نئے شاستر اور سُشرتونکا
ہ رواج ہے ۔جو کہ اکثر رسمیات بیاہ شادی وغیرہ اہل ہنود کے
ل قوم کی معرفت سرانجام ہوتے ہیں۔ جو ضروری شاستر متعلق ان رسمیات
کے ہے ۔جن کو ان سے تازہ نفع حاصل ہوتا ہے ۔ان کو زیادہ عزیزجان
پڑھتے ہیں ۔اور زیادہ کوشش نہیں کرتے ۔ بعضوں بعضوں نے تو اپنا
دیم پیشہ اور رواج فراموش کر دیا ہے۔ اب ظاہری رواج اِس قوم کا یہ
ہے کہ اول اکثر لوگ تہان داری ہیں ۔ جو قدیم الایام سے اون کا تہان یعنے
لاقہ منقسمہ علیحدہ علیحدہ چلا آتا ہے ۔مثلاً ایک گانو یا بستی میں جو پہلے دن سے
ب برہمن نے آکر قیام کیا۔ وہ اُس کا تہان بن گیا ۔ پھر اوسکی اولاد اوس
وں کی جملہ جیوبات ہندوانہ پر متقابض ہے ۔ جب اہل ہنود کے گھر میں شادی
ہوتی ہے۔ وہی برہمن تہان داری ویڈی پڑھتا ہے ۔ایک حق مقررہ اوسکو
اہل شادی کی طرف سے ادا ہوتا ہے ۔ جب کوئی لڑکا پیدا ہو تو بھی وہی بموجب
ار حساب راس یعنے شمس کے نام مقرر کرتا ہے ۔اگر کوئی قضیہ ہو جائے
بھی کریا کرم اوس کی معرفت ہوتی ہے۔ اور جملہ امورات مذہبی اہل ہنود
ن کی معرفت سرانجام ہوتی ہے ۔ زیادہ معاش گزران اِن لوگوں کی یہ ہے
ر بعض نے گزران گہیتی یا نوکری کی بھی شروع کر دی ہے۔ دوسرا کہتری

زمانہ قدیم میں اس قوم کا پیشہ زیادہ تر سپاہ گری کا رہا اکثر راجہ لوگ
قوم میں ہوتے آئے بلکہ راجہ رام چندر جیو نے اسی قوم میں اوتار
زمانہ ماضیہ میں یہہ قوم منجملہ اہلِ ہنود کی سپاہ گری میں نامور رہی آج
یہ قوم بہت زیادہ تھی۔ کرشنا اوتار کے زمانہ میں پرسرام نے ا
کو بہت قتل کیا اس سبب سے اب تھوڑی ہو گئی ہے۔ اور بہ نسبت
ہندوستان پنجاب کے اس ضلع میں یہ قوم کم ہے۔ ضلع بھر جس
یہ قوم درج ہے۔ اکثر خاص شہر ڈیرہ غازیخان سے اور علاقہ میں
کم گذشتہ حالات اور خصوصیت کی سبب بہ نسبت قوم دلیش نمبر ۲
اس قوم کو فخر ہے اب اس قوم کا پیشہ ملازمی اور زراعت کاری دیہ
تینوں بات پر رائج ہے۔ لین دین ناطہ نسبت اس قوم کا آپس میں
ہے۔ پھر اس قوم میں چند اقوام مختلف درجہ بدرجہ اعلےٰ ادنےٰ مقرر ہیں
ہر ایک قوم آپ سے اعلیٰ درجہ کی قوم میں ناطہ دیتے ہیں۔ جیسا افغان
میں سدوزئی کا فخر ہے۔ ویسا قوم ہنود میں کھتری کی قوم کو فخر ہے۔ گذشتہ
میں بلکہ عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ وصوبہ داری دیوان ساون مل میں
کھتری لوگ جب بچی پیدا ہوتے تھے مار ڈالتے تھے۔ اس فخر سے کہ ہم
قوم میں کیوں ناطہ دیویں اور آپ سے اوسکو بڑا مانیں۔ بلکہ ابتداء عملدا
سرکار انگریزی میں چند واردات دخترکشی بعلاقہ ملتان و پنجاب وقوع میں آئی
جس کے واسطے سرکار نے چندگونہ بندوبست فرمایا۔ اب باقبال سرکار اس
کا اکثر انتظام ہو گیا۔ پیشتر اسی سبب سے یہ قوم زیادہ نہ بڑھ سکی۔ اب اس
انتظام سے اس قوم کو ترقی ہو جائے گی۔ ہنود بہ نسبت دیگر اقوام اس قوم میں
اطراف میں عورت کم ہے۔ لیکن اس ضلع میں تھوڑا فرق ہے۔ یہ قوم بھی بر

قوم کو مثل اور اقوام ہنود کی مانتی ہے۔ ان کا سرانجام کار بھی اوس قوم کی صنعت
ہے۔ ویشیہ یہ عام قوم ہے۔ اور اوس کا قدیمی پیشہ کھیتی اور بیوپار کا
۔ اب بھی اس ضلع میں یہ قوم دونو پیشہ پر قائم ہے۔ بعضوں نے اور
بھی اختیار کیا ہوا ہے۔ اس قوم کو اردڑہ کہتے ہیں۔ اور یہ قوم نیز تین ذات
قسم ہے۔ ڈکنہ۔ اوتراوہی۔ دہرہ اس ضلع میں قوم ڈکنہ زیادہ ہے
نمبر ۱ و ۲ کم پر ان تین میں چند طرح کے اقوام مختلف ہیں۔ جو جنکا تعداد
مشکل یہ تینوں اقوام اپنی اپنی قوم میں ناطہ نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً
قوم ڈکنہ میں اور اوتراوہے قوم اوتراوہی میں بیاہ شادی کرے
یہ قوم بہت بے فخر ہے۔ شودر اس قوم میں عموماً تین قوم شامل
ہیں۔ زرگر۔ پہوگری۔ بھاٹ۔ ان تینوں کا رواج ایک دوسرے
سے برخلاف ہے۔ اوّل زرگر یہ قوم پیشہ بنانے زیورات چاندی اور
طلا کا رکھتی ہے۔ عموماً پیشہ مقررہ اس کا یہ ہے۔ اب بعض لوگ زراعت
بھی کرتے ہیں۔ پہوگری اس قوم کا پیشہ قدیمانہ دانہ بھوننے کا ہے۔
جو لوگوں کو دانہ بھون دیا اور محنت لیا اب بھی اس پیشہ پر قائم ہے۔
بھاٹ یہ لوگ مثل قوم برہمن کی تہان دار ہیں اور ان کا کام یہ ہوتا
ہے۔ کہ بروز بیاہ شادی یا اور مراد پیدائش لڑکا وغیرہ یہ لوگ کبت
یعنی شعر ستائش بزرگان اوتار ہا یعنی پیغمبران ایام ماضی کی گاتی ہیں اور
بروز وفات یہ لوگ کریا کرم متوفی میں مدد کرتے ہیں۔ اور بروز شادی
یا دیگر مراداون کو کچھ حق مقرر ملتا ہے۔ یہ تینوں قوم بیاہ شادی الگ
الگ اپنی قوم میں یعنی زرگر۔ زرگر کے گھر میں۔ اور پہوگری۔ پہوگری
کے گھر میں کرتے ہیں۔ ایام گذشتہ میں باقی قوم اہل ہنود۔ برہمن کھتری

دلیش۔ اس اقوام شودر سے پرہیز کرتی تھی۔ یعنی ان کے ہاتھ کا
پانی نہیں کھاتی تھی۔ اب بھی ہندوستان پنجاب کی طرف بدستور
چلا آتا ہے۔ لیکن اس ضلع میں بالکل نہیں۔ سبب اس کا ایسا
ہوتا ہے کہ اور کریا کرم اہل ہنود بھی اس ضلع میں جیسا کہ چاہیے
نہیں۔ اس سبب سے یہ رواج بھی اُٹھ گیا ہے۔ علاوہ ان چاروں
جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ ایک اور قوم جو شاخ قوم برہمن سے ہے
ذکر کرنے کے ہے۔ وہ کون ہے اچارج یہ قوم بھی برہمن کہلاتی
شنکر اچارج ڈرونہ چارج سے یہ قوم پیدا ہوئی۔ درونہ اچارج بڑ
اور عارف ہوا ہے۔ اس سبب سے اس قوم کو فضیلت ہے۔ ا
کا یہ کام ہے کہ اہل ہنود کی قوم میں جب کوئی شخص فوت ہوتا
بموجب رواج دھرم شاستر کی پس ماندگان و خاندان متوفی گیار
تک اشدہ یعنی ناپاک رہتے ہیں۔ ان ایاموں میں یہ لوگ کریا کرم مت
کی کرتے رہتے ہیں۔ گیارہویں روز یہ لوگ ان کو شدہ یعنی پاک کر
جو کپڑا کفن متوفی کا ہوتا ہے یہ لوگ لیتے ہیں اور بھی کچھ اُن کو ملتا
ان کا گذارہ اسی پر ہے۔ قوم برہمن نبرا کے خاندان میں اگر کوئی فو
ہو جائے تو بھی یہ ہی اچارج لوگ کریا کرم کراتے ہیں۔ اسی سبب
یہ لوگ مہا برہمن کہلاتے ہیں۔ لیکن ہر چہار قوم اہل ہنود انسی پرہیز
رکھتی ہیں۔ ان کے ہاتھ کا روٹی و پانی نہیں کھاتے۔ اس سبب سے کہ
قوم بحالت اشدہ ہونی باقی اقوام کے شامل ہو جاتے ہیں اور کو
یعنی پاک کر دیتے ہیں۔ اور خود اسی طرح ناپاک رہ جاتے ہیں۔ قوم
فخر طریقہ عقلمندوں کا نہیں جس کی عادت اور خصائل و ہنر اچھ

ہیں، سب سے بلند قوم کا ہے چنانچہ شاستر میں کہا ہے۔ کرم نام نیت ہے
جیسا انسان کام کرتا ہے ویسا نام بن جاتا ہے۔ مثلاً ایک کھتری نوکری
رنے کی حالت میں سپاہی اور دوکان کی حالت میں بنیا دوکاندار کہلاتا ہے۔
طرح سب قوم ہے۔ اور قدیم الایام سے چار اقوام مقرر ہوئی۔ گرہستی
پرستی، برہم چاری۔ سنیاسی تفصیل ہر ایک کی اس طرح ہے۔ اول
ستی اس کو کہا جاتا ہے۔ جو عیال دار اپنے کاروبار دنیاوی میں مصروف رہے۔
ام قوم اسے طریقہ پر ہے۔ دوسرا بان پرستی جو جہان و دنیا کو ترک دیگر
شہ جنگل میں بطاعت ایزدی مشغول ہو۔ تیسرا برہم چاری جو عالم و عارف
شناس ہو جہاں و دنیا میں بدستور رہے۔ اور دل خداشناسی اور علم پروری
راغب ہو سنیاسی جو تارک الدنیا ہو کر سنیاس کرم جو ایک بڑا مشکل
طریقہ ہے کرے۔ زمانہ حال میں طریق نمبرا عام رسم ہے جو اکثر لوگ
سے طریقہ پر ہیں۔ طریق نمبر۲ بالکل شاید پنجاب ہندوستان کیطرف کچھ
ہو طریق نمبر۳ البتہ تھوڑا بہت رائج ہے۔ طریق نمبر۴ سنیاسی کا ایک بگیہ
پڑ گیا ہے والا وہ سنیاس کرم جاتی رہی ہے بہت سنیاسی دیکھے گئے
ہیں۔ مگر سنیاس کرم کے میں نہیں دیکھا شاید سو میں سے ایک سنیاس کرم
کرنے والا ہوگا۔ بلکہ اکثر سنیاسی کرم سنیاس سے واقف نہیں کہ
کس کو کہا جاتا ہے صرف وہ لوگ خاک لگانا اور رنگدار پوشاک پہرنا
جس سے لوگ اونکا زیادہ لحاظ کریں سنیاس کرم تصور کئے ہوئے
ہیں۔ واضح ہو کہ زمانہ قدیم میں صرف یہ ایک طریقہ اہل فقرا خاندان
سنیاس کا تھا۔ بعد اوسکے یہ طریقہ بہت پرانا ہو گیا تھا۔ چند نئے طریق
فقیری کے شروع ہوئے۔ جو عقلمند لوگوں نے براہ قوت عقل و علم کے

ایزاد کئے اور لوگ ان کے معتقد ہو کر پیروی ان کی کرنے لگے۔ ن
ہے۔ کہ جو انسان اہلِ عقل و قوت ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے
پیچھے نہیں چلتا اپنا رستہ نکالتا ہے۔ چنانچہ داناؤں نے کہا ہے
رستہ گاڈی چلے رستہ چلے کپوت۔ تینو رستہ نہ چلیں سورہ سنگ
یعنی تین شخص رستہ پر نہیں چلتے۔ بہادر۔ شیر۔ عقلمند۔ کیونکہ بہ
اور شیر کو خوف کسی کا نہیں ہوتا۔ اور عقل مند اپنی عقل مندی سے
طریق نکالتا ہے۔ دوسرے کے طریق پر نہیں چلتا اس سبب سے
لوگ ہوئے اُنہوں نے اپنا طریق جدید ایزاد کیا۔ چنانچہ گورکھ ناتھ
جوگ مشہور ہوا جوگ کا طریق صرف یہ ہی نہیں تھا کہ جیسا اب
پہرئے ہیں۔

جوگ سے مراد نفس روکنے کی ہے۔ سو وہ کسی جوگی کو یاد ہو
رامانند سے بیراگی کا پنتھ ہوا نانگا۔ یعنے برہنہ رہنا اور خاک
نارا مانند نے اس واسطے اختیار کیا تھا کہ کسرِ نفسی ہو یعنی کسی
کچھ ضرورت مانگنے کپڑے کی نہ ہو اور نفس فخر میں نہ آوے اس
نہیں کہ جیسا اب بیراگی لوگ بموجب گذشتہ دستور کے نانگ
برہنہ تو رہتے ہیں۔ مگر بعضے بعضے کی کوپین یعنی چوتی میں ہزار ہا رو
جمع ہوتا ہے اگر زر جمع کرنا ہووے تو اس فقیری سے عیال داری
اچھی ہے۔ کیونکہ فقیر اور سی مانگنی کی امید رکھتا ہے عیال دار کو اگر
گنجائش ہوگی تو کسی کو از دست کچھ دے گا۔ ورنہ اپنا گذارہ تو
گا۔ اور داسی بابا نانک سے یہ پنتھ شروع ہوا۔ یہ تازہ بات
ہے۔ اس کا طریق ہنود اچھا چلا آتا ہے۔ استھان بنام دہرم سا

ن فقیروں کا مقرر ہوتا ہے۔ اس میں گرنتھ صاحب جو بابا نانک
نے تصنیف کیا تھا پڑھا جاتا ہے مسافروں کے واسطے ایسے مکان ہر
سال میں آرام و علم کا چرچا بخوبی رہتا ہے۔ بہت لوگ علم گورمکھی کا
حاصل کرتے ہیں اور یہ فقیر اوداسی بہ نسبت سنیاسی۔ جوگی۔ ویراگی
بڑے نرم دل دوردمند مسافر کی اچھی خاطرداری کرتے ہیں۔ گلاب داسی
یہ پنتھ اب اس زمانہ میں ایجاد ہوا۔ ٹھاکر گلاب داس جیو نے ظاہر
کیا اس واسطے گلا بداسی مشہور ہے۔ اہل پنتھ باوا گلا بداس جیو
ہنوز جی و قائم ہیں۔ بعلاقہ لاہور پرگنہ تحصیل قصور اونکا استھان ہے۔
صدہا لوگ اُن کے مرید و سیوک ہوئے۔ طریقہ ان کا یہ ہے کہ علم
پڑھاتے ہیں اور رستہ خداشناسی کا بتلاتے ہیں۔ رنگ دار کپڑا پھرنا بالکل
ممنوع جانتے ہیں۔ بلکہ ایسے فقیر جو ہیں ان کو سخت ہدایت کرتے
ہیں۔ اور کسی کا رستہ اُنہوں نے اختیار نہیں کیا۔ سب طریق نیا ایجاد
کیا ہے۔ اور فقیروں میں جو اوپر درج ہوئی۔ رنگ دار کپڑا پہرنا ایک
شرط فقیری کی ہے۔ اُنہوں نے اس کو بالکل ممنوع کردیا۔ اس سبب
سے کہ یہ لوگوں کے دکھانے کے واسطے فقیر بنتا ہے۔ فقیری من سے
ہے نہ تن سے اور بھی جو رواج فقیروں میں قابل پسندیدگی کے نہیں تھا
اُنہوں نے نکالا ہے۔ جو اصل پرانا راج فقیروں کا تھا راست راست
وہ اُنہوں نے گویا کہ نیا ظاہر کیا ہے۔ اوایل ایام میں لوگ ان کے
ساتھ تعصب کرتے تھے۔ اب ماننے لگے ہیں یہ رواج لوگوں میں
قدیم الایام سے رائج ہے کہ جس زمانہ میں کوئی فقیر موجود ہوتا ہے۔
اُس سے تعصب کرتی ہیں۔ چنانچہ اور فقیروں کی ساتھ بھی جو اوپر

بیان کئے گئے بعہد حین حیات اُن کے جب انہوں نے نیا طریق
تھا۔ لوگ اسی طرح تعصب سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ شیخ
وشمس تبریز کو یاد کرو اب نام لیکر دعا مانگتے ہیں۔ ان کو یعنی بابا گلاب
داس جیو کو بحالت وجود ان کے آپ ہی سے لوگ مانتے ہیں۔ زیا
تر لوگ مانتے ہیں زیادہ تر اس سے بحالت عدم وجودگی کے بموجب رواج گزر
خود مانیں گے اور افسوس کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جو انسان کا باطنی عقل اور
یقین ہوتا ہے وہ ظاہری چلن چال سے معلوم کیا جاتا ہے۔ دیکھا ہوگا کہ
فقیر اس خاندان کے ہیں پوشاک بالکل صاف رکھتے ہیں۔ جگہ صفا اور گوشہ
پر رہنا اُن کو پسند ہے۔ طمع کم صرف روٹی تک غرض ہے۔ علم خوانی میں
اکثر مشغول رہتے ہیں۔ بالفعل یہ پنتھ نیا ایجاد ہوا طریق اِس کا بہت
اچھا ہے آئندہ دیکھنا چاہیئے۔ عموماً فقیر ہندوان میں یہ اقسام ہیں۔ سنیاسی
جوگی۔ بیراگی۔ اودا سی۔ گلاب داسی۔ افسوس کہ لوگ بڑے عقل کم ہیں کہ
جو فقیر خاک لگا کر خوف ناک شکل بنا دکھاتے ہیں۔ احمق لوگ اس سے ڈر
اور ادب کرتے ہیں۔ جو اہل علم فقیر ہیں جن کو ایسا شکل بنانا عبث اور
ہوتا ہے ادنے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ اچھے کپڑے پہرتے ہیں اور اچھا
کھانا کھاتے ہیں۔ یہ کیسے فقیر ہیں۔ حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ فقیری من سے
تن سے و دنیاوی لوگوں کا طریق قدیم سے یہ ہی چلا آتا ہے۔ جس زمانہ میں
کوئی فقیر اہل قوت اور حق شناس پیدا ہوتا ہے۔ اُس کو نئے طریق پر
چلنے سے لوگ تعصب کرتے ہیں اور اسی وقت جب کچھ اُس سے حاصل
سکتا ہے ضد ہوتا ہی جب وہ جہان سے چلا گیا تب اوس پر اعتقاد لاتے
ہیں۔ اور اس وقت اس سے کچھ پا نہیں سکتے۔ چنانچہ ستھری نے کہا

سویاں سیتی دوستی جیو ندیاں سیتی ویر انہاں کا ستھیر ماکدی نہ ہوندی
خیر۔ واضح ہو کہ فقیر بننا مشکل طریق ہے۔ عادات اور خصائل فقیر۔ فقیر کے
قط سے ظاہر ہوتے ہیں فؔ سے فاقہ قؔ سے قناعت یؔ سے یکتائی رہے
ریاضت۔ جس میں یہ چاروں خصائل پائے جاویں سو فقیر ہے فقیر کہلانا تو
آسان ہے لیکن راہ فقیری پر چلنا بہت مشکل ہے۔ اصل فقیر اس
کو نام ہے۔ جو طالب حق یعنی عاشق صادق ہو۔ سو منزل عشق کی بہت
دور دراز ہے۔ چنانچہ ہندی ابیات

عاشق نام دھراون سو کہا پر مشکل توڑ نبھانا
صیتل شاہ پری دی کارن سٹیا ملک خزانہ
مائی باپ تے کنب قبیلا بھل گیا تخت سانہ
آکھ ستھر عشقدا مشکل رستہ دانا کرے دیوانہ
پہلے مرن قبول کرین جے تانون عاشق حقدا
دا اندھیری نے چھکڑ چھولے عاشق پیر حکدا
کافر بھی نام عاشق دا نبیا عاشق شرع نشکدا
آکھ ہتھ رام عاشق جگ وچ مشہور عاشق لوگ نکھدا

رسومات ظاہری ہندو لوگوں کے یہ ہیں کہ اول پہرا وہ سر پر ٹوپی۔ گل میں انگر
کہ منجھ دھوتی رکھتے ہیں۔ عموماً جو اہل ہنود بیوپاری دوکاندار زراعت
کاری ان کا یہ ہی رسم ہے۔ جو ملازمی پیشہ ہیں۔ وہ سر پر دستار

لہ اس بیت کے معنی یہ ہیں کہ مردوں سے دوستی اور زنان سے صد ان باتوں سے کبھی
امید خیر یعنے بہتری کی نہیں ۱۲

اور منجملہ ان اور رکھتے ہیں۔ بہ نسبت دیگر اضلاع متصلہ کے اس ضلع
میں ٹوپی کا ہندو لوگوں میں بڑا رواج ہے۔ یعنی علاقہ سندھ ٹکاری
وغیرہ بلکہ روجھان کے جنوباً جو علاقہ کشمور شروع ہوتا ہے۔ وہاں
ہندو لوگ دستار رکھتے ہیں۔ بہاولپور کے علاقہ میں ازیں قسم ڈیرہ اسمٰعیل
کے علاقہ میں بھی اسی طرح باقی تمام علاقہ پنجاب ہندوستان میں دستار
رواج زیادہ ہے۔ صرف اس ضلع میں اس ٹوپی کا بڑا رواج ہے۔
کے نزدیک سبب اس کا ایسا پایا جاتا ہے کہ گوسائیں شاہ جیو جو
اہل فقیر اور تارک الدنیا تھے اُن کا یہ دستور تھا کہ اپنے ہاتھ سے ٹوپی
کر اس کی جو قیمت ہوتی تھی۔ اس سے خرچ خوراک شکمی کرتے
لوگ ان کی بنائی ہوئی ٹوپی کو متبرک سمجھتے تھے۔ اسی سبب رواج
بڑھ گیا۔ بعملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ دیوان ساون مل صوبہ ملتان
نے واسطے دور کرنے اِس رواج کے بہت کوشش کی کہ اپنے دیوان
میں بدون دستار کسی کو نہیں آنے دیتا تھا۔ بلکہ بعض ہندو جو ٹوپی
کے آتے تھے۔ ان کی ٹوپی کو چاک کرا دیتا تھا۔ لیکن تاہم عادت اہل
کی نہ گئی۔ وجہ اِس کی کشف فقیر سے ظاہر تصور ہوتی ہے۔ کہا نا بہ نسبت
اور اضلاع متصلہ کے اس ضلع میں کھانا گوشت کا زیادہ کھاتے ہیں
وجہ اس کی یہ ہے کہ لوگوں میں کرپا کرم کم ہے۔ اور اضلاع میں یہ کھانا
گوشت کا زیادہ تر ممنوع ہے۔ یہاں رواج زیادہ ہے خصوص تاثیر
صحبت بلوچ لوگوں کی بھی البتہ ہے۔ بیاہ شادی کا یہ دستور ہے کہ
ناطہ نسبت ہوتا ہے۔ مگر بڑی محنت سے والدین لڑکا معرفت اکثر کسی
برہمن یا کسی معتبر کی والدین لڑکی کے پاس درخواست بھیجتے ہیں۔ اگر

قسم والدین لڑکی کے پاس چند درخواستیں آتی ہیں۔ جس کو اس ملک میں
پچار کھتے ہیں۔ وہ کئی دن تامل کرتا رہتا ہے۔ آخر اپنی برادری اور خویشگی
کو جمع کرکے ان چند میں سے ایک کو وہ منظور کرتا ہے۔ جب اس نے
منظور کیا ایک نریل اور روپیہ بطور مبارک بادی کے دیا بعد
بعد برس یا دو برس ازروے حساب ستاروں کے ایک سبا یعنی
میعاد شادی مقرر ہو کر فریقین نے تدارک شادی در پیش کیا۔ اکثر رواج
ہے۔ کہ پتریتا یعنی والدین لڑکا جنج بنا کر وہقیا یعنی والدین لڑکی کے
گھر پر جاتا ہے۔ اگر ہر دو فریق ایک جگہ کے رہنے والے ہوئے۔
تو کچھ چند ان تکلیف نہیں ہوتی۔ صرف اہل برادری اور خویشگی کو جمع کرکے
وقت مقررہ پر اس کے گھر چلا گیا۔ اور جب رواج برہمن سے بدی یعنی
عقد نکاح پڑھ لیا۔ والدین لڑکا دوسرے موضع قریبی یا دور پر سکونت
رکھتے ہیں تو بموجب وسعت خود بقدر دو تین سو سوار اونٹ و کجاوہ
سامان کرکے آتے ہیں۔ درمیان راہ کھانا تمام جنج کو پتریتا دیتا ہے
دو دن کا دہیا یعنے شیرا چاول پختہ کہلاتے ہیں۔ بعد کھانا کھانے
کے پیچ یعنی ڈاکی کھلتے ہیں۔ یہ صرف اس ضلع میں رواج ہے۔
غنیہ۔ جب دم آدمی کا باقی ہوتا ہے۔ اس وقت غسل دے کر دیا جلاتے
ہیں۔ یعنی چراغ روشن کرتے ہیں۔ پہلے شرط کریا کرم کی یہ ہے اگر دم
نکلتی ہوئی ڈیواوٹ ہندو کا نہ ہوئی تو اس کا سنسکار کریا تصور کرتے
ہیں۔ پھر جس کی کریا نرائن سرجو ایک جگہ پرستش اہل ہنود کی ہے۔
کیا کرتے ہیں۔ اور بڑا خرچ ہوتا ہے جب ڈیو اوٹ ہو چکا بعد
دم نکلنے کے پھر ایک پختہ چوبی بناتے ہیں۔ اس کے اوپر پرانی یعنی لاش

کو رکھ کر اٹھاتے ہیں، باجہ بجاتے اور گیت گاتے ہوئے سمسان
لے جاتے ہیں۔ وہاں اس کو جلا کے واپس آتے ہیں۔ گیارہ روز
پھر اُس کا کریا کرم ہوتا رہتا ہے۔ اور پس ماندگان برادری متوفی
روز تک برشٹہ[1] رہتے ہیں جو باقی لوگ ان کے شامل کھانا پینا نہ
کرتے۔ دوسرا مسلمان اگرچہ یہ قوم پیشتر ابراہیم خلیل اللہ کے وقت
سے تھے۔ لیکن زیادہ تر شہرت اور ترقی اس قوم کو محمد رسول کریم
سے ہوئی۔ جس سے سن ہجری ۱۲۸۸ اب ہے گویا کہ اس قدر عرصہ
سے یہ قوم زیادہ تر مشہور ہے۔ کل قوم مسلمان کی قدیم الایام سے
تین قسم پر منقسم ہے۔ سید۔ قریشی۔ اُمت اول سید اصل میں
اور سید ایک خاندان پیغمبر سے ہیں جو قوم خاص زیر دامن
تن کے رہ گئی۔ یعنی اولاد خاص پنج تن سے ہے وہ سید کہلاتے
ہیں۔ تفصیل پنج تن یہ ہے۔ حضرت رسول کریم اللہ۔ حضرت علی
کریم اللہ۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت امام حسنؑ۔ مائی فاطمہ باقی جو قوم
اس خاندان کی اولاد ہے۔ قریشی ہے قوم سید کو بجا بہ پنج تن
کے اس قدر فضیلت اور فخر ہے۔ جو باقی دونو قوم قریشی اور اُمت
ان کو مانتے اور ادب کرتے ہیں۔ پر اس قوم سادات میں سے جو
لوگ اہل علم اور شناس کے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لقب مخدوم
کا پایا ہے۔ جو اب تک اُن کی مخدوم بلائی جاتی ہے۔ دوم قریشی
یہ قوم خاندان پیغمبران سے ہے۔ بہ نسبت قوم نمبر ۳ کے فضیلت رکھتے

---

[1] برشٹہ یعنی ناپاک ۱۲

ہے۔ لیکن کچھ چندان مانتا اس قوم کی نہیں ہے۔ اُمت۔ یہ عام قوم ہے اس ضلع میں تین قوم شامل ہیں۔ پٹھان۔ بلوچ۔ جٹ۔ ان تینوں کا رواج و رسم جہانداری الگ الگ ہے مذہب و رسومات دینی یکسان۔ پہلا پٹھان۔ یہ قوم معتبر ہے۔ فن سپاہگری میں بالکل ہوشیار اور چالاک اِس ضلع میں یہ قوم جزوی ہے کہ نقشہ مندرجہ سے واضح ہوگا۔ خاص ڈیرہ غازیخاں و جامپور و متصل اس کے مسکن گزین ہے عموماً اقوام افغانستان ذیل ضلع ہذا میں ہے۔ سدوزی۔ فوتل زئی۔ کاکڑ ترین۔ اور اکثر یہ قوم جب عملداری مغلی اس علاقہ میں ہوئی یعنی آنزو آب دریا اٹک شامل بادشاہت خراسان کے ہوا اس وقت بتقریب ملازمی اس علاقہ میں آئے۔ اور بعض ابتداء عملداری سرکار میں آنزو آب دریا اضلاع متصلہ سے آئے اور قدیم یہ قوم ملازمی پیشہ ہے۔ عملداری ہائے سابقہ میں بھی یہ قوم اچھے معزز عہدوں پر سرفراز رہی اب بھی ممتاز و سرفراز ہے۔ ایسی قوم کو ہفت پشت سے ملازمی پیشہ اور سپاہی کہا جائے گا۔ شرائط سپاہگری اُن کو بخوبی یاد ہیں۔ جیسا ہندو لوگوں میں بعد قوم برہمن کے اقوام کھتری کو فخر ہے۔ ویسا اقوام مسلمان میں بعد قوم سید کے اِس قوم افغان کو فخر ہے۔ پھر جیسا اپنی قوم کھتری سے قوم کہنہ مشہور ہے۔ ویسی کُل قوم افغانستان میں سدوزی مشہور ہے۔ زیادہ تر اس قوم کو اس باعث فخر ہے۔ کہ چند پشت اس قوم میں بادشاہت دہلی اور خراسان کی رہی ہے۔ چنانچہ احمد شاہ بادشاہ۔ محمود شاہ بادشاہ۔ شاہ شجاع الملک۔ سدوزئی تھے فخر اس قوم کا اس ضلع میں اس حد تک مشہور ہے کہ جو کوئی شخص

بلند مزاجی کی بات کرے تو اس کو لوگ طعنہ دیتے ہیں۔ کہ تو کوئی رو
کا بیٹا ہے جو اس قدر مزاج بناتا ہے گویا کہ فخر سدوزئی کے واسطے
زیادہ تر حال اِس قوم کا کلُ سوم چمن ہذا میں درج کیا گیا ہے۔ دوسرا
یہ بہاری قوم ہے۔ اِس کا مفصل حال کل چہارم چمن ہذا میں ظاہر کیا
جائے گا۔ تیسرا جٹ یہ عام قوم ہے اس میں چند مختلف قوم اور جن
پیشہ ہیں۔ جو خاص قوم جٹ کی زمیندار ہے بڑی مسکین اور محنتی قوم
باقی تمام اقوام ہندو مسلمان کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے۔ اور وہ ایک
عزیب قوم ہے کہ سب کو حاکم مانتی ہے اِس قوم میں زیادہ تر رواج
زمینداری کا ہے اور بھی ہر قسم کا پیشہ یہ قوم کرتی ہے۔ عموماً کل تین
کے فقیر اِس قوم مسلمان میں ہیں۔ اول سب سے سید یہ بمنزلہ اور
کے ہیں۔ چند خاندان ایسے ہیں کہ ان کے مُریدی بنی ہوئی ہے اور چند
ایسے ہیں کہ محض خیرات خوار اور بعضے بے گزارہ زراعت کاری خواہ
پر منحصر رکھا ہوا ہے۔ دوم ملا یہ منجملہ قوم اُمت سے ہیں۔ مگر بسبب
ہونے کے اُن کی گزران قوم سید سے بھی مرفع الحال ہے۔ اور جو جو
رسومات اقوام ہنود میں ہیں۔ جیسا برہمن لوگ پاتے ہیں۔ ویسے
لوگوں کو اہل اسلام سے ملتے ہیں۔ ہر ایک گانو میں ملا بطور تھانہ
مقرر ہے۔ جو ابتدا سے ارثیہ مقرر چلا آتا ہے۔ ہر روز اس کو ایک
گھر سے وظیفہ ملتا ہے۔ اور بروز شادی عقد نکاح مُلا کرتا ہے
کو ایک حق مقرری اہل شادی کی طرف سے ادا ہوتا ہے۔ بروز عید
عام لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے۔ جملہ رسومات مذہبی اس کے اوپر منحصر ہیں۔ لوگ

اکثر ناخواندہ ہیں۔ سب لوگ ملا کے رستہ پر چلتے ہیں۔ اور بعض بعض ملا بہت اچھے اہل علم و لیاقت ہیں۔ بعض صرف امورات ضروریہ سے واقف ہیں۔ بعملداری نواب محمد بہاول خان صاحب والی بہاول پور ان ملا لوگوں کی بڑی دستگاہ بلکہ حکومت تھی جو اکثر معاملہ عدالت وانصاف بملک نوابی ازروی پاس شریعت معرفت ملا لوگوں کے انجام پاتا تھا اور تحریر پٹہ جات بیع شرع بموجب مُہر قضا ان لوگوں کی معرفت ہوتے تھے۔ چنانچہ نمونہ اس کا ۱۸۶۸ء تک ریاست بہاول پور میں جاری رہا اب بھی عملداری سرکار انگریزی میں مواضعات کے لوگ بباعث ہونے اہل علم ان کی خدمت اور ادب کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں قسم سید و ملا مندرجہ صدر خاص فقیر مشہور نہیں لیکن بمنزلہ فقیر کے ہیں۔ خاص فقیر اس قوم میں باسم قلندر کہلاتا ہے۔ مشہور۔ نمونہ شناخت اُن کا یہ ہے کہ سیاہ رنگ کی کفنی گلی میں پھرتے ہیں اور گودڑی ہاتھ میں لے کر گداگری کرتے ہیں۔ وہ بطور بھکاری کے ہیں۔ جو ان کے مرید مانند چیلا ہندو فقیروں کی ہوتے ہیں۔ یہ فقیر اکثر لعل شہباز کو زیادہ مانتے ہیں۔ جو خانقاہ اس فقیر کی بعلاقہ سندھ شہر سہوان متصل کراچی کے ہے۔ جیسا اوپر فقرا میں فرق آگیا ہے۔ اس میں بھی اسی طرح فرق پڑ گیا ہے۔ اکثر ایسے فقیر تکیہ بنا کر بیٹھے ہیں اور بہت بھنگ پینا بڑی شرط فقیری جانتے ہیں۔ گداگری اور سونے و لنگر پینے کے سوا ان کو اور کوئی کام نہیں لوگ صرف برعایت نام فقیر کے اُن کی البتہ خدمت کرتے ہیں۔ مگر بمثل اہل ہنود کے ادب کرتے یا مانتے

لہ ٹبان دار بمعنے لاکی ۱۲

نہیں۔ صرف گداگر جانکر خیرات دیتے ہیں اور ہر دونو قوم یعنی ہندو مسل
سے خیرات مانگتے ہیں۔ اور عام گداگر اس قوم میں بہت ہیں۔ جو کچھ پیر
نہیں بناتی صرف بعض بسبب لاچاری اور بعض بموجب آلس اور سُستی
کے بجاؤ محنت سے کرکے یہ پیشہ گداگری کا اختیار کیا ہوا ہے۔ ظاہر
گا کہ جملہ اقوام مسلمان میں چند مختلف طریق مذہبی ہیں۔ سُنی اہل جماعت
شیعہ۔ رافضی۔ وہابی۔ سُنی وہ ہیں جو حضرت کریم اللہ کے چ
یار حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی و حضرت
علی حیدر رجہ بدرجہ اعلے ادنے جانکر مانتے اور ادب کرتے ہیں۔ ا
سنت لواتی و مذہب حضرت امام اعظم صاحب پر چلتے ہیں۔ شیعہ
یہہ سُنی کی برخلاف چاریاروں میں بڑا حضرت علی اور باقی کو چھوٹا
سے مانتے ہیں۔ اور سنت نہیں لواتی رافضی یہ حضرت علی کو بڑا
ہیں مگر سنت نہ تراش کرانے سے شیعہ سے متفق ہیں۔ لیکن اس
اُنہوں میں تفاوت ہے کہ شیعہ حضرت علی کو بڑا اور باقی کو چھوٹا
ہیں یہ باقی تینوں کو بالکل نہیں مانتے از دست شکایت کرتے
وہابی یہہ مختلف طریق ہے۔ باقی تینوں سے نہیں ملتا۔ بلکہ یہ کوئی
مذہب نہیں یہ ایک خیال ہے۔ جس کو یہ خیال ہو جاتا ہے وہ وہ
کہا جاتا ہے۔ یعنی پیر نہ فقیر نہ خانقاہ نہ قرآن نہ کتاب بلکہ خدا
نہیں مانتا۔ اس کا یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب واہیات ہے۔ اس
ضلع میں اقوام مسلمان زیادہ تر اول طریق پر یعنی سُنی ہیں۔ تھوڑے
رافضی۔ وہابی ہوگا۔ رسومات ظاہری یہہ ہیں۔ پہراوہ۔ سر پر پگڑی
ازار گل میں انگرکھہ۔ بعض بجاء ازار منجھلار رکھتے ہیں۔ کھانا۔ اگر

اس علاقہ میں رواج کھانے گوشت کا زیادہ ہے مگر یہ امر منحصر بمقدور ہے۔ جیسا کسی کو مقدور ہوتا ہے ویسا کھاتا ہے بیاہ شادی تمام مسلمانوں میں ازروی شریعت جائز ہے۔ کہ شادی اکثر اپنی خویشگی برادری میں کرتے ہیں۔ چچا اور ماموں زادی سے شادی کرنا عین ثواب جانتے ہیں۔ پس اور جگہ کچھ ضرورت ناطہ کی نہیں ہوتی تمام جب لوگوں میں اکثر ناطہ الف بہ الف یعنی مبادلہ طور پر بہت ہوتا ہے جب گنجائش خرچ اور موقع فراغت دیکھتے ہیں۔ ایک میعاد مقرر کرکے گرہ شادی کی باندھتے ہیں۔ اکثر دستور ہے کہ اہل شادی کو کمدنی بیندر یعنی تمنول سے بعد منہائی اخراجات شادی کے کچھ بچت ہوتی ہے۔ ورنہ مساوی ضرور ہو جاتا ہے۔ ایسا کوئی کم بخت جٹ ہو گا۔ جس کو خسارہ پڑے اس کے اوپر مزاخ ہوتی ہے۔ کہ اس کا نبا ٹوٹ گیا۔ وہ اہل مقدور ہیں۔ ان کا رستہ نرالا ہے۔ بہ نسبت ہندو لوگوں کے اقوام مسلمان جس میں سے خاص کرکے غریب جٹ کو اخراجات شادی سے بڑا بچاؤ ہے۔ نہایت غریب ہندو کی شادی پر تین سو روپیہ سے کم خرچ نہ ہو گا۔ اوسط درجہ کا جٹ نہایت تین بیس یعنی ساٹھ روپیہ خرچ کرے گا۔ اور بلا عقد نکاح پڑھتا ہے۔ اور بعد شادی جھمر کھیلتے ہیں کہ بسبب کثرت صحبت بلوچوں کے عام قوم میں اس کا رواج ہے۔ تنبیہ۔ جب کوئی شخص فوت ہو جائے۔ اس کو غسل دے کر اور چارپائی پر لیٹا کر دفن کرتے ہیں۔ بعد دفن کرنے کے جنازہ پڑھتے ہیں۔ صرف تین روز قل خوانی تک تڈہ یعنی فرش ماتم رکھتے ہیں۔ جو لوگ تعزیت پرسی کے واسطے آتے جاتے ہیں۔ بعد تین روز اپنے کام

میں شروع ہو جاتے ہیں۔ کچھ بہت چھوتہ[1] کسی صورت نہیں ر
اقوام ہندو مسلمان فیمابین ایک دوسری کی شادی اور قضیہ پر ملت ا
آمد و رفت زیادہ رکھتے ہیں۔ مگر یہ رواج مواضعات دیہاتی میں ہے
بڑے بڑے شہروں میں۔ تیسرا۔ دیگر قوم اس میں زیادہ تر دو قوم کا حال
اندراج ہے۔

پہلے اوڈ بموجب شاستر یعنی تیسری اسکندر سریمت بھاگوت کے
پایا جاتا ہے۔ کہ یہ قوم راجہ سگھر کی اولاد سے ہے۔ اور راجہ سگھر نے بر
پیروی شاستر ہندوان کے حواصل میں راجہ موصوف اہل ہنود قوم دلیر
ہے یگ[2] کرنے لگا اور گھوڑا پھیرا۔ راجہ اندر نے گھوڑا اس کا پکڑ لیا
سگھر مع اہل برادری واسطے تلاش گھوڑا کے گیا تو پکل من جیو کے استھ
پر پہونچا اور بادشتباہ چرانے گھوڑا کے اُن سے بے ادبی سے پیش آ
اس پکل مُن کی سراپ یعنی غصہ سے سب اُسی موقع پر فوت ہو گئے با
جو اولاد اُن کی رہی وہ مذہب ہندو لوگوں سے خارج تصور کی گئی۔ او
وہ بسبب بے کریا فوت ہونے اپنے بزرگان اور برادران کی برس
ہو گئی۔ چنانچہ اب تک جو اُن کا پیرا وہ ہے ایسا ہے کہ بایام فوتیدگ
اہل برادری متوفی کے رکھتے ہیں۔ یعنی ٹپکا سر پر۔ منجھلا لوٹکا اور ا
دھہ اوڑھتے ہیں۔ جو یہ پوشاک پاک تصور کی جاتی ہے۔ بحالت کر
کرنے متوفی کے ایسے پارچات لوگ رکھتے ہیں۔ اس قوم سے ہندو لوگ
شامل نہیں ہوتے اور مسلمان سے وہ خود شامل نہیں ہوتے۔ یہ درمیا

---

[1] یعنی ناپاکی ۱۲ [2] یگ بمعنی خیرات عام"

قوم ہے ان کا دستور ہے کہ جب کوئی اُن میں سے فوت ہوتا ہے۔ آدھا دفن کرتے ہیں آدھا جلاتے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے مذہب میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کسی زمانہ کو دریا گنگا جو ایک ندی متبرک ہے اور ہندو لوگ اس میں جاکر غسل کرتے ہیں اُسی مکان فوتیدگی اپنے بزرگان پر آکر یاکوشدہ کرے گا اس وقت ہم لوگ پھر ہندو ہو جاویں گے۔ شاستر میں ایسی روایت نہیں پائی جاتی واللہ اعلم بالصواب۔ مہتم۔ و بھیل اوسی شاستر سے ظاہر ہے کہ ایک راجہ تمام دین تھا وہ بڑا بے انصاف اور کارناصواب کرنے والا تھا۔ رکھشوں اور راجاؤں نے مل اس کو مار ڈالا اور جو لوگ اس کی اولاد سے تھے ان کو اپنے مذہب سے خارج کر دیا مہتم و بھیل اُس کی اولاد سے ہیں۔ تب سے یہ دونو قوم مذہب ہندوان سے خارج اور مسلمان بھی ان کو برخلاف ہونے مذہب کے شامل نہیں کرتے مہتم و بھیل دونو کو اُس میں بڑا فرق ہے۔ مہتم ہنوز مع اہل ہنود ملت رکھتے ہیں کہ رام رام بوقت ملاقات بلاتے ہیں اور بھیل بالکل خارج الملہ ہیں۔ جلاد۔ یہ قوم ایک مالہ شاہ سید کو مانتے ہیں۔ جو اسی خاندان سے سید ہیں۔ وہ ان کے مرشد ہوتے ہیں۔ اور کسی کو نہیں مانتے۔ از انجا کہ جملہ اقوام میں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ سب سے کہتر اور پنیچ قوم جلاد کی ہے جو باقی سب قوم انکو پنیچ جانکر اُن سے پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن خدا کی ایسی قدرت ہے۔ کہ مذہبی معاملہ میں اُن سے کوئی گفتگو کی جاوے تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری مذہب جیسا اور کسی کا مذہب

لہ دیکھئے معنی عارف ۱۲

نہیں ہے۔ کہ ہم کالک داس ہیں چنانچہ نقل مشہور ہے۔ کہ ایک جلا
مع عورت کے غسل کرنے کی واسطے گیا۔ جب غسل کرتی تھی۔ عورت
بحالت غسل تھوڑی دیر غوطہ کہا کر باہر نکلی اور اپنے خاوند کو
دینے لگی کہ میں بحالت غوطہ کھانے کے بہشت میں چلی گئی تھی۔ جا
دیکھا کہ بالہ شاہ جو اقوام جلاد کا اپنا مرشد ہے مالک بہشت بنا ہوا
اور سب کالا عالم یعنی جلاد لوگ دیکھے جاتے ہیں۔ جلاد نے سوال
کہ کوئی اور قوم کا لوگ بھی نظر میں آیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں کوئی
سیدڑہ یعنی کوئی سید بھی دیکھا جاتا تھا۔ پھر پوچھا کہ کوئی ملا
جواب دیا کہ بہشت نشد کہ شد یعنی بہشت نہ ہوا مسخری ہوئی جو
لوگ بھی پہنچ سکیں۔ گویا کہ ان کا یقین ایسا ہوا کہ بہشت محض اقوام جلا
کیواسطے ہے۔ عجب قدرت قادر کی ہے۔ کہ ہر انسان کے دل میں کیا
خیالات فوقیت اپنے مذاہب کی ڈال دیتے ہیں۔ واضح ہو کہ مختلف
حالات مذاہب ورسومات ہر ایک قوم کی ایک ایک جو تھی دی
ہو چکے ہیں۔ اب مجمل شاملات سب قوم کا کچھ حال لکھا جاوے۔ ظا
ہے۔ کہ اس ضلع کے لوگ بہ نسبت اور اضلاع ہندوستان پنجاب
سے ہوشیاری و چالاکی میں فی الجملہ کم عقل رکھتی ہیں۔ لیکن جس ق
چالاک کم ہیں۔ اس سے وہ حصہ نیک چلن زیادہ ہیں۔ ان اضلا
میں لوگوں کی بیچ کریا کرم زیادہ ہے اس ضلع میں کم لیکن جس قدر ان
لوگوں میں کریا کرم زیادہ ہے وہ اس سے وہ چند زیادہ سخت دل ہیں
بلا مطلب کسی سے بولتے نہیں اگر کوئی مرتا مرجاوے پانی پینے تک مفت
نہیں دیویں گے۔ اس ضلع کے لوگ ایسے رحم دل ہیں۔ کہ بلا واقفیت

کوئی اُن کے در پر آجاوے تو چاہے جس قدر غریب ہو در وقت
روٹی بالکل کھلا دیوے گا۔ اور عادات غریبی پر ہیں۔ جھوٹ فریب
تہ کم ہے بلا مطلب کسی سے تکرار نہیں کرتے۔ ملت بہت زیادہ
کھتے ہیں۔ کوئی مسافر اجنبی آجاوے ان سے بڑے سلوک اور محبت سے
ش آتے ہیں۔ چنانچہ صدہا لوگ ہندوستان و پنجاب کے اس ضلع
ں آئے ہوئے ہیں۔ جن کا دل اس ضلع کے لوگوں سے موافقت
ر گیا ہے۔ وہ ہرگز ہی اس ضلع سے جانا نہیں چاہتے۔ اس ضلع کی غربت
خوش خلقی و مروت لائق تعریف کے ہے۔ اگرچہ اب چند مدت سے
س قدر لوگوں کی عقل میں ترقی ہو گئی۔ کچھ عادات میں فرق پڑ گیا اور
س قدر لوگ زیادہ اور اضلاع کے لوگوں سے ملت کی یا ان ملکوں
ں جاکر بحالت سفر اون لوگوں کے عادات دیکھی تاثیر صحبت ان کی
ی الجملہ اثر کر گئی ہے مگر تاہم اور اضلاع سے ہنوز فرق ہے آئندہ
یکھا چاہیئے۔

فصل سوم :- سب سے پہلے خاندان میاں صاحب شاہنواز خان
گیردار راجن پور کا لائق اندراج کے ہے۔ جو قدیمانہ ذی خاندان ہے۔
فصل حال شجرہ نسب مندرجہ ذیل سے واضح ہو گا۔ جو اُنہوں نے خود لکھوایا
صدیق اس کی واسطے لکھانے والا خود ذمہ دار ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے
اب تک جو خاندان میاں صاحب کا عباسی مشہور ہے۔ ضرور اولاد
حضرت عباس سے ہوں گے۔ پرانا زمانہ کی بات ہے۔ واللہ اعلم
بالصواب۔ جو کہ میاں آدم شاہ سے اس خاندان میں ریاست شروع

ہوئی تب سے مفصل حال جس قدر دریافت ہو سکا درج کیا جا
اصل مُلک اور رہائش میاں صاحب ولایت حلب میں تھی۔
سے میاں آدم شاہ بمشیت ایزدی کسی ناراض ہو کر ۱۰۶۸ھ کو
اور برادران خود جو بقدر تین ہزار آدم ملک کا چھ متعلقہ لڑکانہ
میں آئے علاقہ مذکورہ میں اس وقت ریاست مردم آبڑہ کی
قوم مذکورہ نے بنظر خاندان اور شان شرائط حفظ تعظیم ملحوظ
کے قطعات زمینات بوجہ جاگیر میاں صاحب کو عطا فرما
مدت تک اس میں مسکن گزین رہے۔ بعدہ ازیں جہان فانی
جاودانی رحلت فرمائے ولی عہد ان کے میاں صاحب داؤد
مقرر ہوئے عرصہ سات برس تک اوپر مسند سجاد کی رہ کر رحلت
ولی عہد ان کا میاں صاحب الیاس محمد پانچ برس تک رہ
انتقال فرمایا۔ میاں نصیر محمد صاحب بڑے لیئق اور اہل فقرا جگہ
ہیں۔ چراغ خاندان کا پیدا ہو کر باران برس تک اوپر مسند
خود مسلط رہے اس میاں صاحب کے عہد میں بہت لوگ
مُریدی کے تھے۔ زیادہ تر غوغا اس خاندان کا شروع ہوا
میاں نصیر محمد صاحب کے جب میاں یار محمد مسند نشین ہوئے
آسمانی ارادہ ملک گیری اور ریاست کا دائر کر کی ابتداء سال ۱۱۷۲
بعد صلاح سنجش لواحقان و مقربان خود مکان مفروضہ اپنے
ہو کر آگے کو قدم بڑھایا۔ اس وقت ملک سندھ مردم پلوار
تحت میں تھا۔ ان سے چھین کر بہ تحت خود لائے۔ پندرہ بر
خود میاں صاحب موصوف جاسوس ہے [illegible] تقدیر

جہان سے وفات پائی۔ بیٹا ان کا میاں نور محمد صاحب ولیعہد ہوئے
یہ صاحب بڑے نیک افعال اور بلند اقبال تھے کہ بمدد طالع خود
زیادہ تر ریاست اپنی کو بڑھایا چنانچہ جانب مغرب سرحد بھاگ ناڑی
مردم بھروئے اور شمال سے کوٹ سبزل اور جنوب سے کراچی بندر شرقاً
دریا سندھ اپنے تحت میں کر چکے تھے۔ پچاس برس کامل فرمان روا
ملک سندھ کے رہے بعدہٗ ملک الموت کے طعمہ اجل کا کیا قائمقام
ان کا میاں صاحب میاں غلام شاہ ولیعہد مقرر ہوئے۔ انہوں نے
بھی سند باپ کو بہت اچھی طرح زیب دیا بلکہ زیادہ تر نامور ہر باب
انتظام ملک اور عقلمندی اور شجاعت و سخاوت میں ہوئے۔ چنانچہ
ریاست اپنی کو یہ قوت دلیری خود اپنے باپ سے دوچند زیادہ بڑھایا
چنانچہ جنوب کی طرف سے کراچی بندر سے دور کیچ، نہنج تک اور شمال
کی طرف سے ڈیرہ اسمٰعیل خان سے گذر کر کالا باغ تک سرحد ریاست
خود مقرر کی۔ لیکن افسوس ہے کہ حیات ناپائدار نے وفا نکیا صرف چند سال رہ کر
اس جہاں سے راہی ملک بقا ہوئے۔ میاں محمد سرفراز خان صاحب چھ
برس تک رہے نظام ملک باپ کا بدستور رکھا قائمقام ان میاں
صاحب میاں عبدالنبی ولی عہد ہو کر بانتظام امورات ریاست مصروف
ہوئے۔ لیکن بخت بیوفا نے ان سے دغا کیا۔ ان کے عہد میں خاتمہ
ریاست سندھ کا ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ جب میاں غلام شاہ باپ
ان کا مسند نشین تھا۔ میر بہرام تالپور جو اس کا مفصل حال تواریخ
تمن لغاری سے ظاہر ہے میاں غلام شاہ کے آگے وزیر اعظم تھا
جب میاں عبدالنبی ولی عہد ہوا ان کو بعضی لوگوں نے نسبت میر بہرام

مذکور کی بابت اقدام مشورہ مفسدہ نمکحرامی کے شک ڈال دیا
اس شک کے واسطے میاں صاحب موصوف نے میر بہرام سے ناط
اس نے بموجب رواج اپنے خاندان کے ناطہ ندیا اس عذر پر میا
نے میر بہرام کو مار ڈالا میر بحر بیٹا اس کا اس وقت غیر حاضر تھا
اس نے یہ حال سنا واسطے انتقام اپنے باپ کے مفسدہ کرکے میا
کو ملک سندھ سے نکال دیا۔ ملک سندھ پر خود قابض ہوا۔ میاں صا
نے بحضور احمد شاہ بادشاہ خراسان مستغیث ہوکر بمدد بادشاہ م
پھر ملک موروثہ پر قبضہ پایا۔ دو سال قابض رہے دوسری دفعہ میر بح
پھر بلوہ کرکے میاں صاحب کو ملک سے بیدخل کر دیا اور پھر میاں
وکیل اپنے بھیج کر میر بحر کو معہ لواحقان مروا ڈالا اور خود ملک
قابض ہوئے کہ اس اثناء میں میر صوبدار خان وغیرہ نے مجمع ہو
کیا اور میاں صاحب کو ملک سے بدر کر دیا کہ میاں صاحب
بکوچ ہوکر پہلی علاقہ راجن پور میں اوپہ کوٹلہ مخدوم متعلقہ نال
جو اس وقت نالہ دہندی آباد تھا۔ قیام پذیر ہوئے۔ پھر میاں صا
نے بقوت افواج جو ساتھ آئی تھی۔ ملک علاقہ لیہ دمنکیرہ
سرفراز خان وشاہ محمد خان باروزئی و محمد خان سدوزئی سے چھ
لیا۔ چھ برس تک قابض متصرف رہے۔ بعد اس کے شاہ محمد
وسرفراز خان لشکر تجمل کرکے آمادہ جنگ کے ہوئے کہ بعد مقابلہ
خان بڑا بیٹا۔ میاں صاحب ممدوح اور چند کس وزیر خاص جام شہا
پائی اس دن میاں صاحب وہاں سے انتقال کرکے نزد راجہ صاحب
راجہ بھیم سنگھ راجہ جودھ پور کی مارواڑ میں گئی وہاں سے بخدمت جا

حضرت احمد شاہ کے واسطے حقرسی ملک کے عرائض بھیجتے رہے۔
القصہ بمرور عرصہ پیش گاہ جناب بادشاہ سے۔ محمد خان چٹر بذریعہ
سفارت فاخرہ درقم مبارک معافی علاقہ جاگیر راجن پور بالعوض مبلغ
چہل ہزار روپیہ بطور ضیافت الی حقرسی ملک سندھ نزد میاں صاحب
شرف اندوز سلام کا ہوا بنا علیہ میاں صاحب میاں محمد علی بیٹا میاں
محمد عارف پوترہ اپنی کو دہان سپرد راجہ صاحب میں دے کر خود بذات
مع میاں تاج محمود فرزند وغیرہ لواحقان خود اسطرف علاقہ راجن پور
میں رونق افروز ہوئے۔ جب کہ میاں نور محمد علاقہ سندھ میں فرمان
روا تھی۔ نواب بروہی سے ناطہ لیا تھا۔ یعنی محمد نصیر خان کی ہمشیرہ میاں
نور محمد خان کی گھر میں تھی۔ جبکہ میاں عبدالنبی اس حادثہ میں مبتلا تھے۔
فضل علی خان چھوٹے بیٹے اپنے کو پاس میر نصیر خان بروہی کے بھیج دیا
چنانچہ میر نصیر خان سے جو اس وقت داجل ہڑند جو ان کے تحت میں
تھا۔ شیر حاجی پور کا واسطے گذران معاش کی اس شرط پر کہ اول سال
کا کل خراج دوسرے سال نصف تیسری سال سوم حصہ علی الدوام کے واسطے
امداد کیا کہ سند موجود۔ اس عرصہ میں علاقہ جاگیر راجن پور کا بھی پیش گاہ
بادشاہ سے عطا ہوا۔ میاں صاحب میاں عبدالنبی مع میاں تاج محمود بیٹا
خود کوچ کر کے پہلے بمقام حاجی پور ہی وہاں اپنا قیام گاہ تجویز فرمایا کہ اب
تک بدستور رہے سنہ ۱۲۳۱ھ میں میاں صاحب میاں تاج محمود صاحب
نے اس جہان سے کوچ فرمایا۔ میاں یار محمد صاحب المعروف شاہنواز خان
مسند مورونی پر مسلط ہوئے۔ پچاس برس کامل علاقہ جاگیر عطیہ پر بہر گونہ
بتوجہ حاکمان وقت ماضی قابض و متصرف رہی سنہ ۱۸۶۲ عیسوی میں میانصاحب

ممدوح کا وصال ہوا۔ میاں خان محمد خان المعروف شاہنواز خان نے
مسند موروثی پر زیب فرمایا۔ سرکار انگریزی نے بنظر علو خاندانے میاں
صاحب ممدوح الطاف شاہانہ خود علاقہ جاگیر مذکور بدستور بحق میاں
صاحب باوجودیکہ جاگیر عہد حین حیات میاں صاحب شاہنواز خان کے
تھا۔ بحال و جائز فرمایا۔ کہ اب ان کی تحت میں ہی اور میاں صاحب بڑے
اہل خرچ اور ذی خاندان ہیں۔ برادران و لواحقان جو وقت ریاست
سندھ سے اکثر ساتھ آئے تھے۔ ایسی ٹکڑہ جاگیر پر گذران کرتے ہیں
آمدنی جاگیر نامدار تخمیناً ۱۵ ہزار اوسط سالیانہ ہے۔ بموجب ذیل
تقسیم ہوتا ہے۔

اول مبلغ تین ہزار روپیہ نذرانہ نکالا جاوے باقی ۱۲ ہزار میں
سے مبلغ پندرہ سو روپیہ میاں ایزد یار خان بھائی حقیقی احمد یار خان
صاحب مرحوم اور بالفعل ایک ایک ہزار روپیہ صاحبزادگان میاں
غلام حیدر خان اور میاں خان محمد خان برادران حقیقی میاں صاحب جاگیر
حال کو تا ادای قرضہ جو وقت بڑی میاں صاحب مرحوم سے عاید ہی ملتا
ہی بعد ادائے قرضہ پندرہ سو روپیہ پاویں گی جو پیشتر انتظام
جاگیر ہذا اگلا تحت خود جاگیر دار صاحب ہیں تھا۔ ۱۸۵۵ء میں بنظر قرضدار
میاں صاحب جو بقدر چالیس ہزار روپیہ قرض ذمہ میاں صاحب کے ہو
گیا تھا۔ پرداخت جاگیر بمراد سبیل قرضخواہان وغیرہ سرکار انگریزی اپنی معرفت
فرمایا کہ باقبال سرکار سال حال تک قرضہ ادا ہو چکا اور بہ نسبت سابق
جاگیر روز بروز ترقی میں ہے۔ یعنی جس وقت سرکار نے انتظام ملک
اپنی ہاتھ میں لیا آمدنی سالیانہ بقدر چھ ہزار کے تھی اب سترہ اٹھارہ ہزار

سالیانہ تک ہے اور واسطے انتظام جاگیر سرکار سے عملہ حسب ذیل جاگیر
میں مقرر ہے۔ سپرنٹنڈنٹ نائب سپرنٹنڈنٹ محرر جاگیر پٹواری
-/۲۰ ملے -/۲۰ عطا -/۱۶ مرحمہ -/۲۰ دونوعہ

چپراسی اور بٹائی جنسی غلہ مثل سابق ہو کر جمع ہوتا ہے۔ اور بموجب حکم
صاحب مقرر اسسٹنٹ کمشنر بہادر فروخت ہوتا ہے۔

شجرہ نسب میانصاحب شاہنواز خان جاگیردار

- عباس
- عنبر عباسی
- عبداللہ عباسی
- سنگراس عباسی
- رشد عباسی
- ہارون عباسی
- قاسم عباسی
- ہاشم عباسی
- مہدی عباسی
- طاہر عباسی
- بہار عباسی
- کاہر عباسی

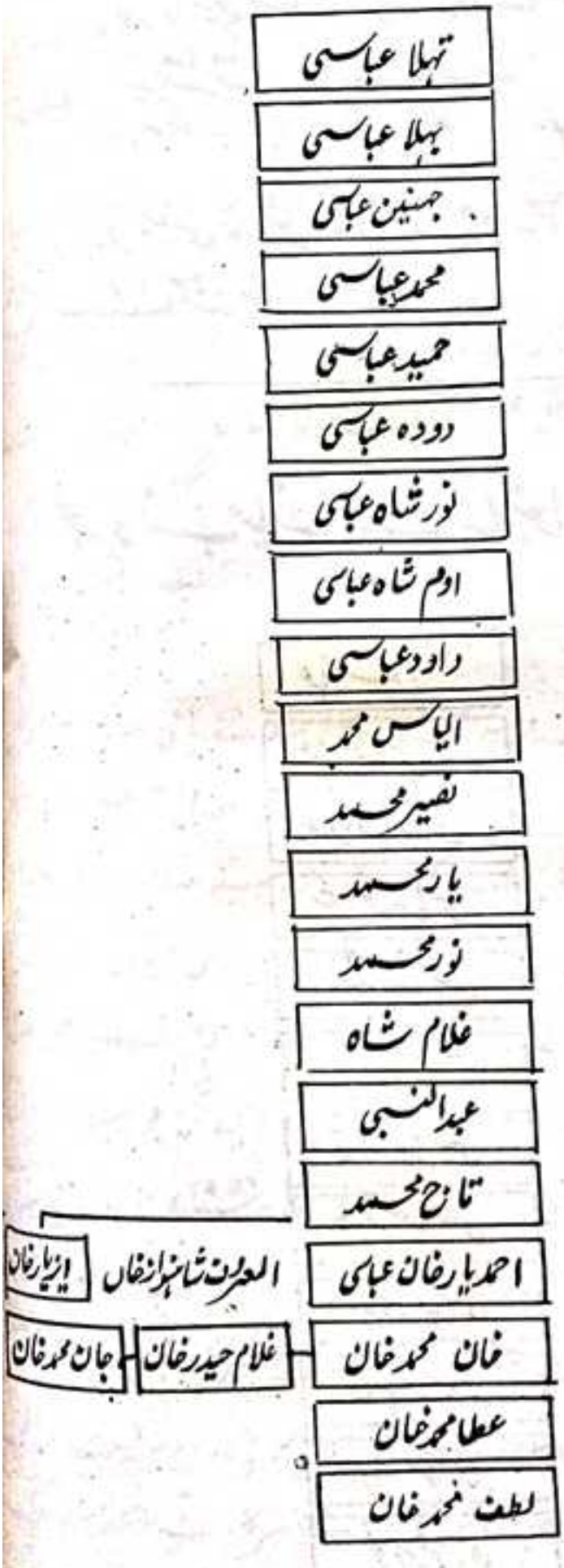
تہلا عباسی
بہلا عباسی
جہنین عباسی
محمد عباسی
حمید عباسی
دودہ عباسی
نور شاہ عباسی
اوم شاہ عباسی
داود عباسی
الیاس محمد
نصیر محمد
یار محمد
نور محمد
غلام شاہ
عبدالنبی
تاج محمد
احمد یار خان عباسی
العزت شاہنواز خاں
ایزیار خان
خان محمد خان
غلام حیدر خان
جان محمد خان
عطا محمد خان
لطف محمد خان

حال اقوام سدوزئی افغان

واضح ہو کہ مفصل حال قوم افغانستان کتاب حیات افغانی میں پیشتر تشریح ہو چکا ہی اس واسطے زیادہ تر مفصل درج نہیں کیا گیا۔ صرف مختصر حال اون لوگوں کا جو قوم سدوزئی سے بشہر ڈیرہ غازیخان سکونت پذیر ہیں۔ اور بزرگان ان کے بعلدار یہا گذشتہ معزز رہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ وجہ تسمیہ سدوزئی کے یہ ہی کہ مورث اعلی اس قوم کا سدو خان تھا اوس سے جو اولاد پیدا ہوئے۔ وہ سدوزئی کہلاتی ہے۔ سدو خان کے چار بیٹے تھے۔

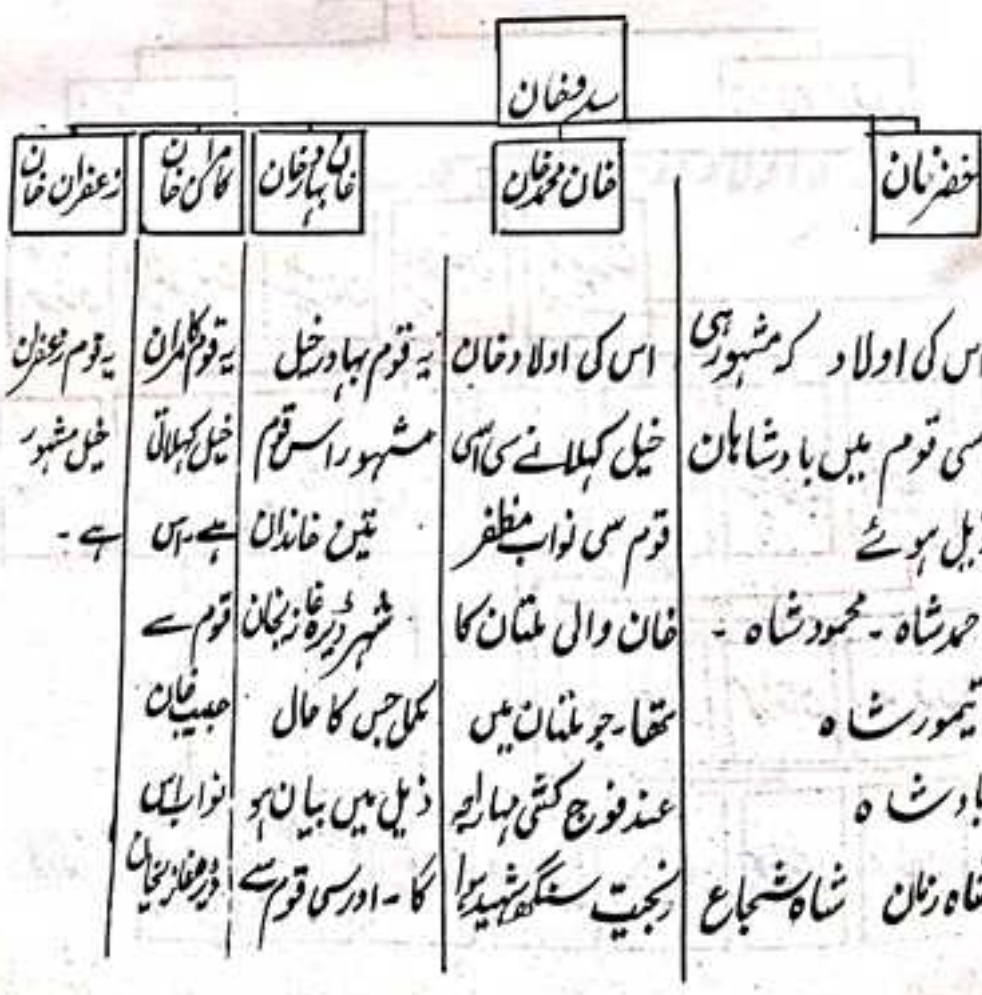

		نواب محمد خان و	کا ہوا جس
		نواب حافظ خان و	کے اولاد
		نواب شیر محمد خان	عبدالرحیم
		وغیرہ بضلع ڈیرہ	خان موجود
		اسمٰعیل خان و مکیرہ	
		موجود ہیں	

جب تیمور بادشاہ خراسان کا تھا۔ حاجی محمد شریف خان بہادر خیل نواب ڈیرہ غازیخان کا مقرر ہوا۔ جس کا خاندان بموجب ذیل ہے

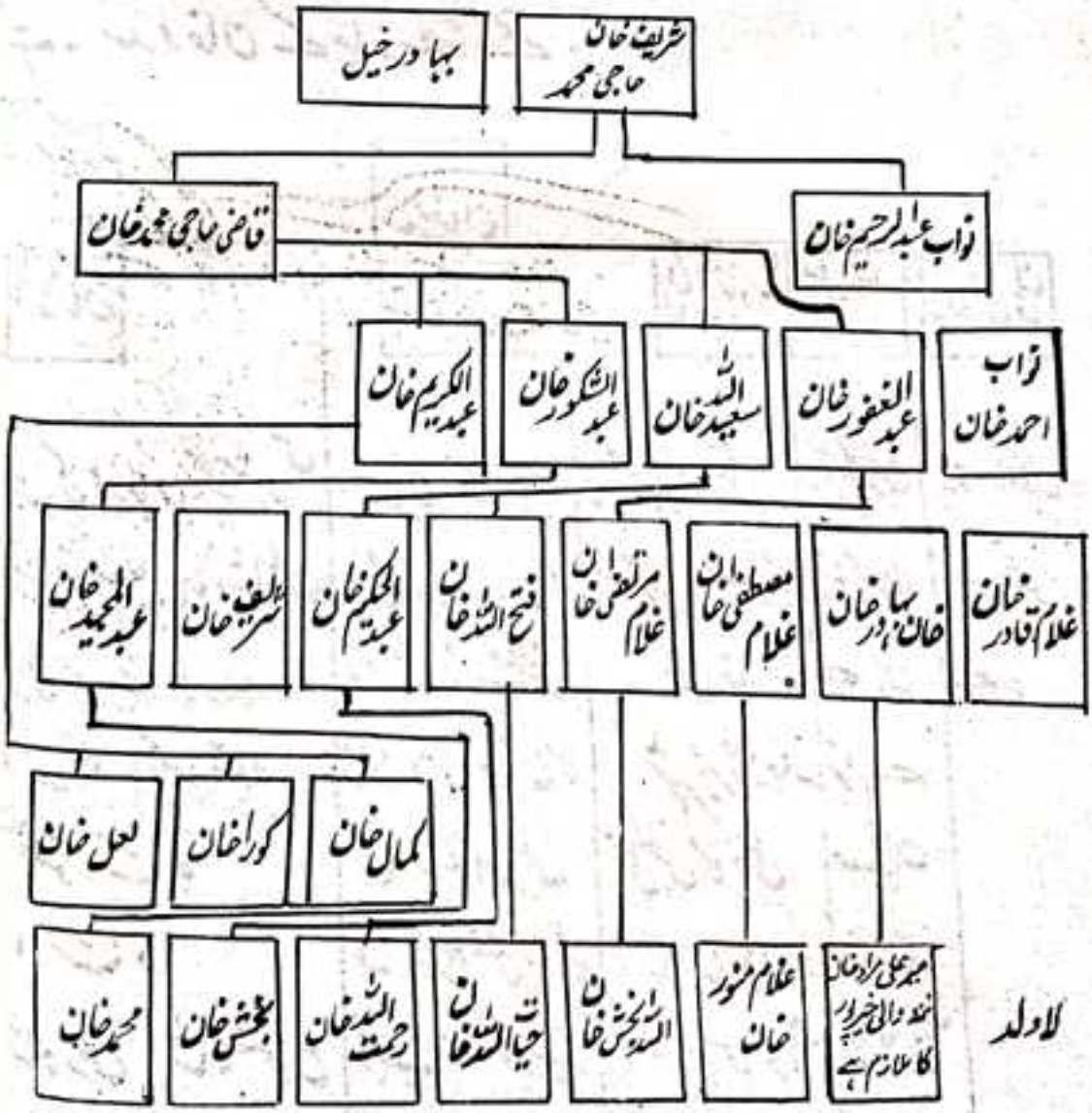

فوتیدگی حاجی محمد شریف خان نواب عبدالرحیم خان پسر کلان نواب ڈیرہ غازیخان
ہا اور پیش گاہ بادشاہ خراسان سے۔ حاجی محمد خان کو عہدہ قضا عطا ہوا کر
س کی اولاد قاضی خیل مشہور ہے بعد عبدالرحیم خان احمد خان نواب
یدہ ہوا کہ لاولد فوت ہو گیا۔ اس عرصہ میں دو خاندان بہادر خیل ڈیرہ غازیخان
ں آئے چنانچہ سلمان خان، دوست محمد خان اسے سلیمان خان کے بیٹے کی
ادی ساتھ نواب احمد خان کے ہوئی تھی۔ اولاد سلمان خان بموجب ذیل
ہے۔

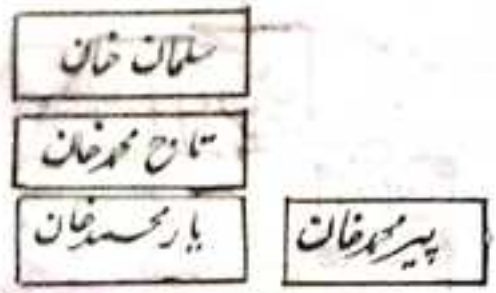

شجرہ اولاد دوست محمد خان بہادر خیل

بالنصل قوم بہادر خیل سے غلام مصطفےٰ خان قاضی خیل رئیس مشہور ۱۸۶۰ء تک رسالدار رسالہ پولس کا غلام مصطفےٰ خان مقرر ہا بعد اس کے مستوفی ہا پنشن سرکار سے ملتی رہتی ہے۔ اور بیٹا اُس کا غلام محمد خان تھانہ دار مقرر ہے

بعملداری بادشاہت مُغلے وخراسان جیب خان کامران خیل سدوزئی نواب شہر ڈیرہ غازیخان کا ہوا۔ جس کا شجرہ نسب بموجب ذیل ہے۔

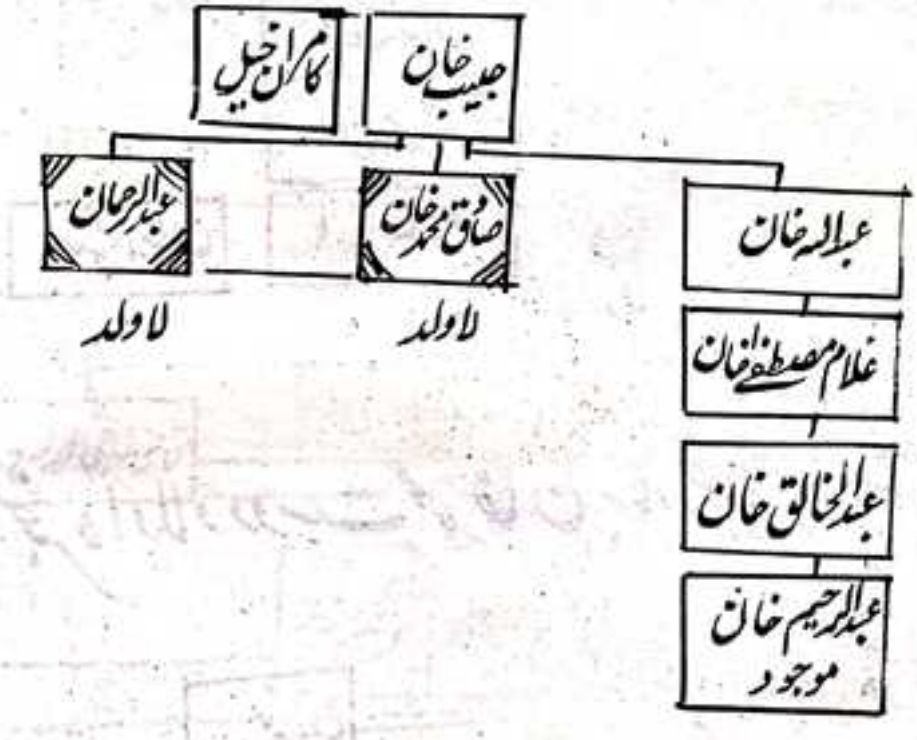

گل چوتھا

قصہ حالات خاندان بلوچی بمطالعہ کتب زمان ماضی ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ قوم قدیم الایام سے مشہور زور آور و سرکش تھے۔ چنانچہ کتاب شاہنامہ میں ایک ذکر ہے:

بیت: آمد خبر خدمت بادشاہ۔
کہ گشتہ زمین از بلوچی سیاہ

اُس وقت زمانہ سلطنت نوشیروان کا تھا کہ یہ بادشاہ ایشیائی بادشاہوں میں مشہور عادل ہوا ہے کہ اب تک لوگوں میں نام اس کا بعدل معروف۔ ۵۳۱ء میں جب تخت ایران کو اپنی جلوس سے زیب دے کر افغانستان کو دوبارہ مطیع کیا اور اپنی سلطنت کے حدود مشرقی کو دریا سندھ تک بڑھایا۔ اس عرصہ میں اقوام بلوچی پر جو مشہور سرکش تھی۔ چڑھائی کر کے تباہ کر دیا۔ تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ قوم اس قدر زور آور و سرکش تھے کہ بادشاہ نے خود ان پر چڑھائی کی اور یہ ذکر ظہور اسلام سے پہلے کا ہے گویا قوم بلوچی ظہور اسلام سے بھی پہلے تھی وجہ تسمیہ لفظ بلوچی کا ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ بلوچ لغت حلبی میں بادیہ نشین کو کہتے ہیں۔ تو یہ قوم ابتدا نواحیات حلب گرم سیر سیستان وغیرہ بلاد تعلق ایران کے کوہستان و دامان میں سکونت پذیر تھے۔ اس سبب بلوچ مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اب تک بھی یہ قوم زیادہ تر دامان و پہاڑ میں اماکن گزین رہتی ہے۔ حال انتقال ان کا اوس ملک سے اور آنا اس علاقہ وغیرہ میں بمطالعہ ایک کتاب یادداشت پرانا و نیز از روی دریافت حال مُسن اور ذی خاندان بلوچستان و شعر بلوچی مصنفہ ان زبان جو سینہ بسینہ اب تک یاد و تازہ چلی آتے ہیں۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے۔

کہ جب امامین فیمابین یزید و حضرات امام حسین کے ہوئی تو یہ سنہ ھ مطابق
سنہ ۶۳۴ء کے تھا تصدیق سنہ و تواریخ ابیات ذیل ظاہر ہے۔

ابیات

آنڈم کہ بر حسینان تیغ جفا کشید — روح الامین گفتہ قلب نبی برید
گفت ہاتف زغیب مسکینی — سر دین را برید بے دینی

مصرعہ اخیر سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے۔ اور زو دمغہ ہے۔ اول لفظی معنی
یہ ہیں کہ امامین جو سردار دین کے تھے۔ اس کو کاٹا یزید بے دین نے
دوم سر لفظ دین کا حرف د ہے۔ جب اس کو کاٹ دیا باقی رہا ی
ن لفظ کے عدد ۱۰۔ ن کے ۵۰ یہ ہوتا ہے سنہ ۶۰ھ) اقوام بلوچی سا
امامین کے ممد و معاون تھے یعنی امامین نے بموجب فریب دہی یزید
اہالیان کوفہ طرف کوفہ کی کوچ کیا۔ اُس وقت اقوام بلوچی نے واسطے پہونچ
امامین کے مدد دی۔ جب امامین شہید ہوئی۔ اور یزید نے تخت مد
پر تسلط پایا۔ بنظر اس کے کہ اقوام بلوچی نے امامین کو مدد دی تھی۔ وا
قتل اور پاکوبی اقوام مذکور کے حکم دیا۔ اس باعث وہاں سے خانہ کو
ہوکر مقام کرمان میں پہونچے اس زمانہ میں صوبہ کرمان کا شمس الدین
علمش رومی سردار اقوام بلوچی کا وغیرہ اقوام بلوچی اُس کے علاقہ میں
زدہ اور امان طلب گئے۔ اُس نے اچھی خاطر داری کی۔ چنانچہ علاقہ کر
میں بلوچ لوگ مسکن گزین ہوئے مدت تک اس علاقہ میں آرام چین
رہی جب شمس الدین صوبہ اور علمش رومی دونو فوت ہوگئے تھے بدلا
بجائے باپ خود حاکم کرمان تھا مسمی کل چراغ بیٹا علمش رومی سردار بلو

سے بلحاظ اس کے کہ آج کل بلوچ لوگ آسودہ اور زور میں ہیں۔ شاید باغی اور سرکش ہو جائیں۔ چالیس ناطہ یعنی سری پھلی ایک ناطہ جو اس وقت کل چالیس پہلی تمن بلوچی کے تھی۔ طلب کیا اقوام بلوچی نے پیشتر کبھی غیر قوم میں ناطہ ندیا تھا۔ اس بات کو ناگوار تصوّر کر کے واسطے رفع الوقتی یہ تجویز کی کہ چالیس نفر طفلک بی ریش چنانچہ ایک کس مسمی فیروز منجملہ خاندان سردار کے اور ۳۹ نفر قومی نفر پہلے ایک لڑکا لیکر انکو پوشاک زنانہ پہرائی اور پاس حاکم مذکور کے بھیجدی اور بلحاظ اس کے کہ جب یہ فریب حاکم مذکور کو ظاہر ہو گیا۔ زیادہ تر سختی سے پیش آوے گا خانہ بکوچ ہوئے۔ تھوڑے روز بعد حاکم مذکور اس ماجرا سے مطلع ہو کر ان چالیس نفر طفلکوں کو قتل کروا ڈالا۔ اور افزاج واسطے سرزنش اقوام بلوچی تعینات کی چنانچہ بلوچ لوگ وہاں سے بھاگ کر مقام پنج مکران متصل سیستان کے آئے اور اس ملک پر قابض و متصرّف ہو کر مدت تک اس ملک میں رہے۔ بموجب ذیل خاندان سردار میں دستار بند ہوئے۔

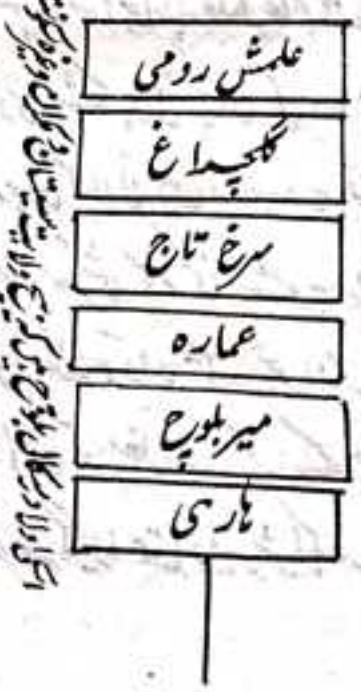

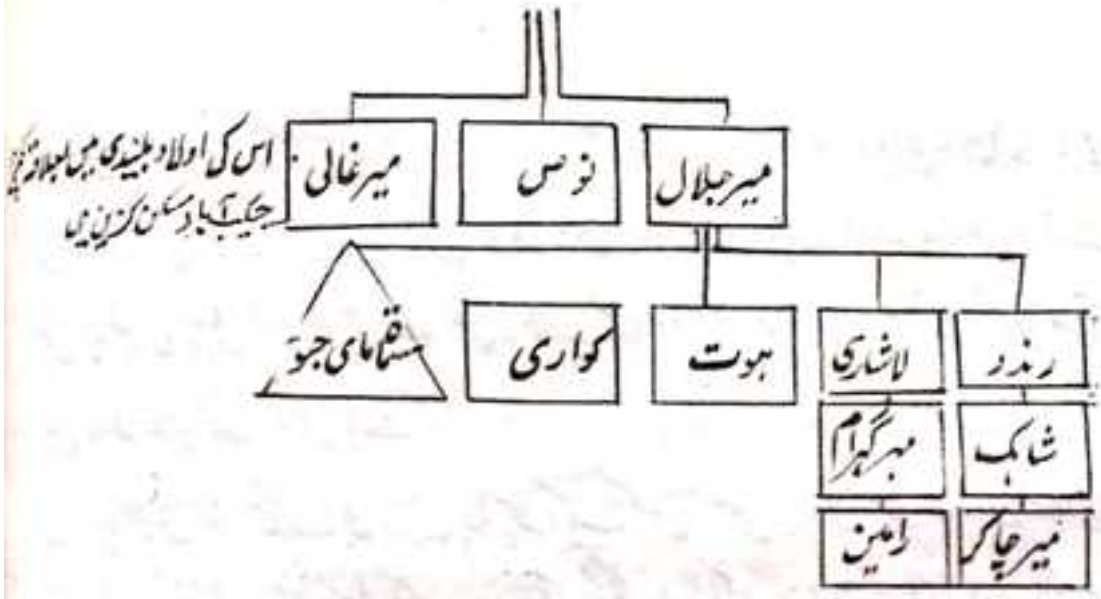

میر تال کے اولاد کے نام سے پانچ شاخ اقوام بلوچی کی مشہور ہوئی رند لاشاری ہوت کواری جتوئی ان کی اپنی اولاد اور نیز جو لوگ علیحدہ علیحدہ ان پانچوں کے ساتھ ملحق ہوگئی۔ ان کی عام قوم وہی مشہور ہوئی اور پہلی علیحدہ رہی۔ چنانچہ اب تک بھی جو اکثر تمنات بلوچی کے موجود ہیں۔ تمن کا نام ایک جو سردار کے خاندان کا مشہور ہے اور پہلی علیحدہ ہیں۔

مثال اگورچانی گورش نامی شخص بزرگ جدوار تمندار گورچانی کا تھا۔ گورش سی تمن گورشانی مشہور ہوا جواب غلط عام میں گورچانی بولا جاتا ہے اوس کی نیچی چند پہلی ہا لشاری شکھلانی چانی کی وہ دوسری قوم اور تمن سے ہیں۔ اب سب ایک نام گورچانی کہلاتی ہیں۔ جب یہ قوم بلوچی زیادہ پھیل گئی اور قدیم سی پیشہ لوٹ مار اور سرکشی کار کھتی تھے۔ رفتہ رفتہ بقوت بازو خود ملک قلات و کچھی میوی گنڈہ داہ تک جو اوس وقت بعلاقہ کچھی جام نندہ حاکم وقت تھا۔ اس کو مغلوب کرکے خود قابض و متصرف ہو گئے۔ بعد علاقہ کچھی میں چند عرصہ گزرا تھا۔ میر شاہک رند اور گہرام لشاری علاقہ مذکور

فوت ہوئی میر چاکر سردار رند اور رامین خان سردار لشاری اپنی اپنی قوم کے
دار تھے۔ اس زمانہ میں یہ دو فرقہ قوم بلوچی کے مشہور اور زور میں برابر
تھے۔ اتفاقاً ایک دن مسمی ریحان برادر زادہ میر چاکر سردار رند اور رامن
اری نور حق رہیں خان سردار لشاری نے بموجب رواج بلوچی دگو مقرر
کے اپنی اپنی اسپان دوڑائی) گو کا رواج قدیم الایام سے تا آج تک
قوم میں برابر چلا آتا ہے .. تشریح اس کی یہ ہی کہ کچھ نقدی یا کوئی جانور
دراندازنام نہاد گو کے مقرر کر کے ایک میدان میں وہ گو رکھتی ہیں اور ایک
قع سے باندازہ فاصلہ دو تین میل کے ہوگا۔ سب لوگ اپنی اپنی گھوڑی عمدہ
لاک شامل ہو کر دوڑاتی ہیں۔ جس کے گھوڑی سب سے پیشتر موقع گو پر
نچ گئے وہ گو مذکورہ اوٹھا لیتا ہے۔ یہ گو اکثر موقع شادی وغیرہ روز خوشی
اہل شادی رکھتی ہیں) (جب اون دونو گھوڑے دوڑائی کہتی ہیں۔ کہ گھوڑے
اری کے پیشتر موقع گو پر پہونچی تھے۔ لیکن رند نے پیشدستی کر کے پیشتر
نا اپنی گھوڑی کا موقع گو پر ظاہر کیا۔ اور گو اُٹھا لی۔ اسی پر فیما بین دونو
م کے تکرار شروع ہوا مسمی رامن مذکور نے اس غوصہ میں مہاران شستری
ت گوہر جتنی کے جو ہمسا گیرت اور توسل میر چاکر رند میں رہتی تھی غارت
اس پر زیادہ تکرار ہو گیا۔ چنانچہ فیما بین دونو قوم کے سخت جنگ ہوئی مسمی
ن سوتر میر چاکر معہ سات سو نفر اقوام رند کے اُسی موقع پر قتل ہوا اور
م رند کے مغلوب ہو کر رو بفرار ہوئے میر چاکر بحضور بادشاہ ایران
وقت سلطان حسین بادشاہ تھا جا کر استغاثہ کیا اور مدد طلب ہوا
نچہ مستے ظنون غلام مع فوج شاہی واسطے سرکوبی مرحان لشاری
کے مامور ہوا۔ عندالمقابلہ مستے رامن سرگروہ لشاری مع پانصد نفر

لشاری قتل ہوا اور باقی قوم لشاری اکثر ردلبفرار ہو کر طرف بھکر بھکھڑ
سندھ چلی گئی۔ اور اب تک موجود اور بعضوں نے پناہ گزین ہو کر اطاع
میر چاکر میں رہنا منظور کیا کہ تا حال مقام چہل علاقہ کچھی متعلقہ قلات
ہیں۔ تب سے اقوام رند زیادہ تر زور میں ہو گئے۔ ۱۵۴۰ء میں جب ہما
بادشاہ تخت نشیں خراسان ہو کر طرف ہندوستان عازم ہوا اس
رستہ درہ بولان سے ایک دستہ فوج شاہی ہندوستان میں آیا اس
وقت میر چاکر سردار بلوچی بھی معہ چند اقوام بلوچی بنظر خدمت بادشاہ
بامید غارتی ملک شامل فوج شاہی کے قلات سے طرف ہندوستان
روانہ ہوا۔ چنانچہ اسی عرصہ میں یہ چند تمنات مزاری گورچانی وغیرہ
اس پہاڑ متصلہ ضلع ہذا پر بباعث پسند آنے گھاس و موقع امن
قابض و متصرف ہو گئے۔ خود میر چاکر معہ چند اقوام دہلی تک ہمراہ فو
شاہی کے گیا۔ جب ملک ہندوستان پر ہمایوں بادشاہ نے فتح پا
تب علاقہ ستگھرہ بطور جاگیر میر چاکر وغیرہ مردم بلوچی کو دیا اور
میر چاکر مع چند اقوام بلوچی اوس مقام پر رہ کر فوت ہو گیا کہ ا
تک مقبرہ میر چاکر ستگھرہ میں موجود ہی بعضی اقوام لغاری دریشک
گوپانگ جتوئی وہاں سے واپس ہو کر اس علاقہ میں اور پہاڑ دو
مقبل علاقہ ہذا کے مسکن گزین ہوئے۔ جب میر چاکر ہندوستان
گیا تھا اکثر اقوام بلوچی بہ ہمراہ مسمیان محمد اور ابراہیم سوتر برا
میر چاکر بدستور علاقہ قلات میں رہ گئے تھے اب تک پہلی سردار
کے مدائی و برادرانی مشہور میر جلال خان سردار قوم ڈومکی کا ہے۔ ڈو
اصل میں قوم رند کی ہی ڈومکی اس واسطے مشہور ہو گیا کہ ڈومک

رود تھی اور یہ لوگ اُس پر سکونت رکھتی تھی۔ اسی سبب ڈومکی مشہور ہوگئی یہ قدیمانہ خاندان سردار بلوچی برادری میر چاکر رندکی ہی اور بعلاقہ لڑی دکچھی متعلقہ قلات سکونت پذیر۔ جو کہ بعد اُس کے چند اقوام بلوچی چنانچہ مری بگٹی وغیرہ علاقہ قلات سے علیحدہ ہوکر اوپر پہاڑ متصلہ علاقہ ہذا بعد نکالنے اقوام افغانستان یعنی کاکڑ موسلی خیل زرکھان خود قابض ہوگئی اور تمنات مزاری گورچانی نیچے زمین کی طرف بعلاقہ ہذا جو اکثر ویرانہ تھا صرف نھڑوں کے قبضہ میں چند مواضعات آباد تھی۔ رُخ نہاد ہوئی اور اس عرصہ میں غازیخان مررانی جو وہ بہے دُود آئی بلوچ تھا۔ پہاڑ سی زمین پر آکر یہ شہر ڈیرہ غازی خان آباد کیا اور اقوام بلوچی سی جیسا جس کو موقع ملا اکثر علاقہ ویرانہ تھا۔ اور بعض کمزور لوگ قابض تھے۔ اونکر نکال کر خود قابض ہوگئے۔ اس طرح یہ قوم بعلاقہ ہذا بڑھتی بڑھتی بڑھ گئی گویا کہ علاقہ قلات میں اقوام بلوچی کا زور کم ہوگیا۔ اقوام بروہی علاقہ قلات پر تاخت لاکر قابض ہوئی بلکہ اقوام بلوچی کو بھی بقوت اور جوانمردی خود زیر اطاعت خود کیا تا بحدیکہ اقوام بلوچی مری و بگٹی اندرون پہاڑ متمکن تھے وہ بھی رعایا خانصاحب سردار بھروہی کے ہوئی۔ مطلب کہ جیسا میر چاکر سردار بلوچی کسی زمانہ میں والی قلات کا تھا۔ اسطرح خان بھروئی کا قائمقام ہوا۔ چنانچہ اب تک اکثر اقوام بلوچی جو اُس علاقہ سرحد قلات میں ہے۔ رعایا خانصاحب خداداد خان والی قلات کے کہلاتے ہیں۔ اب اس موقع پر تشریح احوال خانصاحب

لہ ستگھرہ ضلع ناگپوری میں ہے ۱۲

والے قلات کی ضرورت نظر آئی۔ اس لئے جہاں تک معلوم ہو سکا
کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ قوم بروہی کے بھی بلوچ مشہور ہیں۔ لیکن
اقوام بلوچی سے جنکا ذکر اوپر ہوتا رہا بالکل الگ۔ اور بھی اسی قسم
اقوام بلوچی کے بعلاقہ سیستان و حلب وغیرہ جہان سے یہ اقوام آئی
گی۔ کیونکہ کتاب شاہنامہ میں جو قوم بلوچی کا ذکر ہے وہ نہایت کثرت
دلالت کرتا ہی وجہ تسمیہ لفظ بروہی کا یہ ہے کہ روہی پہاڑ نشین کہے
ہیں۔ اور ب لفظ فارسی اس کا حسنی ساتھ ہونا ہی گویا کہ لفظ بروہی
حرفی معنے (ساتھ پہاڑ کے بیٹھنی والا ہوتے ہیں) یہ قوم قدیم سے
اور متصل دامان اوش کے رہتی تھے۔ اس لئے بروہی مشہور ہو گیا
قوم بروہی کے یکجدی بموجب ذیل ہے۔ احمدزئی تمزی گورکانی
کنبرانی رودن سرفری منگل باقی قوم پیچھے شامل ہو گئی قدیم سے
خاندان احمدزئی میں چلے آتے ہیں۔ جو بڑا بھائی احمد خان تھا شجرہ
بموجب ذیل

تا اس قوم کا بھی طلب سے اوس عرصہ میں جب اور اقوام بلوچی آئی
یا جاتا ہے۔ جب میر چاکر وغیرہ اقوام بلوچی علاقہ قلات پر قابض تھے یہ
م علاقہ سیستان و مکران وغیرہ متصل اُس کے رہتی تھی۔ جب علاقہ قلات
ں دیگر اقوام بلوچی کا زور کتی دیکھا تب تاخت لاکر خود قابض ہو گئی اور
ندہو خان سردار قوم رند کا لڑائی میں مارا گیا کہ قبر اوسکی خاص قلعہ قلات
ں موجود ہے۔ جب اقوام بروہی نے علاقہ قلات پر قبضہ پایا کوئی خلاصہ
ج یا پلاٹن وغیرہ مقرر نہیں تھے۔ صرف مدد اور قوت ایک دوسری اقوام
وری کے کامیاب ہوئی تب سے یہ دستور تھا کہ والی قلات کا جملہ انتظام
گی و مالی بروہی لوگوں کی معرفت تھا اور کوئی فوج یا غیر وزیر و معتمد زیادہ
ں سے نہیں تھا۔ اور سرداران بروہی کو معافیات و جاگیرات بقدر انداز
قرر تھے۔ علاوہ نقدی ششماہی بھی ملا کرتے تفصیل معافیات وجاگیرات
غیرہ تخمیناً آمدنی سرداران بروہی جو ابتدا سے تا عملداری خداداد خان والی قلات
ال پیشتر تنازع سے ملتی رہی ذیل میں ظاہر کی جاتی ہے۔ گویا کہ قریب
نصف کے بقدر معانی و انعام وغیرہ پیداوار کل علاقہ بروہی لوگ متصرف
وتی رہی۔ اور باقی نصف خانصاحب والی قلات۔ بموجب رسم بلوچی خانصاحب
ال قلات بمنزلہ تمندار اور سرداران بمنزلہ مقدم اور باقی اقوام بروہی
ن تھا ایک دوسرے کے اتفاق اور صلاح سے کام کرتے تھے اور مہتمم
کارپرداز تمام علاقہ کچھی و قلات کے منجملہ سرداران بروہی کے ہوتے تھے
نانچہ تھوڑے عرصہ سے جو بعملداری نصیر خان بھائی خداداد خان کاردار
قرر تھے۔ تفصیل اُن کی یہ ہے

محمد حسن کاردار
یعنی نائب بھاگ

محمد امین
گنڈہ واہ

خیر محمد مینگل نائب
ڈھاڈھر

فقیر محمد قوم بینزن جو
نائب بیکھ

عظیم خان
نائب پنجگور

نور محمد ریسانی دادلہ تا
نائب شال

نصیر خان بنگل زئی
نائب بھاگ

نقشہ معافیات وجاگیرات سرداران سبی سرایان

نمبر شمار	نام قوم	نام سردار	معافیات وجاگیر بعلاقہ خراسان	معافیات بعلاقہ دھاد ہر کچھی و ناڑی	نقدی جو شتہای تالفصاحب والی قلات سے ملا کرتی ہے	کل تخمینہ سالانہ آمدنی	کیفیت
۱	رئیسانی	ملا محمد	کینک قدری دیہات قدری دیہات بعلاقہ شال بعلاقہ منگوچہ تیری	براہم باران ہڑی محرم مشکاف کہلوڑ	الہذر ۱۰۰۰	قریب ایک لاکھ روپیہ	واضح ہو کہ جو علاقہ درہ بولان سے غربی طرف واقع ہے اوسکو خراسان کہتے ہیں جو علاقہ شرقی طرف ہے چنانچہ
۲	شاہوانی	محمد خان	سری آب بعلاقہ۔ قدری دیہات بعلاقہ دیہات کہنڈ شال مستنگ دیہات ہکل کو علاقہ کشان	سوکنائی نوشہرہ مہر باکائی پیر چہہ روشم ہے دیہی شہجاہی ۴	الہذر ۱۰۰۰	بشرح صدر	

۳	بنگل زئی شادی خان ولد آدم خان	اسپلنجی علاقہ جنیسار دشتری قدری دیہات درجوہان قدری دیہات منگ	راہو دیہات ببر ہسری شہر تیرہ دشتی بستی چنار چہارم حصہ پختہ اندر ڑا	۵ ھزار ۵۰۰	ص ۱۱۱ ۵۰۰۰۰	بھاگ وغیرہ اسکو کچھی بولتے ہیں ۱۲
۴	محمد شاہی سید خان	قدری دیہات قدری دیہات قدری دیہات علاقہ کنگ منگ منگوچہ تیری چند دیہات درعلاقہ شال	دیہات کہنی دیہات ببر چہارم حصہ	ھزار ۵۰۰	سہزار ۳۰۰۰۰	
۵	کہڑو الہ دینہ	قدری دیہات قدری دیہات علاقہ مرد	علاقہ پاکڑی علاقہ تہوک دیہات مند	ھزار	ھہزار	

			دشت گندی دشت زربو. عمر و مهور تهل کندو تهل مسهور		دیهات لری دیهات ببر چهارم حصه			
۶	لشهری	محمد خان	دیهات نرمکه دیهات جون قدری دیهات مشلوحر دیهات سنگ قدری دیهات تال قدری دیهات تیسری قدری پهرنگادت		قدری دیهات لبلانه قدری دیهات لبلانه سنی شهداد	صار ۵۰۰	ص هزار ۵۰۰۰۰	

واضح ہو کہ بردہی کے قوم زیادہ تر دو حصہ پر منقسم ہے ایک سرداری جن کی تفصیل مع تعداد معافیا وغیرہ اوپر نقشہ میں درج کی گئی۔ دوسرا اجلاس ہے جو اُس کی تفصیل مفصل پہلی دار معلوم نہیں ہو سکی لیکن قریب اسی انداز کے ہوگا۔ جب اقوام بردہی نے اول وقت علاقہ قلات پر تصرف کیا۔ اُس وقت صرف علاقہ قلات مُستنگ وشال وسنگوجہ بردہی کے تحت میں تھا۔ علاقہ بھاگ ناڑی گندہاواہ دہادہر میاں صاحب سرای والے سرحد سندھ کی تحت میں اور جو بجانب شرق علاقہ کچھی مشہور ہے تحت والی سرحد سندھ فیما بین عبداللہ خان بردہی والی قلات اور یار محمد خان سرائی والی حیدرآباد سندھ اس سرحد پر تکرار ہو چنانچہ عبداللہ خان لڑائی میں مارا گیا۔ اُس وقت احمد شاہ بادشاہ خراسان کا تھا۔ یہ ۱۷۵۸ء تخمیناً ہوگا۔ محبت خان بیٹا عبداللہ خان بخدمت بادشاہ ممدوح کے مستغیث ہوا۔ حسب الحکم شاہی یہ ملک بھاگ ناڑی دہادہر گندہ واہ محبت خان والی قلات کو میانصاحب والی سندھ سے عوض بہاء خون عبداللہ خان کے ملا لیکن محبت خان اوس فیصلہ پر قائم نہ رہ کر خود بخود میاں صاحب موصوف سے تکرار شروع کیا۔ جب بادشاہ کے فیصلہ سے محبت خان منحرف ہو گیا۔ اور وہ باپ کے عوض لینے پر مستعد تھا۔ بادشاہ نے محبت خان کو پکڑوا کر مروا دیا اور نصیر خان بیٹا محبت خان کو قید کر دیا۔ ہنوز نصیر خان نظر بند تھا۔ کہ علی مردان خان نامی مغل ہرات میں باغی ہو گیا۔ شاہ موصوف نے اس خدمت پر میر نصیر خان کو تعینات کیا۔ چنانچہ میر نصیر خان نے علیمردان خان کو مغلوب کر کے اوس پر فتح پائی۔ اُس خدمت پر ملک متعلقہ قلات بدستور نصیر خان کے سپرد ہوا اور مبلغ ایک لاکھ روپیہ سالانہ بابت سری مائی نصیر خان کے مقرر فرمایا۔

اس کی جب احمد شاہ دہلی پر تاخت لایا تب سے میر نصیر خان مع فوج
بلوچی ماتحت خود بمدد بادشاہ ممدوح ہندوستان تک گیا۔ بعد فتح ہو جانی تخت
دہلی بادشاہ ممدوح نے اس ضلع میں علاقہ داجل ہڑند شمالاً تا حد گنیسر جنوباً
و فتحپور علاقہ تحصیل راجن پور تک میر نصیر خان کو عطا فرمایا چنانچہ اب تک
علاقہ مذکور نصیر خانی کہلاتا ہے۔ یہ شخص میر نصیر خان بڑا بہادر اور زور آور
تھا۔ اسنی بقوت و دلیری خود حملہ بلوچستان پر خوب رعب اور سیاست جمائی
چنانچہ جملہ تمنات پہاڑی و زمین نشین خائف اور تابع امر رہتی تھے۔ تمنات
مری و بگٹی ہے۔ جب تک میر نصیر خان زندہ رہا مقدور نہیں تھا۔ کہ کوئی
بیغمانی کرے۔ جو تمن سرکشی و بیغمانی کرتا تھا۔ اُوسکو بذریعہ افواج بلوچی
بخوبی سرزنش اور گوشمال کرتے تھے۔ اس زمانہ میں داجل ہڑند سے براہ
درہ چاچھڑ وغیرہ مقامات متصلہ اوسکے براہ پہاڑ سیاہ آف معروف ڈیرہ
دیہرک اور کہان و کچھی و لہڑی و قلات کو رستہ بخوبی جریان اور آمد و رفت
عوام الناس اور قافلہ جات بیوپاریاں بہت زیادہ تھے اکثر لوگ اقوام
بروہی جو اہلکار و کاروبار علاقہ داجل ہڑند کے منجانب میر نصیر خان کے آتے
تھے۔ تو اس رستہ سے اور چند دوکانات ساہوکاران علاقہ بھاگ ناڑی
یعنی کچھی اس علاقہ داجل ہڑند مقرر تھے۔ حال آمد رفت قافلہ جات سوداگری
پرانا بندیات موجودہ ساہوکاران راجن پور و داجل وغیرہ اور نیز خود ساہوکاران
موجودہ سے تصدیق ہوتی ہے۔ ایسا دستور تھا کہ قافلہ راجن پور و مٹھن کوٹ
براہ اسنی معروف تمندار درایک اور قافلہ جات علاقہ روجھان معرفت تمندار
مزاری اور قافلہ جات داجل و ہڑند معرفت تمندار گورچانی جاتی تھے۔ تمندار

مذکورہ اپنی اپنی حدودات سے گزار دیتی تھے۔ آگے تمندار بگٹی دوسری اپنی
حدود ات میں نگاہبانی کر کے پہونچا دیتی تھے۔ قافلہجات براہ شاہپور و نیچ
شہر بھاگ وغیرہ علاقہ کچھی میں جاتی تھے۔ کچھی سے پھر رستہ بولان طرف قلات
و قندہار کہلا ہوا تھا۔ ساہوکار ان علاقہ ہذا و علاقہ کچھی بذریعہ ہنڈیات و تحصیل
مثل علاقہ سرکار جیسا بالفعل رواج ہے۔ ایک دوسرے سے بیوپار کرسکتے ہیں
تمندار جن کی حدود ات سے قافلہجات گزر کرتے تھے۔ بموجب تفصیل ذیل
ایک رقم بنام نہاد سنگ بطور زکوٰۃ کے علاوہ حق بدرقی لیتے تھے۔ تندالان
دریشک یا گورچانی یا مزاری جن رستہ سے قافلہ جاوے فی بار شتر وزنی

ملے ۲ ر ۸

خرید فروخت شتر مویشی تمندار بگٹی فی بار تمندار مرے تمندار دومکے علاقہ کچھی سرحد قلات
یعنی شتر یا ازد و آدمی ۸ ر ۱ فی بار فی بار ۱ ہزار

قریب ہزار ہا روپیہ کے صرف یہ آمدنی ان سرداروں کی ہوتی تھی۔ جب تک یہ علاقہ
قلات سے متعلق رہا۔ نہایت امن سے رستہ کھلا ہوا تھا۔ عموماً اجناس ذیل کی
آمد رفت تھی۔ اور جس کا اوسط منافع بھی نقشہ ذیل سے دکھایا جاتا ہے۔
تفصیل اشیائے کہ جو علاقہ راجن پور و داجل و ہڑند سے خرید ہو کر طرف بھاگ ناڑی وغیرہ
علاقہ قلات اندرون پہاڑ جاتی تھیں

نرخ علاقہ بعلاقہ قلات	پارچہ ملکی	قند سیاہ	شکر سفید	تمباکو	لونگ ہا	نمک سیاہ	روغن سیاہ	نمک شور	میزان قیمت
نرخ علاقہ ہذا	فی روپیہ ۱۰۰ گز ۱	فی من ۵ ر	فی من ۶	فی من ۲ ر	فی تولہ ۲ ر	فی من ۰۰	فی من ۱	فی پیسہ ۱۱	
نرخ علاقہ قلات	فی روپیہ ۱۲ گز	فی من ۰	فی من ۱۰	فی من ۰	فی تولہ ۲ ر	فی من ۰	فی من ۱۲	فی پیسہ ۰	
اوسط منافع	۵ ر	۳	۰	۰	۲	۰	۱	۱	

تفصیل اشیائے جو علاقہ بھاگ ناڑی وغیرہ جو علاقہ قلات سے خرید ہو کر بعلاقہ راجنپور و داجل ہڑند وغیرہ آتی تھیں۔

شرح نرخ	گندرت	بادام	کھجور	سندہ	چٹائی	مہاران شتری	سرکہان خر	راسان گائی	میزان
نرخ علاقہ وقلات	فی روپے ۴ سیر	فی روپے ۸ سیر	فی روپے ۲۰ سیر	فی روپیہ بہت سے بورے ۸/	فی روپیہ بہت سے بورے ۵/	فی روپیہ ۵ بہار	فی روپیہ ۵/	فی روپیہ ۹/	ص ۵۶/۸
نرخ تلاجہا	فی روپے ۶ سیر	فی روپے ۱۰ سیر	فی روپے ۶ سیر	فی روپیہ ۱۲/ بہار	فی روپیہ ۷ بورے ۵/	فی روپیہ ۱۰ بہار	فی روپیہ ۱۰ سیر	فی روپیہ ۱۲ سیر	ل ۱۰/۹
بوسلسانفع	۲/۴	۲/۴	۲/۴	۲/	۵/	۱۵ سیر	۵/۵	۳ سیر	لوعت ۲۶/۵

جب علاقہ داجل ہڑند۔ علاقہ قلات سے جدا ہوا فی الجملہ اس معاملہ میں خلل عائد ہو چلا جب ایک قافلہ کلان غارت ہوا پیچھے یہ رستہ مسدود ہو گیا کہ بماہ مانگہ سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۳ء دستار سرداری دین محمد خان بہتار درہ خان تمنداری ایک قافلہ بیوپاریان راجن پور کا بہ تعداد دو لاکھ روپیہ طرف کچھی کی جاتا تھا جب قریب مقام سرتناف جہان سرکاری فوج کی ساتھ تمن مری نے مقابلہ کیا۔ پہونچا مردمان مری نے غارت کر لیا۔ اس میں سے مال ساہوکاران ازروئے ملاحظہ ہنڈیات بہ تفصیل تعداد مال و اسم ساہوکاران بموجب ذیل دریافت ہوا ہے، کہلندہ مل ٹھٹھیانے سکنہ راجن پور الف ۱۲۰۰ روپے

واسو پچندہ سکنہ راجنپور الف ۱۰۰۰ روپے

حکومت مل گماشتہ ہوتو رام سکنہ راجن پور الف ۱۵۰۰ روپے

ہگو رام گماشتہ چیلا رام سکنہ راجنپور الف ۱۵۰۰ روپے

بگمی ٹیکچند سکنہ روجھان الف ۲۰۰۰ روپے

بیوپاریان کوٹ مٹھن بلا تعداد

بیوپاریان داجل و ہڑند بلا تعداد

واضح ہو کہ اُس زمانہ میں باوجودیکہ اُس قدر رونق و ترقی بیوپار علاقہ
میں نہیں تھی۔ تاہم آمدورفت قافلہ جات کی اس درجہ تک ہوا کرتی
اب عملداری سرکار میں کہ بیوپار نہایت ترقی پر اور آسان ہو گیا
ہے۔ یہ رستہ بہت مفید ہوتا۔ مگر جیسا حال بالفعل ہو رہا ہے مشکل کر
سرحد قلات کا وہ حال کہ اظہر من الشمس و سرحد سندھ و پنجاب ایک
دوسرے سے فرق میں ہیں اور تمنات مری و بگٹی اپنے قدیمی سردار وا
قلات سے برکنار و بے تعلق بلکہ برخلاف کشایش رستہ و انتظام پر
زیادہ تر یک جہتی پر منحصر جیسا بڑی نصیر خان والی قلات کیوقت میں
علاقہ کا انتظام یکجا تھا۔ جب میر نصیر خان فوت ہو گیا۔ مصطفیٰ خا
مسند نشین ہوا محمد رحیم خان دوسرے بھائی نے اوسکو مار ڈالا اور خود
ہو کر اس طرف علاقہ داجل ہرنڈ میں چلا آیا اور والی قلات سے برخلاف
علاقہ مذکور قابض ہو رہا علاقہ قلات میں صرف محمود خان چھوٹا بیٹا نصیر
خان موجود تھا۔ سو وہ کم سن۔ مسماۃ مائی زینب کے تخت میں انتظا
علاقہ کا ہوا۔ مائی صاحبہ بہت لیئق تھیں حتی المقدور انتظام۔ اس علا
کا اچھا رکھا لیکن تاہم عورت تھیں انتظام میں خلل شروع ہو چلا محمد رحی
خان بعد انجام مصالحت حسب الطلب مائی صاحبہ واپس طرف قلا
جاتا تھا کہ رستہ میں فوت ہو گیا۔ تھوڑے روز بعد جب محمود خان
ہوا والی ملک قلات کا ہوا لیکن اس زمانہ میں زیادہ تر بی انتظامی
شروع ہو چلی یہ علاقہ داجل ہرنڈ کا مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور
جب باقی علاقہ ڈیرہ غازیخان کو تسخیر کیا اپنی دارالسلطنت سے شا
کر دیا۔ اہلیان خانصاحب بروہی مغلوب ہو کر فرار ہو گئے بسبب

نکل جانے اس علاقہ کے ہاتھ قلات سے تمنات بلوچی زیادہ تر سرکش و بیخوف ہوگئی آمدورفت قافلہ جات اور انتظام پہاڑ بگڑ گیا اس طرف سے مہاراجہ کی سرحد پہاڑ سے شرقاً اور اوس طرف والی قلات کی حد غرباً و جنوباً قائم ہوکر پہاڑ یاغستان بن گیا۔ مہاراجہ کی طرف سے اُس وقت نواب صاحب دال بہاولپور قابض تھے۔ تھوڑے عرصہ بعد خود محمود خان فوت ہوگیا۔ محراب خان بیٹا اوس کا مسند پر بیٹھا اس عرصہ میں سرکار انگریزی جو اوس وقت فیروزپور سے پرلی طرف ہندوستان پر مسلط تھے۔ واسطے مدد شاہ شجاع جو بادشاہ تخت خراسان کا گردش زمانہ سی وقت زدہ اور تخت شاہی سے بیدخل تھا کہ امیر دوست محمد خان نے جو جس کی اولاد سے اب امیر شیر علی خان دال کابل کا ہے۔ نکال دیا تھا طرف خراسان چڑھائی کی ہے۔ چنانچہ براہ علاقہ ریاست بہاولپور اِس رستہ درہ بولان سے افواج سرکاری خراسان پر گئی تھی بتاریخ ۶ اپریل ۱۸۳۹ء فوج سرکاری بمقام کوئٹہ المعروف شال متعلقہ قلات کے پہونچکر ۲۵ اپریل ۱۸۳۹ء قندھار میں داخل ہوئی جب فوج خراسان سے صدمہ کھاکر اسی رشتہ سے واپس آئے جو کہ میر محراب خان والے قلات نے بروقت جانے فوج انگریزی کے تکرار کیا تھا۔ بلکہ سدراہ ہوا فوج اپنی جوانمردی وقوت سے چلی گئی تھی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ باعث سازش میر محراب خان ساتھ امیر شیر علیخان کے وقوع میں آیا تھا بروقت واپسی کے بھی اوس طرح گردن فرازی اور بلند مزاجی سے پیش آیا کہ ساتھ محراب خان کے فوج نے مقابلہ کرکے محراب خان کو قتل کیا اور علاقہ قلات کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ اور علاقہ

سندھ حیدر آباد کو بھی اُس زمانہ میں سرکار انگریزی نے تسخیر کیا جو تالپور میروں کے قبضہ میں تھا۔ چند سال علاقہ قلات قبضہ سرکار عالی میں رہا، پیچھے بنظر رحم اور ننگ پروری حسب استدعا میر نصیر خان خلف میر محراب خان مرحوم مقتول کے علاقہ قلات بدستور گذشتہ پیوستہ سپرد نصیر خان مذکور فرما کر ازدست مبلغ پنجاہ ہزار روپیہ سالانہ عوض بندوبست سرحد بلوچستان کے دینا تجویز فرمایا۔ کہ اب تک بدستور ملتا ہے۔ جب نصیر خان علاقہ قلات پر مسلط ہوا وہ کم سن تھا۔ جملہ انتظام و اہتمام ملک نائب محمد حسن خان و محمد امین خان پسران عبدالرحمان خان بنگل زئی کے تحت میں بموجب اس کے کہ وہ محراب خان کیوقت سے مقرر رہتے تھے۔ ہوا چنانچہ محمد حسن بھاگ میں اور محمد امین گنڈہ واہ میں مقیم ہوکر بسبب کم سن ہونے میر نصیر خان کے سابق سے زیادہ مداخلت پا گئے۔ محمد حسن خان کے چار لڑکے تھے۔ چاروں کی شادی سرداران ذیل سے ہوئی۔

ملا محمد رئیسانی تاج محمد خان زہری مراد خان زہری کہراولد فقیر محمد زہری جو اس سے زیادہ زور اور تقویت محمد حسن خان کے بڑھ گئی۔ گویا کہ اس عرصہ میں خان برائے نام والی قلات تھا۔ میر نصیر خان جب زیادہ بالغ ہوا اُس نے چاہا کہ محمد حسن خان و محمد امین خان کو ملک سے بیدخل کرکے اپنا بندوبست کرے چنانچہ اس ارادہ سے دیگر سرداران بروہی محمد خان ٹھری محمد خان سنڑانی آدم خان بنگل زئی الہ ڈتا کہڑو نورین منگل ایک دینار کے ساتھ اعتبار اور مصلحت کرکے ان کے معرفت فوج اقوام کا بروہی کے مقرر کرنے لگا جب کافی زور میر نصیر خان کا بڑا گیا تب دونوں سرداران کو ماخوذ کرکے قید کر دیا کہ دونو قید میں فوت ہوگئے اُس عرصہ میں میر نصیر خان کا زور دن بدن

ترقی میں ہوا اور ملا محمد و تاج محمد و کہیرا سرداران لواحقان محمد حسن خان
اپنے معمولی قدیمی درجہ پر رہے یعنی جو درجہ ان کا محمد حسن خان کے سبب
بڑھ گیا تھا۔ وہ جاتا رہا مگر جو قدیم سے عمل معمول تھا۔ وہ بدستور رہا میر نصیر
خان نے کچھ اُن کے ساتھ بگاڑ نہ کیا۔ مرتبہ دیگر سرداران کا جو میر نصیر خان نے اپنے
ہاتھ سے بڑھانا شروع کیا تھا۔ بڑھ گیا۔ جب جان جیکب صاحب بہادر ایجنٹ
پولیٹیکل سوپرنٹنڈنٹ جیکب آباد نے میر نصیر خان کے ساتھ اپنی سرحد کا بندوبست
کرکے مبلغ لاکھ روپیہ سالانہ منجانب سرکار دینا تجویز فرمایا تب میر نصیر خان
نے فوج پلاٹن وغیرہ بھرتے کی گویا کہ آگی بموجب رسم بلوچی سردار قوم بروہی کا
بمنزلہ تمندار اور سردار کے تھا۔ پیچھے حاکم بن گیا۔ مگر سرداران بروہی کے بھی جس
طرح معمولات مقرر تھے۔ بدستور بحال رکھے۔ اور عزت و اعتبار سرداران
بروہی میں بھی کچھ فرق نہ کیا۔ چنانچہ اللہ دتا کہرو کو نائب شال مقرر کیا اور یہی
اکثر انتظام و اہتمام بمعرفت سرداران بروہی کرتے تھے۔ تقدیراً میر نصیر خان
فوت ہوا بجائی اوس کے خداداد خان مسند پر بیٹھا۔ مگر خداداد خان کم سن تھا
اس کی عہد میں سرداران تاج محمد خان و ملا محمد خان زیادہ مداخلت پا گئے جب
خداداد خان ہوشیار ہوا۔ چاہا کہ ملک پر اکیلا اپنے نوکروں اور خاص خیلوں
کے ذریعہ سے حکومت کرے۔ چنانچہ بھرتی کرنا فوج پلاٹن وغیرہ شروع کیا
مگر سرداران بروہی نے اس بات کو روکا اسی سبب ایکمدفعہ فیمابین سرداران
اور خانصاحب موصوف کچھ تکرار بھی ہوا اخیر انجام ہوگیا۔ اور ناطہ نسبت خداداد
خان ساتھ لڑکی سردار تاج محمد خان کے ہوا۔ شروع فساد کا یہ ہے۔ کہ میر نصیر خان
متوفی کے گھر میں ہمشیرہ تاج محمد خان کی تھی۔ بعد ہوجانے نسبت ساتھ دختر تاج
محمد خان کے میر خداداد نے اوس نے عورت میر نصیر خان متوفی سے شادی کرلی۔

تاج محمد خان بہ سبب اس کے کہ از روئے شریعت جب ہمشیرہ تاج محمد خا
خداداد خان کے عورت بن گئی تھی۔ نکاح بیٹی اُس کا خداداد خان کے سا
جائز نہیں تھا۔ نکاح کر دینی بیٹی منصوبہ سے منحرف ہوا۔ خداداد خان نے ہم
چھوڑنا منصوبہ کا ناگوار کیا۔ آخر خداداد خان نے کہتے ہیں کہ اُس عورت ہمشیر
تاج محمد خان کو کوئی چیز مضر دے کر جان سے ہلاک کیا۔ جب وہ فوت ہو
تاج محمد خان کو سب سردار لوگوں نے کہہ کر مجبوراً نکاح کر کے منصوبہ کا
خداداد موصوف کے کرا دیا۔ لیکن تاج محمد خان دلمیں رنجیدہ رہتا تھا۔ شیرد
خان سوتر بھائی خداداد خان موقع رنجیدگی تاج محمد خان وغیرہ سرداران
دیکھ کر انیگخت سرداران بروہی خداداد خان کو زخمی کیا۔ اور خود مسند نشین
ہوا۔ چنانچہ خداداد خان اپنے علاقہ سے بالکل بے دخل ہو کر بعلاقہ جیکب آباد
مسکن گزین ہوا۔ لیکن شیر دل خان ناقائم مزاج و دیوانہ دش تھا۔ سرداران لوگ
اُسے ناراض ہو کر متوقع مہربانی خداداد خان جو سرداران سے وعدہ بخشش و
عطائی معافیات کا کیا پھر طرف خداداد خان کے حامی ہو گئی۔ چنانچہ شیر دلخان
کو ایک شخص کمانیر فوج نے بموجب سازش سرداران بروہی مار ڈالا۔

اور خداداد خان حسب الطلب سرداران واپس آ کر بدستور والی قلات
ہوا سردار لوگوں کو علاوہ معمولی گذشتہ سے

سردار ملا محمد کو — شادی خان مگسی رئیس و سردار خان — مہری و اللہ ڈنہ مگسی دوست خان محمد شاہی کو

شہر تیری مکان کلہوڑہ — موضع ببر ہر ایک سردار کو چہارم — چار نالہ کالہ پانی بعلاقہ دہادہر

بعلاقہ خراسان بعلاقہ کچھی بعلاقہ ناڑی

چہارم حصہ

عطا کئے کہ پروانجات نزد سرداران کے موجود ہیں۔ اس عرصہ میں خداداد خان والی قلات صرف برائے نام تھا۔ ورنہ جملہ اہتمام و انتظام علاقہ سرداران بروہی کے ہاتھ میں تھا۔ اور سرداران بروہی نہایت بلند مزاج ہو رہی۔ خداداد خان نے بموجب عندیت پرانا جو زخمی ہونا اپنا منجانب ان سرداران تصور کرتا تھا بلحاظ آئندہ کہ شاید پھر بھی سرداران بروہی کبھی غالب آکر ہمکو نکال دیں درپے تخریب سرداران تاج محمد و ملا محمد جو سب سے زیادہ غالب اور مدار المہام تھے بموجب صلاح شاہ غاسی ولی محمد خان وزیر اپنے کے ہوا۔ چنانچہ تاج محمد خان کو ماخوذ کر کے زیر حراست کیا۔ اور قلات میں لے جا کر جان سے مروا دیا۔

بمجرد اطلاع اس بات کی ملا محمد خان بھاگ کر بعلاقہ قندہار چلا گیا۔ تاج محمد خان کے جگہ پر والی قلات نے پھر کوئی سردار اقوام جھلباناں مقرر نہ کیا۔ کل پیداوار معافیات و جاگیرات سردار مذکور اپنے تصرف میں لا کر دستار سرداری اقوام جھلباناں اپنے بیٹا کو بندھوائی کہ وہ اب تھوڑے عرصہ سے فوت ہو گیا ہے جب ملا محمد چلا گیا تھا اوس علاقہ میں اقوام رئیسانی کا وڈیرا نہیبت خان بھائی عورت ملا محمد خان کا قابض تھا۔ خان صاحب کو سب سرداران کے حق میں کینہ ہو گیا۔ اور جب ضبطی معافیات و جاگیرات ملا محمد سے و تاج محمد خان سے نفع اٹھا دیکھا یہ خواہش ہوئی کہ سرداران بروہی کو جو سرکش تھے۔ اپنے علاقہ سے نکال کر بعد کرنے قبضہ اون کے جاگیرات و املاک کے کل علاقہ پر معرفت اپنی فوج کے حکمران رہے۔ چنانچہ افواج متعلقہ منگوچر نے برخلاف معمول گذشتہ ساتھ حبیب خان رئیسانی اور محمد خان و جہانگیر خان ہڑی بابت بھیڑ مار وغیرہ زیادتی شروع کی اور حق بدرقی درہ بولان جو قدیم سے تحت مرام کہرو کے رہتا تھا۔ غصب کر کے اپنے تصرف میں لیا۔ اسی سبب سرداران

بروہی بموجب ذیل حبیب خان رئیسانی شادی خان بنگل زئی محمد خان لہ
اللہ نا کہڑو ہم صلاح ہو کر ارادہ بلوہ پردازی کا کیا۔ خانصاحب مطلع ہ
کر اوپر حبیب خان کے لشکر بھیج دیا کہ نامزدہ اتفاقاً اکیلا مع پانچ ز
ہاتھ فوج سے مارا گیا۔ باقی اقوام بروہی بدستور بلوائی رہی۔ ملا محمد بھی قند
سے آکر شامل ہوا فیمابین ایک دوسرے کے لڑائی ہوتی رہی۔ دونوں کی طر
سے نقصان عظیم ہوا اخیر خانصاحب والی قلات غالب آیا۔

منجملہ بلوایان چند قوم بروہی خانصاحب کو جاکر سلام کیا باقی سردا
مفرور ہو کر بعلاقہ سوی متمکن۔ محمد خان لہڑی مع جہانگیر خان پسر خود بحس
صلاح دیگر سرداران جاکر خانصاحب سے سلام کیا کہ خانصاحب محمد خا
کو ماخوذ کر کے قید کر دیا کہ وہ قید میں فوت ہو گیا اور جہانگیر خان کو
دیا۔ اس عرصہ میں نور دین خان سردار جھلبانان بسبب یاد آوری متقو
تاج محمد خان یا کسی اور سبب سے خانصاحب سے برخلاف ہو کر بہ
جام حاکم لس بیلا و دیگر اقوام بروہی بلوہ شروع کیا۔ خانصاحب بھی بجم
فوج خود بارادہ لڑائی بمقام باغبان مقابل ہوا۔ چونکہ لشکر خانصاحب قر
ایک ہزار اور بلوایان کا قریب چھ ہزار کے تھا اور خانصاحب نے بموجب
مصلحت وقت ساتھ اقوام بروہی انجام کر کے وعدہ بحالی عمل معمول گزر
ہر ایک سردار کا قبول کیا۔ جب خانصاحب واپس قلات میں پہونچا
کیا کہ لشکر بلوایان متفرق ہو گیا ہے۔ عہد سے انحراف کر کے اطلاع نا
انجام بخدمت کرنیل فیر صاحب پولیٹیکل سوپرنٹنڈنٹ جیکب آباد جوالہ
خان وکیل سرداران بروہی اوسجگہ حاضر تھا۔ بھیجدیا۔ جس پر صاحب مو

نے وکیل سرداران بروہی کو فرمایا کہ منجانب سرکار انگریزی اب کپتان ہرلیں
صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ قلات مقرر ہوا ہے۔ وہ تمہارا فیصلہ کردے گا۔
مگر تاہم کچھ فیصلہ نہ ہوا آخر بروہی لوگ واپس بمقام لس بیلا جاکر بمدد
لشکر جام اوپر مقام کہولو دزنکہ بلوہ کیا۔ مگر کپتان ہرلین صاحب موصوف
درمیان آکر بدلاسہ انجام تکرار رفع کردیا۔ بعد چندی ناگہا شاہ غاشی ولی محمد
وزیر مع لشکر اوپر لس بیلا تاخت لاکر بعد مغلوب کرنے جام حاکم کو نکال
دیا۔ اور خود علاقہ مذکور پر متقابض ہوا۔ جام بھاگ کر کراچی چلا گیا۔ اور ملا
محمد و نوردین وغیرہ سرداران اول بمقام کہان تمن مری میں پناہ گزین رہی
پھر طرف قندہار چلے گئے۔ باقی سرداران بروہی نے علاقہ سیوی میں سکونت
اختیار کی۔ اب ماہ جون یا جولائی ۱۸۷۱ء میں اقوام محمد شاہی بہ سبب ہونے نکاح
دختر ولی محمد سردار محمد شاہی ساتھ ہمشیرہ نادہ خانصاحب بلا رضامندی اور
باقوام ننگل زئی بباعث تکرار ایک بازو ناراض ہوکر بشمولیت اقوام محمد شاہی
بکشاہرانی بلوہ شروع کیا۔ نائب مشنگ کو نکال کر اوس پر قابض ہوگئے۔ ملا محمد
نوردین وغیرہ سرداران کو بھی خبر بھیج دی۔ خداداد خان والی قلات باطلاع
ایں حال لشکر خود بافسری شاہ غاشی ولی محمد کے بھیجدیا۔ درمیان علاقہ منگوچر
و مشنگ کے مقابلہ ہوا منجانب خان صاحب حیات خار سالدار۔ رحیمداد
خان سردار لانگھو شیرخان کپتان توپ باشی مع تخمیناً ایکسو بیس نفر میدان
جنگ میں مارے گئے۔ اور خود شاہ غاشی ولی محمد افسر لشکر زخمی ہوا۔
صاحب ولی محمد زخمی تھا۔ بموجب حکمت عملی ولی محمد مذکور ساتھ جہانگیر
خان سردار لہڑی بتوقع مصلحت ملاقات کی اس سبب سے بروہی لوگ بھردسہ
انجام پر کارزار سے ملتوی تھے۔ شاہ غاشی مذکور نے طرف توپوں کے اشارہ

کیا۔ جہانگیر خان سردار لہڑی مع چند نفر بروہی مارا گیا۔ اس لڑائی میں
بروہیان کے کل ۷۰ نفر جس میں سے پانچ آدمی نامور سردار حسب
مارے گئے۔

جہانگیر خان سردار اقوام لہڑی سید خان جمگل زی شربت خان جمگل زئی۔ مبارک
شاہوانی صالح خان رئیسانی سرداران بروہی مغلوب ہوکر طرف کچھی چلے آ
اس موقع پر ملا محمد و نور دین بھی پہونچ گئے۔

ولی محمد کاردار دھاڈھر کو قتل کرکے غلات وغیرہ اسباب سرکاری
لوگوں نے غارت کیا۔ اور بھی جہان جہان اسبارب سرکاری وغیرہ رعا
کا ہاتھ آیا لوٹ لیا۔ اور شہر دھاڈھر و بھاگ میں بروہی لوگ قابض ہوکر
کچھی سے والی قلات کو بالکل بیدخل کر دیا۔ اور سردار نوردین مینگل عا
لس بیلا میں جاکر بعد نکالنے ملازمان والی قلات کے خود قابض ہوگیا۔ ا
میں نواب محمد خان نائب اور وکیل خانصاحب نے بمقام قلعہ شیرہ
بروہی لوگوں کے سالہہ انجام کرکے دستاویزات بحالی معمول اور ش
انجام لکھدے۔ جب طرفین واسطے تصدیق واستحکام انجام روبروئے
انگریز بہادر قریب سرحد جیکب آباد آئے۔ محمد خان مذکور شرائط انجا
سے منحرف ہوکر اطلاع منسوخی انجام پاس سرداران مذکور بھیج دے
بروہی لوگ اس طرف تھے کہ شکر خان کمانیر فوج بموجب حکم نو
محمد خان مذکور اوپر بروہی لوگوں کے لشکر کشی کرکے تاخت کیا کہ بیس
نفر بروہی قتل ہوئے اور سولہ نفر منجانب والی قلات بھی مارے
تب سے بروہی لوگ علاقہ کچھی چھوڑکر بموقع سیوی قیام کیا اور
جات ایک جیکب آباد سے واپس طرف قندھار جاتا تھا۔ بمقام دھا

ایک سو بیس شتر بہار شتران مردمان بروہی نے غارت کی دوسرا
قافلہ قندہار سے اس طرف آتا تھا۔ کہ مردمان بروہی خاص درہ بولان میں
بعد مقتولی چھ نفر افغان غارت کیا تاجران نقصان اپنا قریب ایک لاکھ روپیہ
بتلاتے ہیں۔ بدستور لڑائی فیمابین والی قلات اور اقوام بروہی شروع رہی
ایک دفعہ لشکر جانبین میدان میں حاضر تھا۔ کہ نواب محمد خان اور لشکر خان
افسران فوج نے بعد ملاقات سردار ملا محمد خان پھر اقرار بحالی عمل معمول
شرائط انجام کر کے اقوام بروہی کو جنگ و جدل سے باز رکھا اور عریضہ
بواسطہ منظوری انجام خدمت والی قلات بھیجا اتنے میں پروانہ صاحب دالا
خان کرنل نیر صاحب پولیٹیکل سوپرنٹنڈنٹ چیکب آباد حسب الارشاد
جناب وائسرائے گورنر جنرل بہادر کشور ہند بارشاد چھوڑ دینے
جنگ و فساد چھوڑ دینے جنگ و فساد اور ہونے امیدوار انصاف
دروازہ سرکار انگلشیہ بہادر سے بنام سرداران بروہی کے پہونچا جب
سے اقوام بروہی صابر ہو کر خاموش اور علاقہ قلات کا حال بالفعل
ایسا ہے۔ کہ علاقہ لس بیلا و مکران میں نوردین سردار منگل وغیرہ سرداران
جہلبان قابض ہیں۔ اور کچ کیطرف مسمیان کہیراو فقیر محمد سرداران
قوم بے زنجو قابض ہو کر عطا محمد داروغہ ملازم والی قلات کو بند کیا ہوا
ہے۔ علاقہ منگوچر و کچھی و بھاگ باقی اقوام بروہی سرابان نے غارت کر
کے تہ بالہ کر دیا ہے۔ کہ بالکل ویران صرف قلعہ قلات کا خان صاحب
والی قلات کے تحت میں ہے۔ اور آمد و رفت درہ بولان کی بالکل بند
صرف مدد و توجہ سرکار انگریزی سے امید انتظام اس سرحد کی ہو سکتی
ہے۔ اور کوئی صورت باقی نہیں ہے۔ امید ہے کہ سرکار بطور شاہانہ

اور مصفانہ درمیان آکر فیصلہ طرفین کا کر دے گی۔ انتظام اس سرحد سے درباب کشایش راہ سوداگری وغیرہ امورات متعلقہ بادشاہت کے چند فوائد متصور ہیں۔

ظاہر ہو گا کہ جب تک اقوام بلوچی متفق اور شامل ایک دوسرے کے رہے۔ صرف ایک سردار کے تابع اور اُن کے تمن کہلاتا تھا لیکن اس کے پانچ نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ تر مشہور دو تمن رند لشاری تھے۔ بلکہ بجین حیات مہتر چاکر اب کے رند ہی معروف ہو گیا تھا۔ پیچھے جب یہ قوم متفرق ہو کر علیحدہ علیحدہ مقامات پر سکونت اختیار کی ایک ایک طائفہ میں جو شخص زیادہ قوت بازو یعنی برادری کی رکھتا اور بطور مقدم پہلے کا تھا۔ پھر وہی سردار بنا نہاد تمندار کے بنگیا باقی لوگ جو اُس کے شامل چلے آئے اُس کا راج یعنی تمن مقرر ہوا۔ اور جیسا پہلے برقت آنے ولایت حلب کے کل قوم ایک تمن اور اُس میں ایک تمندار اور نیچے اوس کے چالیس پاڑہ یعنی پہلی جس میں ایک ایک سرگروہ بطور مقدم کہلاتا تھا۔ ——————

——————۔ اُسی طرح ایک ایک پارہ کا ایک ایک تمن اور زیر اوس کے چند مقدم جو اپنی اپنی برادری میں سرگروہ تھے۔ مشہور ہو گئے۔ اسی طرح یہ لوگ بڑھتے بڑھتے علیحدہ علیحدہ تمنات مشہور ہوئے ہیں۔ چند اقوام مختلف ایک ایک تمن میں شامل ہے۔ جیسا جیسا روز اول سے اتفاق ہو گیا۔ اسی تمن کی پہلی مشہور چلی آتی ہے پھر ان تمنات کا آپسمیں تکرار و فساد پیدا ہوا کہ اب تک چلا جاتا ہے صدہا لوگ ایک دوسرے کے اِن لوگوں نے آپس میں قتل کئے۔ بعض

بعض باہر سرحد سرکار سے اب بھی کرتے ہیں۔

ان لوگوں میں رواج شجاعت اور جوانمردی کا نہایت ہی تابحدیکہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اس کو تلوار دھو کر پانی پلاتے ہیں۔ اس نظر سے کہ اس کو تلوار کی موت نصیب ہو۔ اور جیسا رواج ہے کہ شیر خوار لڑکا کو مادر لوری دیتی ہے اس کی یہ دعا ہوتی ہے کہ میدان میں جوانمرد ہو کر تلوار سے لڑیں گویا کہ تلوار کی موت ان لوگوں میں فخر ہے اگرچہ اور لوگ بھی جو بہادر دل اور شجاعت شعار ہیں۔ اس کو فخر سمجھتے ہیں۔ لیکن بلوچوں کے خاندان میں یہ رواج قدیمانہ چلا آتا ہے۔ بیشتر یہ لوگ جاہل مطلق اور نہایت کوتاہ اندیش تھے۔ نہ دین کے معاملہ میں نہ دنیا کے معاملہ میں کچھ علم و ہوش رکھتے تھے۔ جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی۔ جو تمنات زمین پر بعلاقہ سرکار سکونت رکھتے ہیں۔ بسبب صحبت اہل علم و لیاقت کے ہر صورت ہوش و عقل میں بڑا فرق آگیا جو اکثر سردار لوگ اچھا امیرانہ گزران اور لیاقت رکھنے لگ گئے ہیں۔ اور علم سے بھی محبت ہے۔ نیز اکثر سردار زادگان خود عالم ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں تمنات پہاڑی ہنوز بموجب رواج قدیم جاہل مطلق و کم اندیش۔ جب سے علاقہ سرکار میں آمدورفت شروع ہوئی فی الجملہ فرق ہو چلا ہے لیکن مدتی باید اور عام رواج و خصائل اقوام بلوچستان اکثر یکساں تفصیل جس کی ذیل میں ہے۔ اول مہمان پرور۔ کوئی شخص اُن کے ڈیرہ یعنی مکان پر مہمان طریق جاوی اگرچہ کس قدر مفلس بلوچ ڈیرہ دار ہو مہمان کی خاطر تواضع و روٹی وغیرہ مہمانداری صدق دل سے بجا لاوے گا۔ تابحدیکہ اگر گھر میں کچھ بھی نہ ہو باہم قرض ٹھاکر یا کوئی چیز گرو رکھکر بھی مہمان کی خاطر داری کرے گا دوم

تدنی پر آئی کی لاج یعنی ننگ پروری اس حد تک کہ اگرچہ کوئی شخص ان
جانی دشمن ہو اور ان کے در پر آجاوے باوجودیکہ اُس کے قتل کے درپے
متلاشی رہتے ہوں۔ لیکن اُس وقت اس سے کچھ عداوت سے پیش
آدیں گے۔ بلکہ بطور مہمانداری اس کی خاطر کریں گے۔ اور اگر کسی خونی
سے کوئی شخص پناہ گزین جاوے تو اپنے مقدور تک اس کو پناہ دیں گے گزشتہ
زمانہ میں تو اپنی سر تک پناہ طلب کو پناہ دینا جائز تھا۔ یعنی بحالت
اپنی زندگی تک پناہ طلب کو کچھ ایذا کسی سے نہ پہونچنے دیتے تھے۔ بلکہ
اکثر انہیں سببوں سے ایک دوسرے تمنات میں جنگ و جدل شروع
ہو جاتے تھے۔ اب بھی ایک دوسرے تمنات کے جنگ میں وہی رواج
قوم کا بحال ہے لیکن سرکار انگلشیہ کے سامنے بسبب اطاعت اور
فرماں برداری کے مقدور نہیں رہا۔

۳ تیسرا۔ کینہ کہ چند پشت تک بھی ایک دوسرے سے عوضہ کرتے
ہیں۔ زبان بلوچ کی میں ایک شعر ہے۔ جسکا معنی یہ کہ جیسا پتھر پرانا ہونے سے
گدار نہیں ہوتا۔ ویسا کینہ یعنی عوض پرانا ہونے سے فراموش نہیں ہو جاتا زیادہ
ترجو اقوام بلوچی میں فیما بین ایک دوسرے کے کشت و خون رہتی ہے
بھاری سبب یہ ہے۔ کہ عوض بلوچگی کی شرط تصور کرکے پشت ہا تک
ایک دوسرے سے عوضہ کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ سنگدل کہ آدمی کو قتل
کرتے ہوئے ان کے دل پر کچھ بھی رحم یا ترس نہیں آتا۔ جانور سے بھی کمتر
جانکر ذبح کر دیتے ہیں۔ پانچویں گوشت خوارہ کہ اکثر جہاں تک امکان ہے
خوراک گوشت کو بہت مرغوب رکھتے ہیں۔ کہ آٹھ نفر ایک اچھا بھاری برتن
یا گوسفند نوش کر جاتے ہیں اکثر گوشت آگ پر پختہ کرکے کھاتے

ہیں۔جس کو سیخی بولتے ہیں۔ سیخی کا یہ طریقہ ہے۔ بھاڑ کو جو ذبح کیا
اوسکی چار ران اور دو ٹکڑہ آگا پیچھا کل چھ ٹکڑہ بنا کر ایک بڑی آگ
جلائے اور اُس کی چہار طرف یہ ٹکڑہ ہا گوشت بطور سیخ رکھ کر کباب کیا جاتا
باوجود مالدار ہونے کے جو مال بہر قسم اس قوم کے پاس زیادہ ہے۔ شیر دسکہ
فروخت نہیں کرتے۔ اکثر اپنی خوراک اور مہمانداری کے خرچ میں لاتے ہیں
شیر اور مسکہ فروشی کی اس قوم میں ابتداً منع ہے۔ بلکہ شرط بلوچگی کی
ہے۔ کہ اگر کوئی قوم اصل میں بلوچ ہوا اور یہ پیشہ اختیار کرے اس
کو بلوچ نہیں کہا جائے گا نہ دیگر اقوام بلوچی اُسکو اپنی برادری میں شامل
کریں گے۔

ساتواں بال سر اور ریش بہت دراز رکھتے ہیں۔ بعضی بعضی بلوچوں
کے بال سر کمر تک پڑتے ہیں۔ تا بحدیکہ بالوں کو مقراض کبھی نہیں دکھاتی اور
پنجہ ازار سر پٹکا گلے میں انگرکھہ پھرتے ہیں۔ انگرکھہ چین دار ہوتا ہے۔
یہ نمونہ ولایت حلب کا ہے۔ اور پٹکا بہت بڑا باندھتے ہیں۔ جس قدر بڑا
آدمی ہو۔ اسی قدر بڑا پٹکا باندھتا ہے آٹھواں بولی ان کی ایک علیحدہ قسم
کی ہے۔ جو بنام بلوچگی کی مشہور ہے۔ اکثر الفاظ فارسی ہیں۔ اور اس سے قیاس
ہوتا ہے۔ کہ دراصل زبان اس قوم کی فارسی ہے۔ لیکن بسبب جہالت
اور کثرت استعمال کے غلط ہو گئی نمونہ اس کا یہ ہے آب کو بلوچگی میں۔
آف آتش کو آس نان کو نغن آرد کو آرتھ بولتے ہیں۔ علی ہذالقیاس
جس کا مفصل قاعدہ و صرف و نحو بلوچگی نامہ علیحدہ میں ظاہر کیا جائے گا۔ غرض
اس قوم میں مدت سے کوئی رواج علم یا تواریخ و کتاب کا نہیں تھا۔ لیکن
ابتدا سے اس قوم میں ایک قوم ڈوم کے بموجب ارث بطور لاگی کے چلی

آتے ہی جیسے ہندو لوگ میں بہاٹ۔ اس قوم کا یہ حال ہے کہ جو حال یا معاملہ جنگ جدل ایک دوسرے تمن یا کسی قوم سے اقوام بلوچستان کا ہوتا ہے۔ جس طرح اُس کا ابتدا شروع و انجام ہوا اس کا مفصل حال اور جو بہادر لوگ صدق دل اور ایمان سے لڑے ہیں۔ ان کی صفت بہادری اور جو لوگ کاہل ہو کر بھاگ گئے اوپر لعنت ملامت نامردی کوئی ڈوم جو اُن میں ذی ہوش ہوتا ہے۔ شعر تصنیف کرتی ہیں۔ پھر پشت بہ پشت اُن ڈوم لوگوں کی خاندان میں یاد چلا آتا ہے۔ وہ اس کو گاتی ہیں اور اُس کے ساتھ ساز سارنگی وطبوزہ بجاتے ہیں۔ پانچ چھ چھ ڈوم شامل ہو کر ایک شعر کو گاتی اور بجاتی۔ ان لوگوں میں اُس تصنیف کا نام شاعر مشہور ہے۔

اس شاعر سے جواز ابتدا روز وقوع حال سینہ بہ سینہ قوم ڈوم میں یاد و تازہ چلا آتا ہے۔ پُرانا حال بنیاد لڑائی وغیرہ اس قوم بلوچی کا بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ بھی چیز بلوچوں کو پسند ہے یہ شعر زبان بلوچی میں ہوتا ہے۔ اس کو سن کر بلوچ لوگ بہت خوش ہوتے اور حقیقت میں یہ راگ لائق تعریف ہے۔ کہ اکثر صفت اور یادگار بہادران کے ہوتی ہے۔ اُس کی سُستی سے آدمی کے دل کو زیادہ تر تقویت اور فرحت پہونچتی ہے۔ اقوام بلوچ اس قوم کو بہت زیادہ داد دہش سے خوش رکھتی ہے۔

اس قوم ڈوم کا صرف یہ ہی پیشہ ہے اور کچھ روزگار نہیں بر زمستان اس قوم کو بہت زیادہ آمدنی و نفع حاصل ہوتا ہے۔ کہ اکثر اقوام بلوچی کا رواج ہے۔ کہ زرمیندر یعنی تنبول جس قدر ان کو دیتے ہیں۔ دسواں

ن لوگوں کا دستور ہے کہ جب ایک دوسرے پر لشکر کشی کرتے ہیں
و کچھ مال مویشی وغیرہ لوٹ سے ہاتھ آیا اُس میں سے بقدر انداز ادل
سردار یعنی تمندار کے واسطے نکالتے ہیں۔ جس کو بنام نہاد پنجک کے
ہتی ہیں۔ باقی کو تعداد نفری پر اس حساب سے پیادہ سوار بندوق نکالتے ہیں
قدیم سے یہ ہی دستور چلا آتا ہے۔ سردار کے واسطے پنجگ بہر حال
یہ گورہ ساتھ لشکر کے تھے زیہ نکالیں گے اور کچھ حصہ مقدم پہلی
بھی بشرطیکہ ساتھ ہو زیادہ دیتے ہیں۔ جس کو رسہ بولتے ہیں۔ گیارہواں
یک اور دستور اِن لوگوں میں بہت اچھا ہے وہ کیا ہے۔ کہ بروقت ملنے
کے ایک دوسرے سے حال احوال مفصل دیتے اور لیتی اس کے تشریح
اس طور ہی کہ جو کوئی کسی بلوچ کے ڈیرہ پر جاوے ادل خیر عافیت
پوچھ کر پھر کہتی ہیں کہ حال دہ وہ شخص کل حال اپنا اور جو جو دیکھا یا
سنا ہو اس وقت جب سے جدا ہوا تھا۔ تادم ملاقات مفصل بیان
کرتا ہے۔ جب وہ حال بیان کر چکا تب وہ پوچھتا ہے۔ کہ تو حال
اپنے پہر وہ علی ہذا القیاس جملہ احوال بیان کرتا ہے گویا کہ جب
سے فیابین ایک دوسرے کے جدائی ہوئی تھی کل حال یک دیگر
سے بروقت ملاقات ماہر اور واقف ہو جاتے ہیں۔ پھر اور بھی
جو جو اقسام احوال واختیارات ملک ہوتے ہیں ان کی ایک دوسرے
سے اسی رسم کے سبب معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس صنع میں بباعث اس
رسم کے اخبار سے بھی زیادہ حال احوال انکشاف اور ظاہر ہو جاتا ہے
اور لوگوں سکنائے اس علاقہ میں ہیں۔ یہ رواج حال احوال کا بموجب
رسم بلوچگی کے رائج ہے۔ از انجا کہ خصائل اور عادات اقوام بلوچی لفظ

بلوچ سے منکشف ہو سکتی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ جو کہ لفظ بلوچ چار
لفظ پر مرکب ہے۔

ب ل و چ لفظ۔ ب سے مراد ہے یہ لوگ بہادر
ل سے لالچی و سے وبرتی چ سے چور جو اصل بلوچ باریہ نشین یعنی
پہاڑ کے رہنے والے ہیں۔ اُن میں یہ چار دن خصائل ابھی تک بخوبی
اور پائی جاتے ہیں۔ لیکن جو زمین کی طرف بعلاقہ سرکار رہتے ہیں۔ ان
بباعث صحبت اہل علم اور لیاقت کے بعضی امور میں تفاوت آگیا ہے
تمنات ذیل بعلاقہ ندارا وردں پہاڑ سکونت رکھتے ہیں۔ جن مجمل تعداد
اسجگہ درج کی جاتی ہے۔ تفصیل وار ہر ایک تمن کو علیحدہ درج کیا جاتا

تفصیل تمنات مسکونہ علاقہ سرکار			تمنات مسکونہ بیرون از علاقہ سرکار		
نام تمن	نام تمندار	تعداد مردان اسلحہ بند	نام تمن	نام تمندار	تعداد مردان اسلحہ بند
مزاری	امام بخش خان پسر محمد خان	لگ ۴۰۰۰	بگٹی	غلام مرتضےٰ خان	اعہ ۲۲۱۰
ریشک	میر خان	اعہ ۲۳ سو	مری	گزن خان	حمہ ۵۰۰۰
گورچانی	غلام حیدر خان	عہ ۷۶۳۰	کبتران	بابل خان	خاص ماتحت تمندار مری ۳۰۰۰
لنڈ	مزار خان	سماعہ ۳۲۰۰	بردار	عاشق خان	اعہ ۲۶۲۰
لغاری	جمال خان	لگ ۴۲۰۹			
کھوسہ	بہادر خان پسر غلام حیدر مرحوم	حمہ ۳۲۲۰			
لنڈ	غلام حیدر خان	اعہ ۲۱۳۰			
تنکانی	مسو خان	الف ۱۰۸۵			
قیصرانی	فضل علی خان	الف ۱۱۰۹			
میزان	۰	لگ ۴۲۲۰			لگ ۱۲۲۹۰

کل میزان

شجرہ نسب تمندار مزاری

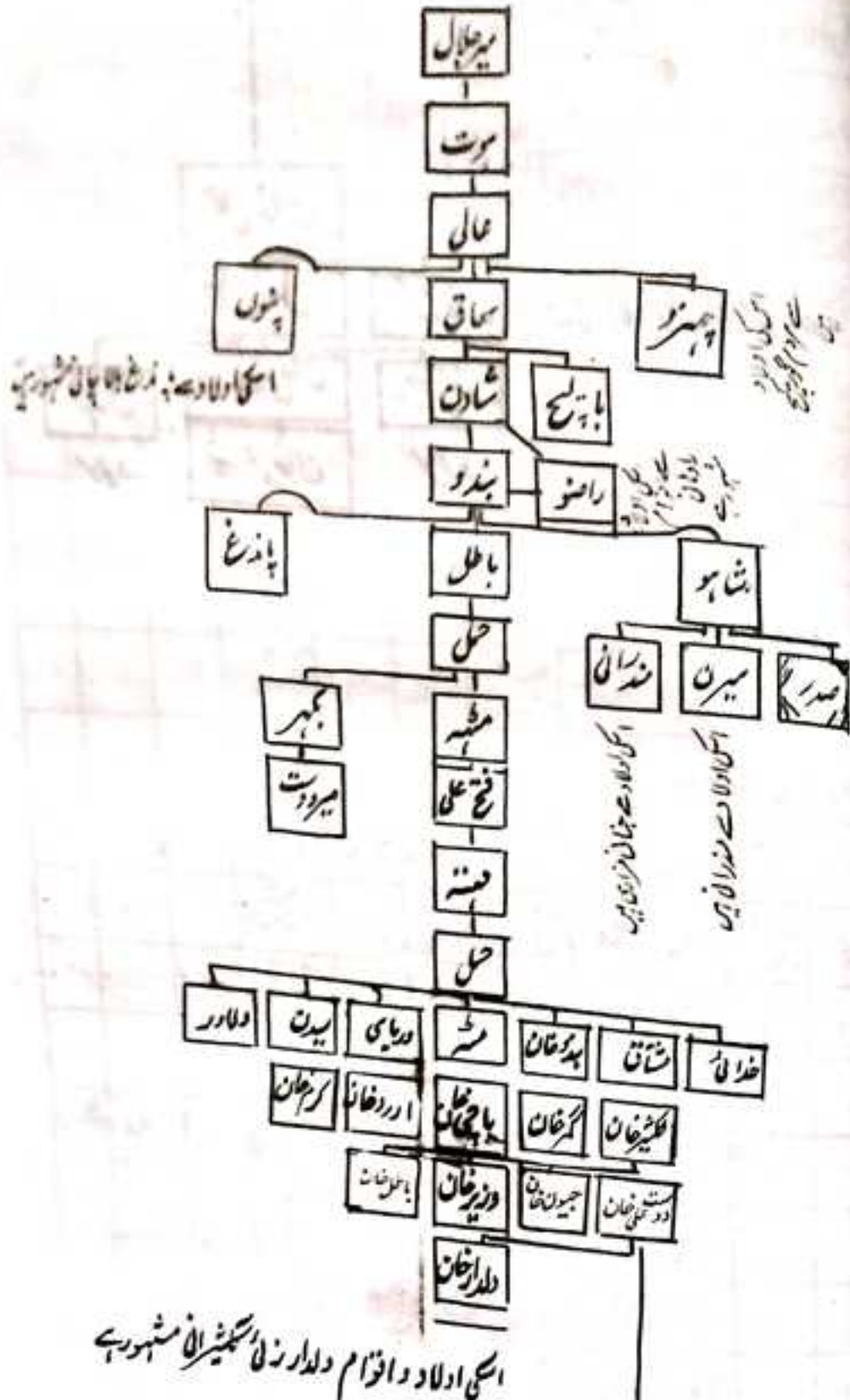

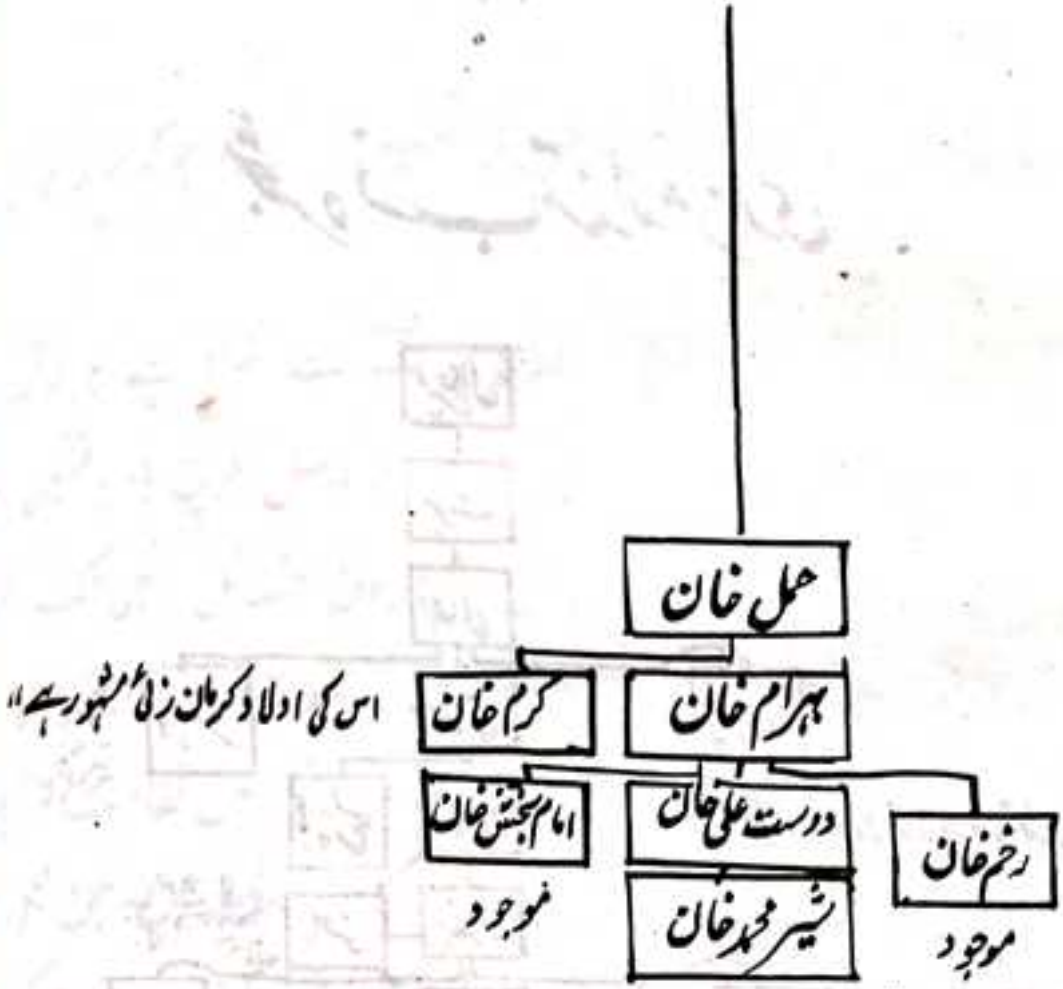
حمل خان
بہرام خان
کرم خان
اس کی اولاد کرمان زئی مشہور ہے
درست علی خان
امام بخش خان
موجود
رخم خان
موجود
شیر محمد خان

نقشہ تفصیل پہلی ہائمن مزاری

پہلی بالاچانی			پہلی رستمانی			پہلی میدانی			پہلی سرکانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد مردان مع سکونت	نام پہلی	نام مقدم	تعداد مردان مع سکونت	نام پہلی	نام مقدم	تعداد مردان مع سکونت	نام پہلی	نام مقدم	تعداد مردان مع سکونت
			پرکانی کمرو	عزی خان	۲۰۰ نفر ۳ عدد توپ دارون	سلیمانی	صوبدار خان	۵۰ ماچکا دمٹ	سرکانی	سازنگ خان	۱۰۰ ماچ رجھان دمٹ
			عمرانی	امیر خان	۱۷۵ ماچ سوری	لولانی	رہزن	۸۰ رپ وہنومانی	جہلمی		۱۰۵ ماچ ی مرجھان
			ایلیانی	جارو	سوری	دولانی	علی شیر	۲۰۰ ماچ جنبلی دمٹ			
			ہورولانی	امداد	۸۰ سوار سوری	جنگانی دنگل	کمالن	۷۰ ماچ مٹ دوگ			
			سکھانی	محمد خان	۸۰ سوار سوری	قیصرانی	صدر خان	۱۰ ماچ جہانج دسوری			
			عبدلانی	ہبر اخان	۹۰ سوار سوری	سہکانی	ہتو	۱۵۰ ماچ جہانج دسوری			
			سنجرانی	سیر دوست	۹۰ لعل مٹ دوگ	منڈکانی	روہیل	۵۰ ماچ مٹ دوگ			
			سیاہلانی	جمالن	۵۰ ماچ مٹ دوگ	دانوانی	علیشیر	کچہ بادشاہ دسوری			
			لاکھانی	لاکھ خان	۷۰ ماچ مٹ دوگ	سدوانی	خیر محمد	۴۰ لعل کچہ گانس شاہ			
			شیجہ	جڈہ	۵۰ نفر مٹ دوگ	نازانی	مراد خان	۷۰ لعل کچہ جگ دسوری			
			ڈہوانی	حسو خان	۴۰ لعل مٹ دوگ	جونگکی	سائیڈاد	۲۰۰ ماچ مٹ دوگ			
			توریانی	یار اخان	۷۰ ماچ	نوریانی	بہیان خان	۱۲۰ مالف دیرہ دلاور دمیرات پور			
			لنہانی	تلو خان	۱۲۰ ماچ کچہ شہوانے	مزری	سودہ خان	۴۰ لعل پیر کوہ دسوری خمالی			
			شیر ملانی	سائمی	۴۰ لعل کسور دبارہ	بلوگہ	سہراب خان	۶۰ نفر دیرہ دلاور			
			سرحہ	پیر بخش	۳۰ ماچ بارے دہستان	سلانی	الہداد خان	۵۰ ماچ دیرہ دلاور			
			کمرانی	تہوران	۵۰ ماچ بارے دسوری	کہلانی	اسحاق	۴۰ لعل مٹ دوگ			
			مگرانی	کرم علی	۳۰ ماچ بارے دہستان	رہمانی	بہادر	۲۰ لعل دیرہ جیون خان			

۰	۰	۰	بہرانی	مرزا خان	پرمہ ۲۰	کلہوڑا	خارہ	لف ۹۰	۰	۰
۰	۰	۰	مرکانی	بدہ خان	بدوسو سرشتالی ۲۰	بنون	دمر	چانکاوٹ ۲۰	۰	۰
۰	۰	۰	تلوارہائے	بہرلات	بدلی ۱۰	تال پور	بدرخان	۱۰	۰	۰
۰	۰	۰	عیسانی	بخت علی خان	۱۲۰ کسور دوبارہ	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	چھدرے لکانے	پیر بخش	پکر بکس ۸۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	سیلانے	پہلوان	ماف ۱۵۰ کسور	۰	۰	۰	۰	۰

قصہ حال گزشتہ تین مزاری کا اس طرح ہے۔ کہ میر چاکر سردار بلوچی ۹۴۲ھ
مطابق ۹۵۷ھ بمدد ہمایوں بادشاہ کے گیا تھا۔ اس وقت باطل خان تمن
قوم مزاری کا تھا اُس کو میر چاکر وہاں پاس محمد خان اور براہیم خان سوتزا
کے چھوڑ گیا تھا۔ اور تمن کے لوگ بھی اکثر یہاں آ رہے اور کچھ ساتھ
گئے تھے باطل خان تمندار بمقابلہ مردم چاندیہ جو چاندیہ لوگ ملک سندہ
سکونت رکھتے تھے۔ اور تمن مگسی سے اُن کا جنگ رہتا تھا۔ تمندار مذکور
زیر پناہ آنے مردمان مگسی کے تمندار چاندیہ سے لڑائی کرنے کو گیا جو
چند نفر مردمان تمن خود میدان جنگ میں مقتول ہوا۔ بجائے اس
بسبب صغر سنی جمال خان بیٹے اُس کی پاندغ خان برادرش مصر
بامورات تمنداری ہو۔ تھوڑے روز کے بعد وہ پاندغ خان فوت ہوا۔ بجا
اُس کے باطل خان بیٹا اُس کا اس عرصہ میں خود مستعد ہو کر اپنے باپ
دستار پر قائم ہوا۔ بعد چند مدت کے تقدیر اگوہ بھی فوت ہو گیا۔ شہ
بیٹا اس کا تمندار بنا۔ وہ بجنگ بلوچان بلیدی مسکونہ علاقہ شکار پور
باعث تکرار گلہ شتری بلخ خان مقدم بگٹی جو پناہ گیر آیا تھا۔ مع چند سواران
خود قتل ہوا تمندار بلیدی مع ۷ نفر مارا گیا۔ بعد اس کے فتح علی خان

تمندار موصوف نے دستار سرداری کی باندھی اس تمندار کی سرداری میں تمن مزاری
بنظر پسند آنے موقع گھاس اور درستی آب، اور پرکوہ سیاہ اف و
مرد مسکن گزین ہوا اسی عرصہ میں تمندار مذکور تقدیراً جان بحق ہوا اور بیٹا اُس
کا شہہ خان سردار مقرر ہوا۔ اس تمندار کے عہد میں مزاری لوگوں نے ملک سندھ
کے واقف ہوکر شرارت بدی بدکاری ملک سندھ میں شروع کی۔ نواب محمد قاسم خان
قوم نھڑ اُسوقت بعلاقہ روجھان قابض متصرف تھا جو خاص قیام گاہ اُس کی موضع
کن میں اور علاقہ کشمور سے تابدلی وعمر کوٹ اُس کے تحت میں تھا۔ دہلی میں بادشاہی
اکبر بادشاہ کی تھی۔ ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۱ء میں موضوعات ذیل تہدی احمدانی لادہ
مٹ دلبرشہانی بطریق معافی نواب موصوف نے جاگیر بخش کئے۔ تمن مزاری اُن کے
اور تدارک آبادی کرکے قیام کیا۔ چنانچہ حمل خان تمندار نے باصراف مبلغان
از خود ایک نالہ علاقہ روجھان میں کھدوایا۔ جس کا پرانا کھنڈر پڑا ہوا ہے اور بنام
حمل واہ کے مشہور ہے۔ اس عرصہ میں مسمّی وہیل خان تمندار قوم بگٹی بہ جمعیت
سات سو نفر تمن خود لشکر کشی کرکے تاخت آور علاقہ روجھان کا ہوا بہ تعاقب
آن حمل خان تمندار مع مردمان تمن خود گیا عندالمقابلہ دو بیٹے تمندار بگٹی مع چند
نفر منجملہ تمن بگٹی کے قتل ہوئے اور تمندار مزاری مال مغروتہ خود واپس کرا کے
دار و بسکن خود ہو گیا۔ گویا کہ فیما بین تمن بگٹی اور مزاری جنگ شروع ہوئی۔ تمندار بگٹی
واسطے انتقام لڑکوں اپنے کے بہت لشکر جمع کرکے علاقہ روجھان میں تاخت
لایا بعد قتل دو نفر منجملہ تمن مزاری کے مال مویشی جمع کرکے لے جاتا تھا کہ تمندار
مزاری بہ فراہمی مردمان تمن خود جاکر ملا۔ فیما بین دو تمن کے جنگ
ہوئی۔ رمضان خان مقدم تمن مزاری مع پندرہ نفر مردمان تمن خود مقتول ہوا
تمن مزاری نے شکست کھائی۔ بگٹی مال مار کر ساتھ لیگئے مگر چار نفر منجملہ

لشکر بگٹی کے ۲۰ قتل ہوئے تھے۔ پھر حل خان تمندار مزاری بجمعیت پندرہ
سوار پیادہ بگٹی پر عوضہ کے واسطے لشکر کشی کری۔ مسمیان جیا خان
خان مقدمان بگٹی مع تعدادی ۷ نفر تخمیناً تمن بگٹی سے مقتول ہوئے تمن
مزاری بعد غارتی مال مویشی سلامتاً اپنے مسکن میں آئے۔ تھوڑے عرصہ
بعد فیمابین دونوں تمنوں کے انجام ہوگیا۔ واضح ہو کہ پہلے جب تک نالہ حل واہ نہ
کھودا گیا تھا۔ تمن مزاری اوپر پہاڑ کے رہتا تھا۔ بطور فصل یعنی ایام خشک
میں زمین پر آکر رہا کرتا تھا۔ اور جب زمین پر پیداوار ہونے لگی۔ تب
مزاری اکثر زمین پر گرد اگرد روجھان کے جو اس وقت قصبہ روجھان کا
نہیں تھا۔ صرف یہ زمین روجھان کے نام سے مشہور تھے۔ متمکن ہوتے۔ چونکہ
بلیدی پیشتر سے ساتھ تمن مزاری خصومت رکھتا تھا۔ مندہو خان تمندار بلیدی
بجمعیت پندرہ سوار پیادہ لشکر اٹھا کر تمن مزاری پر تاخت لایا بعد غارتاً
واپس جاتا تھا کہ تمن مزاری مجمع ہوکر مقابل ہوا۔ عند المقابلہ مندہو خان
تمندار بلیدی مع اسی جوان قوم بلیدی کے میدان جنگ میں قتل ہوئے
اندرون پہاڑ اس موقع کا نام اب تک مندہو کنڈ مشہور ہے۔ نواب دیدار
خدمات کے نواب صاحب موصوف زیادہ تر رضا مند اور خوشنود ہو
دیہات متعلقہ کنارہ دریائے امداد کیئے۔ اس عرصہ میں بسبب فوت ہو
نواب قاسم خان کے ابراہیم خان بیٹا اس کا قائم مقام ہوا۔ جو کہ اس
زمانہ میں تمن کھیازی شنبانی اپنے پہاڑ سے اتر کر اوپر کوہ گیا مذہار
شامل تمن مزاری سکونت رکھا تھا۔ تمندار درینشک بجمع آدمیان
خود مال مویشی تمن کھیازی اور بنگو خان مقدم تمن کھیازی اور ایک
مزاری کو مار کر جاتا تھا۔ کہ تمندار مزاری بتعاقب آن اکر قریب اس

مقابلہ ہوا۔ پندرہ نفر تمن دریشک سے قتل ہوئے۔ اس دن سے فیمابین
تمن دریشک و مزاری کے زیادہ تر تکرار پڑ گیا۔ دونوں تمندار یعنی شہک
ان تمندار دریشک اور حمل خان تمندار مزاری نے ایک دوسرے پر لشکر
شی کرے۔ اطافارہتہ میں کہیں موقع ہونے کا نہ ملا۔ تمندار دریشک خاص
شہر روجھان میں آکر عورت اور والدہ تمندار مزاری کو بخلاف دستور
چی جو اقوام بلوچستان میں عورت کا مارنا منع ہے۔ بابل خان مقدم تمن
زری کے قتل کرکے اسباب غارت کیا اور تمندار مزاری بھی ایک مقدم
یشک مسمی حبیب خان مع پندرہ نفر تمن دریشک کے قتل کرکے مال
باب لوٹا۔ بعد اُس کے پھر تمندار دریشک نے تمن مزاری پر لشکر کشی
ری۔ عند المقابلہ تمندار دریشک مع للعہ نفر میدان جنگ میں قتل ہوا اور
زاری کی طرف سے مسمیان ناہتو اور میگن مقدمان تمن مزاری قتل اور مٹھہ خان
یا تمندار مزاری مجروح ہوا۔ بعد چندے حمل خان تمندار فوت ہوا مٹھہ خان
یا اُس کا تمندار ہوا۔ جو کہ نواب ابراہیم خان شخص غافل تھا۔ خصوصی تمن
زری زیادہ تر غلبہ پا گیا۔ نہڑ کو جبراً علاقہ روجھان سے نکال کرالی موضع بھاگر
خود قابض متصرف ہو گیا۔ تمن کھیازی جو سیاہ کوہ پر سکونت رکھتا تھا۔
نظر عادات قدیمہ گہرام تمندار کھیازی دو دفعہ علاقہ تمن مزاری میں تاخت
کر مال شتری مار لے گیا۔ مٹھہ خان تمندار مزاری بانتقام ان بجمع آوری
معرکہ تمن خود تمن کھیازی پر بمقام کوہ سیاہ تاخت کیا۔ عند المقابلہ دو بیٹے
تمندار مذکور مع چالیس نفر کھیازی قتل ہوئے بعد غارتی مال مویشی واپس آیا۔
بعد اُس کے فیمابین دونوں تمن کے اختتام ہو گیا۔ پھر تمن گورچانی سے اس
عرصہ میں جنگ شروع ہوتا ہے۔ اول تمن مزاری نے تخمیناً دو سو سوار

جمع کر کے مال شتری تمن گورچانی کو جو قریب فتحپور بعلاقہ تمن دریشک چرتا تھا۔ غارت کیا محمد خان بیٹا تمندار دریشک جو تعاقب کو آیا مع دس سوار تمن دریشک کے مقتول ہوا۔ اُس وقت عالم خان تمندار گورچانی کا تھا واسطے عوض کے تمن مزاری پر لشکر کشی کری۔ چنانچہ مقابلہ میں مشتاق خان برادر حقیقی مٹہ خان تمندار اور کرم خان بیٹا اور متارہ خان بھتیجا تمندار مزاری مع تیس نفر تمن مزاری کے قتل ہوا۔ تمن گورچانی بعد فتحیابی مال مار کر چلا گیا۔ تمن مزاری بھی چند دفعہ گورچانی پر تاخت لایا مطلب کہ تیس برس کامل فیما بین تمن مزاری اور گورچانی کے جنگ رہی۔ اخیر یہ انجام ہوا کہ عوض خون مشتاق خان بھائی تمندار مذکور کے تمندار گورچانی نے ناطہ بیٹی اپنی کامل خان پوتہ مشتاق خان مقتول کو دیا۔ اس عرصہ میں مٹہ خان فوت ہو گیا۔ یہ تخمیناً سنہ ۱۱۸۰ھ مطابق سنہ ۱۷۶۶ء ہوگا۔ واضح ہو کہ نالہ بشارت سنہ ۱۱۷۰ھ اور نالہ دہندی سنہ ۱۱۵۰ھ اور محمود سنہ ۱۱۶۰ھ اور قادرہ مع شاخہا گیا نمل وغیرہ سنہ ۱۱۶۵ھ میں کھودا گیا۔ جو کہ اس عرصہ میں ڈیرہ غازیخان کا نواب محمود خان بہ تحت بادشاہت دہلی کے صوبہ تھا۔ اور علاقہ کوٹ مٹھن و ہڑند و سیت پور بطور اجارہ اسی بادشاہ سے مردم نھڑ کے تحت میں چنانچہ عوض احداثی نالہ قاضی شاخ قادرہ مواضعات کوٹ مٹھن وغیرہ آبنوش نالہ مذکور منجانب مردم نھڑ نواب محمود خان گوچبر کے بطور کتکنہ کے ملی تھے اور نالہ دہندی کی احداثی مخدوم صاحب نے کرائی وہ علاقہ اُس کے تحت میں آگیا۔ سنہ ۱۷۵۶ء مطابق سنہ ۱۱۷۱ھ میں احمد شاہ بادشاہ خراسان دہلی پر تاخت لایا۔ میر نصیر خان بردہی ساتھ تھا۔ اُسی خدمت کے واسطے علاقہ داجل ہڑند و حاجی پور میر نصیر خان کو بخش کر دیا۔ کہ اب تک یہ ملک نصیر خانی کہلاتا ہے۔ اور ڈیرہ غازیخان

ں منجانب احمد شاہ بادشاہ کے دوست محمد خان افغان کابلی نواب مقرر
و کر آیا۔ جو کہ اس عرصہ میں۔ بلوچستان کا تکرار عظیم برپا تھا۔ کہ حالات مندرجہ
ے ظاہر ہے۔ اس باعث سے یہ ملک متعلقہ نالجات اکثر ویران ہو چلا
عد فوتیدگی منٹھہ خان کے گلشیر خان تمندار مزاری کا ہوا۔ جو کہ تمن مزاری کسی
وبہ کو کچھ خراج وغیرہ نہیں دیتا تھا۔ اور ہر علاقہ کی بدی بدکاری کرتا تھا۔ مجت
ن سرائی والی حیدرآباد سندھ نے مسمی آدم خان معتبر اپنے کو مع سپاہ
رادہ تسخیر علاقہ روجھان کے بھیجا جو تمن مزاری اطلاع پاکر اوپر پہاڑ قبل
ے خانہ بکوچ ہو کر چلا گیا۔ آدم خان مذکور مع فوج اندر پہاڑ جا کر تمن
زاری پر تاخت کیا کہ گلشیر خان تمندار مع آٹھ نفر مزاری وہاں مارا گیا
اقی تمن اوپر پہاڑ کلان بھاگ گیا۔ آدم خان نیچے آکر کشمور میں تھانہ مقرر
یا۔ اور خود وہاں رہا۔ بجائے گلشیر خان شہ علی خان بیٹا اس کا تمندار
ا واسطے انتقام باپ اپنے جملہ اقوام خود اور دیگر ہمسائگان سے مدد لے کر
وپر آدم خان کے ناگہان لشکر کشی کری۔ چنانچہ عندالمقابلہ دو بیٹے آدم خان
کر مارے گئے اور خود آدم خان طرف سندھ مفرور ہو گیا۔ تمن مزاری نے
ستور اپنے ملک املاک پر قبضہ پایا۔ پھر اس اثناء میں تمن بلیدی سے لڑائی
ہو گئی۔ کہ عندالمقابلہ بازاری خان مقدم تمن بلیدی مع ایک سو نفر تمن خود
قتل ہوا۔ اور بیس نفر تمن مزاری سے مارے گئے۔ جو کہ علاقہ روجھان میں
پہلے آنے تمن مزاری سے زیر تحت مردم نھڑ کے قوم چانڈیہ سکونت رکھتی تھی
جب مزاریان نے نھڑ کو بالکل نکالدیا تھا۔ مردم چانڈیہ سے جو وہ بھی قوم بلوچ
ے ہیں۔ اتفاق بنا رہا۔ چنانچہ شہبلی خان تمندار مزاری کی شادی بھی سردار
اقوام چانڈیہ کی لڑکی سے کی ہوئی تھی۔ الا اقوام مزاری دل سے ان کا رہنا نہیں۔

چاہتی تھی ۔ جیسے ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سماتیں اس طرح یہ دل
توان کی علاقہ میں نہیں سماتے تھے ۔ مگر طوعاً و کرہاً جب تک شہ علی خان
زندہ رہا پاس خویشگی کے اتفاق بنا رہا ۔ جب شہ علی خان فوت ہوگیا
دوست علی خان بیٹا اس کا تمندار بنا فیما بین دونوں تمن کے نزاع زوری
ہوا اور آپس میں سخت مقابلہ ہوا ۔ مارکہہ خان تمندار چاندیہ مع ساٹھ نفر اقوام
چاندیہ تمندار مزاری سے اور چند نفر تمن مزاری ہاتھ مردمان چانڈیہ سے قتل
ہوئے تب سے چاندیہ لوگ دریا سندھ سے پار اُتر کر آنزو آب چلے گئے
کہ اب تک پار دریا بعلاقہ نواب صاحب بہادر والی بہاولپور بیٹھے ہیں ۔
بعد چندے دوست علی خان فوت ہوا بجائے اس کے حمل خان بیٹے اُس
کے نے دستار تمنداری کی باندھی اس عرصہ میں مندھو خان برادر تمندار دیگر
بنظر ناراضگی بھائی خود بہ تمن مزاری مہمان طریق آیا مسمے بہولک خان
مزاری نے بسبب جہالت اُس کو مار ڈالا ۔ حمل خان تمندار مزاری نے
بقصاص خون مقتول کے بہولک مذکور کو قتل کیا ۔ مسمی گہانہ مزاری بھائی
بہولک مذکور بدربار خانصاحب والی قلات جاکر استغاثہ کیا ۔ چنانچہ لشکر
بروہی نے آکر ملک مزاری کو تاخت تاراج کیا ۔ عمرکوٹ میں ڈیرہ لشکر
اُترا ہوا تھا کہ تمن مزاری جمع ہوکر شبخون دیا ۔ لشکر بروہی شکست کھاکر
بھاگ گیا ۔ جو کہ تمن بگٹی پیشتر سے ساتھ تمن مزاری کے عداوت رکھتا تھا
دو تین جوان تمن مزاری سے مار ڈالے تمندار مزاری بعوض آن لشکر اُٹھا
کر قریب زمین مرد مسکنات تمن بگٹی پر تاخت لایا بعد غارتی مال مویشی
واپس آتا تھا کہ تمندار بگٹی مع لشکر کثیر بہ تعاقب آن پہونچکہ مقام
کچوری میں فیما بین دونوں تمن کے مقابلہ ہوا سوتر بھائی تمندار بگٹی مع چند

مقدمان واسنی جوان کے مارا گیا اور تمن مزاری سے ایک مقدم مع بیس ۲۰
جوان قتل ہوا مال معزوتہ آپس میں تمن مزاری نے حسب دستور تقسیم کیا
۱۲۰۶ھ میں میر رستم خان والی خیرپور سندھ نے جس کی اولاد سے اب میر
علی مراد خانصاحب خیرپور سندھ میں حکمران ہیں۔ تمندار مزاری کو جو اُس
میں اکثر تمن مزاری دامان پہاڑ کی طرف رہتا تھا۔ واسطے سلام کے بلوایا بعد
قتل اور دلاسہ کے مواضعات ذیل ہتڈی لادہ مٹ دلبر تہویانی اور اراضیات
موقوعہ دامن پہاڑ درہ سوری جنوبی سے تادر پتوک جواب رود کوہی سے سیراب
ہوتے ہیں۔ بالکل معافی دے کر جوب تنانی اور زکواۃ معاف فرمایا۔ باقی علاقہ
روجھان کا محصول نصف بنام تہاد قصور معاف اور نصف خود لینا کیا۔ اور
تمن مزاری کو بطور رعایا کے زیر تحت خود کیا۔ بعد مشرف سلام اور پانے
خلعت کے یہ تحریر اقرار مندرجہ صدر تمندار مزاری واپس ہو کر وارد مسکن خود
ہوا۔ اس عرصہ میں دستار تمنداری تمن گورچانی کی بر سر فتح خان کے
تھی اور بلوچ خان سوتر بھائی اُس کا دستار تمنداری سے محروم تھا بلوچ
خان مذکور بجیاہ واپسی دستار تمنداری خود پاس تمندار مزاری کے پناہ
گزین آکر ناطہ نسبت بیٹی اپنی کا بہرام خان بیٹے تمندار مزاری کو دیا اس سبب
سے فتح خان تمندار گورچانی رنجہ ہو کر بلوچ خان مذکور کو قتل کر دیا۔ پھر
مابین مزار و گورچانی زیادہ تکرار برپا ہو گیا۔ حمل خان تمندار مزاری نے عوض
بلوچ خان اور تمن گورچانی کے لشکر کشی کری۔ اُس وقت فتح خان تمندار
گورچانی بٹی لنڈان میں تھا۔ بجمعیت تمن خود و تمن لنڈان درند کے
تعاقب کیا عندالمقابلہ تمن مزاری کو شکست اور گورچانی کو فتح نصیب
ہوئی۔ چنانچہ سلیم خان مقدم تمن مزاری مع آیا خان و مسو خان مقدمان

تمن بلیدی جو اتفاقاً ہمراہ تمن مزاری کے تھے مارے گئے لحاظ عوضہ سے تمندار گورچانی کوہ ماری پر سکونت پذیر ہوا۔ لیکن تمندار مزاری کوہ مذکور پر شکر اُٹھا لے گیا۔ ایک مقدم تمن گورچانی مع ۷۰ نفر تمن گورچانی کے مقتول ہوا۔ بعد اُس کے بوکالت درساکاری حیات خان تمندار دریشک فیمابین دونو تمن کے صلح ہوئی۔ ۱۲۱۶ھ میں حمل خان فوت ہوا بہرام خان بیٹا کلان تمندار مذکور نے دستار تمنداری کی باندھی اور شادی اُس کی لڑکی بلوچ خان سے جو بوقت حین حیات باپ اس کے ناطہ ہوا تھا ہوئی۔ اس اثناء میں فیمابین تمن دریشک و مزاری کے خصومت پیدا ہو گئی چنانچہ ساتھ جوان تمن مزاری نے آکر کوٹلہ نصیر کو محاصرہ کیا۔ بختاور خان مقدم تمن دریشک سردار کوٹلہ نصیر کو مع دس جوان کے قتل کر گئے بعوضہ اُن ہمیرن خان رشتہ دار کرم خان تمندار دریشک ایک سو چالیس سوار تمن دریشک سے جمع کر کے علاقہ روجھان کو تاخت آور ہوا بہ تعاقب آن بخت علی خان و حاجی خان سوتر مر بہرام خان تمندار مزاری مع چند نفر تمن مزاری گئے عندالمقابلہ دو نو شخص مع آٹھ نفر تمن مزاری کے مارے گئے پھر تمندار مزاری نے لشکر کشی کری قریب موضع کوٹلہ جندہ جو رجنپور سے تین میل شمالی و غربی کونہ پر واقع ہے۔ مقابلہ ہوا۔ حیدر خان مقدم تمن دریشک مع اٹھارہ نفر دریشک کے مارا گیا باطل خان مقدم مزاری مع چند نفر مزاری کے زخمی ہوا بعد اُس کے انجام ہو گیا۔ جو کہ علاقہ داجل ہڑند تحت میر نصیر خان والی ملک کلات کے تھا۔ میر نصیر خان کی طرف سے تمندار دریشک معتمد اور محافظ ملک کا تھا

چنانچہ میرن خان قریبی رشتہ دار تمندار دریشک کا قصبہ حاجی پور میں تعینات
رہا کرتا تھا مردمان مزاری نے بہ تعداد ساٹھ نفر جمع ہوکر علاقہ حاجی پور
سے مال مویشی چوری کیا مہرے خان مذکور بتعاقب آن روانہ ہوا قریب
ٹبہ حسن شاہ آکر ملا عندالمقابلہ مہرے خان مذکور مع دو کس بردہی جو
بطور سپاہ زیر تحت میر نخان دریشک کے رہتے تھے مارا گیا پھر تکرار
زیادہ ہو چلا چند مدت اسی طرح رہا بعدہٗ انجام ہو گیا۔ جو کہ فیما بین تمن
گورچانی اور لنڈ کے سخت جنگ رہتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مسو خان
تمندار لنڈان کو بموجب صلاح تمندار گورچانی کے محمد رحیم خان حاکم داجل
و منجانب خانصاحب والی قلات کے مقرر تھا قید کر دیا کہ تمندار مزایان
نے جاکر رہا کرایا تمندار مزاری حسب التجاء تمندار لنڈ بہ کمک آن اور تمن
گورچانی بارادہ غارتی روانہ ہوا اُس وقت گورچانی قریب درہ کہا
سکونت پذیر تھا ۔ تمن لنڈ اور مزاری شامل ہو کر تمن گورچانی پر
حملہ کیا۔ مسو خان بیٹا غلام محمد خان تمندار گورچانی مع پچاس نفر قتل
ہوا اور منجانب مزاری صرف پانچ جوان اور تمن لنڈ کی طرف سے چند
نفر قتل ہوئے خانہ تاراجی تمن گورچانی کرکے واپس آئے۔ جو کہ تمن
گورچانی کا زور اُس وقت مشہور تھا۔ بسبب لحاظ عوضہ مسو خان
تمندار لنڈان اپنے مسکنات سے کوچ کرکے بعلاقہ روجھان شامل تمن
مزاری امان طلب جاکر متمکن ہوا۔ بعد چند روز تمندار گورچانی علاقہ مزاری
بتاخت لاکر عوضہ کیا عندالمقابلہ ساٹھ جوان مزاری اور مسو خان
تمندار لنڈ مقتول ہوا گورچانی کی طرف سے بھی پچاس جوان مارے گئے۔
تمن گورچانی بعد غارتی مال مویشی بسیار واپس بمسکن خود معاون ہوا

پھر کرم خان برادر حقیقی تمندار مزاری بفراہمی لشکر تمن خود مردمان
پہلے گورچانی پر جو بمقام نسا ہوا اندرون پہاڑ سکونت رکھتے تھے تاخت
ہوا کہ گنہ خان مقدم لشاری مع اٹھارہ جوان لشاری کے مارا گیا پھر
اُس کے فیمابین صلح ہو گئی - اِس عرصہ میں تمن لغاری میں تفرقہ پڑ
گیا کہ رحیم خان پوتہ محمود خان تمندار لغاری نے محمود خان تمندار
کو نکال کر خود تمندار ہو گیا محمود خان مع محمد خان بیٹا خود یعنے باپ
جمال خان تمندار حال اور جلال خان چچہ تمندار بامید کمک کے پاس
تمندار مزاری آکر متوقف ہوا کہ تمندار مزاری بہ جمع آوری لشکر
رحیم خان پر تاخت لایا - عندالمقابلہ پچاس نفر تمن لغاری بجانب
رحیم خان مارے گئے - رحیم خان مذکور اُس وقت تمنداری سے بیزار ہو
کر بدستور محمود خان کو تمندار و سردار اقوام لغاری تسلیم کیا - ایک دفعہ ساتھ
نفر مزاری براہ کشتی آزو آب دریا قریب موضع جتوی ضلع مظفر گڑھ جا کر
مال مویشی غارت کیا مہیوال خان جتوئے تعاقب اُن کے روانہ ہو کر
مقابل ہوا مہیوال خان مذکور مع بیس جوان مارا گیا - ایک دفعہ بہرام
خان تمندار بھی بہ ہمراہی تمن خود علاقہ قلات پر لشکر کشی کری کہ بمقام
بھاگ ناڑی مال مویشی بہت مغروت کیا - واسطے عوضانہ اُن کی پسر گل محمد
خان بردہی رئیس بھاگ ناڑی کا لشکر جمع کر کے علاقہ روجھان پر تاخت
لایا - کہ نام بردہ مع للوعہ نفر ہمراہی قتل ہوا - پھر فیابین تمن بگٹی اور
مزاری کے جنگ شروع ہو چلی پہلے سردمان بگٹی دو نفر تمن مزاری کے
مار گئے - بعد اُس کے مزاری تمن بگٹی پر گھوڑہ لے گیا - عندالتعاقب بگٹی
خان مقدم مشوری بگٹی چچہ غلام حسین بگٹی مشوری جو نامبردہ یعنی غلام حسین

مذکور ۱۸۶۷ء میں قریب ہڑند عندالمقابلہ ہاتھ گورچانی سے مارا گیا۔ مع بیس جوان ہاتھ مزاری سے قتل ہوا اور دو نفر قوم مزاری سے بھی قتل ہوئے بعد چند روز پھر تمندار بگٹی کا مع مردمان تمن خود علاقہ روجھان پر تاخت لایا اور مال غارت کیا۔ دریہ خان مقدم تمن مزاری تعاقب کرکے جا ملا دریا خان مذکور معہ سولہ نفر مزاری مقتول ہوا اور مہیان خان مشوری باپ غلام حسین مذکور تمن بگٹی سے مارا گیا مال معزوتہ مردمان بگٹی مار لیگئے چند مدت فیمابین دو تمن کے تکرار رہا اخیر تمندار بگٹی تنگ آکر عورت مذکور تمندار مزاری کے پاس آئی تمندار مذکور منظور کرکے بعد عزت و آبرو عورت کو واپس بھیجا پانچ سال تک اس عنوان سے انجام رہا بعد ازاں پھر تکرار شروع ہوگیا کہ تمن کے لوگ خفیتاً ایک دوسرے تمن کے واردات شروع کردی۔ تمندار مزاری نے تمن بگٹی پر لشکر اُٹھایا بعد قتل دس جوان مویشی جمع کرلایا پھر لشکر بگٹی دکھیازی وشنبانی متفق ہوکر موضع بدلی کے قریب تمن مزاری کے اُوپر تاخت لایا تمن مزاری نے تعاقب ان کی میں جاکر مقابلہ کیا ساٹھ نفر منجانب مزاری کی ماری گئے مزاری نے شکست کھائی مال مویشی تمن بگٹی غارت کرکے لے گیا چند مدت فیمابین جنگ جدل رہی آخر تمندار بگٹی نے بھیرک خان و کہرام خان تمندار کہیازی ملتجی انجام ہوکر ناطہ نسبت بھتیجی گہرام خان تمندار کہیازی کا واسطے رشتہ داری تمندار مزاری کی دے کر صلح و انجام کیا۔ اس عرصہ میں بعلاقہ کوٹ مٹھن تا ڈیرہ غازیخان حکومت نوابصاحب والی بہاولپور کے تھے۔ کرم خان دریشک تمندار کسی سبب سے ناراض ہوکر پاس تمندار مزاری کے کوچ کر گیا۔ جو مزاری اس وقت بطور باغی رہتا تھا۔ اسی

سبب مردمان تمن مزاری اور دریشک نے بعلاقہ نوابصاحب سخت
بدکاری شروع کی تابحدیکہ اہالیان نواب صاحب بہادر تنگ آکر دابسی
تمندار کا بندوبست اور انجام کیا۔ مشہور رہے کہ باقی کچھ آبادی نالجات
علاقہ ہذا رہگئی تھی۔ اس اثناء میں جب تمن دیشک کا اہالیان نوابصاحب
سے انجام ہوگیا۔ تب تمن مزاری نے ہی علاقہ نواب صاحب کی واردات
بند کردی۔ جو کہ بحر خان تمندار ڈومکی تمن مگسی سے شکست کھا کر بجمعیت
تین سو ۳۰۰ جوان تمن کے پاس تمندار مزاری پناہ طلب آیا۔ تمن مزاری نے
حسب خاطر داری اُن کی بارتکاب واردات جو اس فن میں یہ تمن مشہور
تھا۔ تمندار بگٹی کو تنگ کرکے اخیر تمندار ڈومکی کا اس سے انجام کیا۔
تخمیناً سنہ ۱۲۲۰ھ ہوگا۔ کہ بعلاقہ ڈیرہ غازیخان مہاراجہ صاحب مہاراجہ
رنجیت سنگھ والی لاہور کے عملداری ہوئی کہ جنرل ونتورہ صاحب ناظم
ڈیرہ غازی خان کا تھا۔ فیروز خان تمندار دریشک ہاتھ سنگھان سے
تنگ ہوکر علاقہ روجھان میں مدد طلب آیا کہ اسی طرح کثرت واردات
سے دق کرکے تمندار دیشک کا انجام ہوا۔ مگر تمن مزاری سے کدورت
بڑھ گئی۔ کہ مزاری اس وقت سندھ کے تعلق تھا۔ علاقہ کوٹ مٹھن بلکہ خاص
کوٹ مٹھن کا مال مویشی وغیرہ غارت کرکے لے جاتا تھا۔ جب دیوان
ساون مل صوبہ ملتان کا ہوا یہ لشکر کثیر قریب سات ہزار سوار پیادہ
سرکار تمنات لغاری و گورچانی و دریشک و لنڈ کے جمع ہوکر بدل علاقہ
ہڑند میں تاخت لایا تمن مزاری بفراہمی تمن خود دور ایک جگہ بارادہ
مقابلہ جمع تھا۔ اخیر محمد خان تمندار لنڈان نے درمیان آکر انجام کیا۔ تمندار مزاری
نے مال مغروتہ واپس کردیا دیوان صاحب بعد انجام واپس تشریف

لے گئے۔ بلکہ محمد خان لشاری مقدم تمن گورچانی جو لبسبب بدی بدکاری تمن گورچانی سے باعث خوف دیوان موصوف تمن مزاری میں پناہ گزین تھا۔ اس کا بھی فیصلہ ہوا کہ دیوان موصوف نے اُسکی اُوپر جرمانہ مقرر کیا تمندار مزاری نے جرمانہ اُس بھی از خود ادا کر کے اُس کو اپنی مسکناتِ براماکن کرائے تھوڑے عرصہ تک تمن مزاری اُس انجام پر قائم رہا پھر بدے بدکاری علاقہ کوٹ مٹھن ایک دفعہ بجمع آوری سپاہ ماتحت علاقہ روجھان میں تاخت لایا پھر تمنداریان مزاریاں بہ تحمل تخمیناً دو سو سوار و پیادہ علاقہ کوٹ مٹھن پر تاخت لاکر خاص شہر کوٹ مٹھن کو محاصرہ کیا ۱۲ نفر سپاہی سنگھان ماری گئی کاردار خود روپوش ہو گیا مردمان مزاری بعد غارتی شہر کوٹ مٹھن واپس بمسکن خود پہونچے جب یہ حال دیوان ساون مل کو معلوم ہوا دیوان موصوف نے بخدمت مہاراجہ صاحب والی لاہور کے رپورٹ کی جس پر مہاراجہ کھڑک سنگھ صاحب اور دیوان ساون مل بمعہ فوج کثیر بارادہ غارتی اور سزا رسانی تمن مزاری کی اس علاقہ میں تشریف لائی۔ تمندار مزاریان اس حال سے مطلع ہو کر معہ جملہ اقوام تمن خود لبسبب لحاظ فوج شاہی خانہ بکوچ آ کر بعلاقہ سندھ چلی گئی۔ اس وقت ملک سندھ پر میر صاحب ٹالپور فرمان فرما تھی تمندار مزاری واسطے مقابلہ اور جنگ ساتھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بخدمت میر صاحب کی التجا کی۔ اگرچہ میر صاحب اول مستعد ہوئے اور تسلی دلاسہ بھی کرتی رہی لیکن آخر وہ مراد تمندار ورنہ آئی۔ مہاراجہ صاحب کھڑک سنگ اور دیوان ساون مل جب علاقہ روجھان میں آیا تمن مزاری پیشتر بھاگ گیا تھا۔ انہوں نے خاص روجھان میں ایک چھوٹا قلعہ جہان اب مکان تھانہ کا ہی بنوا کر ایک کاردار اپنا مقرر کیا اور علاقہ روجھان کو اپنی ملک

سے شامل کیا۔ تھوڑے عرصہ بعد مولوی نصیرالدین غازی ہندستانی
علاقہ قندہار سے پھرتا ہوا بجمعیت ایک ہزار سوار پیادہ دار علاقہ زوہ
ہوا تمندار مزاری مولوی مذکور کو حامی خود بنا کر علاقہ روجھان کو تاخت تاراج
شروع کیا مگر کاردار متعینہ قلعہ روجھان بسبب پناہ اس قلعہ کے بچ گیا
مردمان مزاری علاقہ روجھان کو مار تباہ کر کے واپس چلی گئی۔ کاردار نے
ملتان کو اس حال سے اطلاع دی صوبہ ملتان نے معرفت رحیم خان تمندار
لغاری کی سب تقصیرات گزشتہ تمن مزاری معاف کر کے یہ وعدہ کیا کہ
جس طرح میر صاحب سندھ کا ساتھ تمن مزاری کی بندوبست معافی اور تقرر کا
مقرر تھا۔ بموجب اسکی تمکو بھی منظور ہے۔ تمندار اپنے علاقہ میں آکر آباد
ہوا۔ اور رعیت ہماری بنی۔ تمندار مزاری یہ امر منظور کر کے اپنی علاقہ
میں آیا دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے وقت شرفیابی سلام کی اکہزار
روپیہ کی خلعت عطا کی تھوڑی روز بعد مہاراجہ صاحب بہادر والی
نے تمندار مذکور واسطے سلام طلب فرمایا حسب الحکم تمندار مذکور بمقام لاہور
واسطے شرف سلام مہاراجہ صاحب ممدوح گیا اور ایک گھوڑا عمدہ نذر کر
پیشگاہ مہاراجہ صاحب سی ایک جوڑے کڑا طلائی اور اکہزار روپیہ
نقد اور چند پارچات بطور خلعت کے تمندار کو اور جو پچاس سوار سا
تمندار مزاری کے تھے ان کو بھی بقدر انداز خلعت پارچات ریشمی عطا فرمائی
اور بعد بحالی معمولات سابقہ یعنے مجوز صوبہ ملتان بنام صوبہ ملتان فرمان ہمر
تحریر کر کے رخصت کیا جب روجھان میں پہونچا بہرام خان تمندار مزاری تقدیر
فوت ہو گیا دوست علی خان بیٹا ان کا تمندار ہوا پیشگاہ صوبہ ملتان

چند پارچات بطور خلعت مبارک باد ے دستار بندی کی عطا ہوئے
یہ سال تخمیناً ۱۲۵۰ھ ہوگا۔ اس تمندار کے وقت میں چند لڑائی مختلف
ہوئے تفصیل جس کے یہ ہے کہ جب اس سردار نے دستار باندھی تھوڑی
عرصہ بعد مردمان جھکرانی سکنائی علاقہ قلات بجمعیت ایک سو ساٹھ نفر
سوار بارادہ بدی علاقہ روجھان میں آئی۔ دوست علی خان تمندار نے
ہمراہی مردمان تمن خود تعاقب کیا۔ عندالمقابلہ للعے نفر مردمان جھکرانی مقتول
ہوئی اور مال مغرورۃ اُن سے مسترد کر لیا پھر مردمان تمن مزاری سات سو
سوار پیادہ جمع کر کے بمسکنات مردم جھکرانی کی گئے بعد قتل دس نفر مال
اُن کا بہت غارت کیا۔ پھر ایک دفعہ چند سواران مزاری جا کر از دست
دو نفر منجملہ ہمراہیان خود قتل کرائی اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ بعد اُس کے
دوست علی خان تمندار خود مع امام بخش خان بھائی خود بجمعیت بارہ
سو نفر سوار پیادہ اوپر مردمان جھکرانی تاخت لا کر کوٹ طاہر خاص
مسکن گاہ مردمان مذکورہ شہر لہڑی کے ہی غارت کیا جملہ اسباب مال
موضع مذکور لوٹ کر کے بعد مقتولی ۷ے نفر قوم جھکرانی واپس آئے
جو کہ علاقہ روجھان منجانب صوبہ ملتان ایک کاردار محرر وغیرہ چند
ملازمان تعینات رہا کرتے تھے۔ کاردار مذکور نے ساتھ مردمان تمن
مزاری کی ٹکر اور زیادتی شروع کی اور اُنہیں ایام میں ایک شخص مزاری
نے کسی شخص کو ساتھ عورت زد بسجالت بدفعلی دیکھ کر بموجب رسم بلوچی عورت
و مرد دونو کو قتل کیا۔ کاردار محرر مذکورین نے اُس قاتل کو گرفتار کرا کے نہایت
سختی اور خرابی کی۔ تمندار مزاری بنظر اس کی بسجالت بدفعلی قتل عورت و مرد کا بموجب
رسم قدیم خود جائز اور واجب تصور کرتی تھے۔ قاتل کو بے گناہ جان کر ارادہ مقتولی

کاروار اور محرر مذکورین کا درپیش کیا۔ کاروار تو کسی صورت خبر پاکر بھاگ گیا۔ محرر کو تمندار نے مار ڈالا بعد اُس کے تمندار مذکور بسبب لحاظ سرکار علاقہ مجاور سے مع جملہ متن خود کوچ کرکے اول پہاڑ میں پیچھے بعلاقہ سندھ جاکر قیام کیا۔ اور اکثر مرتکب بدی بدکاری علاقہ روجھان وغیرہ ہوتی رہے۔ اس عرصہ میں دیوان ساون مل صوبہ ملتان فوت ہوگیا دیوان مولراج بجائے باپ صوبہ ملتان کا بعد تسلی دلاسا تمندار مزاری کو طلب کیا۔ عند الشرف ہونے سلام تمندار مذکور کے یہ انجام ہوا۔ کہ آئندہ کوئی اہلکار سرکار بدون مصلحتی تمندار مزاری کے علاقہ روجھان میں مداخلت نہیں کرے گا۔ پھر متن مزاری بدستور علاقہ روجھان میں آباد ہونے لگا۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء میں سرکار انگریز نے منجانب مہاراجہ صاحب والی لاہور کی دیوان مولراج صوبہ ملتان پر بسبب نافرمانی کے لشکر کشی کری۔ بلکہ بتاریخ ۳۰ مارچ ۱۸۴۹ء بذریعہ اشتہار مجریہ جناب گورنر جنرل بہادر کشور ہند حکم شمول ملک پنجاب ساتھ ملک ہند سلطنت ملک انگریزی کے پکارا گیا۔ اُس عرصہ میں زیادہ تر بدنام متن مزاری کا تھا چنانچہ الفنس صاحب بہادر مورخ نے جو ابتداء میں تواریخ ہند کی تصنیف کی اوسمین درج کرتے ہیں کہ یہ متن مزاری کا مشہور رہزن اور غارت گر پار دریا اٹک برستہ دریا کے غارتی کرتا ہے۔ اور دیگر اقوام مسکونہ گرد و نواح پر اُس کی تعدی اور غارت گری کا عام چرچہ ہے۔ بخوبی ظاہر ہے کہ تا سال ۱۸۵۲ء اسی طرح اس متن کا حال غارت گری اور چوری علاقہ ہذا اور دیگر علاقجات باصلاع متصلہ میں جاکر بدی اور واردات کرنا رواج عام رہا اس عرصہ میں بمقام کوٹ مٹھن آسسٹنٹ سب ڈویژن ضلع ڈیرہ غازیخان مقرر ہوئی رفتہ رفتہ اُن لوگوں میں اصلاح عادات قدیمہ ہو چلا۔ اُس وقت جو لوگ رہزنی

ور چوری کرتے تھے۔ اب تک بھی تمن میں موجود اور اب بجائے چوری و
یماشی کی سرکار عالیہ کی سرحد میں خدمت بجا لاتی ہیں۔ واضح ہو کہ جس زمانہ
یں بمقام کوٹ مٹھن اسسٹنٹی مقرر ہوئی تمندار اس قوم کا دوست علی خان
ستور تھا۔ لیکن وہ پرانی زمانہ کا آدمی اور مزاج اوس کا بھی آرام طلب واسطے
حافظت قوم اور انتظام تمن کی منجانب سرکار امام بخش خان بھائی معشوقی اس
مقرر ہوا۔ جو یہ شخص اچھا عقلمند اور محنتی ہے جو فرق اور اصلاح اس قوم میں
ئی۔ اس کی طفیل سے یعنی جو لوگ اپنی قوم میں بدچلن اور چوری پیشہ دیکھی
سنی سرکار میں ماخوذ کر کے واسطے سزا رسانی کے بھیج دی۔ جب
س نے انتظام تمن خود اور خیر خواہی سرکار میں بصدق دل کمر
ندھی مقدمان تمن نے بھی اُس کام میں اس کو اچھی مدد دی ۱۸۵۷ء
ں جب غدر ہندوستان کا ہوا تھا۔ امام بخش خان اپنے واسطے جاتے
پنی قوم کے ہندوستان میں سرکار کی خدمت میں درخواست کی۔ لیکن اس
ر میں فوج سرکاری جو چھاؤنی بمقام اسمنی تعینات رہتی تھی ہندوستان
دی گئی اور واسطے حفاظت سرحد کے ایک فوج قوم بلوچی مقرر ہے
ں میں امام بخش خان رسالدار۔ جب یہ مقدمہ ہندوستان کا فیصلہ ہوا
رکار عالی نے براہ قدردانی۔ ایک خلعت تعدادی مبلغ دو ہزار روپیہ
م بخش خان اور بھائی اوس کے دوست علی خان تمندار کو عطا
ئی۔ تھوڑی عرصہ بعد دوست علیخان تمندار فوت ہوا شیر محمد خان
یا دوست علی خان متوفی موجود لیکن سوائے امام بخش خان کے انتظام
س تمن کا مشکل تھا بدستور انتظام تمن امام بخش خان کے اوپر رہا کہ اب
ب بحال ہی ۱۸۵۹ء میں امام بخش خان کو اختیار انزری بمسریت علاقہ

روجھان کا عطا ہوا تب سے کام متعلقہ اپنا بخوبی انجام دیتا ہی اور اس امر
ہیں جو اقوام مسوری و شنبانی و مری سرکار کے ملک میں بارادہ بڑی بڑی
آتی تھی۔ چند دفعہ امام بخش خان مع مردمان تمن بہ تعاقب اون کے جا
رہا چنانچہ اسی خدمت کے عوض ایک خلعت تعدادی ہزار روپیہ سرکار
سے عطا ہوا۔ اور اجازت حاضری دربار جناب نواب معلی القاب گورنر
جنرل بہادر کشور ہند بمقام اگدہ کے ملی۔ پرارسال ہے امام بخش خان
موصوف نے ساتھ بھیجے۔ گزن خان تمندار مری کے شادی کی اس
سبب سے اس کا اختیار اور مقدور اندر پہاڑ کے اب زیادہ بڑھ گیا
ہے۔ واضح رہے کہ جو قدر اس کو اختیار اور دستگاہ ہے۔ حتی الامکان
بموجب منشاء اور انتظام سرحد سرکار کے کار سرکار میں بخوبی کوشش
کرتا ہے۔ دیگر اقوام بلوچی پہاڑ نشین سی جو سرکار کی طرف سے انتظام اور
خیر خواہی میں مستعد ہوتی ہیں۔ اون کی مدد کرتا ہے اور اون کو دوست
جانتا ہے۔ ملکیت زمین۔ اس تمن کی اس طرح ہے۔ کہ جس طرح پہلے
دن اقوام نہڑ اور چاندیہ کو اس علاقہ سے یہ قوم بہ جبر نکال کر قابض ہوئی
جو زمین جس کی قبضہ اور تحت آگئی اس کا ملک تصور ہوا سردار کے
واسطے خاص کر زمینات اسی وقت علیحدہ مقرر کی گئیں۔ تمام پرگنہ
روجھان میں اکثر ملکیت اس قوم کی ہے اور کوئی غیر شخص قابض نہیں
جو مواضعات خاص ملکیت سردار کی ہیں۔ ان کو مزاری وغیرہ لوگ بطور
مزارع کاشت کرتے ہیں۔ تمندار محصول جنسی بٹائی کر لیتا ہے۔ اور عرصہ
سے یہ دستور رہا کہ جو بڑا بھائی دشار بند یعنی تمندار ہوا وہ منجملہ
پیداوار کی دو سہم اور باقی بھائی حقیقی اس کے ایک ایک سہم لیتی تھی

چنانچہ دوست علی خان کی عین حیات میں اسی طرح رہا یعنی دوستعلیخان
امام بخش خان رحیم خان لیتے تھے مگر واضح ہو یہ جو ایک سہم بڑا بھائی یعنی
دستار بند کو زیادہ ملتا تھا۔ عوض خرچ ڈیرہ داری کی جو کل خرچ
مہمانداری کا تمندار کے ذمہ ہوتا ہے۔ جب سے دوست علی خان فوت
ہوا اگرچہ دستار تمندار شیر محمد خان پسر اوس کے نے باندھی۔ لیکن انتظام
تمن اور انجام احکام و خدمت سرکار امام بخش خان پر تھا۔ خرچ ڈیرہ داری
اور مہمان نوازی امام بخش خان کو بھی کرنا پڑا۔ اس سبب سے جو ایک
سہم پیدا دار نائب سرداری عوض خرچ مہمانداری کی نکلتی تھی وہ نصفا
نصف ہوئی اب امام بخش شیر محمد خان رحیم خان لیتا ہی اور ڈیرہ
یک نیم سہم یک نیم سہم یک سہم
مہمان نوازی بھی دونوں کی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور جوڈن پھوڑ وغیرہ
خاص جبوب سرداری کی ہیں۔ وہ شیر محمد خان خود لیتا ہے۔ جب سے شیر محمد
خان کی شادی ساتھ لڑکی امام بخش خان کے ہوئی ہے۔ تب سے فیمابین
دونوں کی ظاہراً اچھا اتفاق اور اتحاد معلوم دیتا ہے یعنی شیر محمد خان اپنی
چچا کو چچا تسلیم کرتا ہے۔ یہ تمن اچھا خوش گذران اور مرفہ الحال ہے جب
سے نیت صاف کی اب اُن کو کچھ پرواہ نہیں۔ روٹی کپڑا اچھا ملتا ہے
اس تمن کا ہر قسم سے بہت ہے اور گذران اکثر زراعت کاری جو
کنارہ دریا سندھ کی طرف ربیع میں سیلا بہ زیادہ اور خریف کے موسم
بارانی اور رود کوہی سے پہاڑ کی طرف زراعت جوار باجرہ زیادہ ہوتی ہے
خبر ہے کہ جس قدر یہ تمن سب تمنات میں زیادہ خراب اور بدنام تھا اب
اسی قدر یہ تمن زیادہ آسودہ اور نیک نام ہے۔ امام بخش خان کا قبضہ اب

اس تمن پر بہت اچھا قائم ہو گیا ہے۔ لوگ تمن کی بخوبی اُس کی سیاست کو مانتی ہیں۔ اور بموجب مزاج اور نیت اس کی چلنی پر کوشش کرتے ہیں۔ تین مدرسہ اس تمن میں واسطے تعلیم علم مروجہ کی جاری ہیں۔ روحجان شاہوالی بدلی جس میں اوسط حاضری طلبار روحجان شاہوالی ملی کل ۵۰ طالب علم ہوگ

۳۵ ۱۰ ۱۵

اسی قوم کے لوگ جس قدر چوری میں کوشش کرتے تبھی اب تعلیم علم میں راغب ہیں۔ واضح ہو کہ پیشتر اس قوم کے لوگ عزضات مذہبی یعنی نمازو ایسے امور شرعی کا کچھ بھی رواج نہیں تھا۔ بجائے اس کے نشہ خواری بھنگ اور شراب کو بموجب رسم بلوچی جو پہاڑ نشینوں میں رائج ہے۔ استعما میں لاتے تھے۔ جب سے امام بخش خان کو صحبت اہلِ علم سے امورات مذہبی کی طرف رغبت اور امورات ممنوعہ سے ترک پیدا ہوئی۔ تمن کے لوگ بھی اب بقدر نصف نمازی اور روزہ دار ہو گئے ہیں۔ غرض کہ پیروی تمندار کی کرتی ہیں۔

نقشہ شجرہ نسب تمندار دریشکان

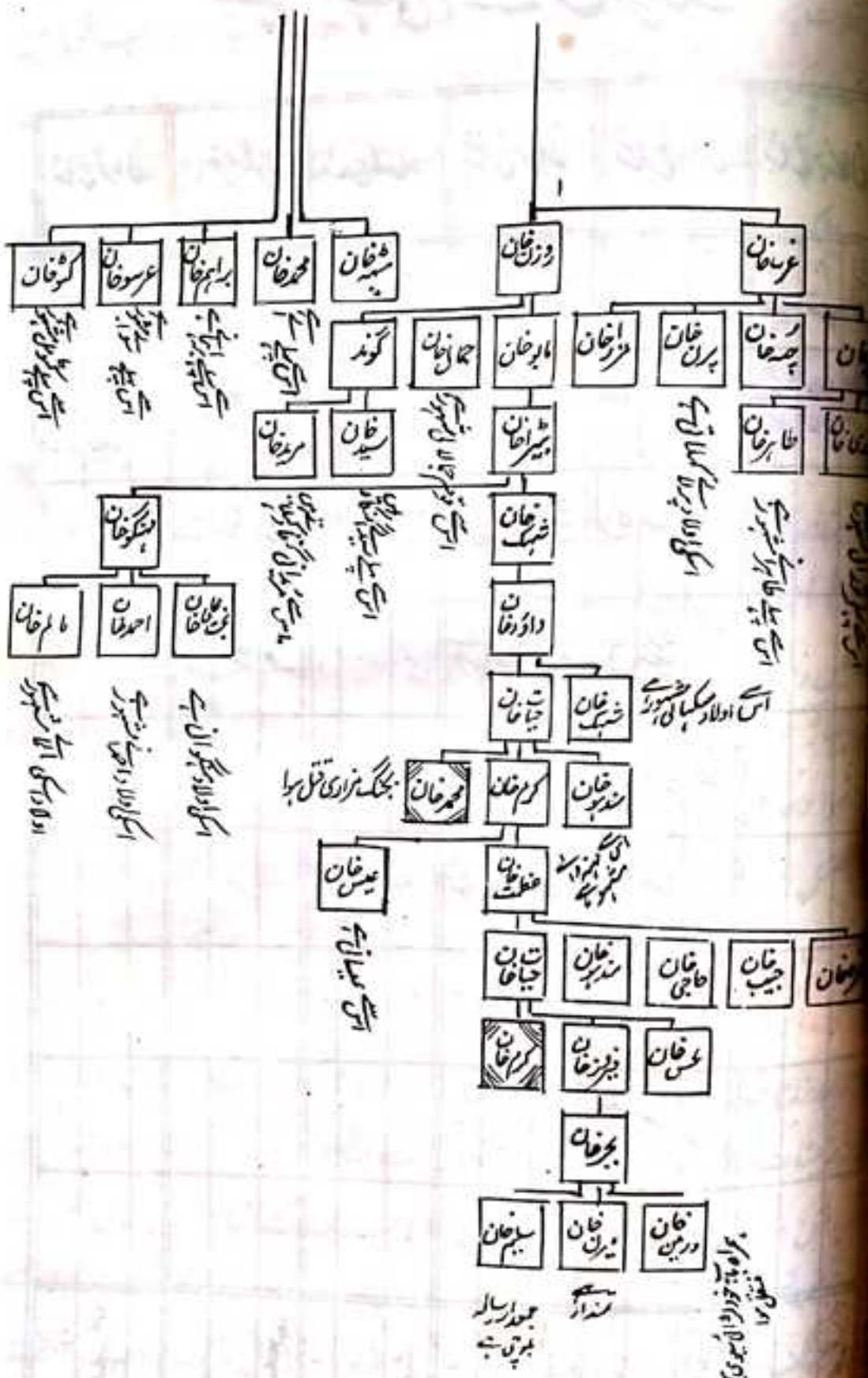
غزنی خان
روزن خان
شہباز خان
محمد خان
ابراہیم خان
عرسو خان
کشو خان
چندہ خان
پرن خان
مزرا خان
مابر خان
حمال خان
گوند
سلیمان
مرید خان
طاہر خان
پیر احمد خان
شہباز خان
داؤد خان
شہباز خان
حیات خان
سندھو خان
کرم خان
محمد خان
عیسیٰ خان
عظمت خان
ہنگو خان
نجف علی خان
احمد خان
عالم خان
حبیب خان
حاجی خان
سندھو خان
حیات خان
عیسیٰ خان
دیندر خان
کرم خان
بحر خان
درمین خان
نیران خان
سلیم خان

تفصیل پہلی ہائے تمن دریشک

شاخ گرمانی			شاخ جہنگوانی			شاخ گنداد			شاخ سرکانی			شاخ عربانی			شاخ جکا
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم
گرمانے خاص	قندار میرخان	۳۰	جہنگوانی	مقبل خان	۸۸	لیدانے	حیدر خان	۲۹۸	برہانے	ابراہیم خان	۲۵	عربانے	دلکھرخان	۳۰۰	جکانے	علم خان
جکانے	زرخان	۲۷۲	مالانے	بجرخان	۵۵	پہلانے	جلوہ خان	۳۸۰	محمدانی	میرخان	۵۹	بچہانی	لعلخان	۲۵		
مندوانے	مسکون خان	۶۱	احمدانے	شکرخان	۷۰				عرسانے	نورخان	۱۰۰ نفر	برہانے	ضاخان برن	۸۵		
عیسانے	چہر خان	۶۵							شہانے	خان محمد	۲۵	مرانانے	گلشیرخان	۵۸		
									کھوئی	محمد خان	۸۵	مردانے	فوجعلی	۷۰		
												پہلانے	شادو خان	۲۵		
												مرزانے	عیش خان	۶۵		
												نظرانے	حیدر خان	۲۵		
میزان																

احوال سرگزشت نحوی منکشف ہوتا ہے کہ جب امیر چاکر کل سردار بلوچی کا تخت قلات پر تھا۔ اُس وقت عزت خان تمندار قوم دریشک کا تھا جب فیما بین میر چاکر رند اور گہرام خان لاشاری کی جنگ ہوا اور بمدد بادشاہ ایران میر چاکر نے لاشاری کو مغلوب کیا عورات لشاری قید میں تھیں۔ تمن دریشک نے حفظ مراتب عورات مذکورہ بخوبی نیک نیتی سے محفوظ رکھا تب سے میر چاکر نے قوم دریشک کو تہگوین دریشک لقب دیا۔ (تہگوین) لفظ بلوچ کی ہے۔ معنی اس کا طلا یعنے سونا ہے۔

جب امیر چاکر بمدد ہمایوں بادشاہ ہندوستان کو گیا۔ عزت خان تمندار دریشک ہمراہ اُس کے گیا تھا۔ بمقام ست گدہ شامل امیر چاکر کے رہا اور وہاں ہی فوت ہوا۔ محمد خان بیٹا اُس کا بمعہ قوم خود اس ملک میں واپس آیا۔ جنیا جیا اور اقوام بلوچی اوپر پہاڑ متوقف تھے یہ بھی بمقام پہاڑ خواص کے مسکن گزین ہوا۔ اور وہاں بتقدیر الٰہی بیڑا خان بیٹا انکا تمندار ہوا وہ بھی بمقام کوہ سرد فوت ہوا اس عرصہ میں گزران اس تمن کی بہ شکل اور اقوام بلوچی مال داری اور چوری و غارتگری پر تھے۔ بجائے بیڑا خان۔ وزن خان تمندار تھا بہ زمانہ سنہ ۹۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۸۰ء کے ہو گا۔ اُس وقت مردم ہنڑ علاقہ ہذا میں منجانب بادشاہ دہلی بطور صوبدار تھے۔ وزن خان قوم ہنڑ سے اتفاق اور انجام کر کے نیچے زمین پر اُترا کہ چند زمینات دامن پہاڑ کی طرف متعلقہ اسنے وغیرہ مردم ہنڑ نے معاف دیکر تمن دریشک کو واسطہ حفاظت و مدد سرحد کے قیام کرایا۔ اس عرصہ میں تمن مزاری بہ نیچے اترا ہوا تھا۔ پہلے سے اس قوم کا تمن مزاری سے جنگ شروع ہوئی کہ مفصل حال کشت خون و لڑائی ایک دوسرے کا حالات

تمن مزاری میں درج کیا گیا ہے۔ فی الصدق مردم دریشک نے برخلاف
رسم بلوچی دو عورت کو چنانچہ ایک مادر وثانے عورت تمندار مزا
کو قتل کیا لیکن کہتے ہیں عمداً نہیں غلطی سے ہوا۔ ایسی عوضہ میں مزاری نے بھی ایک
عورت لشکر خان مقدم دریشک کو جس دن کوٹلہ نصیر پر تاخت لا
بختیار خان مقدم قتل کیا مارے گئے تھے۔ بعد روزن خان کے شہک خا
تمندار ہوا لڑائی مزاری میں مارا گیا۔ بجائے اس کے داؤد خان نے د
باندھی۔ اس زمانہ میں تمن جسکانی ایک علیحدہ تمن بنا ہوا پہاڑ پر اوپر ر
سوری سکونت رکھتا تھا۔ تمندار دریشک و پر تمن جسکانی کے تاخت لا
چنانچہ حاصیل خان تمندار جسکانی معہ ماعد نفر مردمان جسکانی مارا گیا او
مال مویشی بہت تمن جسکانی کا مردم دریشک غارت کر لائے۔ اسی دن سے
تمن جسکانی متفرق ہو کر اور تمنات بلوچی میں شامل ہو گیا۔ چنانچہ ایک
شاخ یعنی پہلی اس کی اب تک تمن دریشک میں شامل ہے رتبہ
پھر اکٹھا نہیں ہو سکا۔ سنہ ۱۱۲۲ ہجری مطابق ۱۷۱۰ء میں داؤد خان فو
ہو گیا۔ بیٹا اس کا حیات خان تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت تمن
حسنے سے جو بمقام نساہو اندرون پہاڑ سکونت رکھتا تھا۔ جنگ شر
رہا۔ چند دفعہ ایک دوسرے پر لشکر کشی کری اگرچہ صادق خان تمند
حسنی لشکر براوی والے قلات سے معہ تین سو نفر کے قتل ہوا تب سے
تمن حسنی برباد ہو گیا۔ لیکن تمن دریشک نے بھی اس کو بہت دفعہ تاخت
تاراج اور قتل کیا۔ پھر بوقت اس تمندار کے نواب محمود خان گوجر نواب
ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ نواب موصوف نے احمد خان بزدار ساکن سکھانوالہ
کو جو یہ قوم بزدار سے بلوچ ہیں کہ جن کی اولاد سے اب نور محمد خانصاحب

ظم بہاولپور کی ہیں اور مفصل حال اس قوم کا اعلیحدہ درج کیا گیا ہے
نواب محمود خان نے کسی سبب پھانسی دیدیا خان خان بیٹا اُن کا واسطہ
عوضہ باب خود تمندار دریشک سے مدد طلب اور ملتجی ہوا کہ تمندار مذکور
بمدد خان محمد خان بمعہ چند لوگ اقوام خود جاکر نور محمد خان بھائی نواب
محمود خان گوجر کو قتل کیا۔ جو کہ حیات خان تمندار کے دو بیٹے تھے محمد خان
کرم خان جب فیمابین تمن مزاری اور گورچانی کے جنگ تھا۔ محمد خان
ہاتھ تمن مزاری سے قتل ہوا کہ حال اُس کا پیشتر درج ہو چکا ہے۔ باقی
کرم خان تھا۔ جب حیات خان تقدیراً فوت ہوا۔

کرم خان نے دستار تمنداری کے باندھی اس تمندار کیوقت میں کچھ نامور
جنگ نہیں ہوئی۔ جو درج کی جاوے سنہ ۱۱۲۷ھ مطابق سنہ ۱۷۱۵ء میں کرم خان
فوت ہوا عظمت خان بیٹا اُس کا تمندار بنا اس عرصہ میں علاقہ ڈیرہ غازیخان
تعلق بادشاہی خراسان کے تھا۔ اقوام بلوچستان نے بالکل ملک میں بدانتظامی
اور خلل ڈالا ہوا تھا۔ آبادی ملک دامان اور نالجات برباد کر دیئے
تھے۔ بنظر بدمعاشی تمن دریشک کے کمن خان افسر فوج مرسلہ نواب
ڈیرہ غازیخان واسطہ سزا رسانی مردمان تمن دریشک کے معہ فوج
واجبی طرف آسنی مسکن تمندار دریشک کے آیا۔ اور خاص اُسنی کو محاصرہ
کیا تمن دریشک بہے متفق ہوکر باہر میدان میں قریب اُسنی کے
بجنگ پیش آیا چنانچہ کمن خان مذکور نے شکست کھائی مالک نفر سپاہی
افسر مذکور میدان جنگ میں مارے گئے۔ کمن خان خود مفرور ہوا دس ضرب
زنبورچہ دو سس اربیل مردمان دریشک نے جائے جنگ پر قابو کر لئے
کہ اب تک نزد تمندار دریشک موجود ہیں۔ بعد چندے ناظم ڈیرہ

غازیخان سے انجام ہوا حفاظت مواضعات ذیل راجن پور خانپور
محمد پور دیوان والہ جلال پور رسول پور غوث پور شاہ پور دیناپور
بذمہ عظمت خان مذکور کے تجویز ہو کر بیسواں حصہ پیداوار محصول
سے اور زکوٰۃ بحق تمندار بطور مقدمی کے بخش ہوئی سنہ ۱۲۰۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۷۸۸ء عظمت خان مر گیا۔ حیات خان بیٹا اس کا تمندار
ہوا۔ اس عرصہ میں محمد رحیم خان بیٹا میر نصیر خان والی قلات کا میر
مصطفےٰ خان بھائی اپنے کو بہ تکرار حکومت بطور خانہ جنگی قتل کر کے
واسطہ تسلّط اور قیام حکومت خود بعلاقہ داجل ہڑند اس طرف آیا
حیات خان دریشک معہ مردمان تمن خود ہمراہ لشکر محمد رحیم خان ہو کر
علاقہ داجل ہڑند پر تاخت کیا۔ جو اس وقت علاقہ داجل ہڑند پر اس
زمانہ میں حیدر خان منجانب والی قلات کے داجل میں کاردار بطور ناظم
کے رہتا تھا۔ ساتھ محمد رحیم خان مستعد مقابلہ ہو کر صف جنگ ہوئی حیدر خان
مذکور مغرور ہو گیا اور سو نفر منجانب ناظم مذکور کے میدان جنگ میں مارے
گئے۔ محمد رحیم خان بعد مکالمے اُن کے علاقہ داجل ہڑند پر قابض و متصرف
ہوا۔ بعد اس کے اس تمندار کیو قت میں تمن بگٹی سے جنگ ہوا کہ مردمان
بگٹی پہلے موضع اسنی پر تاخت لا کر مال مویشی تمن دریشک غارت کی
تمندار دریشک مطلع ہو کر بمع مردمان تمن خود تعاقب کو گیا عند المقابلہ
مدعے نفر منجملہ تمن دریشک سے مارے گئے مال بگٹی بزور تلوار خود لے
گیا بعوضہ ان تمندار دریشک تین دفعہ تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ ایک دفعہ
للمدعے نفر منجملہ تمن بگٹی کے قتل کر آیا۔ اور مال مویشی بہت تمن بگٹی
کا جی کیا عرصہ تک۔ فیما بین دونو تمن کے جنگ رہی چنانچہ تمن بگٹی سے

حال ظاہر ہوگا۔ بعد اُس کے عورت بیبرک خان تمندار بگٹی کے بطور میلا یعنی ستہ پاس حیات خان تمندار دریشک کے آئے اُسی دن سے فیمابین دوز تمن کے انجام ہوا اور کہتے ہیں کہ تمندار دریشک نے ازرست اُس مائی کو ایک ہزار روپیہ کی زیورات دیکر معہ عزت اور تعظیم کے واپس بخانہ خود بھیجدیا۔ اور اسی عرصہ میں نواب غیاث الدین وزیر سلطنت دہلی جو حج کو جاتا تھا چھ ماہ کامل مہمان طریق اسنی میں پاس تمندار مذکور کے متمکن رہا۔ سنہ ۱۲۱۹ھ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء حیات خان تمندار دریشک فوت ہوا کرم خان بیٹا ان کا تمندار تھا اس عرصہ میں فیمابین تمن گورچانی اور دریشک خصومت پیدا ہوگئی کہ پہلے تمندار دریشک لشکر بنا کر مسمی صادق خان جسکانی چچا علی محمد مقام پہلی جسکانی کو مار گیا پھر تمندار دریشک واسطہ عوضہ کے لشکر کشی کرکے سات سوار و انراور چار نفر تمن گورچانی سے قتل کیا۔ جس پر حلب خان بیٹا تمندار گورچانی واسطہ عوضہ کے کوٹلہ عین پر تاخت لایا دو۔ جوان تمن دریشک سے کام آئے گئے۔ مردمان دریشک جمع ہوکر تعاقب کیا لعل خان باگڑوالہ مقدم گورچانے اور میر خان مستانہ باب ہورن لشاری پہلی گورچانی سمیت تیس ۳۰ نفر تمن گورچانی کے قتل ہوا۔

سنہ ۱۲۳۷ھ مطابق سنہ ۱۸۲۲ء میں کرم خان فوت ہوگیا۔ جو کہ یہ تمندار لاولد تھا۔ دستار تمنداری کی فیروز خان بیٹا مندہو خان عمو زادہ کرم خان متوفی نے باندھی ایک وقت دیوان ساون مل صوبہ ملتان کا تھا لاکہ خان مزاری علاقہ ہڑند میں جو اس وقت علاقہ ہڑند بہے موصوف کے تحت میں تھا۔ تاخت لاکر اس نے میں نزد تمندار

دریشک پناہ گزین ہوا تمندار دریشک سے جو دیوان موصوف نے بازو
لاکھ خان طلب کیا۔ تو بنظر لاج یعنے شرم اپنی تنڈہ کی جو یہ رسم بلوچی
قدیمانہ چلی آتی ہے۔ بازو لاکہہ خان کا نہ دیا۔ اس قصور میں سات سو
روپیہ جرمانہ دیوان موصوف نے تمندار دریشک پر کیا۔
کہ تمندار مذکور نے ادا کر دیا لاکہہ خان کو سلامتاً تمن مزاری
مسکن گاہ میں پہونچایا
تخمیناً ۱۲۵۴ھ ہے مطابق ۱۸۲۷ء بلوچان بگٹی اور جکرانی کو تمن
شاہ علاقہ کوٹ مٹھن سے گلہ شتران مار کر لیجاتے تھے۔ تمندار دریشک
بہ مردمان تمن خود تعاقب ان کے گیا اور اوپر درہ سوری فیما بین مقابلہ
ہوا۔ فیروز خان تمندار معہ یار محمد بھتیجا اور حاصیل خان مقدم کے مارا
گیا۔ بجر خان بیٹا اُس کا تمندار ہوا۔ بعوضہ باپ خود دو تین دفعہ بگٹی
اور بلیدی و جکرانی پر تاخت کر کے تیس نفر قوم بلیدی اور پچیس نفر قوم بگٹی
سے قتل کئے۔ اور دوست علیخان و امام بخش خاں تمندار مزاری
جکرانی کے تاخت لاکر کوٹ طاہر کو غارت کیا اس وقت بجر خان
تمندار دریشک بھی بمعہ مردمان تمن خود ہمراہ تمندار مزاری کے تھا۔
بعد ازیں ایک دفعہ مردمان مری۔ بہمراہی علی شیر مشوری موضع عاقلہ
میں تاخت لاکر ماہ مہارا روانہ غارت کیا۔ چوہڑ خان و سارنگ خان مقدمان قوم
عیسانی دریشک مسکونہ کوماعین معہ لواحقان و مردمان پہلی خود تعاقب
کیا قریب شاہپور موقوعہ کنارہ نالہ دہندی مقابلہ ہوا ہونک خان
مری لوہارانی کو زندہ گرفتار کیا۔ چوہڑ خان و سارنگ خان اُسی دن
ہاتھ مفسدان سے زخمی ہوئے کہ ہاتھ سارنگ خان اب تک ندارد

ہوئے۔ ہوتک خان مذکور کو پھر کرم خان مقدم اُن کا رہا کرا گیا۔ جب ۱۸۴۷ء
میں سرکار انگریزی نے مولراج صوبہ ملتان کے اوپر منجانب مہاراجہ صاحب
والی لاہور کے لشکر کشی کیا۔ بخش خان چچا بجر خان تمندار دریشک
مع چند سواران تمن خود حاضر خدمت سرکار کے رہا ۱۸۴۹ء میں جب سرکار
نے اس علاقہ کو اپنی دارالسلطنت ہند سے شامل کیا ۱۸۵۰ء ۱۸۵۱ء میں
مقام اسنی بمسکن تمندار دریشک کے جو سرحد پہاڑ واقعہ ہے ایک چھاؤنی
فوج جنگی واسطہ انسداد واردات مردمان پہاڑی کے مقرر کیا جو اُس
وقت دو رجمنٹ اور ایک پلٹن سالم بمقام اسنی و دیگر پوسٹ ہائے
متعلقہ پر تعینات رہتی تھی ۱۸۵۷ء میں جب غدر ہندوستان کا ہوا فوج
سرکاری بنظر ضرورت بہ طرف ہندوستان کے بھیجی گئی۔ واسطہ حفاظت
سرحد کے بلوچی فوج بھرتی ہوئی جس میں ایک رسالہ تمن دریشک کا تھا
اُس میں بجر خان تمندار دریشک رسالدار بنایا گیا حفاظت سرحد
بعہدہ سوری سے چاچڑ تک ذمہ بجر خان تمندار کے تھے۔ اس عرصہ
میں مردمان تمن مری بانگیخت گہرام خان کھیازی شیناتی بقدر میں چہار
سو سوار پیادہ لشکر جمع کرکے بیچ سرحد سرکار درمیان سرحد درگری و
تھور تاخت لائے مال مویشی رعایا سرکار غارت کرکے لیجاتے تھے
کہ بجر خان تمندار دریشک پیشتر بمعہ پچاس ساٹھ سوار تمن خود قریب
درہ حیتر کے اوپر دامن پہاڑ واسطہ گشت اور حفاظت مال پھرتا تھا
جب یہ خبر معلوم ہوئی ایک سوار واسطہ اطلاع دہی مردمان تمن خود
طرف اسنی بھیج کر خود معہ سواران موجودہ طرف موقعہ واردات و تعاقب
مفسدان روانہ ہوا اس اثناء میں جہانخان گورچانی جمعدار رسالہ

بلوچی متعینہ پوست درگڑھی اور موسی خان لغاری جمعدار فوج کٹ
اور شیخ محبوب علی تھانہ دار داجل باستماع حال واردات ہمراہ تعاقب
مجرماں کے جاتے تھے۔ جوان تبنو کے ساتھ تخمیناً ڈیڑھ سو یا دو سو
مسلحہ سوار پیادہ ہوں گے۔ بحر خان تمندار دریشک ہی ان کی شامل
گیا قریب درہ بہگاڑی کے تعاقب کنندگان مفسدان مری کو جا ملے
تمندار دریشک بمع دریہیں خان پسر خود جو اس وقت تخمیناً اٹھارہ سال
کا تھا مع مردمان تمن خود بمقابلہ مفسدان مذکورہ کے اُتر پڑا باقی لوگ
یعنی جہانجان گورچانے و موسی خان لغاری و محبوب علی تھانہ دار
بغور دیدن کثرت مفسدان بھاگ گئے۔ عند المقابلہ تمندار دریشک خود
اور دریہیں خان بیٹا اس کا بمع چالیس نفر دریشک کے بمقام جنگ گاہ
قتل ہوا۔ مردمان مری بہت زیادہ تھے۔ تمندار دریشک کو قتل کرکے
کچھ مال مویشی بسبب جلدی چھوڑ دیا اکثر ساتھ لے گئے۔ میر نخان تمندار
حال اگرچہ اس وقت کم سن تھا۔ لیکن بنظر خدمت گزاری اپنے
باپ کے سرکار نے دستار تمنداری اس کو بندھوائی اور ایک ہزار
کی خلعت دیگر عہدہ رسالداری بجائے باپ خود اس کے نام پر بحال
رکھا۔ بجائے مقتولین رشتہ دار ان کے ملازم رکھے گئے۔ تخمیناً دو
برس بعد اس واردات کے رسالہ جات بلوچی بحال رہی پیچھے تخفیف
ہو گئی۔ سرکار سے بوجہ خدمت گزاری بحر خان تمندار مرحوم بحق میر نخان
تمندار حال ہزار روپیہ سالیانہ پنشن تجویز ہوئی کہ اب تک بدستور
ہے ۱۸۶۰ء میں بمقام سیالکوٹ جب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر
کشور ہند نے جلسہ فرمایا میر نخان تمندار دریشک مشرف سلام ہوا کہ

کو خلعت، پانچسو روپیہ اور ایک تلوار عطا ہوئی ۱۸۶۶ء میں میر خان
کو اختیار آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم کا سرکار سے عطا ہوا۔ اب تھوڑے
روز سے اُسنے تمن مری خاص پہلی گزنی برادری گزخان تمندار مری میں شادی
اپنے اور بھائی اپنے سلیم خان کے کردی ہے۔ تمن دریشک اکثر طرف
مواضعات سندھ متصلہ دریا سندھ کی رہائش رکھتا ہے اور زیادہ متفرق
ہو گیا ہے۔ سندھ نشین میں بہ نسبت پچاہد نشین کے عادات و رسمیات بلوچی
میں فی الجملہ تفاوت آگیا ہے اور وہ لوگ زیادہ آسودہ آرام طلب ہیں۔ بلوچ
قبیلوں میں یہ قوم دریشک جس میں زیادہ تر خاص پہلی کرمانی تلوار کے
جنگ میں مشہور بہادر ہے اور جو خدمت اور حق نمک سرکار کی بجر خان تمندار
دریشک مرحوم نے ادا کی ہے۔ یقین ہے کہ سرکار کو بخوبی یاد رہے گا۔
کل اقوام بلوچی کا اعتبار و اقتدار بجر خان سے تصور کرنا چاہیے۔

شجرہ نسب تمندار گورچانی

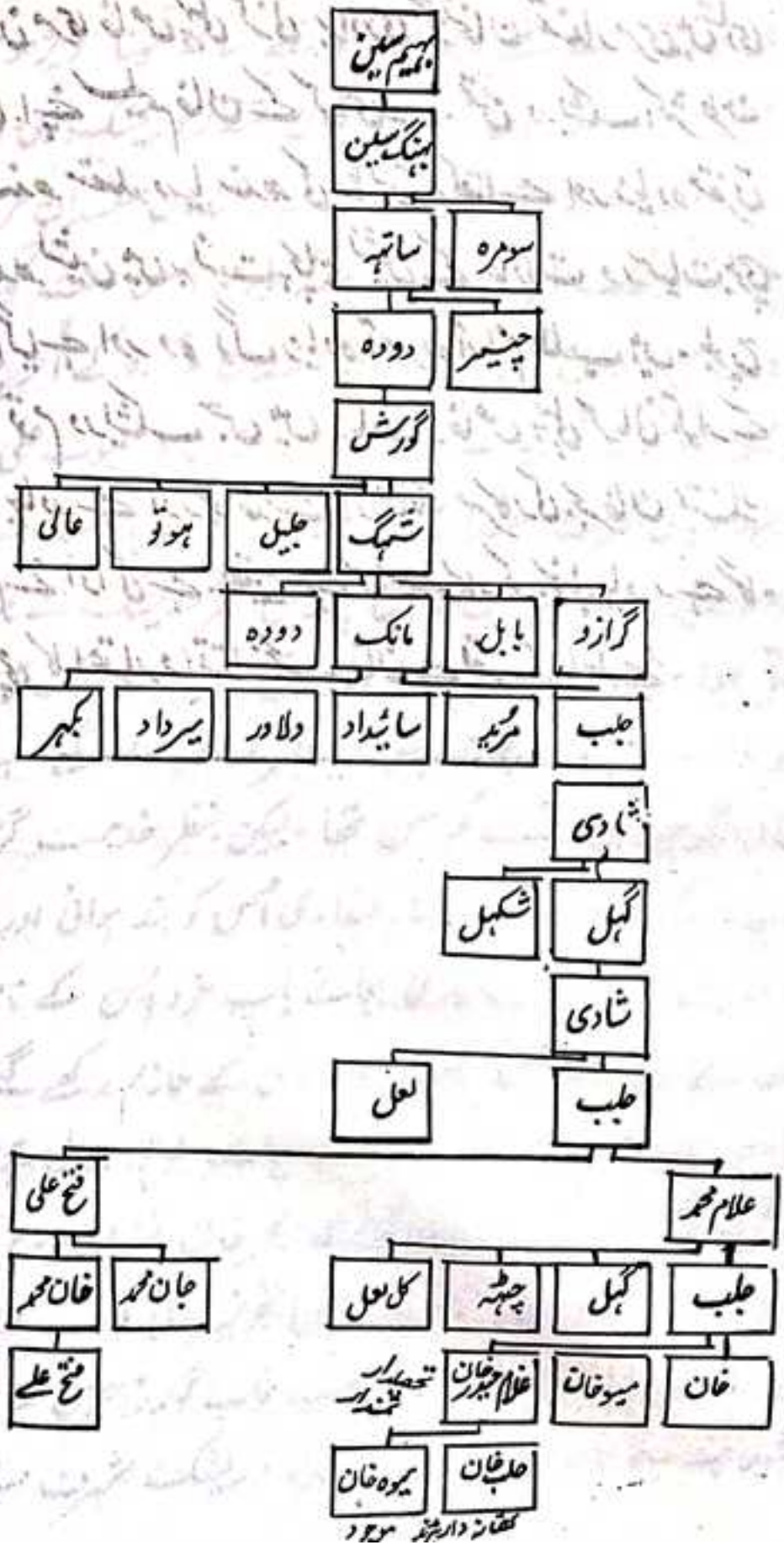

تفصیل پہلے ہائی تمن گورچانی

شاخ اشکانی			شاخ لشاری			پتافی			جسکانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
جلبانی	غلام حسین خان کنڈار	۱۰	جلالانی	خیرالدین خان ذوالفقار خان	۲۰	چارراے	سیدخان	۲۰	وردانے	سندرخان	۲۰
کھیسانی	علی محمد	۳۰	بدلانے	ہمایوں خان	۲۰	ہرتانے	سنجوخان	۳۵	فتیانے	پیروخان	۲۰
[illegible]انی	سرخان	۳۰	گرگانی	سوئخان	۳۰	قاعلانی	بجرخان	۲۰	گنگھانی	حبیب خان	۲۰
[illegible]نی	حاصل خان	۲۰	بنگلانی	شیک خان	۳۰	براہمانے	کاخان	۲۰	بنگوانی	جیوخان	۲۰
[illegible]انے	قیصرخان	۲۰	خبرانے	بجرخان	۳۰	مستانے	بدھوخان	۲۰	وشاداتے	بجرخان	۲۰
[illegible]انے	پہلوخان	۵۰	گھوڑاتے	[illegible]خان	۳۰	جوانگانے	شکل قلی	۲۰	کرانی	شاہرخان	۳۰
[illegible]نے	مشیخان	۲۰	سوہدانے	چوہدخان	۳۰	سرموانے	غلامی	۳۰	۰	۰	۰
[illegible]انی	درسیں خان	۲۰	گشکوریے	بخشہ	۲۰	تہلی رانے	سارنگ خان	۲۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	نہالانے	رامن خان	۱۵	جنگانے	فتیانخان	۵	۰	۰	۰
۰	۰	۰	ترکلانی	کپ خان	۱۵	کوچرچانے	کل محمد	۳۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	گھول	کاموخان	۱۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	سنڈلانے	زبیرخان	۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	پرہلانے	البرہان خان	۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	شالوانے	بگھہ خان	۵۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	خعدوانے	داؤد	۱۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ممدان	۰	۲۸۰	۰	۰	۲۲۰	۰	۰	۲۴۰	۰	۰	۲۰

درکانی			ہوتوانی			خیلانی			بازگیر		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
ہنگانی	مٹھا خان	عدد ۲۰	لانگہانے	جانن	۶۰	باکرانے	باکر خان	للف ۲۰	سوانے	میر خان	عدد ۳۰
سوداے	نورا خان	للف ۲۰	مالیانے	علی خان	۶۰	بہادرانے	میر دوست	للف ۲۰	پیردانے	جلو	للف ۲۰
زہرانے	محمد خان	للف ۲۰	چھپانے	پنجہ	للف ۲۰	گورشانے	کورہ	للف ۲۰	دلیلانے	جمال	عدد ۳۰
میلوہڑ	میر دوست	عدد ۲۰	مالکانے	میوہ	للف ۲۰	۰	۰	۰	براہمانے	الہداد	عدد ۳۰
کھیانے	جلب خان	عدد ۲۰	قاسمانے	کریمداد	عدد ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
زیئرانے	شیر خان	للف ۲۰	مالکانے	بہرام	عدد ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ایرے	موسیٰ خان	للف ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
گندہ گورچ	میسو خان	اعدد ۱۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ابامانے	یارہ	عدد ۶۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
عمرانے	شاہی	عدد ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
چنڈانے	بہرام	عدد ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
الکانے	سونہ	عدد ۸۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
کھری	مہر علے	للف ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
بہلانے	میر دوست	عدد ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
پہرکانے	علگ	للف ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
پناہ خار	السعودی گرگ	للف ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
مسلانے	بورہ	عدد ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان	۰		۸۰ مرد	۰	۰	۲۶۰ مرد		۱۲۰ عدد	۰	۰	۱۳۰ مرد

چانگ			شہرانی			بہلوانی		
نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفر
[illegible]رانے	سلیمن	۳۰	ہاریانے	زرزیل	۵۰	دوہانے	خانو	۲۰
[illegible]انے	علو	۲۰	میرکانی	میران خان	۲۰	لاملنے	بنگل	۱۵
[illegible]ال	جال	۳۰	وسانے	سرخان	۲۰	مسانانے	مستاق	۱۵
[illegible]یانے	الہداد	۳۰	سلولنے	لجانے	۲۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
[illegible]	۰	۱۲۰	۰	۰	۱۱۰	۰	۰	۵۰

صورت حال تمن گورچانی یہ کہ تمندار گورچانی سلسلہ خاندان اپنا راجہ
بہیم سین سے بیان کرتا ہے۔ کہ یہ راجہ حیدرآباد سندھ میں جو اس زمانہ حیدرآباد
بنام نیرن کوٹ کے مشہور تھا۔ حکم فرما تھے بعد راجہ بہیم سین کے راجہ
بہونگ سین بیٹا اس کا ہوا۔ ازروئے دریافت تصدیق ہوتا ہے۔ کہ
منگر بہیم علاقہ حیدرآباد میں سمادہ راجہ بہیم سین کا موجود اور اب تک اس
سمادہ پر میلہ ہوتا ہے۔ اور ہندو لوگ اس کو متبرک سمجھتے ہیں۔ لیکن
یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بہیم سین وہی راجہ ہے۔ جو پانچ پانڈوں میں سے
کیونکہ وہ بعلاقہ ہندوستان قریب دہلی سفنا پور متہرا کے نزدیک ہوئے
ہیں۔ اور خصوص ایک پشت میں پانڈوں کا راج ایسا سست نہیں
گیا تھا۔ نیرن کوٹ سے مراد نارائن کوٹ ہے یہ نام ہندو راج پر نسبت
رکھتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ حیدرآباد کا نام پہلے نارائن کوٹ ہے۔ یہ نام
ہندو راج پر نسبت رکھتا ہے اور مشہور ہے کہ حیدرآباد کا نام پہلے نارائن
کوٹ تھا۔ اس سے یقین ہوتا ہے۔ کہ بہیم سین کوئی راجہ مارواڑ کے
راجوں سے ہوگا۔ جو یہ رائج قدیم الایام سے چلا آیا۔ جب بہونگ سین
راج پر تھا۔ لشکر دارالخلافت عرب باراوہ تسخیر ملک راجہ مذکور کے
آیا مشہور ہے کہ یہ لشکر چاچڑان علاقہ ریاست بہاول پور میں اوچ
کنارہ دریا سندھ کے واقعہ ہیں آیا تھا اس زمانہ میں علاقہ ریاست بہاول پور
درڑاور کے ساتھ راجہ مارواڑ کے تحت میں تھا۔ فیمابین راجہ بہونگ سین اور
لشکر دارالخلافت عرب کے مقابلہ ہوا۔ بنظر کثرت لشکر عرب کے راجہ مذکور
مغلوب ہو کر اطاعت اختیار کر لی۔ خلیفہ یعنی امیر لشکر مذکور نے راجہ
موصوف کو مع جملہ خاندان اُن کے اور نیز اکثر رعایا کو بزور مسلمان کیا اور

مقرر کرنے مبلغ دو لاکھ روپیہ سالیانہ ملک بدستور راجہ مذکور پر مسلط
گا۔ ظاہر ہوگا کہ پیشتر اس زمانہ سے اس ملک ہندوستان میں بالکل
ہندو راج تھا اور دین اسلام کے رہا پیش چندآن نہیں تھی۔ جب خلیفہ
دارالخلافت عرب مع لشکر عظیم اس ملک میں آیا اور ہندوستان تک اس
نے اپنی دارالخلافت عرب سے شامل کیا یہ زمانہ خلیفہ ولید ابن عبدالمالک تھا
۷۰ھ میں محمد ابن قاسم برادر زادہ حجاج ابن یوسف تصیفے حاکم بصرہ
بیس برس چھ ہزار آدمی لے کر سندھ پر آیا تب سے دین اسلام
اس ملک میں پھیل چلا۔ اُس راجہ بھونگ سین کے خاندان میں ساتھ اور
سومرہ دو بھائی تھے۔ ساتھ بڑا بھائی مسلط رہا اُس کے دو بیٹے ہوئے
دوہ چنیسر بعد فوتیدگی ساتھ کہ دودہ اول بیٹا مسند نشین ہوا۔ اس عرصہ
میں خراسان کا بادشاہ علیحدہ پیدا ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ اسماعیل سامانی
ماوراء النہر و خراسان کا صوبہ تھا ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء میں جب ہارون رشید
پنجواں خلیفہ خلفاء عباسیہ کے بعد مامون ابن ہارون رشید نے راجپوتوں سے
حکومت کھائی۔ اس وقت سے طاقت خلفاء بغداد کے کمتی ہوگئی تھی تب اکثر
صوبہ مستقل بادشاہ بن گیا۔ رائے چنیسر نے بحضور بادشاہ خراسان جاکر
واسطے مغلوبی دودہ بھائی اپنے کی مدد طلب کی۔ جب اُردوئے بادشاہ
روانہ ہوی۔ دودہ مقدور مقابلہ نہ دیکھ کر بعد ترک ریاست مذکور مع
عیال اطفال و اہل برادری کہتے ہیں۔ دو ہزار خانہ ساتھ تھا۔ کوچ کرکے طرف
کچھ کے مکران کے روانہ ہوا۔ اُس جگہ اکثر مردم بلوچی پیشتر مسکن گزین تھی۔ شاہک
خان سردار قوم رند تمندار بلوچی کے رائے دودہ سے موافقت ہوگئی۔ متفق
ہوکر دری کے گزران کرنے لگے۔ بلکہ شاہک خان نے دودہ مذکور کو ناظم

نسبت لڑکے اپنے مسمات بی بی مزہ کا دیا بموجب رواج بلوچی ملک
دودہ بنام دودہ خان تمندار مشہور رہوا۔ اور قوم ان کی دودائی بلوچ نامزد
ہوئی کہ اب تک یہ قوم اور مزرانی دودائی بلوچ مشہور ہیں۔ بطن مسمات
بی بی مزہ سے لڑکا بجانہ دودہ خان مذکور پیدا ہوا جس کا نام گورش خان
رکھا گیا۔ جب بعمر اٹھارہ ۱۸ برس کے گورش خان ہوا دودہ خان فوت
ہوگیا۔ بجائے باپ کے گورش خان دستار تمندارہی کی باندھی بعد دو تین برس
شاہک تمندار رند فوت ہوگیا میر چاکر بیٹا اس کا بجائے باپ سردار ہوا۔
دونوں کی سکونت بدستور بنی رہی۔ جب فیمابین میر چاکر اور گہرام خان لاشاری
اور میر چاکر رند کے جنگ ہوئی۔ گورش خان میر چاکر کے ساتھ تھا۔ بعد اس
کے جب بمدد ہمایوں بادشاہ کے لشکر بلوچی کو حکم جائے ہندوستان کا
ہوا تب بھی گورش خان ساتھ تھا فوج شاہی درستہ ہوئی خاص فوج شاہ
براہ جلال آباد اور پشاور ہندوستان کو گئی اور دوسرا رستہ واسطے اخراج
گماشتگان بادشاہ کے پہاڑ سیوی دہادہر یعنے درہ بولان سے سندہ
میں پہنچ کر صفائی خارخس کرتے ہوئے اس رستہ سے ہندوستان کو گئے جب
اقوام بلوچی براہ پہاڑ متصل ہرند کے پہنچی۔ اس وقت اس پہاڑ پر افغان
لوگ مالدار بستے تھے اور علاقہ ہرند میں زمین کی طرف نہر لوگ منجانب
بادشاہ دہلی اجارہ دار۔ بطور صوبہ کے تھے۔ منظر خوش آنے آب و ہوا
دد فوری گھاس گورش خان مع مقدمان مکان پہاڑ کو پسند کرکے میر
چاکر سے علیحدہ ہوا اور مردمان افغان کو مقامات شم پہلاوغ کوہ ماڑی
سے نکال کر خود مع مردمان تمن خود قابض ہوگیا اور بعض اقوام لشاری
سہرانی تپانی جسکانے جو یہ چاروں ٹکرہ خاص قوم بلوچ سے ہیں۔ اپنی

قوم سے متفرق اور علیحدہ ہو کر گورش خان کے ساتھ مسکن گزین ہوئے
اس زمانہ میں تمن باسم گورشانی مشہور ہوا جواب لفظ شین فارسی
جیم فارسی بدل ہو کر غلط عام میں گورچانی مشہور ہوا ہے۔ اُس وقت
گزران اکثر تمن کے زراعت کارے پر جو زمینات متصلہ پہاڑ مذکور
اچھی زراعت دیتی تھی۔ اور مالداری پر بنے اور ان ایام میں علاقہ
ہڑنڈ میں بھی تاخت تاراج مویشی تمن گورچانی نے شروع کیا گورش خان
کے چار بیٹے تھے شاہک خان خلہل ہوتو عالی جب گورش خان نے
وفات پائی دستار سرداری شاہک خان بڑے بیٹا پر آئے اس وقت
دولت علی خان تمندار مری نے ناطہ نسبت بیٹی اپنے کا بڑے
تمندار مذکور کو دیا۔ اس سبب سے فیما بین تمن مری اور گورچانی
باہمی سلوک سے گذران ہوتی رہی۔ بعد فوتیدگی شاہک خان گرازو
خان تمندار ہوا طریقہ غارتی علاقہ ہڑنڈ میں بدستور جاری رکھا بحدیکہ
حکم متعینہ ہڑنڈ تہنگ آیا اتفاقاً گرازو خان فوت ہوا بڑا بیٹا اس کا
حلب خان سردار ہوا۔ اور ان دنوں میں ایک فقیر مسمی سلطان طیب
مشہور نیک بخت تھا۔ جس کی اولاد سے اب مسمیان بنی بخش وغیرہ
گورخانقاہ فقیر موصوف ابھی بستی پناہ علی میں ہے موجود ہیں۔ اور
حلب خان اس فقیر کا مُرید ہوا۔ کہ اب تک تمن گورچانی اسی
خاندان کا مرید چلا آیا ہے۔ ناظم ہڑنڈ نے بذریعہ فقیر موصوف
صلح و انجام کر کے حلب خان تمندار کو پاس اپنے طلب کیا۔
جب حلب خان قلعہ میں داخل ہوا فریب دے کر مع ہمراہیان
اس کے جو دو تین آدمی تھے۔ قتل کرا دیئے۔ باطلاع اس حال

کے مردمان تمن گورچانی نہایت سربشورش ہوئے۔ اس تمندار کے
بیٹے تھے۔ شادیخان لشکر خان۔ مگر دو نو صغیر سن اس باعث سے
بھائی تمندار مذکور نے دستار تمنداری باندھی۔ قتل ہونے جلب
خان سے تمام تمن سوختہ تھا۔ سائیندا د مذکور نزد تمندار مری جاکر
طلب ہوا بنظر موافقت جو اُس وقت دوست علی خان تمندار
کا دستار بند تھا۔ اور اس کی ہمشیرہ جلب خان مقتول کے مادر
تمندار مری خود بجمعیت سوار پیادہ تمن خود سائیندا د خان کے ساتھ
ہوا۔ تمن گورچانی بھی کل جمع ہو کر ہڑند پر تاخت لائے۔ اجارہ دار ہڑند
باہر قلعہ سے نکل کر صف جنگ ہوئی۔ اجارہ دار مذکور خود مع چند کس
مارا گیا سپاہ اُس کی نے شکست کھائی۔ تمن گورچانی و مری دروازہ ہڑند
تک برابر مارتے ہوئے چلے آئے کہتے ہیں۔ ماہ ۵ انفر سپاہی منجانب
ناظم ہڑند کی مارا گیا۔ بعد اُس کے بیٹا ناظم ہوا۔
تھوڑے عرصہ بعد فیمابین تمن گورچانی اور ناظم ہڑند کی صلح ہوئی
قطعہ زمین قریب قلعہ ہڑند بقدر بیس خروار غلہ کے ناظم ہڑند نے تمندار
گورچانی کو معافی دی۔ چنانچہ وہ معافی بعمل نصیر خانی تک بدستور بحال
رہے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے ضبط ہو گئی۔ اس روز کی
تمن گورچانی اکثر نیچے اُتر آیا۔ کچھ پہاڑ پر رہا۔ بعد چندے جب سائیندا
خان تقدیراً فوت ہوا شادیخان بیٹا کلان جلب خان متوفی جو اصل
حقدار تھا۔ تمندار بنا یہ شخص تھوڑے عرصہ بعد بمرض بدنی فوت ہوا اس کی
جگہ کہکہل بڑا بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ اس کے وقت بھی اچھے انجام سے گزری
بعد فوت اس کے لعل خان بیٹا کلان اُن کا تمندار ہوا۔ اس زمانہ میں احمد شاہ

بادشاہ خراسان کا یہ علاقہ ڈیرہ غازیخان ہے ۔ شامل بادشاہت خراسان کے
خا اور منجانب شاہ خراسان کا اور یہ علاقہ ڈیرہ غازیخان مقرر ہو کر آئے
ور اپنی معرفت انتظام ملک شروع کیا مواضعات ذیل میرا پنور بیلے کہلوت
پور علی پور بکھر پور زمینات سر میں نصف محصول بطور قصور معافی واسطے
ن ران تمندار مذکور دیکر حفاظت سرحد ہڑند ذمہ تمندار مذکور کے لگائے
ب سے تمندار مع تمن خود بالکل زمین پر اُتر کر ایک موضع بنایا۔ جس کا نام
ب تک لعل گڑھ مشہور اور اب بھی تمندار گورچانی لعل گڑھ میں رہتا ہے۔
جب ۱۷۵۶ء میں احمد شاہ بادشاہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ لعل خان تمندار
ورچانی مع اقوام خود میر نصیر خان بروہی کے شامل ہمراہ لشکر بادشاہ موصوف
یا تھا۔ جب بعد فتحیابی بادشاہ ممدوح نے میر نصیر خان کو علاقہ داجل
ہڑند بخش کیا۔ لعل خان کو بصرف سات ہزار روپیہ معرفت دوست
محمد خان ناظم ڈیرہ غازیخان بمقام لعل گڑھ قلعہ واسطہ رہائش تمندار
ذکور بنوادیا اور قصور سابقہ بدستور بحال و جائز کر کے علاقہ پیچھے قافلہ
ت کے مقرر کر کے۔ تھوڑی عرصہ بعد تمندار موصوف تقدیراً فوت ہو گیا
ک بیٹا اُس کا بعمر چہار سالہ تھا۔ جلب خان برادر حقیقی اُس کے نے
ستار تمنداری کی باندھی بدستور کاروبار متعلقہ تمن میں مصروف رہا۔ اس
تمندار کے وقت تمن مزاری سے ایک بڑی جنگ ہوئی۔ جس میں تہارہ خان
بیٹا تمندار مع چند کس منجملہ برادری و تمن خود مارا گیا تھا۔ جب یہ تمندار فوت
ہوا فتح خان بڑا بیٹا اس کا تمندار اس کے عہد میں چند دفعہ ایک دوسری
پر تمن مزاری اور گورچانی نے لشکر کشی کری۔ چنانچہ دیکھنے حالات تمن
مزاری سے مفصل حال واضح ہو گا۔ تمن لغاری کے ساتھ اس وقت تک بخوبی

صحبت اور دوستی تھی۔ جب فتح خان تمندار فوت ہوا۔ اس کی دو بیٹے تھے۔ مگر کم سن دستار سرداری کی غلام محمد خان برادر حقیقی متوفی کو جملہ برادری اور تمن نے بند ہوائی۔ اس تمندار کے وقت میں بھی تمن مزاری سے جنگ عظیم رہا۔ چند دفعہ ایک دوسرے کے اوپر لشکر کشی کر کے مارا تھا تمن لنڈ سے بھی اس وقت دشمنی بسبب لحاظ دشمن تمندار گورچانی مع جملہ اقوام خود اوپر پہاڑ قریب درہ کہا سکونت رکھتا تھا کہ بہرام خان تمندار مزاری و مسو خان تمندار لنڈ معہ جملہ اقوام تمن ہا گورچانی پر تاخت لایا۔ مسو خان پوتا غلام محمد خان بھائی حقیقی غلام حیدر خان تمندار خان و عالم خان و براہم خان رشتہ دار قریبی تمندار گورچانی مع چالیس نفر تمن گورچانی کے قتل ہوئی۔ چنانچہ اسی عوضہ میں غلام محمد خان تمندار گورچانی بجمع آوری لشکر تمن خود تمن مزاری پر تاخت آور ہوا کہ مسو خان تمندار لنڈانی جو روجھان میں بہ تمن مزاری بسبب خوف تمن گورچانی امان طلب تھا۔ اور بندھو خان چچا بہرام خان تمندار مزاری مع ساتھ نفر میدان جنگ میں قتل ہوئی۔

بعدہ تمن گورچانی اپنی مسکنات پنجی زمین کی طرف آباد تھا۔ تخمیناً ۱۲۵۲ھ بمطابق ۱۸۳۵ء ہوگا تمندار مری بجمعیت لشکر کثیر ناگہان تمن گورچانی پر تاخت لایا جو کہ تمن گورچانی بے خبر اور متفرق دور دور پڑا تھا۔ اوپر لنگدھو مسکن تمندار کے لشکر چلا آیا۔ اس وقت صرف بقدر چالیس آدمی تمندار گورچانی کے پاس تھے خاص دیوار قلعہ لعل گڑھ پر مقابلہ ہوا لشکر مری بہت تھا۔ اور دیوار قلعہ شکستہ تھی۔ لشکر مری اندر قلعہ داخل ہو کر خود غلام محمد خان تمندار اور مسمیان کہکہل خان اور چھٹہ خان فرزندان تمندار مذکور کو مع چالیس نفر رشتہ داران تمندار گورچانی کو اندر قلعہ قتل کیا باقی دو بیٹا تمندار مذکور

چنانچہ مسمیان جلب خان وچھڑ خان بتقریب زیارت سخی سرور گئے
تھے بچ گئے۔ تمن مری بعد غارتی اسباب وحی مال مویشی وایش واپس اندر
پہاڑ بسکنات خود چلا گیا۔ امروز تمن گورچانی کو بڑا سخت صدمہ ملا جلب
خان بیٹا اُس کا تمندار بنا جلد تر جہتہ عوضہ باب خود بجمع آوری تمن خود
اور نیز ڈیڈھ سو ۱۵۰ سوار تمن لغاری سے جو اندنوں میں لغاری سے تمام
دشمنی تھی لیکہ اوپر تمن مری کے لشکر کشی کیا۔ بعد قتل ملک شاہ
مع ۱۴ نفر مری و غارتی مال مویشی واپس آتی تھی کہ عقب تعاقب
تمن مری نے چالیس نفر تمن گورچانی سے قتل کئے اور مال مویشی مسترد
کرائے گئے صرف ڈیڑھ برس یہ تمندار رہا بعد اُس کے فوت ہوگیا۔
اس تمندار کے تین بیٹے تھے۔ مسو خان بجر خان غلام حیدر خان،
مسو خان پیشتر لڑائی مزاری میں مارا گیا تھا باقی بجر خان و غلام حیدر
خان کم سن تھے چھٹہ خان دوسرا بھائی جلب خان متوفی تمندار ہوا
اس زمانہ میں عملداری بردہی اس علاقہ سے خارج ہوکر منجانب مہاراجہ
رنجیت سنگھ متوفی کے نواب صاحب بہادر والی بہاول پور مسلط
ہوا۔ جیا اور تمنداران کہوسہ و تنکانی سے نواب صاحب نے ناطہ
کیا تھا۔ اس تمندار سے بھی لیا۔ اس عملداری میں تمن گورچانی اچھا حال
رہا۔ تخمیناً نو برس منجانب مہاراجہ صاحب جنرل دنتورہ صاحب ناظم
ڈیرہ غازیخان کے مقرر ہوئے تاہم معمولات معافی قصور بحق تمندار
مذکور بحال رہے کہ سند جنرل دنتورہ صاحب موجود ہے۔ بعد اس کے
جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان کا ہوا دیوان موصوف نے بھی معمولات
گذشتہ پیوستہ بحال رکھی۔ تھوڑا عرصہ دیوان ساون مل کے صوبداری

کو گزرا تھا۔ اور قلعہ ہڑند تعمیر ہو رہا تھا کہ ایک شخص قوم اشکان ساکن
گورچانی سے جرم چوری سرزد ہوا۔ کاردار قلعہ ہڑند نے چند سوار اس کی
گرفتاری اُس شخص کے پیچاہد گورچانی مسکن ملزم بھیجے مجرم بمقابلہ
پیش آیا سواران نے ارادہ قتل اس کا کیا اور اس کی بسبب بہادری
اس کے چھڑانے کو گئی۔ ہر دو یعنی مجرم و مادرش ہاتھ سواران سے مارے
گئے۔ تمن گورچانی ولنڈ پیشتر سے بباعث سخت گیری کاردار ہڑند تنگ
تھے۔ اور قلعہ ہڑند نیا تیار ہو رہا تھا۔ ہنوز طاق و دروازہ ہا مرمت نہیں
ہوئے تھے۔ خاص اس قلعہ کا بنا بھی یہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ لہذا
تمن سربشورش لاکر قلعہ ہڑند پر حملہ کیا پرسنگہ کاردار قلعہ مذکور کو
مع چند نفر سپاہیان متعینہ قلعہ مذکور قتل کیا اور مال اسباب ذخیرہ
سرکاری غصب میں لائے۔ جب یہ حال دیوان ساون مل سن کر
واسطے سزا دہی مفسدان اس طرف روانہ ہوئے۔ جملہ مردمان تمن
کوچ کر کے اندر پہاڑ بمقام کوہ ماڑی و متصل اس کے چلے گئے۔
دیوان موصوف نے بمع افواج اندرون پہاڑ تعاقب اُن کا کیا بقدر
چالیس پچاس نفر تمن لنڈ اور گورچانی سے قتل اور مال اسباب
ان کا غارت کر کے بعد تعیناتی فوج زیادہ بمقام قلعہ ہڑند واپس
گیا۔ جو کہ تمن گورچانی مدت سے زمین نشین تھا اور گزران اُن کی
نہایت آسودہ تھے۔ پہاڑ پہ ہر امورات سے تنگ گزران ہوا مجبور
ہو کر چشمہ خان تمندار گورچانی اول بخدمت نواب بہاول خان صاحب
والی بہاول پور اور بعد ازاں بخدمت ساون مل صوبہ ملتان خود
بخود حاضر ہو کر واسطے معافی قصور التجا کی۔ چنانچہ دیوان ممدوح

نے مبلغ پانچ ہزار چٹی یعنی جرمانہ مقرر کر کے قصور معاف کر دیا۔ جب جرمانہ ادا کر دیا معمولات گزشتہ بدستور بحال اور اجازت آبادی بمکن ہا خود ہو گئی۔ بعد چند روز بدستور تمن گورچانی آسودہ ہو گیا۔ جو تمندار مذکور کے گھر میں اولاد نہیں تھی۔ اس نے ساتھ لڑکے جلال خان لغاری چچا جمال خان تمندار حال کے شادی کی اس عرصہ میں چٹھہ خان اچھا خوش گزران و آسودہ حال تھا۔ جب جلب خان فوت ہوا بحر خان و غلام حیدر خان بیٹے اس کے کم سن تھے۔ اس سبب سے چٹھہ خان کو مردمان تمن نے دستار بندھوائی ہی دراصل حقدار دستار سرداری بحر خان بڑا بیٹا جلب خان متوفی کا تھا۔ اس عرصہ میں بحر خان بالغ اور ہوشیار ہوا مردمان تمن نے اسکو واسطے پانے دستار تمنداری کے انگیخت دی اس درجہ تک آیا کہ مع چند کس رفیقان اور دوستان خود بطور مفسدہ پردازی اندرون پہاڑ کوچ کر گیا پہاڑ میں اپنی سکونت کری اور منتظر موقع واسطے قتل چٹھہ خان مذکور کے رہا۔ اتفاقاً ایک دن چٹھہ خان مذکور مع پانچ چٹھہ آدمی موضع لنڈے میدان میں شب باش تھا۔ بحر خان مع پندرہ نفر سوار رفیقان خود پہنچ کر بحالت خواب چٹھہ خان مذکور کو قتل کر کے اندرون پہاڑ بھاگ گیا مردمان تمن بھی جو پیشتر اس سے باطنی سازش رکھتے تھے۔ جمع ہو کر دستار سرداری بحر خان کو بندھوائی اور بموجب صلاح بحر خان مذکور پہاڑ میں متمکن ہو کر علاقہ بھر میں مفسدہ پردازی و غارت گری و ڈکیتی شروع کری۔ چنانچہ ایک دفعہ بجمعیت تخیناً ہزار آدمی تمن خود موضع نوشہرہ متعلقہ داجل کو غارت اور مال مویشی کیا۔ بدفعہ ثانی کوٹلہ مغلان پر تاخت لاکر مال مویشی اور خاص موضع کو غارت کیا اور چند نفر قتل کئے۔ بدفعہ سوم لنڈی پتافی کنارہ

دریا سے مال مویشی غارت کیا مطلب کہ بجر خان نے ایسا مفسدہ اٹھایا
تمام ضلع میں اب تک بجر کی بھگی مشہور رہے (بھگی) لفظ ملکی ہے۔ معنی
کے غدر ہیں۔ جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان تک یہ خبر پہنچی واسطے
بجر خان کے قلعہ دار ہڑند کو متواتراً تاکید کی جو کہ بجر خان اندرون پب
روپوش رہتا تھا۔ اور کسی صورت قلعہ دار اس کو پکڑنے نہیں سکتا
آخر قلعہ دار ہڑند کو متواتر تاکید کی اخیر قلعہ دار نے دغا کیا کہ بجر خان کو
اور دلاسہ انجام و معافی قصور و بحالی معمولات گذشتہ کرکے اپنے پاس منگوایا
جس وقت وہ اندر قلعہ کے پہنچ گیا بعد تلافی اور دلاسہ کے ناگہاں گرفتار کرلیا
اور صوبہ ملتان کے پاس اطلاع بھیجی۔ بموجب حکم صوبہ ملتان اس کو بحراست پہ
طرف ملتان روانہ کیا۔ مردمان گورچانی جو باغی تھے اس حال سے مطلع ہوکر جب
بجر خان زیر پہرہ سپاہیان قلعہ ہڑند سے ایک منزل شب باش تھا اور
سپاہیان متعینہ پہرہ پہنچ کر ان کو قتل کیا اور بجر خان کو رہا کرکے اپنے
ساتھ لے گئے۔ پھر بھی بجر خان مذکور نے اپنا وہی بندوبست مفسدہ پردازی
شروع رکھا۔ دیوان صاحب کو جب یہ حال نکل جانے بجر خان و مقتول
سپاہیان کا معلوم ہوا قلعہ دار کو بسبب نکرنے حفاظت موقوف کرکے
دین محمد افغان ملتانی کو مع تین سو سوار پیادہ کے قلعہ ہڑند پر تعینات کیا۔
اس عرصہ میں بجر خان بمع اقوام تمن خود پہاڑ سے روانہ ہوکر اوپر
موضع جام دیوان پرگنہ خاص ڈیرہ غازیخان تاخت آور ہوا بعد مقتول چند
کس رعایا و غارتی اسباب موضع واپس جاتا تھا کہ اتنے میں میر علی خان
فوج جو منجانب صوبہ ملتان ڈیرہ غازیخان میں تعینات تھا باطلاع واردات
تعاقب کیا اور بمقام چوٹی زیرین مسگن گاہ تمندار لغاری بھی ہمراہ فوج صو

ان ہوئی کہ یہ تمندار لغاری بسبب قتل کرنے چٹھہ خان کے بحر خان تمندار
ے نیجہ خاطر تھا۔ عند المقابلہ بیس نفر منجملہ سپاہ ببر علی خان مارے گئے۔
ی سرکاری شکست کہا کہ بعد چھوڑنے جملہ اسباب روبفرار ہو گئے تمندار
ر بعد غارتی اسباب اندرون پہاڑ چلا گیا زیادہ تر شور علاقہ میں ہو گیا۔
ب رشتہ ہا اندرفت بند ہو گئے۔ غربا لوگ رعایا اکثر آزو آب دریا
گ گئے کاربار زراعت وغیرہ میں بالکل نقصان عاید ہوا۔ جب اور
رستہ گرفتاری بحر خان کا نہ دیکھا کیونکہ اُس کو پناہ پہاڑ کی زیادہ
ا۔ بموجب منشاء دیوان ساون مل کے ظاہراً بحر خان کے ساتھ انجام
صولات تمندارہی بحر خان مذکور بحال ہوئی چنانچہ تمندار مذکور بمع مردمان
و بمقام لعل گڑھ مسکن خود کوچ کر کے متمکن ہوا لیکن باطن میں صوبہ ملتان
منشا واسطے گرفتاری بحر مذکور کے تھا۔ جب بحر خان کو زمین پر قیام گئے
ئے دو تین مہینے گزر گئے تھے اور بموجب تلافی دلاسہ قلعہ دار تسلی
گئی تھی ایک دن قلعہ دار نے اسکو بہانہ ضرورت کا سرکار طلب کر کے
و قلعہ کے قید کر دیا اور بحراست معقول یعنی دو سو سوار پیادہ روانہ ملتان
جب ملتان پہنچا صوبہ ملتان نے حکم قتل کرنے بحر خان کا فرمایا کہ نور احمد
ن لغاری بھائی جمال خان تمندار نے بموجب صدر یعنے عوضہ چٹھہ خان تمندار
بھائی لواحق اپنے کے قتل کیا مردمان تمن باستماع این حال اکثر طرف پہاڑ
ن کر گئے اور غلام حیدر خان تمندار حال بھائی بحر خان متوفی کو دستار
ئی اور پہاڑ میں بطور باغی کے رہا جب کبھی کچھ موقع ماتا وار دات
ی کرتے رہے ۱۸۴۸ء میں جب بسبب نافرمانی مولراج صوبہ
ان کے سرکار از طرف مہاراجہ صاحب والی لاہور کے ملتان پر لشکر

کشنی کی لفٹنٹ اڈوارڈس صاحب جواب بلقب سر ہربرٹ اڈوارڈس
صاحب تھوڑے عرصہ سے فوت ہوئے ہیں۔ صاحب ممدوح پہلی دیرہ غازیخان
میں آئی۔ بفور ورود ڈیرہ ایک تمن یعنے پروانہ بنام غلام حیدر خان
گورچانی کے بارشاد حاضری تحریر کیا کہ تمندار مذکور بمع دو سو سوار بخدمت
صاحب ممدوح حاضر ہوا جب تک ڈیرہ غازیخان پر قبضہ نہیں ہوا
صاحب موصوف کے ساتھ رہا۔ بعد چند روز لفٹنٹ بنگ صاحب بہادر
جواب کرنیل سگ صاحب بہادر انسپکٹر جنرل مشہور ہیں قلعہ ہڑند پر
جس میں محکم چند کاروار مع تخمیناً دو سو سوار وغیرہ باغی تھا بھیجے گئے
گورچانی ساتھ تھا۔ کچھ عرصہ بعد غلام حیدر خان تمندار پھر بہمرکاب
اڈوارڈس صاحب بہادر خدمت ملتان پر رہا جب ملتان تسخیر ہوا غلام
خان ہڑند کی طرف پھر واپس آیا اس عرصہ میں قلعہ ہڑند بھی فتح ہوگیا
جو محکم چند ماخوذ ہو کر دایم الحبس ہوا۔ بعد اختتام کارزار ملتان میجر اڈوارڈ
صاحب بہادر غلام حیدر خان کو جمعدار سواران بلوچی بنایا اور دس سو
بازگیر اسکو بلیشیہ میں دی اور ایک خلعت تعدادے مبلغ ایک ہزار
اس کو عنایت فرمایا۔ بعد اُس کے جنرل دین کورٹ لنڈ صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا مقرر ہوئے۔ صاحب ممدوح نے بموجب دستور گذشتہ
پیوستہ کی حق جاگیر وقصور بدستور بحال رکھا۔ یعنی تیسرا حصہ حق تقصیر
منجملہ محصول چند مواضعات ملتا تھا اور مبلغ اسماء بطور نذرانہ جو دیوان
مولراج کے وقت سے لیا جاتا تھا روسال بہ دستور قائم رہا۔ بعد
اس کے جمع نقدی کل ضلع ہذا مقرر ہوئی یہ دستور معافی قصور وجاگیر
تبدیل ہوگیا۔ اس کا مفصل حال بعبارت ذیل درج کیا جاتا ہے گذشتہ

حال جو اس تمن کا تھا اوپر درج ہو چکا ہے بعد عملداری سرکار انگریزی
سے کل قوم بلوچ جو علاقہ سرکار میں متمکن تھی۔ سوا رقوم مزاری کے زیادہ
تر یہ قوم گورچانی بدنام تھی عملداری سرکار میں تھوڑے عرصہ سے اور قوم
بلوچی اکثر عبرت پذیر ہو گئی یہ قوم بدستور بد پیشہ رہی سبب اس کا ایسی
ظاہر ہوتا ہے کہ اس قوم میں جو زیادہ تر مشہور بدمعاش رہزن و چور اقوام
پتانی دلشارے جو علاقہ راجنپور و داجل وہڑنڈ میں یہ لوگ بدی کرتے تھے
قبروں میں لشاری اکثر کوہ ماری پر سکونت رکھتے تھے اور کبھی کبھی علاقہ
سرکار میں قریب دامن پہاڑ بھی آتے تھے۔ جہاں ان کی رشتہ دار
اور راز دار رہتے تھے ۱۸۵۶ء تک ان لوگوں نے بہت وارداتیں کیں
اسی عرصہ میں لشکر مری کا جاسوس ہو کر علاقہ سرکار میں لائے کہ جس
میں بجر خان تمندار و ریشکان عند المقابلہ منجانب سرکار مارا گیا۔ بعد اس
کے کل قوم اندر پہاڑ مفرور ہو گئی اور تمن مری میں جا کر سکونت پذیر ہوئے
اور مردمان مری کو واسطے بدی بدکارے علاقہ سرکار میں لاتے تھے ۱۸۶۱ء
میں میجر پالک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا نے بھی واسطے بندوبست
اس قوم کے اچھا انتظام کیا کہ ان لوگوں کو پہاڑ سے بلوا کر زمینات گولہ
چاہ اور گمول داہ واسطے گذران معاش اُن کے معافی دے اور چند مردمان
کو نوکری رسالہ میں دی۔ اس طرح ایک صورت سے ان کے مقدمان پر
صاحب موصوف کا ہاتھ قادر ہوا اور مقدمان کے معرفت اور پہلی ہائے
پر بھی کچھ قابو پڑ چلا لیکن بسبب اس کی کہ یہ زمین اور معافی صرف گزران
خیرا و عمر ان مقدمان کی کفایت تھی اور لوگ پہلی ہا کو کچھ نہیں ملتا تھا اس
سے ان کا کچھ گزارہ نہ ہوا اس باعث سے اس بندوبست کا کچھ فائدہ

نہ نکلا۔ چنانچہ بموجب دستور سابقہ یہ قوم نصفہ پہاڑ پر نصفہ زمین
دامن پہاڑ میں گزران کرتی رہی۔ بہت واردات چوری و رہزنی
کے ہاتھ سے ہوتی رہے۔ جب کسی مقدمہ کی رپورٹ عدالت میں
آتی تھی اکثر یہ ہی لکھتے تھے کہ مرتکبان واردات پہاڑ میں بھاگ جا
تھے۔ کبھی ہاتھ نہیں آئے۔ ۱۸۶۶ء میں کپتان منچن صاحب بہادر سا
ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا اپنی رپورٹ میں تحریر کر چکے ہیں کہ کل قوم بلوچ ا
سرحد رہتی ہے۔ لشاری سب سے بڑا بدمعاش ہے ہمیشہ یہ قوم
و مری و کھیتران کی ساتھ لڑائی کرتی ہے۔ اور علاقہ سرکار میں پناہ
واسطے بھاگ آتا ہے۔ واردات رہزنی جو علاقہ راجن پور میں قریب
فاضل پور وغیرہ ہوتی ہے۔ ان لوگوں کے یا تپانی لوگوں کے ہاتھ سے۔
جب جس پہلی پر خفگی یا ناراضگی ہوتی ہے۔ وہ فوراً بھاگ کر اندر پہا
تمن مری میں چلا جاتا ہے اب تھوڑی عرصہ سے قوم میں فرق ہوگیا
سہ سال گزشتہ میں کوئی واردات رہزنی ان کی ہاتھ سے نہیں ہو
اور اندر پہاڑ تھوڑے وقت کے جیسا ان میں فرق معلوم ہوتا
ویسا پتانی میں ہے۔ سبب اس انتظام و فرق کا یہ تفصیل ذیل
اول ۱۸۶۷ء میں کل لشاری پہاڑ سے برخاست کرا کے بعلاقہ کار
گزین ہوئی۔

زمینات متعلقہ راجواہ واسطے آبادی اُن کے سرکار سے بمیع
معافی بیس سال تجویز ہو کر علاوہ زر تقاوی سرکار سے عطا ہوئی ا
یہ زمینات و زر تقاوی جملہ پہلی ہا اقوام لشاری میں حسب تعداد نفری
رسد تقسیم کی گئی اور اقوام درکانی بھی پہاڑ سے نکال کر زمین پہ آباد ہو

زمینات ناکہ گرکنہ اور وزیری ان کی گزران معاش کے واسطے معاف
ہوئی اور قوم تپانی کے واسطے بھی حصہ تجویز ہوا۔

دوسرا بہاری سبب یہ تھا کہ جس سے تمن گورچانی دیگر تمنات سے
خراب رہا جو کہ غلام حیدر خان تمندار گورچانی بہت مفلس ہوگیا کچھ پیداوار
اس کے واسطے خرچ مہانداری و دیگر اخراجات تمن کے بموجب رسم بلوچی
کافی نہیں تھی۔ اس سبب سے مردمان تمن اس کو نہ مانتے تھے اور نہ کچھ
دل پر اس کا رعب تھا۔ ہر ایک مقدم خود بڑی تمنداری رکھتے تھے اور
تمندار ان گرد نواح زیادہ تر جمال خان تمن دار کے پیچھے رہتے ہیں۔ جبکہ
تمندار اپنی گزران معاش سے تنگ اور کچھ عزت آبرو و اقبال اس
کافی نہیں تھا اس سے کیا انتظام تمن ہوسکتا۔ مقدمان پہلی وغیرہ
مردمان تمن انتظام کو کسی صورت نہ چاہتے تھے کہ ان کو بے انتظامی سے
فائدہ ہوتا ہے۔ سال ۱۸۶۷ء سے فی الجملہ ترقی عزت اس کے ہو چلی کہ
حکمران وقت بحال اس کے زیادہ متوجہ ہوئے۔ مقدمان تمن کو اس کے
ماتحت کیا۔ زیادہ تر جب ماہ نومبر ۱۸۶۷ء میں جب غلام حسین
مقدم مشوری بگٹی بجمع آوری لشکر علاقہ ہرٹند پر تاخت لایا تمن گورچانی
تمن لنڈ نے بہ حمایت تمندار ان لشکر مفسدان سے مقابلہ کرکے فتح
کی تب سے اس تمندار کے اوپر زیادہ اعتبار اور فائدہ نتیجہ بندوبست
سرکار کو معلوم ہوا کہ جملہ قصورات مواضعات میرآن پور بکھر پور
کوٹ لعل گڈہ نورواہی ازآن تمندار جو پیشتر ضبط تھے واگذار کی گئی۔
تمندار مذکور جس سے محصول مواضعات مذکورہ کا لیتا ہے۔ تب
سے گویا کہ گزران معاش و اقبال عزت تمندار گورچانی زیادہ ہوئی

مردمان تمن نے بہت کوشش بے انتظامی و تمردی کی کی مگر پیش
نہ چلی تاہم بعد عرصہ اب مثل دیگر تمنات کے تمندار کی اطاعت
کرنے لگے ہیں۔ گویا کہ یہ نیا تمندار اقبال سرکار سے جائز ہوا ہے
اب انتظام تمن گورچانی بہت اچھا ہے۔ جلب خان بیٹا تمندار
بدرماہہ ساٹھ روپیہ خاص ہرنڈ کا تھانہ دار مقرر اور غلام حیدر خان گو
گورچانی کو اختیارات ماتحت مجسٹریٹ درجہ دوم عطا ہوئے ہیں جو اپنے
تمن و علاقہ کے مقدمات فیصلہ و تحقیقات کرتا ہے۔ اور کوہ ماڑی جو
ایک سرد مکان مثل کوہ عوند متصلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے واقع ہے۔
اور بعلاقہ ہرنڈ تمن گورچانی میں ہے۔ جس پر جناب کپتان سنڈیمن صاحب
بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا نے تجویز بنوانے بنگلہ کی ہوئی ہے کہ دوسرے
سال سے بموسم گرما کوہ ماڑی پر آرام فرماتے ہیں۔ ایک آرام سردی
دوسرا نگرانی سرحد کہ وہ موقع عین سرحدات تمنات پر واقع ہے
تعمیر بنگلہ و سڑک کو و ماڑی پر معرفت تمندار گورچانی اچھی مدد پہنچی ہے
واضح ہو کہ بماہ مارچ ۱۸۷۱ء دو ہندو مسکونہ موضع نوشہرہ حاجی پورے
طرف فاضلپور براہ سڑک جاتے تھے تین کس مجرمان برسر پہنچ کر بعد
کرنے غارت بھاگ گئے۔ کچھ پتہ نام و نشان اُن کا نہیں تھا بنظر اس کے
کہ قدیمانہ عادت ارتکاب ان واردات کے مردمان لشاری کو تھی۔ سرکار
نے تمندار گورچانی کو تقاضا کیا تمندار مذکور نے بجنس مال مغزوتہ مع ایک
مجرم مسمی بخشہ قوم لشاری اوپر کوہ ماڑی ماخوذ کیا باقی دو کس مسمیان
علے بخش و ہبتان مقرور اندر پہاڑ ہو گئے کہ معرفت شہباز خان پسر غلام
مرتضیٰ خان تمندار بگٹی ماخوذ ہوئے کہ بمیعاد چھ چھ سال قید سخت اور سو

روپیہ جرمانہ کی سزا پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے بمقام کوہ ماڑی
پائی۔ اس انتظام کے واسطے یہ مقدمہ بطور نظیر درج کیا گیا ہے۔

شجرہ نسب تمن لنڈان

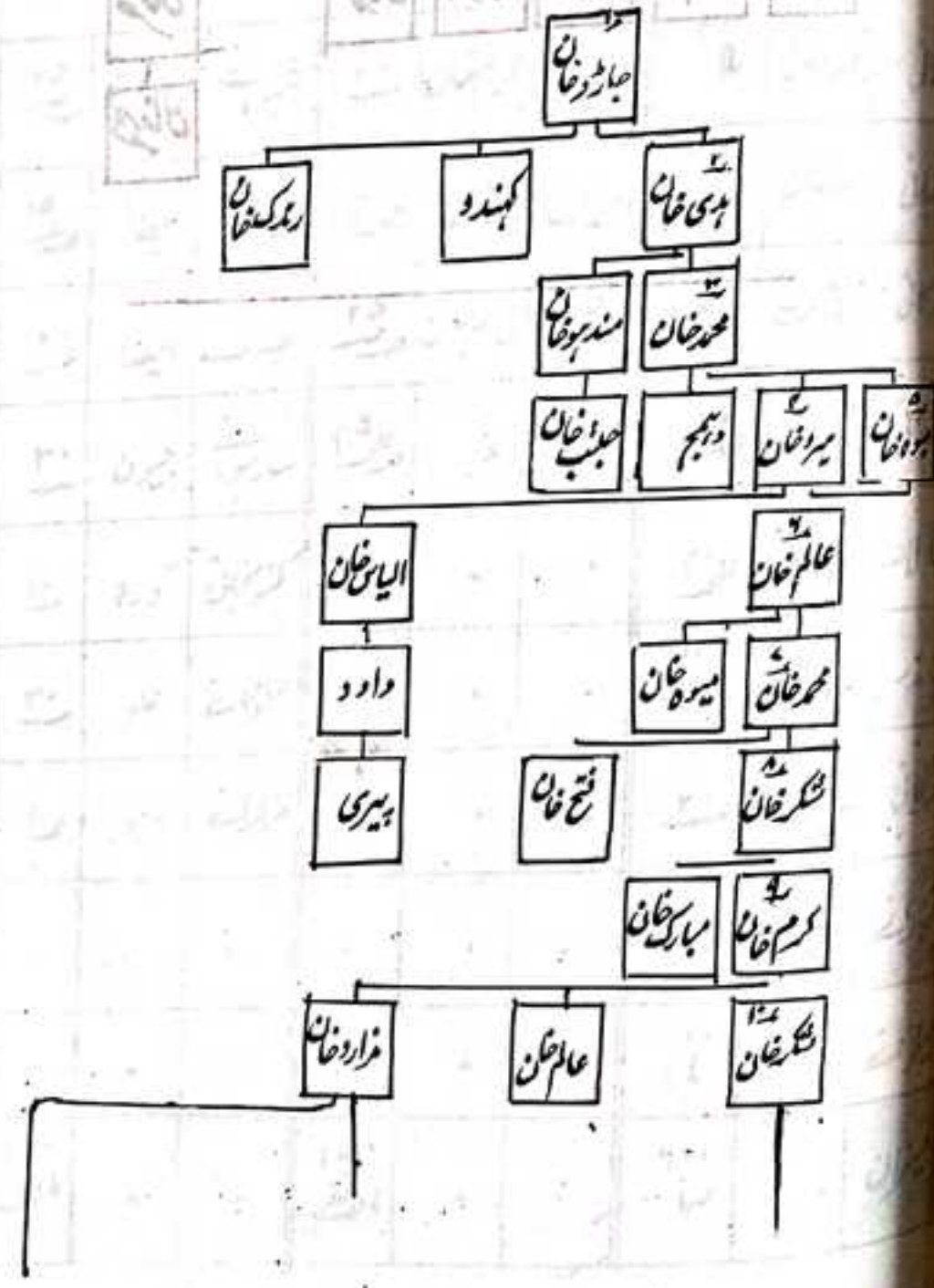

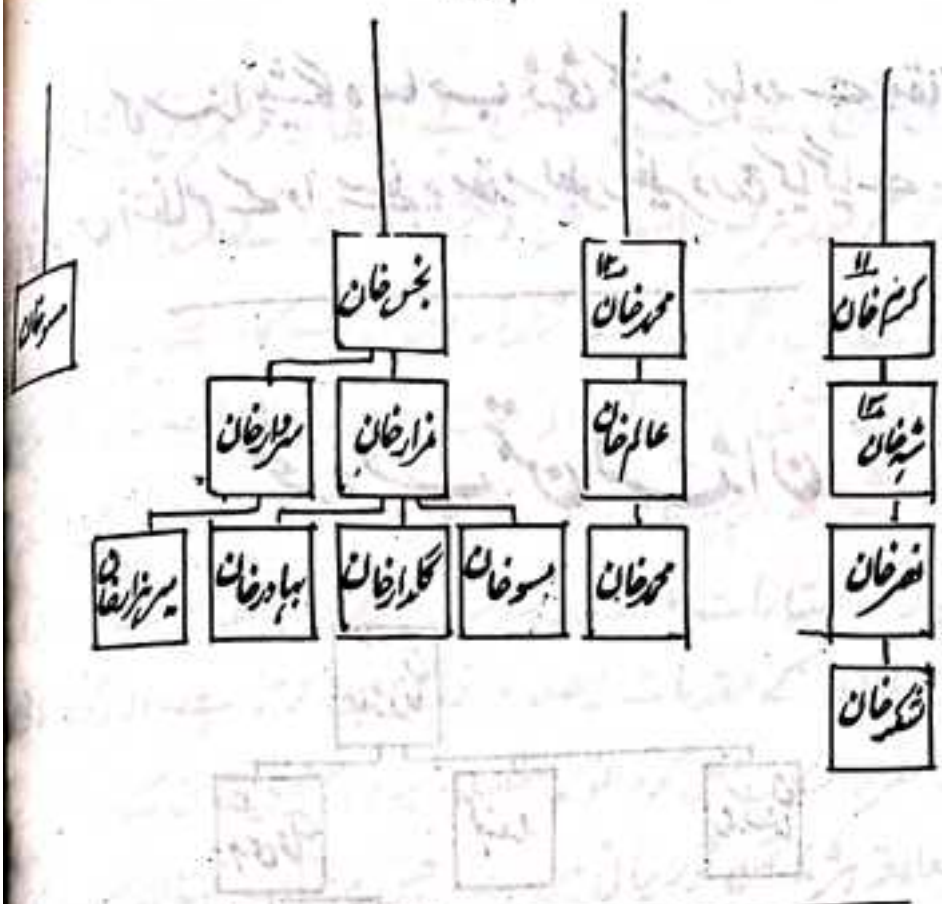
کرم خان
شہ خان
نصر خان
شکر خان
محمد خان
عالم خان
محمد خان
بخس خان
مزار خان
سرمار خان
مسو خان
گلدار خان
بہادر خان
سرمزار خان
مسو خان

تفصیل تعداد اسلحہ ثمن لنڈ

شاخ لنڈ			شان رند			شاخ کھوسہ		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
میرانی	مزار خان تمندار	۲۰ عدد	کملانے	بولہ	۲۰ عدد	پشمانی	عالم خان	۳۰ عدد
چولانی	نجنو خان	۲۰ عدد	پیرو شانے	کرم خان	۲۰ عدد	شہوانے	عالم خان	۲۵ عدد
شنبانی	میر خان	۸۰ عدد	احمدانے	چنر خان	۲۰ عدد	سماسلانے	ایضاً	۱۵ عدد
زندکانی	ساوے محبت	۵۰ عدد	صدقانی	قاسم خان	۲۵ عدد	اجندانے	ایضاً	۲۰ عدد
کندانی	کہنہ خان	۲۰ عدد	دولتانی	بجر	۲۵ عدد	سدہوانے	جیون	۳۰ عدد
کالانے	جمال خان	۲۰ عدد	۰	۰	۰	کنوبخانی	کورہ	۱۰ عدد
چاندر	درسی خان	۲۰ عدد	۰	۰	۰	علوانے	علو	۳۰ عدد
برگانی	پیرن	۲۰ عدد	۰	۰	۰	مزارانے	مزار	۱۰ عدد
گجورانے	احمد جان	۳۰ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
بیلوانے	کورہ خان	۱۰ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان		۶۰۰ سوا	۰	۰	۱۵۰ ڈیڑھ سو نفر	۰	۰	۱۷۰ ماہی

احوال تمن لنڈ کا یہ ہے کہ یہ قوم لنڈ خاص قوم رند سے ہے لنڈ اس واسطے مشہور ہوا کہ جب اقوام بلوچستان پنج مکران اور بعد اس کے تلاش میں متقابض تھے پیشہ غارتگری لوگوں کا اس قوم میں زیادہ تھا۔ اس واسطے لنڈ مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اب بھی علاقہ پنجاب میں مشہور دزدی پیشہ لوگوں کو لنڈ بولتے ہیں۔ بعہد سرداری میر چاکر جاڑو خان مقدم اس قوم لنڈ کا تھا بروقت لڑائی فیما بین تمن رند و لاشاری جاڑو خان ہمراہ چاکر کے تھا۔ بعد اس کے میر چاکر سے الگ ہو کر اندر پہاڑ مقام کوہ سیگ بسبب کثرت گھاس کے مردمان افغان کو نکال کر خود قابض ہوئے۔ اس عرصہ میں بعلاقہ ہڑند حکومت مردم نہڑ کی تھی۔ تمن ہذا نے ارتکاب واردات علاقہ ہذا میں شروع کیا حاکم ہڑند سے اس قوم کی ناسازے رہی۔ اول قسم بعد جاڑو خان اور ہدی خان کے بعد میرو خان کے وقت سے یہ ہی طریق رہا۔

میرو خان نے بٹی میرو والی جو قریب دامن پہاڑ واقع اور اب ویران پڑی ہوئی ہے آباد کی۔ بباعث ناسازی حاکم ہڑند کی اور شروع کرنی واردات کے اکثر قیام تمن کا اوپر پہاڑ کے رہتا تھا۔ بعد اس کے جب میوہ خان تمندار تھا فقیر سلطان طیب سے بیت حاصل کی کہ جس فقیر کی اولاد سے اب میاں نبی بخش بستی پنا، علی قریب ہڑند کے موجود ہے مردمان تمن لنڈ بدستور مرید اسی خاندان کے چلے آتے ہیں۔ سلطان خان حاکم ہڑند کا تھا۔ اس سے میوہ خان تمندار نے صلح کی تب سے تمن لنڈان نیچے زمین پر اتر کر آباد ہونے لگا اور موضع لنڈان جواب مسکن گاہ تمندار لنڈان کا ہے۔ آباد کیا اور منجانب حاکم ہڑند زمینات متعلقہ موضع مذکور

بطور معافی نسلاً بعد نسل عطا ہوئی کہ اب تک بموجب تمن پیمانہ جدی
سے ملکیت پر مردمان تمن لنڈ قائم ہیں۔ اور اندرونوں میں لشکر مردمان پٹھان
اور بلوچی کوہ نشین علاقہ میں تاخت آور ہوتا تھا کہ یہ تمن منجانب حاکم
ہزندان سے مقابلہ کرتا رہا۔ اور اس عرصہ میں تمن گورچانی کا بھی اوپر
پہاڑ ماڑی وغیرہ ہمسائگی اس تمن کی اترا ہوا تھا۔ پہلی ان ہر دو تمن کا
آپس میں انجام چلا آیا ہے جب لشکر خان تمندار لنڈ اور عالم خان تمندار
گورچانی کا تھا۔ فیما بین ان دونو تمنات کے طریقہ ضدیت اور لڑائی کا جاری
ہوا چنانچہ چند پشت تک فیما بین ان دونو کی لڑائی شروع رہی بلکہ منجانب
ایک دوسرے سے ساتھ تمنات مزاری و دریشک تکرار تمن گورچانی پیدا
ہوا۔ بہت لوگ منجانب دونوں تمنوں کے قتل ہوئے۔ بسبب ضدیت کا یہ
تھا کہ تمن گورچانی کا ارادہ تھا کہ کسی صورت تمن لنڈان کا اس موقع سے
خارج ہو جاوے کل زینات متعلقہ اس کے اوپر ہم لوگ قابض ہو جاویں۔
چنانچہ بوقت سرداری لشکر خان تمندار گورچانی خود پہاڑ میں جا کر تمندار
مری اور بگٹی کو انگیخت کر کے تمن لنڈان پر تاخت لایا۔ مگر کامیاب نہ
ہوئی۔ بلکہ شکست کھائی اسیدن سے زیادہ ترضد بڑھ گئی چند دفعہ
ایک دوسرے سے بہ حمایت دیگر تمندارانِ گرد نواح لڑتے رہے کہ
کرم خان تمندار لنڈان ہاتھ تمن گورچانی سے اور مسو خان بھائی حقیقی غلام حیدر
خان حال تمندار گورچانی ہاتھ لنڈ اور مزاری سے۔ بحالت لڑائی مارا گیا مفصل
حال لڑائی وغیرہ اس تمن کا کیفیت تمن گورچانی اور مزاری سے ظاہر ہوگا۔
جب یہ علاقہ منجانب مہاراجہ رنجیت سنگھ نواب صاحب والی بہاولپور
کی حکومت میں شامل ہوا۔ تمندار گورچانی نے نواب صاحب ممدوح کو ناطہ

نسبت لڑکے خود دیا تھا - بلکہ اور تمنات لغاری و کھوسہ وغیرہ
سے ہے - نواب صاحب نے ناطہ لیا - تمندار گورچانی کے بدبار نواب موصو
زیادہ رسائی تھی - بنظر صدیت تمندار گورچانی نے نواب صاحب کو واسطے
تمن لنڈان کے آمادہ جنگ کیا - چنانچہ شیخ نور محمد وزیر ریاست بہاول
بہ تجمل فوج سرکاری و مردمان بلوچی تمنات گورچانی و لغاری بہ ارادہ
غارتی تمن لنڈان عازم اس طرف ہوئے - لشکر خان تمندار لنڈان
مجال مقاومت ایشان نہ دیکھ کر حاضر خدمت وزیر نواب صاحب بہادر
کے ہوا بحکم نوابصاحب مبلغ ایک لاکھ روپیہ چٹی یعنی جرمانہ اوپر تمن لنڈ
کے مقرر ہوا کہ تمن دار مذکور نے کل متروکہ اپنا اور تمن اپنے کا فروخت
کر کے ادا کر دیا اُس وقت اس تمن کو بڑا حادثہ پہنچا - بعد فوتیدگی لشکر
خان کرم خان تمندار ہوا کہ یہ تمندار لڑائی گورچانی میں قتل ہوا - اُس کا بیٹا
محمد خان دستار بند تھا - جب یہ علاقہ زیر تحت دیوان ساون مل صوبہ
ملتان کے تھا - منجانب دیوان موصوف پر سنگھ کاردار قلعہ ہڑند میں
تعینات تھا - بسبب ایذا رسانی کاردار محمد خان تمندار لنڈان اور جمشید
خان تمندار گورچانی متفق ہو کر قلعہ ہڑند پر تاخت لائے - بعد مقتولی کاردار
مذکور بہت مال اسباب سرکاری غارت کر کے لائے - تب تمن مذکور
خانہ بکوچ ہو کر اندر پہاڑ وغیرہ اطراف کو خستہ خراب ہوتا رہا سرکار نے
سب معافیات و املاک تمن لنڈان ضبط کر دی اور دیوان ساون مل نے
اندرون پہاڑ تمن لنڈو گورچانی پر تاخت لا کر بہت بستیات کو آگ سے
جلا دیا اور مال مویشی غارت کیا بعد مقتولی چند کس بلوچ واپس آئے - تب
محمد خان تمندار لنڈ خود اطراف نوابصاحب بہادر والی بہاولپور چلا گیا

وہاں نواب صاحب نے کچھ زمینات و معافی محصول واسطے گزران عطا فرمائی۔ کہ محمد خان مذکور اس جگہ ہاتھ مدد خان دا دیوڑہ سے بسبب ہونے تکرار زمینات مارا گیا۔ باقی تمن لنڈ بعد عفو قصور دیوان صاحب صوبہ ملتان سے اس ملک میں واپس آیا۔ اور زمینات ہا مملوکہ خود پر قابض لیکن معافی جاگیر نہ ملی۔ اور رعب و دماغ سب تمنداری جاتا رہا۔ اس عرصہ میں مٹھا خان بیٹا کرم خان تمندار تھا اور عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی۔ جب ۱۸۵۲ء میں جنرل وین کورٹ لنڈ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے۔ چالیس نفر قوم مری بطور گہل علاقہ سرکار میں آکر مال مویشی غارت کیا۔ مٹھا خان مذکور اور عالم خان بیٹا محمد خان متوفی اور میوہ خان مع تین نفر سواران تمن خود بموجب رسم بلوچی تعاقب مفسدان گئے ہر پانچ مارے گئے۔ بیٹا خان صغیر سن تھا۔ بخش خان چچا اس کا تمندار بنا رہا ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۶۲ء بخش خان بعارضہ بدنی فوت ہوا مزار خان بیٹا اس کا تمندار مقرر ہوا لیکن واضح ہو کہ جب سے بجرم غارتی قلعہ ہڑند اور قتل قلعہ دار کے دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے اس تمن کو سزا دی اور محمد خان تمندار بعلاقہ نواب صاحب جا کر فوت ہوا۔ یہ تمن بالکل برباد اور تمندار بے حیثیت اور گمنام ہو گیا تھا۔ بحدیکہ عملداری سرکار انگریزی میں بھی بیشتر وقوع اس خدمت لڑائی غلام حسین مشوری کے مزار خان تمندار لنڈان کی کچھ قدر منزلت نہیں تھی بلکہ ابھی تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ بھی تمندار ہی مثل اور زمینداروں کی ایک نمبردار موضع کا تھا۔ اور تمنداران گرد و نواح لغاری و گورچانی و دریشک و مزاری میں کچھ متوجہ حال اس غریب کے نہیں ہوتی تھی بلکہ تمن گورچانی سے جو قدیم الایام سے ضدیت چلی آتی ہے۔ اس باعث سے ایک دوسری کو دشمن

جان تصور کرتی ہے۔ اتفاقاً ۱۸۶۷ء میں مسمی غلام حسین مشوری معتمد بلوچ
بگٹی جو مشہور بدمعاش اور سرکش تھا اُس عرصہ میں چند واردات اس کے
ہاتھ سے بعلاقہ سرکار وقوع میں آئی تھیں۔ اور سبب ہونے تباہ پہاڑ ہا
سرکار عالی سے تھا۔ نامبردہ بجمع آوری لشکر تمن مری و کھیتران و بگٹی
تخمیناً ۱۵ نفر بعلاقہ ہڑند طرف بچاہد گورچانی اندر سرحد سرکار تاخت لایا
تہل علی محمد وغیرہ کو غارت کیا بلکہ بستیات کو آگ لگانا شروع کر دیا جب
لشکر مفسدان بعد غارتی مال مویشی و قتل چند نفر گورچانی واپس جاتا تھا
اطلاع تمندار گورچانی مع تمن خود و مزار خان تمندار لنڈان مع سردار خان
برادر حقیقی و مردمان تمن خود و امام خان جمعدار رسالہ رجمنٹ پنجم متعینہ
قلعہ ہڑند مع بیس نفر سواران رسالہ جنگی بہ تعاقب مفسدان جاکر قریب وا
پہاڑ مقابلہ ہوا عندالمقابلہ غلام حسین مذکور مع ۲۰ سو ساٹھ نفر ہمراہیان خو
میدان جنگ مارا گیا اور ۴۰ نفر مری زندہ گرفتار ہوئے۔ سردار خان بھا
حقیقی مزار خان تمندار لنڈان اُس مقابلہ میں زخمی شدید ہوا بلکہ بعد چند
روز اس زخم سے مرگیا تب سے یہ تمندار مشہور ہوا اور سرکار سے کرسی اور
عزت بشل دیگر تمنداران عطا ہوئی۔ اور نیز سرکار عالی نے براہ قدردانی تجویز
معافی دوام مبلغ ۱۰ جمع سالیانہ جس کے عوض میں جنس بٹائی موضع محمد پور کر
کے تمندار کو عطا فرمائی اور اس روز سے یہ تمن ترقی میں ہے۔ اور مزار خان تمندار
لنڈان خود اچھا لیئق شخص ہے۔ علم فارسی اچھی طرح خواندہ ہے اُن کے
موضع میں ایک اچھا مدرسہ جاری ہے۔ جس میں بقدر چالیس طالب العلم تعلیم
پاتے ہیں۔ اب تھوڑی روز سے اس کو اختیارات تحقیقات مقدمہ
پولس کا عطا ہوا ہے۔ کام متعلقہ اپنا اچھی ایمانداری سے انجام کوشش

کرتا ہے۔ غلام حیدر خان تمندار گورچانی سے اب بہت اچھی سلوک اور محبت ہے سب کام ایک دوسرے کی صلاح سے کرتے ہیں۔ یہ تمندار لُنڈان بھی بہت مدت کے بعد اپنے حق کو پہنچا ہے

شجرہ نسب تمندار لغاری

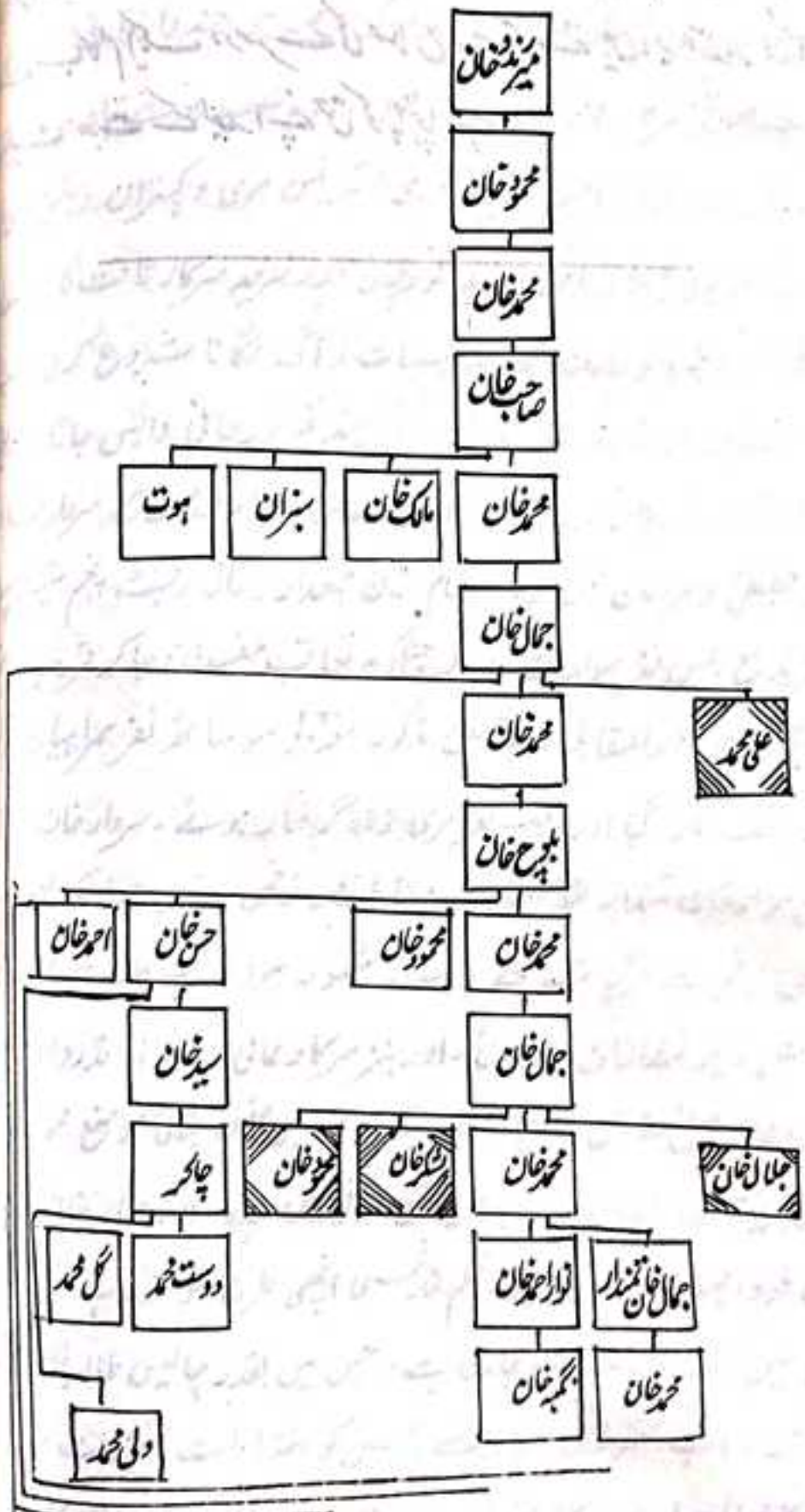

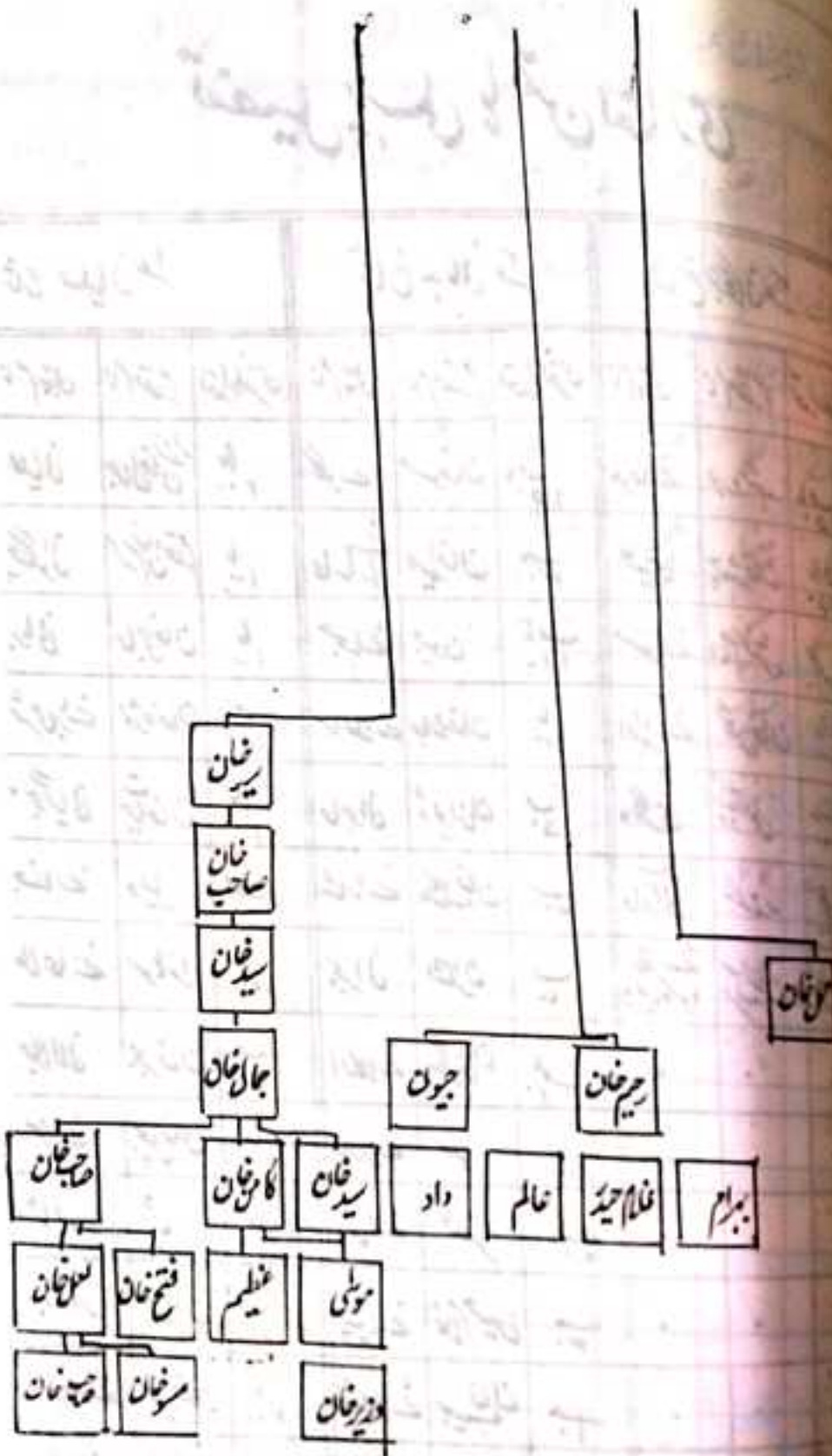
رحیم خان
جیون
داد
عالم
غلام حیدر
بہرام
کرم خان
یار خان
صاحب خان
سید خان
جمال خان
صاحب خان
کامل خان
سید خان
لعل خان
فتح خان
عظیم
مولی
حبیب خان
مراد خان
وزیر خان

تفصیل پہلی ہا تمن لغاری

شاخ علیانی عـ۱			شاخ ہدمانی عـ۲			شاخ بنگلانی عـ۳		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
علیانی	جمال خان تمندار	۲۰۰	لکوے	مسو خان	۱۵۰	ملوحانے	لورو مشہہ	۱۵۰
چنگوانی	کرم خان مقدم	۱۰۰	عاسارانے	امید اخان	۳۰۰	کلیری	چہشہ خان	۲۵۰
برمانی	حاجی خان	۱۰۰	حجبانے	جیون	۱۸۰	مسوانے	امام بخش	۱۵۰
شرعی برمانے	کوڑہ خان	۱۵۰	ساعلانے	جارو خان	۱۰۰	الہدادانے	لکن خان	۱۰۰
جوگیانی	حیات خان	۲۰۰	حاجوانی	ڈیرا خان	۵۰	مانگری	دوستعلی	۱۶۰
حسانے	دلیل	۱۵۰	شاہوانے	ملنگ خان	۱۰۰	دادانی	سکندر	۱۵۰
ملاعانے	سونا نزا	۱۰۰	بجرانی	لشکران	۸۰	یاعلیاو مسوانے	شرک خان	۱۰۰
جلالانی	بجر خان	۵۰	الکلانے	بہاگو خان	۱۵۰	۰	۰	۰
سنجرانے	بچل خان	۳۰۰	جاربرانے	علو	۱۰۰	۰	۰	۰
ٹاپور	شہداد	۱۰۰	احمدانے	خضر	۱۰۰	۰	۰	۰
بزدار	احمد خان	۱۰۰	پشیانے	غلام حسین	۳۰۰	۰	۰	۰
مہروانے	نصیر خان	۲۰۰	شاہلانے	حبیب خان	۱۰۰	۰	۰	۰
رندانی	نصیر خان	۳۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
سراحانے	خان محمد	۷۰	۰	۰	عالحنفر ۸۹۰	۰	۰	الہ ۱۰۰

تمہ شاخ ۱			شاخ تہبانی ۲ میرن خان			میرانکل		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر			تعداد نفری
احمدانے	خضرخان	ب ۶۰	تہبانی	میرن	۲۴۰ بالغ			
گیول	جمال	ج ۵۰	رسمانے	نہال خان	۱۳۰ بالغ			
بزرانے	علو	ج ۵۰	سرکانے	عظیم خان	۱۰۰ بالغ			
زرالی	چیتا	بالغ	بیدی	لورنگ	۲۰۰ بالغ			
شریدانے	حسن	بالغ	سُہرانے	کریم	بالغ			
جیجیانی	سہراب	۳۰	۰	۰	۰			
چاندہ	مانہ خان	۲۰۰ بالغ	۰	۰	۰			
اجانے	کامل	ب ۶۰	۰	۰	۰			
خیلانے	حلب	ب ۶۰	۰	۰	۰			
۰	۰	۰	۰	۰	۰			
۰	۰	۰	۰	۰	۰			
۰	۰	۰	۰	۰	۰			
۰	۰	۰	۰	۰	۰			
۰	۰	۰	۰	۰	۰			
میزان سابقہ نمبر	۰	۲۰۷۰ اعداد سابقہ	۰	۰	۱۱۰ اعداد	۰	۰	۰
		صد ساٹھ نفر ۵۲۱۰						

حال تمن لغاری کا یہ ہے کہ لغاری ایگو خاص قوم رند کی سردار خاندان میر شہک
جس کا بیٹا میر چاکر تھا۔ اس کا بیٹا میر عالی میر عالی کا براہیم اور براہیم کا ایاز
اور یوسف میر رند بتلاتے ہیں۔ میر رندو سے آگی شجرہ نسب سے حال ظاہر
ہوگا کتاب تواریخ بلوچیہ سے تصدیق اسبات کی نہیں ہو سکتی کہ میر عالی
شہک رند کا بیٹا یعنے میر چاکر کا دوسرا بھائی تھا لیکن یہ ظاہر ہے کہ سلسلہ
خاندان لغاری کا علیانی لغاری مشہور رہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۵۴۵ء میں جب
ہمایوں بادشاہ کے ساتھ میر چاکر سردار کل بلوچی ہندوستان میں گیا
بعد فتحیابی ہندوستان ستگڈہ میں متمکن ہوا۔ تب میر رندو برابر میر چاکر کے
ساتھ رہا۔ بعد اس کے میر رندو ۱۵۸۰ء میں جب اکبر شاہ دہلی کا تھا اور نواب
غازیخان ڈیرہ غازیخان کا آباد کیا ہوا تھا۔ مع تخمیناً پچیس ہزار آدمی باکر
برادری اپنی کے بجب وطن خود اسطرف آیا اور چوٹی بالا میں وینز
مواضعات ذیل۔ مانکا و ڈور گدائی بنہ چہل چاہان نوان بکر
کہوڑہ باغلانی جو زیر قبضہ مردم احمدانی دورائی یعنے دودہ کی اولاد سے چھین
اور میر رندو خود قابض ہو گیا۔ علاقہ ہذا ذیل حکومت غازیخان کے تھا۔ نواب
غازیخان بخدمت بادشاہ دہلی احوال سرگزشت گزارش کہ لالہ تودرمل
معتمد بادشاہی دہلی سے آکر یہ علاقہ زیر قبضہ تمندار مذکور قائم رکھا۔ اور سر
معافی محصول عوض خدمت سرحد علاقہ مذکور تحریر کر دی۔ اُس عرصہ میں علاقہ
داجل ہڑند و کوٹ مٹھن و سیت پور نوابان نہڑ کے تحت میں تھے۔ چنانچہ
فیمابین غازیخان و نوابان نہڑ کے جنگ ہوئی تو میر رندو خان ہمراہ لشکر
غازیخان کے تھا کہ تصدیق اسبات کے خاندان نہڑ سے ہو سکتی ہے
علاقہ جب پور میں جنگ جا اور قبرستان شہیدان اُس جنگ کے موجود

ں اور اس فتح کے عوض غازیخان دو سو پچاس روپیہ ماہواری
یہ ڈیرہ غازیخان سے تنخواہ رندو خان مقرر کری تھی۔ ظاہر ہے کہ
ول وقت رندو خان کے ہمراہ قریب بیس پچیس ہزار آدمی تمن لغاری کے
تھا۔ اب علاقہ ہذا میں تھوڑے لوگ ہیں۔ سبب اس کا یہ ہی کہ بروقت
واری بلوچ خان۔ شہداد خان نامی تالپور مقدم کلان تھا۔ منجملہ مردمان
تکری شاخ لغاری سے شہداد خان مذکور نے چار خون کئے۔ اسبات سے
خان ناراض ہوکر (شہداد خان) کو دل چند روز قید رکھا بعد اس کے
تمن سے خارج کیا کہ وہ بطرف سندھ حیدرآباد چلا گیا۔ میاں صاحب میاں
م شاہ والی سندھ کے پاس ملازم ہوا بموجب لیاقت خود داخل سلک امیران
ر کے ہو گیا۔ بعد فوتیدگی شہداد خان میر بہرام بیٹا اس کا بموجب لیاقت
یر خاص دربار میانصاحب کا ہوا اخیر فیما بین میاں عبدالنبی بیٹا غلام شاہ
میر بہرام کی عداوت ہو گئی بعد از تکرار ناطہ میانصاحب نے میر بہرام کو
کرادیا۔ میر بجر بھاگ گیا پیچھے مفسد کر کے میانصاحب کو علاقہ سے
کر خود قابض ہوا جب میر بجر نے میانصاحب سے جنگ کیا تھا۔ محمد خان
ار لغاری کا اس وقت چوٹی میں تھا۔ محمد خان سے مدد طلب ہوئے
محمد خان خود مع مقدمان و لواحقان خود کوٹ سبزل میں پہنچکر شامل
میر بجر خان مدد و معاون ہوا۔ اور بزدار کا تمن بھی تمن لغاری سے یک جدے
میر پہلوان بھائی میر عالی کا تھا۔

جوکہ غازیخان کے وقت سے محصول علاقہ چوٹی کا نسلاً بعد نسل سردار
معاف چلا آیا تھا عملداری مغلیہ میں یعنی علاقہ ڈیرہ غازیخاں بادشاہی خراسان
کے شامل ہوا اس وقت ۱۳ مہار شتر روپیہ سردار چوٹی بطور نذرانہ مجوز ہو کر

وصول ہوتا رہا۔ بعدہٗ عملداری نواب صادق محمد خان رکن الدولہ والی بہاولپور
میں مبلغ تین ہزار روپیہ مالیہ علاقہ چوٹی پر مقرر ہوکر دنڈ پہاولی بدستور
سردار میں رہی۔ جب عملداری دیوان ساون مل کے ہوئی۔ سابق اس کے
مانکا علاقہ چوٹی میں مدفون پڑا تھا مزروعات چاہی وبارانی ہوتی تھی۔ اس
عرصہ میں نالہ پہر آباد ہوا دیوان موصوف نے مبلغ سمت ۱۸۷۰ء علاوہ
نذرانہ اور اثبات زکواۃ آمدورفت مال تجارت یعنی درکل نذرانہ
مقرر فرمایا۔ عہد شروع عملداری سرکار انگریزی مبلغ ۱۸۷۰ء منجملہ سمت ۱۹۲۳ء
ایک ہزار روپیہ زکواۃ والہ معاف کرکے مبلغ سمت ۱۹۲۳ء جمع علاقہ
مقرر ہوکر پہاولے جنسی بدستور اختیار تمندار میں رہی۔ کچھ تفریق جمع
ہوئی اب تک بدستور بحال ہے۔ ذکر جنگ تمن لغاری کا یہ ہے کہ
جب میر رند و علاقہ چوٹی میں آیا مردمان احمدانی سے جو پیشتر اس
میں قابض تھے۔ جنگ ہوا پھر اقوام نہڑ کی ساتھ بمدد نواب غازیخاں
بعد اس کے وقت محمود خان تمندار لغاری اور صاحب خان تمندار کھوسہ
کے فیمابین سلسلہ جنگ جدل شروع ہوا۔ ایک دفعہ تمن لغاری خاص
مسکن تمندار کھوسہ پر تاخت لایا عندالمقابلہ بقدر بیس ۲۰ آدمی لغاری
ننوا آدمی کھوسہ کا مارا گیا۔ اور بعد اس کے وقت بلوچ خان تمندار کا
اس وقت تمن لغاری بیچ چوٹی بالا قریب دامن پہاڑ رہتا تھا
کھوسہ نے چوٹی زیرین کو خالی تصور کرکے تاخت لائے۔ لغاریان نے مقابلہ
کیا کہ قریب مقبرہ سخی حلیم کے مقابلہ ہوا کہ علی محمد خان برادر زادہ بلوچ
خان تمندار لغاری مع چالیس نفر مارا گیا اور کھوسہ کے طرف سے بھی بہت
لوگ قتل ہوئے۔ ابتداء عملداری سرکار انگریزی فیمابین تمن کھوسہ اور لغا

کے جنگ شروع رہا حال جنگ تمن ہذا بملاحظہ کیفیت حال تمن کھوسہ ظاہر ہے۔ واضح کہ جب سے یہ تمن اس علاقہ میں آیا۔ پیشتر عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور سے یہ تمن زیادہ تر اندرون پہاڑ کی بارکھان میں رہتا تھا۔ لغاری بارکھان شامل بارکھان کھتران کے اب تک موجود ہے اور اس زمین پر اب بھی قبضہ تمندار کا ہے مردمان نہڑ جو رشتہ دار تمندار لغاریان کے ہیں وہ کاشت کرتے ہیں۔ کچھ محصول تمندار لغاری لیتا ہے۔ اس رستہ سے بارکھان براہ درہ مقام اور سخی سرور نزدیک ہوتا ہے۔ حال صفت زمین بارکھان بملاحظہ کیفیت حال دورہ پہاڑ منسلکہ گل سوم چمن اول سے واضح ہوگا۔

شجرہ نسب تمندار بگٹی

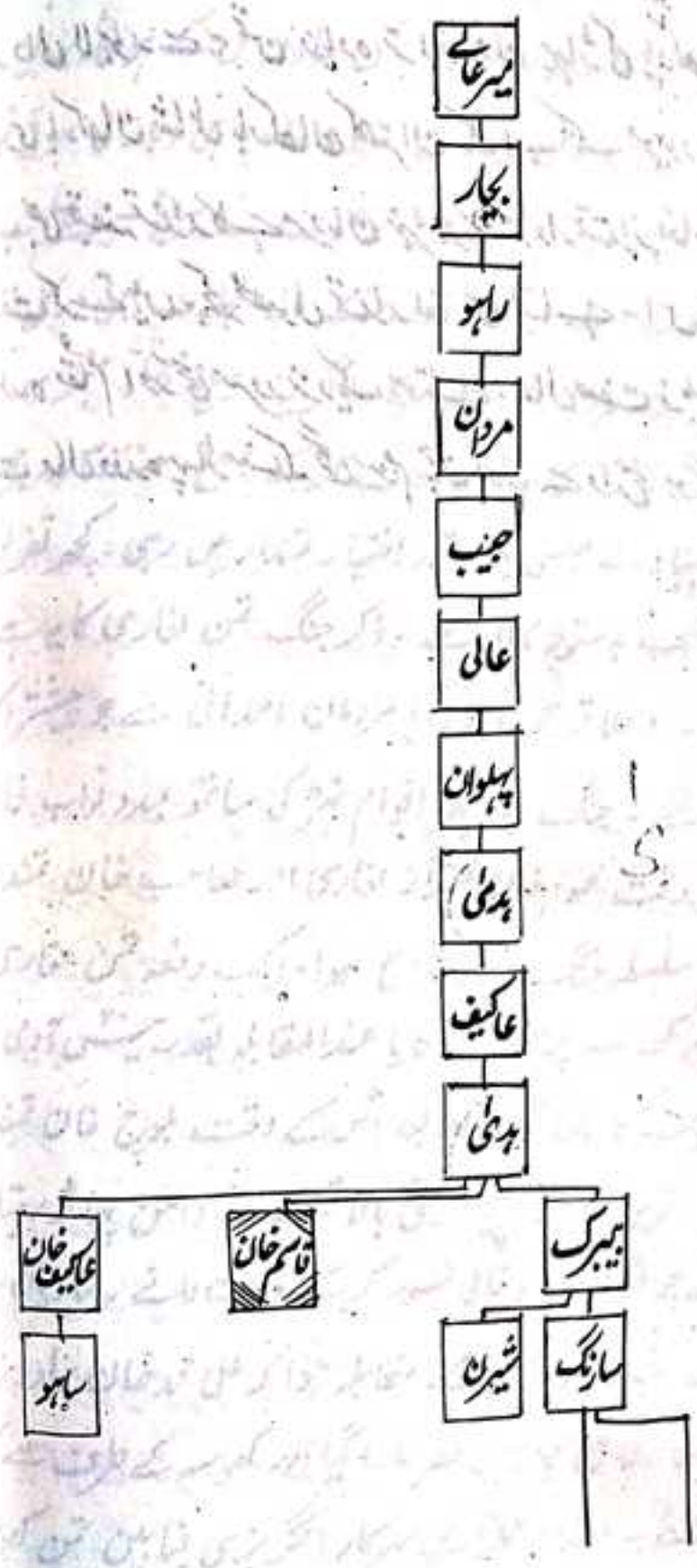

یہ بہرام سنبھلی کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں

یہ پیر محمد تنگری سے تولد ہوا

یہ بیرک عشیرہ دوم مری سے پیدا ہوا

یہ بہرو پسران بیرک عشیرہ دوم کہبران سے ہیں

تفصیل پہلی ہاشمن بگیٹے

شاخ قوم راجپہ			نوتہانی معروف پیر درانے			نوتہانی معروف درگ			مشوری معروف جعفرانے		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد
راجپہ	غلام مرتضیٰ خان	ما ۱۷۵	پروارے	فتحن	ملحہ ۴۰	ذمکانی	ولی خان	ت ۸۰	جعفرانے	حیدر خان	ت ۳۰
۰	۰	۰	بثریہ	ایضاً	ت ۹۰	شنبانی	ایضاً	ما ۱۰۰	کھورمانے	ایضاً	ت ۳۰
۰	۰	۰	جکھرانی	ایضاً	ت ۷۰	میران زئی	کلاتے	ما ۱۶۰	سندرانے	ایضاً	ت ۳۰
۰	۰	۰	شالوانے	ایضاً	۶۵ ت	حمدان زئی	ولی جان	ملحہ ۴۰	کنبرانے	ایضاً	ت ۱۰
۰	۰	۰	ڈانگھانے	ایضاً	۵۵ ت	۰	۰	۰	سرخروی	عمر	ت ۲۰
۰	۰	۰	مہلانے	ایضاً	ت ۲۰	۰	۰	۰	نوہکانے	قادر بخش	ما ۱۰۰
۰	۰	۰	پکھانے	ایضاً	ت ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	رانمن زئی	ایضاً	ملحہ ۴۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	کوہلاتے	ایضاً	ت ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان	۰	ما ۱۷۵	۰	۰	۳۰ م اسامی	۰	۰	۳۸۰ مال	۰	۰	۲۲۰ ما ت

تفصیل پہلی ہاتمن بگٹے

مشوری معروف بخشوانے			کہلپر			پہونگ و مندرانی			بشنبانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
گلشیرزی	باطل خان	من ۳۰	بندلان	روگہا	ما منہ ۱۲	پہونگ	ڈہاو	ملحق ۴۰	کہیازی	مزار و گہرام خان	ملحق ۴۰
لاغرانے	ایضاً	ملحق ۲	باطلانے	میردوست	ملحق ۴	مندرانے	فتح خان	من ۳۰	شنبانے	رحم علی	ماف ۱۵
ڈہانی	ایضاً	ف ۱۵	ہولکانے	عالم خان	ملحق ۴	ہجوانے	پیرو	ف ۵۰	سیدانے	عمران	ما منہ ۲۲
جسکانی	ایضاً	منہ ۲	میرانے	حیدر	ف ۵۰	مندرانے	بارانے	ف ۶۰	مچوہڑ	زنگی	من ۳۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	پاہی	نور	ف ۶۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	منہ ۱۰۵	۰	۰	ملحق ۲۵۰	۰	۰	ماف ۱۸۰	۰	۰	ما ۵۰۰

حال تمن بگٹی کا یہ ہے کہ زمین بگ ولایت حلب میں واقع ہے اور یہ قوم زمین مذکورہ پر سکونت رکھتے تھے۔ اس سبب قوم بگٹی مشہور ہو گئی۔ اور یہ پاڑہ جو ساتھ سردار کل بلوچی کے وقت کوچ حلب سے ساتھ تھی۔ اس میں سے یہ ایک پاڑہ بگٹی کا تھا۔ اور قدیم سے سردار بگٹی کے راہجہ کے خاندان میں چلی آئی ہے۔ راہجہ راہو خان سے مشہور ہوا جو میر عالی سے تیسری پشت جدا علی ہوا ہے۔ واضح ہو کہ جب فیما بین میر چاکر رند و میر گہرام لشاری کے جنگ ہوئی میر عالی بگٹی کا مقدم طرف رند کے تھا جو بگٹی بھی اولاد سے ہے اسی لڑائی میں عالی مذکور قتل ہوا اور نامبردہ کے دو بیٹے تھے ایک براہم جس کی اولاد سے خاندان لغاری بلقب علیانی کی مشہور ہے دوسرا پہلوان جسے آج تک سلسلہ دستار سرداری خاندان راہجہ میں چلی آتی ہے۔ جب میر چاکر مدد ہمایوں بادشاہ ہندوستان کو گیا تھا۔ پہلوان مذکر وہاں رہا۔ اس وقت بگٹی اوپر مقامات زنگھہ اسپلنجی سیوری واقع سرحد کچھی یعنی علاقہ قلات متصل شوران کے رہتے تھے۔ میر چاکر کے وقت میں بگٹی بنام کہلوئی کے مشہور ہو گیا تھا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا کوٹ پہلی بگٹی نے مارا تھا۔ میر چاکر سردار رند نے تبسماً فرمایا کہ یہ کوٹ نہیں کہلوئی ہے۔ (کہلوئی کے معنے برتن (ڈولی) کے ہیں۔ اسی سے بگٹی کہلوئی مشہور ہو گیا پہلوان کے بعد ہدنی اس کا بیٹا مقدم قوم بگٹی کا ہوا وہ بھی وہاں گزرا اس کے بعد عاکیف خان مقدم بگٹی کا ہوا ہوتی خان سردار پاڑہ گودری رند سے جس کی دستار پر اب امام بخش خان تمندار رند علاقہ سندہ میں ہے۔ بسبب ناطہ نسبت کے کچھ تکرار ہوا۔ عاکف خان سات نفر لواحق سردار رند کو قتل کر کے روبفرار ہوا۔ پانچ پاڑہ اس وقت عاکف خان

کے حسب ذیل ساتھ تھے۔ راجہ خاص خاندان خود رامہ زی سندرانی مشوری
کہلپر جب سیاہ آف کے پرلی طرف آیا مردم رشکانی مقدم جس کا نوتہہ خان
اولاد زید سے باناز تخیناً سو نفر موجود ہے۔ اور نیچے بمقام سیاہ آف و
میرو وغیرہ متعلقہ مقامات یہ چار پاڑہ مزاری تالپور گدائی جھگرانی مسکن گزین
تھے۔ یہ لوگ اس وقت جب میر چاکر طرف ہندوستان جاتا تھا
پیچھے اتفاقیہ کوچ کر کے بہ سبب پسندی آب و ہوا و فرط گھاس وغیرہ
ٹھہرے ہوئے تھے۔ عاکف خان کی نوتہہ خان سے تمام دوستی ہو گئی یہ
پاڑہ شامل تمن بگٹی کے ہو گیا۔ اس دن سے عاکف خان بنام سردار بگٹی اور
نوتہہ خان مقدم نوتہانی ملقب ہوا پیشتر اس سے خود سردار بگٹی بطور مقدم
کے تھا۔ اُس سردار کے وقت میں زیادہ تر رونق ہو گئی وہ چار پاڑہ قوم جھگرانی
و مزاری رہتی تھی۔ اتفاقاً عاکف خان کے صالو خان سردار قوم جھگرانی سے
باعث خرید و فروخت ایک عنان گھوڑی کی جو صالو خان نے عاکف خان سے
خریدی عاکف خان صالو خان سے عوض قیمت گھوڑی ایک ڈاچی یعنی اروانہ
جو تمام مال دوگ میں مشہور تھے مانگے نامبردہ نے ندی اور جو ڈاچی دینی کے
تھے۔ اس کو بھی نکال دیا۔ اور تین پاڑہ چنانچہ مزاری گدائی تالپور بھی متفق
قوم جھگرانی ہو کر آپس میں لڑائی اور کشت خون ہر دو تمن کے ہوتے رہے
ایک دفعہ مزاری و جھگرانی یہ چار سے پاڑے جمع ہو کر بہ بہری ایک کس قوم
نوتہانی کے گھوڑہ اوپر تمن بگٹی کے اٹھا لائے۔ چنانچہ دو بیٹا عاکف خان
جس کا نام معلوم نہیں نوعمر تھے۔ مع چند کس دیگر تمن خود مقتول ہوئے
اور مال مویشی غارت کر کے لے گئے۔ وہ جو ایک کس نوتہانی ساتھ تھا
سردار بگٹی کا نوتہانی رنج ہو گیا۔ مردم نوتہانی کے واسطے صفائی اپنی کے تین

قطعہ زمین سور جیب رائی تر کی عوض خون بہا در فرزندان عاکف خان
کے دی تب نوتہانی سے صفائی جنگ ہوگئی اور بدستور بگی ملی رہا اس
چار پارڑوں سے مدت تک جنگ و جدل رہی اخیر پارڑہ جھکرائی کا سندہ میں
کوچ کر گیا۔ کہ اب تک ایک تمن مشہور ہے اور یہاں نیچے قریب سالر جلد
زمین روجھان کے اتر آیا۔ اور ٹاپور میر مشہور ہے کہ پہلے پاس میاں صاحب
والی سندہ نوکر ہوا پیچھے تبائید فلک خود درجہ ریاست تک پہنچا۔ اس عرصہ
میں عاکف خان قتل ہوا ہدی خان بیٹا اُن کا تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت بھی
ان تمنات کے ساتھ بدستور لڑائی رہی مگر کوئی مشہور آدمی فیمابین قتل نہ ہوئے
جو درج کیے جاویں۔ اور ہدی خان کے تین بیٹے تھے۔ بڑا قاسم خان دوسرا عاکف
خان تیسرا بیبرک خان۔ اول قاسم خان پر دستار آئی وہ گمنام قتل ہوا اُس
کی اولاد قاسمانی پہلے مشہور ہے عاکف خان کے گھر میں ایک غلام عورت تھی
اس سے ساہو بیٹا پیدا ہوا اُس کی اولاد سیاہین زئی مشہور ہیں۔ بعد قاسم کے
دستار بیبرک خان پر آئی عاکف خان محروم رہ گیا اور بعہد اس تمندار کے مع
تمن مری جنگ آغاز ہوگئی تھی۔ بعد بیبرک خان کے سارنگ خان نے دستار
باندھی اور بوقت اس تمندار کے دو جنگ مزاری سے ہوئی کہ سارنگ خان نے فتح
پائی اور بگھی پھر گھوڑا اٹھا کر اوپر تمن مزاری بقصد غارت جاتا تھا کہ ساد ہو خان
مزاری مع ۷ نفر بطور خفیہ یعنی گھل واسطے غارت تمن بگھی جاتا تھا کہ اثناء راہ
میں قریب کوہ زمردان فیمابین بمقابلہ ہوا ساد ہو مذکور مع ہمراہیان اسجگہ مقتول
ہوا۔ چنانچہ اب تک چرسا دہو مشہور ہے بعد فوتیدگی سارنگ خان مبارک
خان بیٹے اُس کے نے دستار باندھی اس سردار کے وقت میں بھی بدستور وہی حال
رہا بعد مبارک خان کے ہیبت خان بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ اس تمندار کے وقت

مری سے زیادہ جنگ شروع رہا۔ پیشتر بڑے بیبرک خان کیوقت
اگرچہ تھوڑا بہت چوری مال مویشی وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ ایسا کشت
وقوع میں نہ آیا جب ہیبت خان سردار بگٹی کا تھا منجملہ تمن بگٹی کسی
مسمی زورک خان مرے کو مار ڈالا تھا ہیبت خان مذکور واسطے انجام اور
خان کے بطور سہتہ یعنی میلانزد تمندار مری جو اس وقت پوزیر خان بیٹا
رخان گزنی مری سردار مری نے بعد صلح اور انجام کے ہیبت خان مذکور کو
چند روز ٹھہرایا اور ناطہ نسبت لڑکی اپنی کا بسبب عقلمندی سردار ہیبت
کے کر دیا۔ اسی اثنا میں ایک کس نامعلوم الاسم منجملہ تمن مری لواحق رزک
یعنی عوضہ خون روزک مذکور سردار ہیبت خان کو قتل کیا باطلاع اسبات
تمن بگٹی زیادہ تر تمن مری سے کینہ دوز ہوا۔ جو کہ ہیبت خان لاولد قتل
مسمی ڈیہل خان چچا اس کے نے پگ باندھی اسی سردار نے سب تمنات
سیالوں سے بہت جنگ کی مگر فتح بتائید آسمانی ہے جب اس سردار پہلی
باندھی۔ عوضہ ہیبت خان کے واسطے تمام تمن جوش خروش میں تھا۔ اور
سردار کے بھی پہلی یہ ہے شرط تھی چنانچہ بہ تجمل تمن خود تاخت آور تمن مری
ہوا اور بستی مرید خان کو غارت کر کے معاود ہوا کہ بوزیر خان تمندار مع مردمان
تمن خود تعاقب کر کے بمقام سہور و جنگ واقع ہوئے للوع نفر منجملہ تمن مری
پہنچی بعد اس کے مقام جنگ پر صلح ہو گئی کہ حوالی ۱۴ نفر مری مارے گئے
عوض جو ہیبت خان مجرا ہوئی آئندہ کو فیمابین صلح ہوئی۔ جو کہ تمن سے قدیمی
الملہ جنگ کا چلا آتا تھا۔ اس سردار کے وقت میں تمندار مزاری علاقہ تمندار
بگٹی میں تاخت لایا کہ بخشہ خان بیٹا تمندار بگٹی اور بھی بہت لوگ قتل ہوئے
چنانچہ مفصل حال اس جنگ کا تواریخ تمن مزاری سے ظاہر ہے۔ تمن دریشک

سے پیشتر صرف تھوڑا تھوڑا رواج بدی بدکاری کا شروع تھا۔ کچھ جنگ
عظیم واقعہ نہ ہوی تھی۔ بعہد اس تمندار کے تمندار دریشک بہ تجمل تمن خود
ونیز رفاقت دیگر تمنداران تمن بگٹی پر تاخت لاکی صوبہ خان ثانی بیٹا ڈیہل
خان کو قتل کیا اور مال مویشی بہت غارت کر کے چلا گیا لیکن یہ تمندار۔ عوض
نہ لے سکا۔ جب تقدیراً یہ تمندار فوت ہوا مٹھہ خان اس کا تیسرا بیٹا تمندار
ہوا ——— اس تمندار کے وقت میں بدستور سب
تمنون سے جنگ رہی لیکن کچھ ایسی نامور جنگ نہیں ہوئی جو درج کی جاوے
بعد فوت ہونے مٹھہ خان کے بیبرک خان بڑا بیٹا تمندار ہوا اس کے بعد
سلام خان تمندار ہوا اس تمندار کی بسبب دشمنی کے جو ساتھ تمن دومکی کے
ہمیشہ جنگ جدل رہتا تھا۔ شہداد خان یا جلال خان تمندار دومکی نے زہر دلا کر
مار ڈالا۔ بیبرک خان بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ یہ تمندار بڑا بہادر اور نامور
تھا اس تمندار کیوقت بہت نامور جنگ ہوئے چنانچہ۔ پہلے مسمیان مہان
خان بردہی سرداران منجانب خانصاحب واسطے تلات واسطے سزا رسالہ
مردمان تمن بگٹی کے جو یہ لوگ بعلاقہ بردہی بدی بدکاری کرتے تھے۔ بقدر
چھ ہزار نفر لشکر جمع کر کے۔ تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ بمقام مرد تمن بگٹی سے
مقابلہ ہوا۔ غلام رسول خان برادر عبدالقادر بردہی غازیخان شہوانی مہمان
خان رئیسانی مع مالہ ۱۲ نفر قتل ہوئی۔ فوج سرکاری شکست کھا کر بھاگ
گئے۔ تمن بگٹی نے فتح پائی۔ دوسری دفعہ گولہ شاہ وزیر والی ملک سندہ مع
فوج سرکاری و مردمان مری جو سندہ میں رہتے تھے اور جام خان سردار
قوم مری ہمراہ تھا۔ قریب پانچہزار لشکر جمع ہو کر اوپر تمن بگٹی تاخت لایا۔
بمقام کاٹی سرحد کوہ سیاہ آف مقابلہ ہوا نفر ۹ منجملہ لشکر میر صاحب

اور ۱۸ نفر تمن بگٹی قتل ہوئے۔ فوج سرکاری شکست کھا کر مفرور ہوئے تیسرا اسی سردار کے وقت میں مسمی کرم خان تمندار پلیدی کا تھا منجانب تمن پلیدی چند لوگوں نے آکر دو نفر بگٹی قتل کئے۔ بیبرک خان سردار بگٹی نے بانسری کبیتران دولی خان نوتہانی و علیشیر کہلپر بقدر نو سو جوان تمن پلیدی پر لشکر بھیجدیا کہ موضع ہڑند جعفری کو غارت کرکے واپس ہوئے کہ فتح خان بندوانی سرکردہ پلیدے تعاقب کے واسطے روانہ ہوکر قریب بمقام تہگوانی مقابلہ ہوا۔ فتح خان مع ۲۰ نفر پلیدی مقتول ہوا ۸ نفر بگٹی بھی مارے گئے مگر فتح تمن بگٹی نے پائی۔

چند مدت فیمابین دونو تمنوں کے تکرار رہا پھر انجام ہوگیا۔ چوتھا اسی سردار کے وقت مسمیان اللہ بخش راہجہ دولنجان نوتہانی و نہال خان مشوری وصابو خان شنبانی بقدر ۱۵۰ نفر جمع ہوکر تمن ڈومکی پر تاخت لائے چنانچہ بستیات مردم کٹپال کی غارت کیں مردمان ڈومکی نے تعاقب کیا سلام خان محمدانی ڈومکی مع بیس نفر قتل ہوا کہ سلام خان باپ بیبرک خان تمندار کو جو شہداد خان باپ جلال خان کو زہر دے کر مارا تھا۔ اس کے عوض میں یہ سلام خان شمار کیا۔ پانچویں دستار اس تمندار پر تھے کہ سلام خان پسرش یعنی باپ غلام مرتضے خان سردار حال تمن کا بالغ اور نوسن جوان تھا۔ لشکر اٹھا کر علاقہ تمن مزاری کے مواضعات پر بورڈہر والی و تھل نصیر وغیرہ پر تاخت لایا بعد غارتی مال مویشی واپس جاتا تھا کہ بمقام پربور لشکر سرکاری سنگھان کا مع مردمان رعایا تمن مزاری قریب عمرکوٹ آکر ملاقی ہوا فیمابین مقابلہ ہوا عند لڑائی پر سہ سنگھ افسر لشکر سرکاری مع پچاس نفر قتل ہوا چنانچہ جھنڈا یعنی نشان و باجہ دہونسہ سپاہ سرکاری و دیگر اسباب اسلحہ

وغیرہ تمن بگٹی کے ہاتھ آیا۔ اور فتح نصیب ہوئی۔ چنانچہ اب تک نشان اوپر
خانقاہ فقیر سوہری کے چڑھا ہوا ہے اور دھولنسہ مردم کہیا ذی لیگئے تھے کہ تمام
شاہ کو جا کر دیا۔ دوسری دفعہ اس سردار کے وقت مردمان بگٹی عوضہ صوبہا
خان بیٹا ڈپھل خان کے واسطے مسکن گاہ اسنے تمن دریشک پر تاخت لائے
کہ مال مویشی بہت ہی کیا واپس جاتی تھے کہ تمن دریشک واسطے تعاقب
کے آئے عند المقابلہ دائم خان و محبت خان مقدمان دریشک مع پچاس
نفر مارے گئے۔ اور جب فوج سرکار انگریزی طرف خراسان جاتی تھی۔
۱۸۳۹ء میں بسبب نقصان پہنچانے اسباب وغیرہ متعلقہ فوج کے میجر بلور
صاحب بہادر مع سات سو سوار واسطے سزا رسانی مردمان بلوچ
تعینات ہو کر مردمان جھگرانی ڈڈوکی و نوتھانی دمگسی کو بخوبی سزا پہنچائے
اور ڈیرہ بیبرک مسکن گاہ تمندار بگٹی پر تاخت لا کر لڑائی کی چنانچہ نوے
نفر تمن بگٹی قتل ہوئے اور منجانب سرکار لفٹنٹ کلارک صاحب بہادر
زخمی ہوئے۔ اخیر ڈیرہ بیبرک کو محاصرہ کر کے قابو کر لیا۔ بعد لوٹنے شہر
کے بیبرک خان تمندار کو قید کر کے ساتھ لے گئے کہ بعد دو سال کے رہا کیا۔
بعد اس کے ۱۸۴۲ء میں نپیر صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ
سرحد سندھ کے تھے۔ بجر خاں جھگرانی و میر حسن نوتھانی بگٹی بدی علاقہ
سرکار کے کر کے پہاڑ میں باقی رہتے تھے۔ صاحب ممدوح انپر تاخت کیا
اور مردمان مذکور علاقہ تمن بگٹی میں بمقام زمین ترکی جو اندر سخت پہاڑوں
کے میدان ہے پناہ گزین ہوئے لیکن صاحب ممدوح انپر غالب آکر ماخوذ
کر لیا۔ بعد اس کے بیبرک خان تقدیراً فوت ہوا اسلام خان نے دستار
باندھے اس عرصہ میں جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ

لفٹ مری یدر صاحب بہادر جواب سرہزے مری یدر صاحب بہادر ہیڈ
سندھ کے ہیں۔ ماتحت صاحب ممدوح بمقام شاہ پور تعینات تھے۔ لشکر
شہر کندرانے کو غارت کرکے واپس جاتے تھے۔ مری بدر صاحب بہادر
ور اطلاع تعاقب ان روانہ ہوئے۔ عندالمقابلہ لشکر بگٹی نے شکست
ئی۔ بقدر دوسو نفر مقابلہ مارا گیا ایک سو بیس زندہ گرفتار ہوئے کل
کر بگٹی پانچسو نفر تھا۔ باقی بھاگ گئے۔ مری یدر صاحب کے ساتھ صرف
ور ایک سوار تھا۔ واضح رہے کہ میدان صاف میں جہاں بندوق بازی
طی ہو سکے۔ سرکاری فوج جنگی ان لوگوں کے واسطے فیصدی بیس نفر کافی ہے۔
یونکہ ایک تو نفر سپاہ سرکاری کی سیاست زیادہ تھے۔ دوسرا بندوق بازی
یں فوج بلوچی نہیں ٹھہر سکتے۔ تلوار بازی اور موقعہ آڑ پر یہ بلوچیہ فوج بڑی
ہادر اور جوانمرد ہے۔ ازیں حادثہ تمن بگٹی بالکل برباد ہو گیا۔ اس اثناء میں
مری تاخت لایا۔ عندالمقابلہ تمن بگٹی سے مسمیان حرمت نوتہانی کریداد
ماحہ زئی ملنگ نوتہانی مقدمان مع للہ نفر قتل ہوئے۔ بسبب پہنچنے حادثہ
ٹرا ٹراً کے تمندار بگٹی مع مردمان تمن خود تمن کہتران جو ہمشیرہ میر
حاجی تمندار کہتران کی شادی مع سلام بگٹی کے ہوئی تھی اسی امید رشتہ داری
پر کوچ کرکے چلا گیا۔ وہاں سے بحایت تمن کہتران جمع ہو کر تمن مری خاص
شہر کہان پر تاخت لایا کہ عبدالمقابلہ نفر منجملہ تمن مری مارا گیا اور سات
سو مہارا روانہ مار کرلے جاتے تھے۔ عندالتعاقب تمن مری مقابل ہوا
کر قریب مقام موندری جنگ ہوئی بقدر دوسو نفر تمن بگٹی و کہتران مارے
گئے۔ اس عرصہ میں غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی حال بالغ تھا۔
بنظر دلیری خود بخود مع چند سواران معدودہ تمن مری پر پھر تاخت لایا کہ

عند المقابلہ بقتل نفر مری مارے گئے اور خود غلام مرتضیٰ خان زخمی ہوا
کنفاست پر زخم موجود ہے۔ بعد چندے بموجب انجام پھر تمن بگٹی
مسکن مالوفہ پر واپس آیا اس اثناء میں تمندار کہیازی المعروف
سے تکرار ہو گیا کہ کہیازی تمندار مع لواحقان و تمن خود کوچ کرکے
کہان بستی خوجہ مرغانے مری میں جا بیٹھا اور تمن بگٹی میں بہ حمایت تمن
لوٹ مار شروع کئے جو کہ اس عرصہ میں غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی خود
ہو گیا تھا۔ اور دلیری و جوانمردی اُس کی سب تمنات کو پسند تھی۔
تمندار بگٹی نے بجین حیات خود دستار سرداری بیٹے اپنے کو دے دی
سلام خان مذکور اب تک زندہ ہے۔ راقم نے جو اُسے سبب دینے
سرداری کا بجین حیات خود دریافت کیا تو بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر
پسری نہ ہوتی تھی۔ ایک امیر شاہ نامی سید اہل فقرہ تھا۔ اس کی دعا
سے اولاد پیدا ہوئی مجھ کو زیادہ تر عزیز تھا بخوشی دل بجین حیات
دے دیئے لیکن غائبانہ راقم کو اس طرح معلوم ہے کہ یہ شخص غلام
خان ابتدا مرد جوان و بہادر تھا اور نشان جوانمردی اور طلوع بختی
کے چہرہ سے ظاہر ہیں۔ اپنی جوانمردی سے زیادہ تر غلبہ پا گیا۔ چنانچہ
سردار نے بہت اچھی اچھی لڑائی ساتھ تمن مری وغیرہ کی کرتے ہیں
ہمیشہ فتح اس کی نصیب ہوتا رہا۔ چنانچہ واسطے عوضانہ کہیازی
کے بستیات ان کی جو اوپر کہان کے تھی بہ فراہمی لشکر خود تا حد
مسمیان شہل خان سیدانی و فوجہ مرغالی مری و رئیس شنبانی کو قتل کیا
غارتے بستیات وجی مال مویشی واپس آتا تھا کہ تمن مری مقابلہ کے
آیا بمقام کلری مقابلہ ہوا بقدر بیس نفر منجملہ تمن مری جن میں جمال مرغا

پڑہ گرنی رامن سیدانے یار خان کہگرانے مزار لاہگانے نامور
جوان ماری گئی۔ غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی بعد فتحیابی معاودمسکن
خود ہوا منجملہ تمن بگٹی صرف ایک کس مارا۔ اس عوضہ کے واسطے تمن
مری دو دفعہ تمن بگٹی پر تاخت لایا۔ چنانچہ ایک دفعہ بمقام کہلری
مسمیان گل مشوری شکاری نہکانی کو مع ۱۳ نفر اور دوسری دفعہ
بمقام کونج قریب رود سہورے کشک گر اندر خان مع ۳۲ نفر
نفر قتل کر گئے۔ مگر تمندار تعاقباً جو گیا مل نہ سکا۔ پیچھے تمندار بگٹی
سات سو نفر سوار تمن خود جمع کر کے بمقام کہولو کہان سے بھی گذر کر
مردمان بجرانی تمن مری پر تاخت لایا کہ بعد غارت کرنے بستیات
مال مویشی حسب ذیل گوسفند مادہ گاؤ نر گاؤ اروانہ اسپان
۱۲۰۰۰ عدد ہزار راس الاغ ۱۲۰ راس ماذہ ۱۲۰ ہمار غ ۱۰ راس
لوٹا اور ۱۳ نفر مردم مری موجودہ بستیات کو قتل کیا لشکر بگٹی براہ
گہرام واپس روانہ ہوا تمن مری بامسری مسمیان کرم خان بجرانی وبہادر
خان لوہارانی وجندہ خان زندکانی و شیر خان محمد انے بتعداد نو سو
سوار تعاقب کے واسطے روانہ ہوکر پیش بندی کری بمقام زمین
پنڑی فیمابین دونو تمن کے مقابلہ ہوا تمن مری نے شکست کھائی ماد
نفر مری مع چند سونہ بندعلی بجرانی داد محمد قتل ہوئے بگٹی
کی طرف سے بھی ۱۱ نفر مارے گئے مگر فتح نصیب بگٹی کے تمندار
کو ہوئی ماللہ ۲۸۲ عنان گھوڑی اور ہتھیار علاوہ مال مویشی سابقہ
بگٹی نے میدان کارزار سے اُٹھائے یہ ایک بڑا عمدہ مقابلہ فیمابین
ان دونو تمن کی ہوا ہے اور اُسی دن سے تمن بگٹی زور میں آگیا اور

سردار بڑا نامور مشہور ہوا۔ یہ مقابلہ عملداری سرکار انگریزی میں عرصہ تخیناً دس بارہ سال سے ہوا ہوگا اور بھی چند دفعہ فیمابین دونو تمنوں کے مقابلہ ہوتا رہا چند دفعہ تمن مری نے بگٹی کو اور بگٹی نے مری کو مارا بلکہ اب تک باوجودیکہ دونو تمن اب نوکر سرکار کے ہیں۔ بدستور جنگ جدل شروع ہے تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ بہ نصیحت حاکمان وقت فی الجملہ فرق ہے کہ اب سال بھر سے انجام کیا ہوا ہے کچھ ایسے سنگین واردات فیمابین ان دونو تمنوں کے وقوع میں نہیں آئے۔ منصفی کی بات ہے کہ تمن مری تعداد میں بگٹی سے بہت زیادہ ہے۔ اور زیادہ تر جای امان کے اوپر ہے۔ نیچے والہ کا ہاتھ اس پر مشکل جاتا ہے اور اوپر والہ کا جلدی نیچے کی طرف قابو پڑ جاتا ہے۔ مگر سردار بگٹی کی جوانمردی سے اب تک بگٹی اور مری برابر سیالی ہی بلکہ چند دفعہ زیادتی ہی پائی۔ اور تمنات گرد و نواح جو علاقہ سرکار میں ہیں مزاری دریشک و گورچانی تحت ضلع ہذا و ڈوکی دپلیدے بروہی وغیرہ ضلع سندہ جیکب آباد کے بموجب منظور کرنے اطاعت سرکار عالی دل بجان سے بخوبی انجام و آرام ہے بلکہ تمندار مزاری نے بازار صحبت کا فیمابین سرکار عالی اور تمنات مری بگٹی کے گرم کیا ہوا ہے یعنی امام بخش خان تمندار مزاری بطور وکیل ورسا کار ہے اور ہوش لیاقت اس تمندار بگٹی کا بہت اچھا ہے اور بسبب زیر سایہ آنے سرکار عالی کے روز بروز ترقی ہے اور تمندار کا ایک بڑا بیٹا میر خان المعروف شہباز خان بہت اچھا لیٹق اور خدمت گذار آدمی ہے کہ بیچ خدمت سرکار و انتظام تمن دل بجان سے کوشش کرتا ہے اور

فرمان برداری اپنے باپ میں ثابت قدم ۔ سرکار سے اس تمن کے واسطے مبلغ طاہ ط۶۵ تنخواہ ماہواری عوض خدمت گذاری عوض خدمت گذاری سرحد کی نوکری مقرر ہے چنانچہ جب سواران علاقہ ہذا میں پوست ہائے سرحد پر تعینات ہیں اور باقی نزد تمندار حاضر رہتے ہیں اور تمندار موصوف ہر قسم چیز سرحدات کی سرکار میں ایمانداری سے رپورٹ کرتا ہے چنانچہ چند دفعہ اوسکو سرکار سے انعام عطا ہوا یہ بندوبست ۱۸۶۸ء سے سرکار عالی نے فرمایا تنخواہ اُن کی مد پولس اور پولیٹیکل ضلع سے ملتی ہے ۔ واضح ہو کہ اگرچہ قوم شنبانی ایک ٹکڑا تمن بگٹی کا ہے چنانچہ تفصیل تعداد تمن میں مثل دیگر پھلی ہا کے اوسکو کیا گیا ہے ۔ لیکن چند مدت سے یہ ٹکڑا الگ رہا اور ایک بنام تمن شنبانی کے مشہور ہو گیا چنانچہ اب تک بھی ایک علیحدہ تمن اور مقدم اُن کا مزار خان وگہرام آپ کو علیحدہ تمندار کہلاتا ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پیشتر زمانہ قدیم سے یہ ٹکڑا بالکل شامل بگٹی رہا چنانچہ اب تک بھی اگرچہ وہ لوگ انکو الگ کیا چاہتے ہیں۔ مگر تاہم کہیازی بگٹی مشہور ہے ۔ بعلت اوی سنگیان فیما بین مزار خان مقدم شنبانی و اسلام خان تمندار بگٹی کی کچھ تنازعہ ہو گیا چنانچہ مزار وگہرام خان دونو کوچ کر کے تمن مری میں جاکر پناہ گزیں ہوئے اور اُن کی آپس میں لڑائی رہے بعد ازاں اگرچہ آپس میں انجام کر کے واپس آئے مگر تب سے آپس میں نقیض پڑ گئے کہ اب تک دلی صفائی نہیں ۔ جب سے غلام مرتضیٰ خان تمندار کے اوپر اقبال سرکار آیا اب بہت اقوام شنبانی اُس کے

زیر تحت آگیا مگر مقدمان ہنوز گردن فراز و سرکش ہیں۔ ایک
وجہ نقیض کے ہے۔ دوسرا جس زمانہ میں کہیا زی شنہانی بگی
کے شامل رہتا تھا۔ اُس وقت دیگر مقدمان سے ان مقدمان کر
زیادہ فوقیت اور دلیری و سیالداری تھی یہ وجہ بھی البتہ ہے

شجرہ نسب تمندار مری

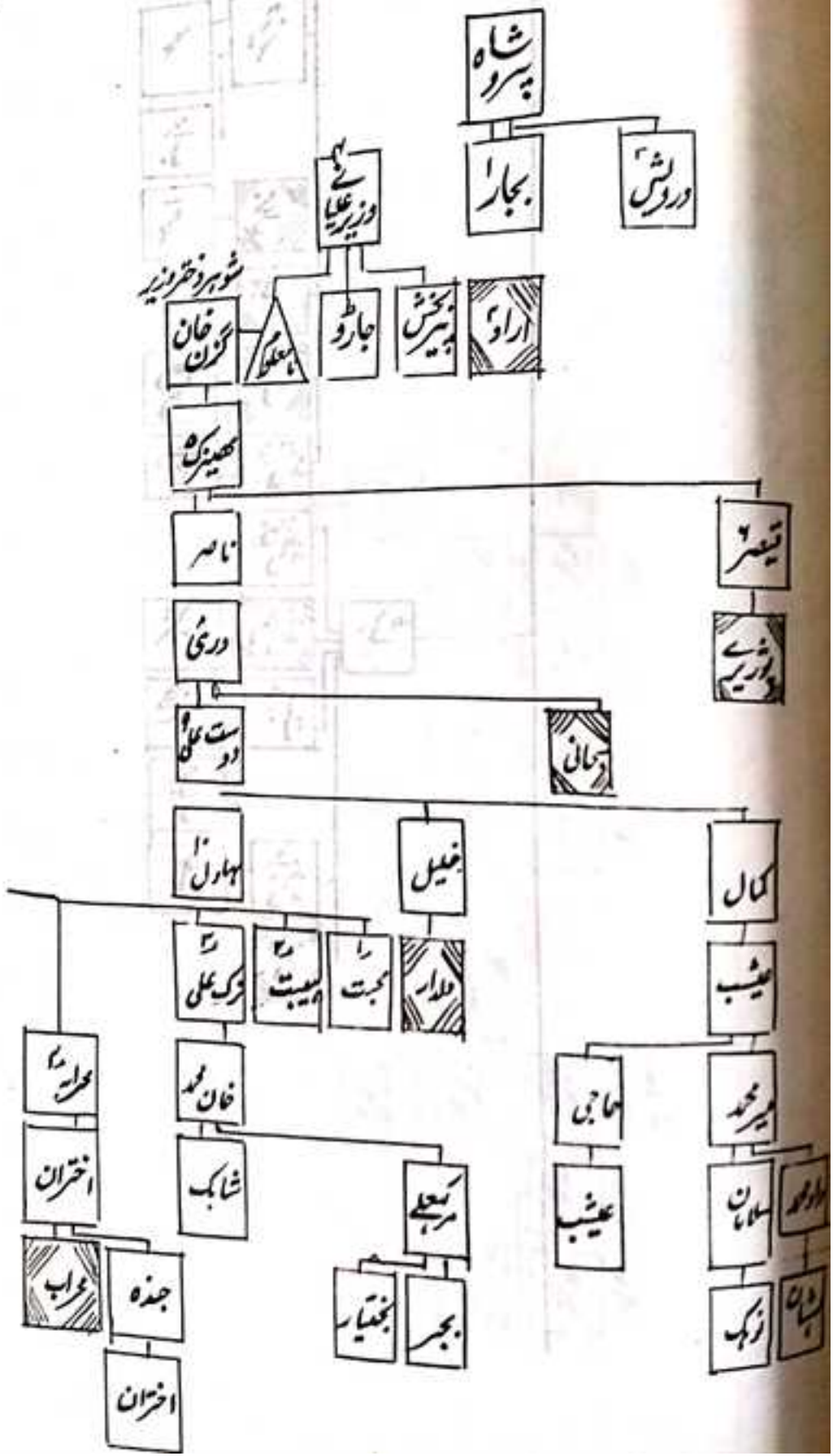

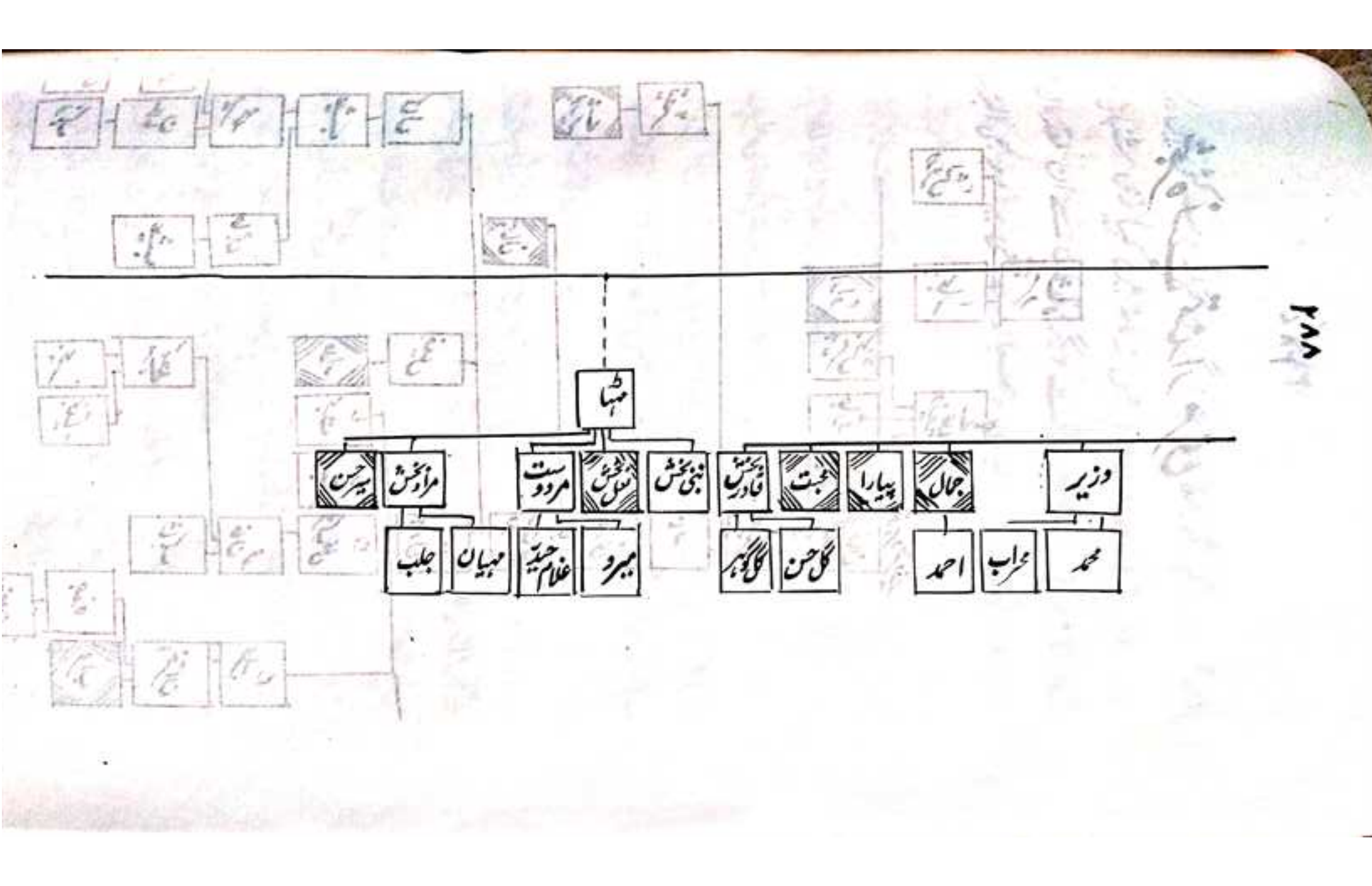
مہتا
سیر حسن
مراد بخش
جلب
مہیان
مردوست
نعل بخش
غلام حیدر
میرو
نبی بخش
قادر بخش
گل گوہر
محبت
گل حسن
پیارا
جمال
احمد
وزیر
محراب
محمد

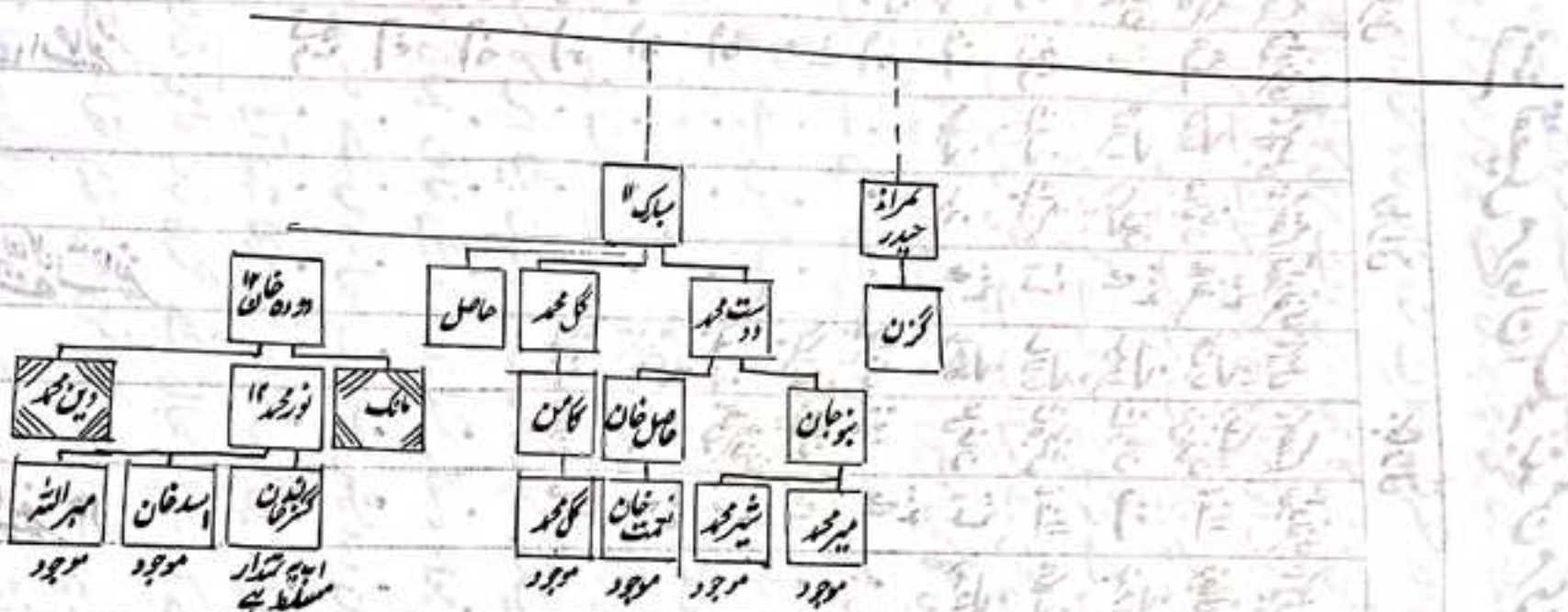
عمراند
حیدر
گزن
مبارک
دوست محمد
گل محمد
حاصل
دوردہ خان
بنوجان
حاصل خان
گامن
مانک
نور محمد
دین محمد
میر محمد
شیر محمد
نعمت خان
گل محمد
گزر خان
اسد خان
مہراللہ
موجود
موجود
ابھی تندار
مسلط ہے
موجود
موجود
مرحوم
موجود

نقشہ تفصیل مردمان اسلحہ بند تمن مری

شاخ گرنی			لوہارانی			بجارانی			مزارانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
بہاولانی مری	گرنخان تمندر	۵۰ نفر	کندرانے	تہال خان	۲۰۰ نفر	کلندرانے	ولیک وزیر خان	۱۱۰ نفر	فوجانی	کچی	۳۰۰ سو نفر
مہندانی	گہرام مہیسان	۱۰۰ تا	گوارانے	نوہک خان	۲۰۰ تا	سومرانے	شادمان	۸۰ تن	شہدوانے	شیردل	۱۰۰ اسی
لانگہانی	راسن	۵۰ پنجاہ	شہرانے	شہداخسر	۲۰۰ اسی	سالارانے	شاہ بخش	۱۱۰ تا	مالکانے	آدم خان	۱۰۰ تا
نوذبندگانی	میر ہزار	۲۰ عدد	محمدانے	سونہ	۲۰۰ تا	راحکانے	علی خان	۱۰۰ اسی	رمدوانے	قطب خان	۲۰۰ تا
جبردار	حیات خان	۵۰ تن	.	.	.	پہراوی	ڈیوا	۲۰۰ تا	.	.	.
جلکری	والو	۱۰۰ تا	.	.	.	کہکرانے	میدہ خان	۲۰۰ تا	.	.	.
علیانے	جاڑو	۵۰ تن	.	.	.	کہلوانے	ماطل شیر خان	۱۰۰ تا	.	.	.
ہوڑی کہش	الہ بخش	۵۰ تن	.	.	.	پڑداوانے	پیرو	۲۰۰ تا	.	.	.
مہکانی	نبی خان	۶۰ تن	.	.	.	شاہ بچہ	رحیم داد	۱۰۰ تا	.	.	.
سکانی	حیات خان	۵۰ تن	.	.	.	.	.	.	.	.	.
نوہک عیسوانے	نوہک	۸۰ تن	.	.	.	.	.	.	.	.	.
نگہانی	جلو	۵۰ پنجاہ	.	.	.	.	.	.	.	.	.

میزان ۱۵۰۰ پانچ سو نفر — ۱۰۰۰ ایک ہزار نفر — ۱۵۰۰ پانچ سو نفر — ۱۰۰۰ ایک ہزار نفر

حال تمن مری کا اس طور پر ہے کہ اول دستار سرداری اس تمن کے بجرانی مری کے خاندان میں تھی۔ چنانچہ جس وقت میر چاکر سردار کل بلوچی تخت قلات پر قابض اور متصرف و طرف ہندوستان جاتا تھا۔ اس وقت بجار خان سردار تمن مری کا تھا۔ اس وقت مری کا لفظ بالکل مشہور نہیں تھا صرف یہ جملہ اقوام مری کی بجرانی کہلاتے تھے مری اُس دن مشہور ہوا۔ کہ جب میر چاکر طرف ہندوستان جاتا تھا۔ بجار خان سردار ہمراہ اس کے نہ گیا میر چاکر نے کہا کہ بجار مری ہے (مری) کے معنی بلوچگی میں جن کے جیسا اب ہے۔ ملکی زبان میں بخوبی رواج ہے کہ جو کوئی کسی کا کہنا نہیں مانتا اور برخلاف اُن کی بات کرتا ہے تو اس کو جن کہتی ہیں۔ یعنی آدمی نہیں ہے۔ جن ہے، بسبب فرمان سردار کی رفتہ رفتہ عام مشہور قوم مرے مشہور ہے۔ پہلی بجار خان کہان میں آکر متوقف ہوا۔ اس وقت تخمیناً ایک سو نفر ہمراہ بجار خان ہوگا اسی زمانہ میں مسمی نوہتہ بگٹی سیاہ آف ہین آکر ٹھیرا ہوا تھا بعد فوتیدگی بجار خان کی آزاد خان بیٹا اس کا تمندار بنا مگر لاولد فوت ہوا۔ دستار تمنداری درویش خان بھائی بجار خان پر منتقل ہوئی لیکن درویش سست تھا۔ اس سے وزیر علیانی نے چھین لی۔ اسی عرصہ میں گزن خان تمن مری میں آیا۔

مشہور ہے کہ یہ چار بھائی تھے۔ گزن خان حاجی خان زین الدین عمر ایک مادر و پدر سے بلیدی کی تمن میں مقدم تھا۔ کہتے ہیں کہ ہر چار خیر ایک فقیر کے یہ چار بیٹے عقلمند و بختاور پیدا ہوئے۔ چنانچہ زین الدین کل تمن بلیدی کا سردار ہوا کہ اب تک سرداری تمن

بلیدی زین الدین کی خاندان میں ہی اور عمر گذرہ تنبو خد بھاگ نارسی
میں سردار ہوا کہ اقوام عمرانی اب تک مشہور ہے اور گزن خان لبیب
رنجش باپ خور مسکن مالوفہ اپنی سی نکل کر طرف کہان کے آیا محض
اکیلا تھا۔ لبسبب عقلمندی اور ظاہر ہونی آثار طلوع بختی کی وزیر
خان تمندار مری نے ناطہ نسبت لڑکی اپنی کا گزن خان کو دیا گزن خان
کا بیٹا ہزک خان بیدار ہوا۔ جبکہ وزیر خان قریب المرگ تھا۔ اس
کے بیٹے کمسن اور نالائق تھے۔ اس نے واسطے دستار سرداری کی بجی
ہزک خان دہوترہ خود وصیت کی چنانچہ بعد فوتیدگی وزیر خان کی
دستار ہزک خان نے باندھی۔ گزن کے اولاد ہونے سے گزنی مشہور
ہوئے وزیر خان کے اولاد علیانی زئی اب تک موجود ہیں۔ مسمی جارو
ان کا مقدم ہے۔ بعد فوتیدگی ہزک خان قیصرانی دستار ماندہے۔
جب قیصر فوت ہوا دری اس کا بیٹا خرد سال تھا مسمی پوژیر بھتیجہ
اس کا بطور سربراہ کے ہوا۔ جب پوژیر فوت ہوا دری خود تمندار
ہوا۔ اس سردار کے وقت میں مسمی دلاور رامہ زئی بگٹی کسی سبب
سے اپنی تمن سے رنج ہو کر بیچ ہمسائے گرت دری سردار مری متمکن
ہوا مسمی بندل نوذ بندگانی جس کی اولاد سے اب میر ہزار خان مقدم
قوم نوذ بندگانی کا ہے۔ دغا کر کے مردمان ملکانی مری کو ترغیب دے کر
مال رامہ زئی بگٹی مذکور کا غارت کرایا۔ بتعاقب آن سردار دری خان
تمندار مری جو گیا بگٹی ضرب بندوق ہاتھ مہکانی مری سے مقتول ہوا۔
بعد اس کے دوست علی خان بیٹے اس کے نے دستار باندھی۔ عوض کے
واسطے بجمع آوری تمن خود مردمان مہکانی پر تاخت لایا چنانچہ ساتھ

نور مہکانی قتل ہوا اُسی دن مہکانی مغرور ہو کر طرف سندہ چلا گیا کہ
اب تک علاقہ قلات وغیرہ سرحد سندھ بہت اقوام مہکانی مری موجود
ہے۔ جو کہ اس سردار کے وقت علاقہ بھاگ ناڑی وغیرہ توابعین
اُن کے سوا قلات تعلق میاں صاحب سرائے والی حیدر آباد سندہ
کے تھا۔ یہ محقق نہیں کہ اس وقت کون میاں صاحب ریاست پر تھا
لیکن مسمی مراد گیتی وزیر تھا۔ میاں صاحب نے اوپر قندھار علاقہ
خراسان چڑھائی کی اور سب تمنات سی مدد طلب کی دوست علیخان
سردار مری مع دو سوار کرم علے نعمت اتفاقاً مراد خان سردار تمن ڈومکی
کی پاس تھا۔ تمندار ڈومکی جو حسب الطلب میاں صاحب روانہ ہوا۔
دوست علی خان تمندار مری بھی مع دو نسوار ہمراہیان خود ساتھ گیا
لشکر میاں صاحب شکست کھا کر بھاگا۔ دوست علی خان پیچھے تھا
جب اُس نے سنا کہ مراد خان تمندار ڈومکی مارا گیا۔ جو کہ سردار
سے نہایت دوستی تھی۔ بنظر حب دوستی و شرمساری کی دوست علی
خان معہ دو نفر ہمراہی خود کھڑا ہو کر لڑائی میں مارا گیا۔ سر کاٹنے کے
واسطے چو پٹھان لوگ مستعد ہوئے سر پتھر کا ہو گیا کاٹ نہ سکے۔
مروان مری سردار تمن مری کو جب سے اولاد گزنی کے اوپر دستار
معین ہوئے۔ اولین گزن کے سبب سے فقیر خاندان تصور کرتے
ہیں۔ اور اُس کی بددعا سے البتہ لحاظ مند رہتے ہیں۔ سرداران
ماضی کی کرامات دکھانے کے واسطے چند نظائر سناتی ہیں مطلب
کہ مصرع "کس نگوید کہ دوغ من ترش ست"
بعد دوست علی خان بڑا بیٹا اس کا تمندار کے تین بیٹے تھے۔

تینوں سے اولاد ہوئے مگر سب سے زیادہ بہادل خان کے چنانچہ سات بیٹے بہادل خان کے تھے۔ بہادل کی اولاد بہاولان زئی کہلائی ہوئے۔ شجرہ نسب کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوگا۔ اور کمال نامی پسر دوست علی کا عیب تھا۔ جو اس سے اولاد ہوئی۔ وہ عسوان مشہور ہے۔ علی ہذا القیاس اور اقوام گزنی بھی اسی طرح مختلف نام مشہور ہوگئے۔ شجرہ نسب میں بسبب طوالت جملہ اقوام گزنی کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ صرف دوست علی خان مندرجہ نمبر ۹ شجرہ کے جو اولاد پیدا ہوئی۔ بلکہ زیادہ تر اقوام بہاولان زئی کو جس کی خاندان میں اب دستار سرداری کی ہی مفصل درج کیا گیا ہے۔ دیگر اقوام گزنی اس سے پہلے ہوئی ہے اور اس سردار کے وقت میں اقوام مزارانی مری جو اصل میں قوم کھتران کے تھے اور ایک دو پشت سے بسبب تکرار تمن کھتران الگ ہو کر تمن مری میں شامل ہوئے تھے۔ کسی اتفاق سے بتقریب گیا۔ چری بعلاقہ کمڈائی جا کر تمن مری سے علیحدہ ہوگئے اور قریب علاقہ بولان سکونت کیا۔ بلکہ بعد چندی بموجب دلاسہ خان صاحب والی قلات خاص رعایا و ملازم خانصاحب موصوف بن کر چند دفعہ ساتھ مردمان تمن مری کی لڑائی کرتی رہی کہ باوقات مختلف چند مردمان نامور منجانب طرفین کے ماری گئی۔

جو لوگ منجانب تمندار مری ہاتھ مزارانی مری سے مارے گئے۔

جو لوگ مزارانی مری ہاتھ تمن سے مارے گئے۔ گہری بنگانی۔ بدلو لاشکانی گورگلوانی۔ پیری بجرانی۔ پیری لاشکانی۔ ہیکو مقدم مالکانی۔ جمالن برادر شیر دل مقدم بیٹا شیر دل مقدم۔ میر دلا مکانی برادر سید اوستانی

اب تک یہ پہلی مزارانی مقدم کی بدستور بعلاقہ قلات قریب درہ بولان کے سکونت رکھتی ہے۔ بلکہ حفاظت درہ بولان کے منجانب والی قلات اس کے سپرد ہیں ہے۔ تمن مری سے بھی فی الجملہ اب استقدر روائی اور دشمنی نہیں۔ بلکہ کچھ صلح ہے۔

بعد بہادل خان کے مبارک خان بڑا بیٹا دستار بند ہوا مگر جنگ حسینی میں مارا گیا۔ اس کے بعد دودہ خان تمندار بنا یہ بڑا مشہور سردار ہوا ہے۔ اس کے عہد میں تمن مری نے بڑی ترقی پائی۔ اس سردار کے وقت فوج سرکار انگریزی کا ساتھ تمن مری کے مقابلہ ہوا جو مفصل جس کا بطور قصہ درج کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ ۱۸۳۹ء میں جب فوج لارڈ کین صاحب بہادر طرف خراسان جاتی تھی براہ درہ بولان علاقہ قلات گزر کیا اس وقت فوج سرکاری نے رستہ میں ہاتھ اقوام بلوچ چنانچہ جھکرانی دودکی وغیرہ سے بہت نقصان اٹھایا واسطہ سزا رسانی مردمان مذکورہ ورست کے۔ رستہ کے میجر بامور صاحب بہادر کمان افسر رجمنٹ اول نیٹیو انفنٹری معہ سات سو سوار تعینات ہوئے صاحب ممدوح پہلی اوپر دودکی وجھکرانی کے گیا۔ بجر خان سرغنہ جھکرانی وغیرہ مقدمان اپنی اپنی مسکنات کو چھوڑ کر پہاڑ پر بھاگ گئے۔ بعد تھوڑی لڑائی کی جملہ رجمنٹ بمقام شاہ پور جو موقع پوست سرحد سندہ کا ہے جمع ہو کر دو ٹکڑہ ہوئی۔ ایک نصف برستہ در گوری دیرہ بگٹی کو گیا۔ دوسرا برستہ لہڑی کہان مسکن مری پر گیا دونو جگہ کو فوج نے قابو کر لیا۔ جب خاص جائے پناہ اور مسکن گاہ تمندار ان قابو ہو گئی تھوڑی عرصہ بعد

مقدمان جھکرانی و دومکی خود بخود بخدمت صاحب کمان افسر بہادر حاضر ہوگئی کیونکہ جہاں جہاں انہوں نے سامان مقابلہ کا کیا شکست کھائی گویا کہ ساڑھے تین ماہ کامل فوج مذکور اندرون پہاڑ کی رہی کسی صورت کچھ نقصان نہ ہوا دونو قلعات یعنی سیاہ آف بگٹی اور کہان مری فوج نے قابو کر لیے یہ دورہ ہر طرح آسودگی اور درستی سے ہوا۔

واضح ہو کہ صرف سات سو سوار تھا۔ اس قدر تھوڑی فوج کے ساتھ باآسودگی و بلا کچھ نقصان کے دورہ ہونا یہ سبب مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اقبال ذوالجلال سرکار انگریزی کا ان لوگوں نے سن لیا اور فوج لارڈ کہن صاحب بہادر کے دیکھنے سے جو نہایت آراستہ فوج تھی ان لوگوں کو زیادہ تر تصدیق ہو گئے۔ بموجب اس روئداد کی مقدمان تمن جن کو کچھ ہوش اور عزت تھی سرکار انگریزی کی ساتھ مخالفت نہیں چاہتی تھی انہوں نے حتی المقدور اپنی قوم کو بہت روکا جس قدر نقصان اور وقت راہ فوج سرکاری کے ساتھ ہوئے۔ صرف منجانب چند مشہور رہزن اور چوری پیشہ کے وقوع میں آئی۔ اگر اس وقت کل اقوام بلوچی یعنی مینایت مری و بگٹی یکدل و یک صلاح ہو کر برفساد ہوتی تو ممکن نہیں تھا کہ اس قدر سہل صرف سات سو سوار کی ساتھ دورہ ہو سکتا۔ جب فوج سرکاری خراسان پہونچی معلوم ہوا گیا کہ بروقت روانگی فوج رستہ میں جو تکلیف اقوام بلوچستان میں پہونچی سبب اس کا یہ تھا کہ میر محراب خان والی قلات امیر دوست محمد خان والی کابل سے سازش کر کے یہ رستہ بند کیا چاہتا تھا۔ اسی

سبب فوج سرکار نے بروقت واپسی قلات کو محاصرہ کیا۔ محراب
خان والی قلات لڑائی میں مقتول ہوا۔ قلعہ اور علاقہ قلات پر سرکار
انگریزی نے تسلط پاکے لفٹنٹ ول شیر صاحب بہادر قلعہ قلات
پر تعینات ہوئی اور کپتا لوئیس برون صاحب بہادر جو پیچھے بنام کہان
برون صاحب بہادر مشہور رہوئے۔ تمن مری پر گئے۔ شہر کہان کا
محاصرہ کیا فوج ہمراہی صاحب ممدوح نے اچھی خدمت ادا کی۔
مردمان مری اپنا مسکن چھوڑ کر بھاگ گئی صاحب ممدوح قلعہ
کہان اپنے قبضہ میں لائے۔ تمن مری بمقام کہوڑی جو غربی طرف
کہان سے بفاصلہ ۴ میل واقع ہی جاکر قیام کیا لیکن جاسوس اپنی
پیچھے فوج مذکور کے تعینات رکھے ایک دن لفٹنٹ وال پول کلارک
صاحب بہادر مع چار سو سوار ہمراہ گلہ شتران جو واسطہ لانی رسد
کے کہان سے لہڑی کی طرف بھیجا گیا تعینات ہوئے مردمان مری مطلع
ہوکر بہ تعداد سات سو نفر لشکر جمع کرکے بسر براہے دین محمد خان پسر
دودہ خان تمندار بہ تعاقب ان کے روانہ ہوئی جب بمقام چور سناف
پہونچی دیکھا کہ بقدر ۸۰ سوار مع گلہ شتران اور باقی لشکر کو پیشتر روانہ
کرکے واپس آتا ہے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جملہ سواران کو قتل اور
گھوڑا اسباب ان کا غارت کرکے بتعاقب باقی لشکر اور گلہ روانہ
ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ وگلہ شتری نزدیک پر بطرف سرتاف جا تی
تھے۔ جا ملی عندالمقابلہ صاحب موصوف معہ ۶۰ نفر سواران ہمراہی
فوج لڑائی میں ماری گئی اور باقی لشکر سرکار بھاگ گیا۔ مردمان مری
گلہ اور گھوڑہ اسباب فوج لوٹ کر بمقام قیام گاہ خود چلے گئے۔

جو کہ کپتان برون صاحب بہادر کے ساتھ صرف چھ سو سوار تھا اس
میں سے بقدر چار سو سوار چنانچہ کچھ ہاتھ مردمان مری سی قتل ہوئے
اور کچھ بھاگ گئے۔ گویا باقی
بقدر دو سو سوار صاحب ممدوح کی ساتھ رہا نہ کوئی چارہ باہر نکل
کر جانی کا تھا۔ اور نہ مقابلہ کر سکتے تھے۔ مجبور ہو کر بیٹھی رہی جو
رسد کچھ بچت تھی۔ ہزار شدت اس پر اکتفا کرتی رہی چونکہ باللار
ایخال حاکمان قلات کو ہر وقت خیال عوضہ کلارک صاحب بہادر
اور نکالنے کہان برون صاحب بہادر کا تھا۔ مگر منتظر موقعہ تھ
ایک دفعہ بماہ اگست ۱۸۳۹ء لشکر مردمان مری اوپر مردمان افغان
گیا ہوا تھا۔ مسمیان میر حسن نوتہانی اور عبداللہ کرپی شیخ مسکونہ علا
کیجی نے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو حال غیر حاضری مردمان
مری عرض کرا بھیجا۔ چنانچہ لشکر سرکاری بافسری میجر گلبرن صاحب
بہادر بڑی عظمت کی ساتھ معہ تین ضرب توپ و سوار پیادہ براہ
سرتاف روانہ ہوئی۔ مسمی ہمت شیرانی مری جو بمقام بھنبور اس رستہ
کی حفاظت بیٹھا تھا۔ سردار دودہ خان تمندار مری کے پاس خبر بھیجدے
لشکر مری عرصہ میں ملک افغان سی واپس آگیا تھا۔ اور اس وقت تمن
مری اکثر اوپر مقام گرم آف تترہ سکونت رکھتا تھا۔ بقدر ایک ہزار
نفر تمن مری جمع ہو کر فوراً اوپر کہنڈک پہونچ کر پیش بندی کرے لشکر
سرکاری جو آتا تھا۔ رستہ بند شدہ دیکھ کر نیچے کہنڈک کی ڈیرہ کیا
اوپر لشکر مری نے ایک چالہ یعنے فریب کیا کہ اس موقعہ سے ہٹ
کر نیچی کھنڈک کے چھپ گیا۔ سرکاری فوج تین صف باندھ کر آگے

قدم بڑھایا۔ جب قریب تر پہونچی لشکر مری نے ناگہان ہلہ کیا۔
عند المقابلہ ۸۰ نفر منجملہ تمن مری جس میں چند مقدم مامور حسب ذیل تھے
مارے گئے۔

منجملہ پہلے کرنے خاص برادری دودہ خان سے — مقدم دیگر مردم مری

کرم خان — خیر محمد — یار محمد — ہیبت شیرانی کرم خان مہرانی — کرم خان الہی بخش

اسیران — علی محمد — باکر بیٹا علی محمد — ریومن سرغبالی

منجانب سرکار سی البتہ فوج کو نقصان پہونچا چنانچہ دو صاحبان بہادر
قتل ہوئے تاہم مردمان مری نے شکست کھائی سرکاری لشکر کا مورچہ
اسی جگہ پر بدستور قائم رہا۔ چونکہ اس موقع پر پانی کی بڑی تکلیف تھی
کیونکہ جو پانی نفک کی اوپر تھا۔ وہ بقیضہ مردمان مری کے آگیا اور دوسرے
جگہ بفاصلہ پندرہ میل کے ملتا تھا۔ بسبب تنگی پانی جب وقت شام
ہوا فوج سرکاری نے واپس کوچ شروع کیا جب وقت تخمیناً دس
گیارہ بجے رات گئے حاسوس تمن مری نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ لشکر
سرکاری چلا گیا تھا۔ خالی ڈیرہ اور توپ و اسباب پڑا ہوا تھا۔
تمن مری بہ تعاقبان روانہ ہوا۔ سرناف کی کھنڈک تک جو بفاصلہ
چہار میل اس موقع کوچ سے ہوگا۔ جس قدر لوگ سائیس وغیرہ پیچھے
سے مردمان مری کو ملتا گیا۔ قتل کرتے گئے۔ چنانچہ بہت لوگ قتل کئے
اور بقدر ۸۰ نفر امان طلب ہوا کہ ان کو ساتھ لے گئے اور اسباب
کپڑہ وغیرہ بہت لوٹ کیا۔ اور جو ۸۰ نفر امان طلب ساتھ لے گئے پھر
ان کو مقام فلیجے تک سلامتاً پہونچا دیا۔ خود بمسکنات ہا چلی گئی۔ گویا کہ
تمن مری اس عرصہ میں زیادہ تر دلاور اور بی خوف ہوگیا۔ برابر

کہاں تک مالچری رہائش رکھنے لگا کہ اور فوج آنی کی اوس رستہ
سے امید کم تھی۔ اور کپتان برون صاحب قلعہ کہان سے باہر نہیں
نکل سکتے تھے۔ واضح ہو کہ پہلی لڑائی ہوئی جس میں لفٹنٹ کلارک
صاحب بہادر مارے گئے۔ اس وقت سرکاری سوار تھوڑے اور
مردمان مری زیادہ تھے۔ دوسرا یہ محاصرہ کہٹ میں ہوا کہ نوبت
بندوق بازی بخوبی نہ ہو سکتی تھے۔ دوسرے دفع لڑائی میں سرکاری
فوج نے زیادتی پائی مگر پانی نے دھوکا دیا۔ موقع راہ ستراف اور
کہنڈک جہاں مقابلہ ہوا نہایت مشکل دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
کتنا خراب رستہ ہی۔ ایک رستہ خراب دوسرا پانی نایاب تیسرا
عملداری سرکار اسی عرصہ میں تازہ ہوئی تھی۔ حالات رستہ واحوال
ملک ورسم بلوچی سے ناواقف۔ چونتھا محراب خان والی قلات تازہ
مارا گیا تھا کوئی شخص اہل ملک اُس زمانہ میں سرکار انگریزی کی طرف
دل بجان سے خیرخواہ وصلاح کار نہیں تھا پس کس طرح کامیابی
ہوتی۔ اب جیسی تو نہیں تھا۔ کہ "بنیا لوگ بھی رستہ کہان کو جاتے
ہیں ـــ پانی کے چندین موقع اور مقام ہیں۔ کہ سب کو معلوم۔ حالات
ملک ورسم بلوچی سے حاکمان وقت اس قدر واقفیت رکھتے ہیں۔
کہ اُن کی خانگی رسومات کو بھی جانتے ہیں۔ عملداری سرکار میں رعایا
اکثر آسودہ اور قدردانی سرکار سے بخوبی صدق دل سے صدہا خیرخواہ
وصلاح کار ہیں۔ بعد چار پانچ ماہ جب بسبب قلت رسد کی کپتان برون
صاحب بہادر زیادہ تنگ ہوے۔ مسمی خیرمحمد قوم رند کو جو ہمراہ صاحب
موصوف قلعہ کہان میں تھا۔ پاس دودہ خان تمندار مری کی واسطہ

مصالحت چلا جانے اپنے علاقہ تمن مری سے بھیجا۔ چنانچہ تمندار موصوف کا تمن خان بھتیجہ اپنی کو معہ تین سو نفر مردمان تمن خود ہمراہ دیا کہ مقام فلجی تک صاحب موصوف اور ہمراہیان اُن کی پہونچا گئے ۔

اس عرصہ میں اس بیل صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ علاقہ لہڑی کی تھی۔ صاحب موصوف مردماں مری کو واسطہ سلام کے طلب کیا۔ چنانچہ گل حسن و لعل بیگ گزنی مری منجانب تمندار مری جاکر سلام صاحب موصوف کیا۔ کہ بعد عطائی خلعت فاخرہ واپس گھر پر پہونچی اس عرصہ میں دودہ خان تمندار فوت ہو گیا دین محمد بیٹا اس کا تمندار ہوا۔ اس زمانہ میں سرکار انگریزی ملک سندہ کا تسخیر کیا علاقہ قلات بموجب التجاء نصیر خان بیٹا محراب خان مقتول کو واپس عطا فرمائی۔ لیکن نصیر خان اس وقت کم سن تھا۔ رعب اور سیاست اس کی امیران و رئیسان علاقہ قلات پر بخوبی نہ پہونچ سکی۔ اس باعث سے جتنے خرابی پیشتر تھے پھر اسی طرح شروع ہوئے۔ چنانچہ زمین کی طرف مردمان ڈومکی اور جھکرانی پہاڑ کی طرف بگٹی اور مری فی دست تطاول شروع کیا علاقہ سندھ و پنجاب سرحد سرکار میں بھی رہے۔ طریق آغاز کیا۔ بعد تسخیر ملک سندھ ۱۸۴۳ء میں سر جارج پنیر صاحب بہادر مع ایک واجبی فوج کی اوپر مردمان ڈومکی اور جھکرانی کی تاخت کیا کہ وہ لوگ مسکنات اپنی چھوڑ کر اوپر پہاڑ علاقہ تمن بگٹی بھاگ گئے۔ صاحب موصوف اس جگہ اُنپر پہونچی مردمان مذکورہ زیر سایۂ پہاڑ تزکی کی جو ایک بڑا سخت موقعہ ہے پناہ گزین

ہوئے اُس موقع پر بھی صاحب موصوف نے بخوبی ان کا رستہ
بند کیا جب سخت لاچار ہوئے بجر خان تمندار ڈومکی وزیرانے
اور درہن خان تمندار جھکرانی معہ مردمان تمن خود امان طلب دربار
صاحب موصوف کے آئی۔ اس دورہ میں بسبب دشمنی خود جو تمن
مری کو ساتھ تمن بگٹی کی رہتی تھی۔ تمن مری سرکار کی طرف ممد
معاون تھا۔ چنانچہ مراد بخش گزنی مری اور کہرام کہیازی کہ اُس عرصہ
میں بسبب رنجش ساتھ تمندار بگٹی طرف لہڑی وکہان کے رہتا
تھا۔ بطور جاسوس در بہر سر چارج پنیر صاحب بہادر کی خدمت
حاضر تھے۔ بعد اُس کے اکثر قوم ڈومکی و جھکرانی علاقہ قلات سے
کوچ کر کے علاقہ سرحد سرکار میں متمکن ہوئے۔ مردمان تمن مری
اور بگٹی کی طرف سے بدستور بدکاری شروع رہی بلکہ ایسا خراب
ہوا کہ ۱۸۲۶ء میں سر چارج پنیر صاحب بہادر مبلغ ۱۰۰ فی سر دام
مری و بگٹی کے واسطے اشتہارات جاری فرماتے تھے۔ جنوری ۱۸۴۷ء
میں میجر جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد
سندہ اور ملک قلات کے مقرر ہوئے۔ بسال ۱۸۵۴ء فیما بین سرکار
انگریزی خانصاحب والی قلات کی ایک اقرار نامہ بچند شرائط
مختلف متعلق نظام ملک کے معین ہوا جس میں ایک یہ شرط تھے کہ
خانصاحب ذمہ دار ٹھہرایا گیا کہ اپنی رعیت کو بدی بدکاری ملک سرکار
کرنے سے روکے اور جو سوداگر اور بیوپاری اون کے ملک سے
گزر جاویں ان کی حفاظت کریں۔ منجانب سرکار عالی مبلغ پچاس ہزار
روپیہ سالیانہ دینا تجویز ہوا۔ اس شرائط کی بندوبست میں

ین منجانب سرکار میجر جان جیکب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ
سپرنٹنڈنٹ جو جنہوں نے شہر جیکب آباد کو آباد کیا اور ابتک بنام
صاحب ممدوح مشہور ہے۔ صاحب ممدوح بڑی ذی اختیار
اور ہوشیار تھی۔ آراستگی افواج وغیرہ ہر بات سے سرحد جیکب آباد
کو بڑا فروغ دیا اور نظام فرمایا۔ ہمیشہ صاحب مقدم الوصف
کی بہ توجہ رہے۔ کہ علاقہ خانصاحب بدستور اُن کے تحت میں ہو جاوے
اور خان والی قلات کا زور جتنا بڑی نصیر خان تھا۔ اسی طرح
بڑھ جاوے بلکہ اکثر صاحب لوگ جو سرحد مذکور پہ رہی۔ اسی امر
پر متوجہ رہی۔ خانصاحب خود بھی اچھا ہوشیار اور منتظم تھا۔ اس
نے اس باب میں بخوبی کوشش شروع کی۔ چنانچہ مری و بگٹی کے
سردار اپنے دربار میں بمقام بھاگ طلب کر کے ان کو نوکری دی۔ اور
ان سے عہد بند کرنے بدی بدکاری ملک سرکار کر کے کہان مسکن گاہ
تمندار مری اور ڈیرہ بہرگ تمندار بگٹی میں پوست مقرر کئی اور سرحد
کچھی پر بہت اچھا بندوبست فوج وغیرہ کا کیا گویا کہ رخ انتظام
اچھا نمایاں ہو چلا اس سے زیادہ امید انتظام اور بندوبست آئندہ
کے واسطے تھے۔ لیکن افسوس کی بات ہی کہ پیشتر ثمردار ہونے
درخت کے بیخ اُسکی خشک ہو گئی۔ یعنی ہنوز اُس بندوبست کا
نتیجہ اچھی طرح نہ نکلا تھا کہ ۱۸۵۶ء میں میاں صاحب موصوف فوت
ہو گیا۔ بجائے اُن کے خداداد خان برادرش جو بعمر ۱۷ سال تھا۔
مسند نشین ہوا۔ مردمان مری نے پھر علاقہ سرحد قلات و علاقہ سندھ
پر تاخت تاراج شروع کیا۔ ایسی بدانتظامی و خرابی ہو گئی کہ

سال ۱۸۵۸/۱۸۵۹ء بموجب صلاح و منشاء کرنیل جان جیکب صاحب بہادر خداداد خان والی قلات اپنی کل فوج کو مردمان مری کے اوپر بھیجنے کے واسطے جمع کیا۔ اس عرصہ میں صاحب ممدوح فوت ہو گئے۔ بجائے اُنکی میجر گزیں صاحب بہادر ملقب ہیں مقرر ہو کر اُوپر کمان لشکر جو طرف مری جاتا تھا۔ تعین ہوئی اس عرصہ میں دین محمد خان تمندار فوت ہو چکا تھا۔ نور محمد خان بھائی اُس کا تمندار تھا۔ تمن مری بغور اطلاع اس حال کی مسکنات مالوفہ اپنی سی کوچ کر کے ملک پٹھان شادوزی میں جا کر متمکن ہوا۔ فوج خان صاحب نے اس حد تک تعاقب کیا۔ اخیر سردار وغیرہ مقدم لوگ مجبور ہو کر امان طلب ہوئی۔ گویا کہ بلا کچھ مقابلہ اور زیادہ تکلیف کی یہ مقدمہ فیصلہ ہوا۔ مسمیان گل محمد گزنی بہادلان زئی سوتر تمندار نے ایک کس دیگر بطور یرغمال خانصاحب اپنی ساتھ لائی۔ چند روز رہ کر پھر بسبب خوف تھوڑے روز بعد بھاگ گئی۔ اس عرصہ میں نور محمد خان تمندار فوت ہو گیا تھا۔ گرن خان تمندار حال بیٹا اُس کا تمندار ہوا۔ بعد چند ایام پھر سرکار انگریزی نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ واسطے بندوبست مدد خرچ ان لوگوں کی دینا تجویز ہو کر خداداد خان نے وہی طریق جیسا نصیر خان نے کیا تھا نوکری وغیرہ شروع کیا لیکن کچھ اچھا نتیجہ نہ نکلا نہ خداداد خان نے کچھ زیادہ کوشش اچھے بندوبست کے واسطے کی اخیر وہ طریقہ جاتا رہا بدستور طریق بدی بدکاری جاری رہا چنانچہ سال ۱۸۶۳ء میں خداداد خان بجمع آوری فوج خود لشکر کشی شروع کی لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ

نکلا از دست خرابی پیدا ہو گئی کہ اندر پہاڑ کی بڑھ گیا۔ چنانچہ بگٹی کو خانصاحب واسطے لشکر کشی تمن مری اپنی طرف کرتا تھا اور رعیت اپنی کو بھی واسطے لشکر کشی مرے جمع کرتا تھا اس سے فیمابین مری و بگٹی دمری کی دیگر تمنات رعایا خانصاحب وغیرہ کی ساتھ زیادہ عداوت پیدا ہو گئی۔ جب سرکار انگریزی نے دیکھا کہ خانصاحب والی قلات سے بندوبست نہیں ہو سکتا۔ تب سرکار نے وہ مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ دینا ملتوی کر دیا خانصاحب نیز نوکری اُن لوگوں کی بند کر دی بعد اُس کی جیسی اُن کی مرضی تھی وہ کرتی تھی اُس زمانہ میں اس سرحد کا یہ حال تھا۔ اول قوم مری ملک کچھی علاقہ قلات کو اپنی شکارگاہ سمجھ کر بدی بدکاری بہت کرتے تھے۔ منجانب خانصاحب و سرکار انگریزی ان کی ساتھ دشمنی اور آمدورفت بند تھی۔ دوسرے سرحد سندھ کی طرف بھی کبھی کبھی جب موقع ملتا تھا۔ وہ لوگ بدی کرتے تھے۔ لیکن تھوڑا۔ کیونکہ قوم بگٹی سے اُن کی عداوت تھی۔ رستہ میں بگٹی رہتا ہے اس سبب سے بخوبی ان کا ہاتھ اور نہیں ہو سکتا تیسری بگٹی کی قوم چند ٹکڑا ہو کر متفرق ہو گئے اور بدی بدکاری ملک میں شروع کی۔ چنانچہ پہلی دفعہ اقوام مشوری نے سرحد سندہ پر چھ نفر دوسری دفعہ تین مرد اور ایک عورت بیگناہ کو قتل کیا۔ روگہا نامی مقدم کہلپر نے جواب بھی موجود ہیں۔ علاقہ سندھ میں ایسی چوری شروع کی کہ ایک دفعہ مال ۱۸۰ مہار شتر دوسری دفعہ کچھ اور بھی مار کرے گیا۔ اور چند مختلف واردات کی ان لوگوں میں مشہور ہے کہ علاقہ سرحد سندھ میں ایک کے اندر اوسط سو

مہارشٹر تک چوری کی۔ واضح ہو کہ جو حال اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ صرف علاقہ سندہ و قلات کا جو اس تمن سے تعلق تھا اظہار کیا گیا اب حال اس قوم کا علاقہ پنجاب کی ساتھ جب سرکار انگریزی کا تسلط ہوا ظاہر کیا جاتا ہے کیونکہ ملک سندھ پر سرکار پیشتر فرمان فرما تھے پنجاب اس وقت عملداری سنگھان میں تھا جو بندوبست اور انتظام واسطہ فوائد ملک ان لوگوں کے ساتھ ہوتی رہی۔ صرف واسطہ فوائد ملک سندہ کی چنانچہ جب ۱۸۲۷ء میں میجر جان جیکب صاحب بہادر خان صاحب والی قلات کے ساتھ شرائط مقرر فرمائی۔ اس وقت فوائد انتظام سرحد پنجاب جو ان قوموں کے ساتھ متصل تھے۔ کچھ خیال نہیں ہوا۔ سبب یہ کہ اس وقت ملک پنجاب پر قبضہ و تسلط سرکار انگریزی کا نہیں تھا۔ بملاحظہ نقشہ مشمولہ واضح ہو گا کہ تمنات مری بگٹی کا ملک اس ضلع کی ساتھ کشمور سے ہڑند بفاصلہ ۸۰ میل شامل ہوتا ہے۔ خاص پہلی قوم تمنات مذکورہ جو علاقہ پنجاب سے ملتی ہیں مذیل از تمن بگٹی شورے شیرانی دوتانی از تمن مری جب ۱۸۲۹ء میں سرکار عالی نے ملک پنجاب کو اپنی دارالسلطنت سے شامل فرمایا تو معلوم ہوا کہ روز بروز یہ قوم علاقہ پنجاب ضلع ڈیرہ غازیخان میں بدی بدکاری کرتی ہے۔ جو صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر علاقہ راجن پور میں تعینات رہا۔ اس کو معلوم تھا کہ جب تک ان تمنات۔ مری، بگٹی کے اوپر اس کا کچھ دخل نہ ہوئے ممکن نہیں چونکہ یہ قوم رعایا خانصاحب والی قلات کا مشہور اگرچہ صرف بطور نام کے ہیں۔ ورنہ خانصاحب موصوف کا کچھ ان پر دست قادر نہیں ہو سکتا اور اہتمام و انتظام ملک قلات تعلق صاحب

بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندہ کے تھا۔ اگر صاحب بہادر علاقہ ہذا کچھ مداخلت کرے تو باعث حسرت اور رنج کا تھا۔ اس باعث سے کچھ اختیار بات چیت یا بندوبست ساتھ تمندار یا مقدم آن قوم کی صاحب موصوف کو نہ تھا۔ جس حالت میں خانصاحب کی طرف سے جس کا کلیاً اختیار اور دخل اس قوم کے واسطے تھا کچھ بندوبست نہ ہوسکتا تھا۔ تو اس علاقہ سے کیا ہوسکتا۔ صرف ایک رستہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر راجن پور کے واسطے کھلا تھا کہ جو پہلی قوم تمنات اس سرحد کی اوپر بیٹھی ہیں۔ اُن کا رستہ آمد رفت اس اس علاقہ کے واسطے کھولیں۔

چونکہ اس عرصہ میں قوم شنبانی پہلی تمن بگٹی سے دشمنی کر کے ملک مری میں جا کر سکونت پذیر ہوا اور جاسوس ہو کر لشکر واسطے بدی بدکاری ملک پنجاب یعنی علاقہ ہذا لے آئے تھے۔ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر جو اُن ایاموں میں اس سرحد پر تعینات تھی۔ گہرام خان بھائی مرزا خان مقدم شنبانی کو طلب کر کے چند نفر بھائی بند اس کی اسی رجمنٹ میں بھرتی کئے۔ اسی طرح بعد تھوڑی عرصہ کے کٹو خان جو سوتر بھائی مقدم مشوری پہلی تمن بگٹی کا ہے۔ معہ چند نفر برادری خود ملازم ایسا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر نے جو یہاں بندوبست کیا سندہ کا نمونہ تھا۔ یعنی حد سندہ پر اس طرح عالم خان کہلپر مقدم قوم کہلپر سواروں میں رسالدار مقرر کیا گیا تھا۔ جو اُس وقت اور کوئی رستہ نہیں تھا۔ بہرحال یہ بندوبست کرنا تھا۔ اگرچہ پہلی چند مدت نتیجہ اچھا نکلا لیکن اخیر کے واسطے تخم بدانتظامی کاشت کیا جو جس کا ثمرہ اب پیچھے پیدا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ پہاڑی

لوگ جاہل مطلق و کوتاہ اندیش ہیں ان کی دل میں یہ خیال ہوا کہ کوئی آپ کو چور یا رہزن مشہور کرے۔ شاید اسکو نوکری ملتے ہے۔ دوسرا پہلی ہا تمنات کی سر ایک قوم الگ الگ ہوگئی کچھ رعب یا حکم اپنی تمندار کا انپر نرہا نہ کوئی موقعہ قابو تمندار کا اُن پر رہا خودسر ہوگئی۔ اور مقدم پہلی ہا خود بطور سردار ہوگئی کہ بھائی برادر آپس میں رلمل کر ایک طرف سرکار سے نوکری اور نمک کھاتی تھی۔ دوسری طرف مفسدان مری وغیرہ سے سازش گر کے سرحد سرکاری پر بدی کراتی تھے۔ جو کہ مسمی کٹو مشوری رہزن و غارت گر اس سرحد پر مشہور تھا۔ چنانچہ باوجود ملازم ہونے سرکار کی ہے۔ اس کا نام بلوچوں میں کٹو رہزن مشہور تھا۔ جب سرکار میں اس کی رسائی و نوکری ہو گئی دیگر اقوام نے بھی خیال کیا کہ اپنے سردار کی ساتھ بیٹھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ مسمیان ولی جان مقدم نوتہانے وردگہا مقدم کہلپر معہ مردمان برادری خود مسکنات قدیمہ اپنی سی کوچ کر کے اس کے شامل ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء میں لشکر مردمان بگٹی بعلاقہ ہذا تاخت لاکر مال مویشی بقدر مبلغ چھ ہزار روپیہ غارت کیا اور بعلاقہ کہتران لے جاکر فروخت کیا سرکار کی طرف سے آمدورفت مردم کہتران بند کی گئی آخر لاچار ہو کر ان لوگوں نے مال مسروقہ واپس کیا۔ اسی سال بسبب مفسدہ ہندوستان فوج سرکاری طرف ہندوستان بھیجی گئی رتمن مری نے ایک بھاری واردات اس سرحد پر کی کہ بجر خان تمندار مدینک مع درہین خان بیٹا کلان خود وللہ نفر مردمان تمن خود ہاتھ مردمان مری سے قتل ہوئی مفصل حال اس کا تمن دریشک سے واضح ہوگا۔ عند التحقیقات مقدمہ ہذا سرکار کو ثابت ہوا تھا۔ کہ مسمی گہرام شنبانی

کی اس مقدمہ میں سازش تھی۔ چنانچہ اسی جزم میں گرام مذکور سرکار عالی نے نوکری سے برخواست فرمایا۔ کنڈ مشوری کی اوپر اشتباہ تھا۔ مگر صریح ثبوت ہوا۔ سال ۱۸۶۲ء میں مردمان تمن مری بہ جاسوسی شنبانی ایک دفعہ علاقہ ہذا میں تاخت لائی۔ کہ ایک نفر سرکار مارا گیا اور کچھ مال مویشی غارت کر کے لے گئے۔ جس پر سرکار سے معرفت صاحب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد سرحد سندھ واسطے واپسی مال مغروتہ بادائے عوضانہ خانصاحب والی قلات کو ارشاد ہوا جس پر صاحب ممدوح نے جواب لکھا۔ کہ دراصل ان اقوام پر والی قلات

کا حکم صرف نام کے واسطہ ہی واپسی مال مغروتہ ان کی طرف سے بالکل نہیں ہوسکتی۔ جب مفصل رپورٹ اس امر کی گورنمنٹ اعلیٰ میں گذارش ہوئی تب جو پچاس ۵۰ ہزار روپیہ سالیانہ سرکار سے والی قلات کو ملتا تھا ملتوی ہوگیا۔ تب سے پھر کبھی نہیں دیا گیا۔ یہ حالت بدانتظامی سال ۱۸۶۶ء تک برابر رہی چنانچہ تفصیل واردات و مال مغروتہ سالوار نقشہ علیحدہ سے ظاہر ہوگا۔ بماہ جولائی ۱۸۶۶ء مردمان بگٹی کی ہاتھ دو نفر مزاری رعایا سرکار کی قتل ہوئی مسٹر برڈس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور نے واسطے اجازت طلبی غلام مرتضیٰ تمندار بگٹی رپورٹ کی کہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے کرنیل گرین صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد سرحد سندھ سے اجازت کی۔ صاحب ممدوح براہ مہربانی درخواست صاحبان موصوف منظور فرما کر اجازت بخشی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی بغور

اطلاع طلبداشت خود حاضر ہوا اور ظاہر کیا کہ تمندار مذکور بندوبست تمن خود اور انتظام بدی بدکاری ملک سرکار کے واسطے مستعد تھا۔ لیکن بموجب حالت اس وقت کی وہ مجبور تھا اور کہتا تھا کہ یہ جو نتیجہ ہوا سرکار کی اپنی بندوبست کا ہی جو اس طرح مقدمان کو بالابالا بلاکر اس قدر عزت دینا جیسا مقدمان تمن بگٹی یعنی کٹو مشوری، گہرام شنبانی اس ضلع میں اور عالم خان کھیتران سرحد سندھ پر ملتا ہے۔ اس سبب اور بھی ہماری قوم بے خوف وخود مختار ہوگئی ہے جس سے ہماری تمن کا تمام انتظام بگڑ گیا۔ اب ہم سے سوائے بندوبست سرکار کسی صورت انتظام تمن خود نہیں ہوسکتا۔ ان پہلی یافتہ انگیز نے بلحاظ اس کی کہ جب اصل تمنداران واقف ہوکر اپنی اپنی جگہ پر درست اور قائم ہوگئی۔ پھر اپنی تئیں بے عزت بلکہ تخت سے گرنا سمجھتے تھے۔ جہاں تک اپنا امکان ہوا اس بندوبست کو بہت روکا لیکن پیش نہ گئی۔ بعد تحقیقات مثل مقدمہ مقتولی دو نفر مزاری کی مردمان مشہوری پر ڈگری ہوئی۔ اور بموجب رسم بلوچی عوض اُس کی دو ناطہ نسبت مشوری لوگ سے معرفت غلام مرتضیٰ خان سردار اُن کی دلوانی کی تجویز ہوئی اگرچہ مشوری نہ مانتا تھا لیکن بکوشش تمندار مذکور تعمیل اس کے بخوبی ہوئے۔

گوشوارہ واردات پہاڑی جو علاقہ سرکار میں از دست مجرمان کوہی وقوع میں آئے

نام سال	تعداد مقدمات	تعداد مقتولین رعایا سرکار	تعداد مجروح بعلاقہ سرکار	قیمت مال مغروبہ	کیفیت
۱۸۴۹ء	معہ	لعہ نفر	دو نفر	معہ ساہ معہ ۶/۲	
۱۸۵۰ء	یک	یک	۰	حاصہ ۱۶۰	
۱۸۵۱ء	للہ ۱۲	صہ نفر ۱۵	دو نفر	۶۶۰۵ سما صہ ۱۲ر	
۱۸۵۲ء	صہ ۷۵	مہ ۱۸	۶	مہ صاوص ۱۵ ۱۸۱۵۹	اس زمانہ میں مردمان لشاری و نیانی تمن گورچانی علاقہ سرکار سے مفرور ہو کر بہ تمن مری پناہ گزین ہوئی اور واردات بعلاقہ سرکار بکثرت کرتے رہے۔
۱۸۵۳ء	صہ ۹۵	ربہ ۳۱	موعہ ۱۷	للہ سہ ۴	بطرح ایضاً ۳۴۶۵۵
۱۸۵۴	بہ ۶۳	صہ ۵	لعہ ۹	سہ صاعہ ۱۲ر	۶۵۹۲
۱۸۵۵ء	للہ ۱۴	۰۰	یک	اعہ سہ	۲۳۶۰
۱۸۵۶	للہ ۴۰	لعہ ۱۱	۰	سہ لما ۸	۶۹۷۰
۱۸۵۷ء	موہ ۴۶	للہ للہ ۴۲	عہ ۱۰	لعہ ماعہ ۹۱۱۳	اس سال میں بجر خان تمندار ریاست معہ چالیس نفر تمن خود لڑائی مری میں مقتول ہوا
۱۸۵۸ء	مالہ ۱۱۱	لعہ ۹	صہ ۵	لعہ ساہ عہ ۴	۹۳۲۵
۱۸۵۹ء	مہ ۱۸	۰	۰۰	الف مالہ عہ ۳	۱۲۱۶
۱۸۶۰ء	سہ ۸	۰	۰	مالف سہ	۱۸۲۹۹ ۴۴۲

نام سال	تعداد مقدمات	تعداد مقتولین	تعداد مجروح	تعداد مال مسروقہ	کیفیت
۱۸۶۱ء	۱۴	۰	۰	۲۹۷ روپے ۸ آنے	
۱۸۶۲ء	۷	۵	۰	۱۸۳۳ روپے	
۱۸۶۳ء	۱۸	۶	یک	۶۱۱۶ روپے	
۱۸۶۴ء	۳۲	۲۱	دو	۳۱۲۲ روپے	اس عرصہ میں ہردمان مشو پہلی تمن گڑھی کے متعلق تمن مزاری سے جنگ تھی اس سبب واردات زیادہ وقوع ہوئی
۱۸۶۵ء	۳	۳	۵	۲۰۵۴ روپے ۱۲ آنے	
۱۸۶۶ء	۲۳	۹	دو	۷۳۰۴ روپے ۱۰ آنے	
۱۸۶۷ء	۸	۹	۶۲	۱۹۷۹ روپے	
۱۸۶۸ء	۸	۸	۱۳	۱۲۲۴ روپے	
۱۸۶۹	یک	۰	۰	۶ روپے	
۱۸۷۰ء	۰	۰	۰	۰	
۱۸۷۱	۰	۰	۰	۰	
میزان کل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
	۶۹۹	۲۸۱	۱۳۹	۱۱۶۰۳	

تھوڑے عرصہ میں پھر دوسرے واردات اس قوم نے کی کہ موضع نہارشتری مردم دریشک کے مار کرے گئے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ کٹو خان جمعدار رسالہ بلوچی جو سوترہ بھائی غلام حسین مقدم مشوری سرغنہ اس قوم کا ہوتا تھا۔ اس واردات میں راز دار تھا۔ اس قصور مال شتری اس کا جو علاقہ سرکار میں موجود تھا۔ تاحق رسی مال مغدوتہ تمن دریشک کے ضبط ہوا۔

اس عرصہ میں گورنمنٹ انڈیا سے واسطے دینے کچھ سوار بطور ملازمی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی کی منظوری پہونچ گئی۔ ان مشوری وغیرہ فتنہ انگیز لوگوں نے بڑا جہد اور کوشش کیا کہ کسی صورت یہ نئی پنجالی اُن کے گلے میں نہ پڑے۔ چنانچہ بماہ جنوری ۱۸۶۷ء ایک بڑا لشکر بتعداد ۱۱۰۰ نفر ہر سہ تمنات بہاری بہ سربراہی غلام حسین مقدم مشوری متذکرہ

تمن مری سے	تمن بگٹی سے	تمن کھیتران سے	
ابا بالا کی	ابا نفر	ابا نفر	مجمع ہو کر

اوپر سرحد سندھ تا خت لایا۔

پہلی ہے رات خبر اس اجتماع لشکر مفسدان کی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے بروقت موقع سرکار میں بھیجدئے۔ جس کے سبب لشکر فوج سرکاری متعینہ قلعہ ہڑند و اقوام بلوچی یعنی تمن گورچانی و لنڈ مستعد اور ہوشیار تھی۔ عند المقابلہ غلام حسین مذکور مع ۱۱۰ ۲۶۰ نفر ہمراہیان خود قتل ہوا اور للوعد نفر لشکر مفسدان سے زندہ گرفتار کی گئی مفصل حال اس کا تمن گورچانی میں درج کیا گیا ہے۔ جب کٹو خان جمعدار کو نتیجہ اور حال اس واردات کا معلوم ہوا فوراً معہ بارگیران خود اندرون پہاڑ مفرور ہو گیا۔ جو کہ واسطہ مقرر کرنے کچھ بندوبست ساتھ تمن مری کی

یہ اچھا موقعہ تھا۔ جب تمندار مری کی عرضی واسطہ رہائی قیدیان تمن اپنی
کی آئی۔ اس پر پیشگاہ کپتان سندمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع
ہذا سے جواب لکھا گیا کہ جب تک خود تمندار معہ مقدمان بخود حاضر
نہ آوے تب تک، عرضی منظور نہیں ہو سکتی۔ تھوڑے عرصہ بعد
گزنخان تمندار معہ مقدمان خود حاضر آیا اس نے بھی وہی وجوہات
جیسا غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی نے ظاہر کی تھی۔ بیان کی
اور کہا کہ اگر سرکار کی طرف سے مدد ملی۔ تو انتظام اور بندوبست
تمن اپنی میں بخوبی کوشش کروں گا۔ چنانچہ چند نفر سواران
کے نوکری ان کو بھی ۔ جیسا پہلی تمن بگٹی کو دیا تھا تجویز ہوئے
بعد اس بندوبست کے ایک اچھے کافی عرصہ گذرنے پر
اس کا بہت اچھا نتیجہ نکلا کہ مفصل حال چٹھیات انگریزی
و کاغذات موجودہ دفاتر سے ظاہر ہے مطلب کہ بعد دیکھنے
نتیجہ اور وجوہات بندوبست ہذا سرکار اعلیٰ یعنی لوکل گورنمنٹ
و گورنمنٹ ہند و سکرٹری انڈیا ولایت تک منظور و پسندیدہ
ہوا کہ چند دفعہ چٹھیات حد بے و مزاج بحق منتظم این بندوبست
آچکی ہیں۔ کتابات یادداشت سر جارج پیئر صاحب بہادر و
جان جیکب صاحب بہادر پولٹیکل کارسپنڈنٹ سرحدات سندھ
دورہ جات سے ظاہر ہوتا ہے، کہ روز اول سے یہ دونو تمن مر
و بگٹی مانند خانصاحب منتظم اس سرحدات کو چھیڑتے تھے۔ اب
تین چار سال سے بالکل تھوڑے وقت اس اقوام نے وہی پہلی
وہ آئین اور بندوبست سرکار کی دلی دشمن تھے۔ اب دوست

اور خیر خواہ سرکار کی ہیں۔ کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد نے جب اس سرحد پنجاب کا اچھا نتیجہ دیکھا۔ کچھ بندوبست سرحد قلات مری کے ساتھ کیا۔ تھوڑی دیر تک اچھا چلتا رہا لیکن پیچھے بسبب بے اتفاقی سرداران قلات جس کا سرچ روز اول ہے، صاحب ممدوح کی خیال میں تھا۔ ٹوٹ گیا۔ حقیقت میں جب تک خود قلات کی بدانتظامی اور بے اتفاقی دور نہ ہوئی۔ تب تک انتظام ان تمنات بہاری کا بہت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ترجمہ چند تسطیر چٹھی کرنیل فیر صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ کا یہ ہے۔ کہ جب بڑا نصیر خان والی قلات حیات تھا،

ایک بہاری فوج یعنی جملہ اقوام بلوچستان پر سردار تھا۔ اب بسبب کمزوری کے ایک بطور ظالم خان ان کی سر پر ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ تمام ملک ریاست اپنی پر وہ اکیلا معرفت فوج جو اکثر غیر ملک اور کمین قوم اس میں شامل ہیں حکومت کری کوئی سردار یا رئیس جاگیردار یا برات خوار اس کی ریاست میں نہ رہی۔ چنانچہ دو خاندان سرداران ایک خاندان دوسرا ساربانان اقوام جلوبانان

کا جو جن سے اُن کی ریاست کو زور اور رونق تھا خراب ہو گئی۔ پہلی عرصہ دو تین سال سے جو تاج محمد سردار جلوبانان فوت ہو گیا۔ بجائے اس کی کوئی سردار معزز اور مقرر نہیں کیا۔ دوسرا

ملا محمد سردار سروانان جو قدیم سے خانصاحب والی قلات سے
کچھ درجہ کم عزت رکھتا تھا۔ تھوڑی عرصہ سے ناراض ہوکر بھاگ
گیا کہ پہلی بمقام کہان تمن مری میں پناہ گزین رہا پیچھے طرف
قندہار و خراسان چلا گیا۔ اس بے انتظامی سے بے قرار ہوتا ہے۔
اور بیوپار سندھ و پنجاب جیسا پیشتر جاری تھا۔ جس سے بہت فائدہ
ہوتا تھا۔ اسی باعث سے بند ہے اور آسان طریق پر جریان نہیں
ہو سکتا۔ زیادہ تر مشکل یہ بات ہے کہ علاقہ سندھ و پنجاب کا الگ
الگ ہے جس سے غیر ممکن ہے کہ بندوبست سرحد پنجاب کا قلات
یا جیکب آباد کی طرف سے ان تمنات مری اور بگٹی کے ساتھ ہو سکی
جب بڑی نصیر خان والی قلات کے وقت اس سرحد کا انتظام
اچھا اور رستہ قافلہ جات بیوپار کا کھلا ہوا تھا۔ زیادہ سبب
اس کا یہ ہی تھا۔ کہ علاقہ داجل ہڑند متعلقہ ضلع ڈیرہ غازیخان
نصیر خان موصوف کی تحت میں تھا۔ جب سے یہ وقت گذرا
بدستور رستہ پہاڑ بند رہا۔ اب تھوڑی عرصہ سے گورچانی کا کل
قوم پہاڑ سے نکالا گیا۔ جو بطور سدراہ درمیان علاقہ سرکار
ضلع ہذا و مردمان تمن مری و بگٹی کی پڑا تھا۔ اب رستہ آمدورفت
مردمان مری اس علاقہ پنجاب میں بخوبی کشادہ ہی بلکہ تمنات مزاری
و دریشک مسکونہ سرحد ضلع ہذا میں تمن مری کی رشتہ داری ہو
گئی اس سبب سے زیادہ تر آمدورفت اُن کا آسان و مروج ہو
گیا ہے۔ سرحد سندھ کی طرف درمیان تمن مری و علاقہ سرکار
تمن بگٹی کا آتا ہے اس باعث سے ان کا رستہ اس طرف بالکل بند ہے

کہ تمن بگٹی کی ساتھ اکثر ان کی دشمنی رہتی ہے۔ قلات کی طرف کچھ رستہ اس قوم کا ہے۔ مگر قلات کا اپنا حال وہ ہی جو اوپر درج کیا گیا۔ چونکہ واسطہ فوائد مملکت جو علاج ضروری ہوتا ہے ضرور کیا جاتا ہے پس انتظام اس سرحد کا بھی ضروریات سے ہے جس سے امید ہے کہ ایک عرصہ بعد ایک اچھا نتیجہ نکلے گا اور نیز دیگر ملک ایشیا یعنی خراسان وغیرہ کی طرف سرکار کا بڑا اقبال و نام ہوگا۔ کرنل فیر صاحب بہادر اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس سرحد کے اوپر جو قوم بلوچ اور بہروی رہتی ہے ایک بڑی بہادر اور مضبوط قوم ہے اور وہ عملداری سرکار عالی کو بخوبی پسند کرتی ہیں۔ جیسا اقوام افغان وغیرہ میں تعصب مذہبی ہے اس قوم میں بالکل نہیں۔

حقیقت میں یہ بات سچ ہے پس سرکار کو بھی واجب ہے کہ اس قوم میں جو انتظامی اور کشت خون آپس میں ایک دوسرے کی جاری ہے جلد دفع اور بند ہو جاوی۔ تاکہ وہ لوگ احسانمند ہو کر اطاعت سرکار میں زیادہ راغب ہوں۔ واضح ہو کہ پہلی دفعہ جب یہ مری لوگ حسب المطلب بمقام راجن پور آئے بالکل خوش شکل اور خستہ حال تھے کہ کسی کے بدن پر کپڑا یا ہتھیار یعنی سلاح پورا اور درست موجود نہیں تھا۔ تا بحدیکہ سردار اس قوم کے پارچات بھی میلہ چرگین تھے شکل سے ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ شاید سال میں ایک دو دفعہ غسل کرتی ہوں گی اور پارچہ کہدر کورہ کو جو سلائی کر کے پہنا جب تک خود پھٹ کر کی پارہ پارہ نہ ہو جاوے اتار کر صفا کبھی نہیں کیا ہوگا۔ یہ پوشاک کا حال ہے۔ خوراک کی یہ لیاقت تھے۔

کہ کھانا پختہ جو بطور مہمانی منجانب سرکار اُن لوگوں کی واسطے پکایا گیا اور چاول پلاؤ میں میوہ کشمش پڑا تھا بوقت کھانے کے اُن لوگوں نے یہ تصور کرکے کہ یہ چیچڑ پڑی ہوئی ہیں نکال کر زمین پر پھینک دی کیونکہ آگے کبھی نہیں دیکھی تھے۔ اور بولی سوا پہاڑی یعنی بلوچکی اپنی زبان کی ملکی بولی بالکل نہیں بول سکتے تھے اور نہ سمجھتی تھے۔ اب وہی لوگ کیا مرغوب اور عمدہ کھانا کھانے لگ گئی ہیں۔ اور کیا کیا اچھی اچھی پوشاکیں پھرتی ہیں۔ بولی ملکی بجائے خود اب صاحب لوگوں سے بات چیت کرتی اور جواب دیتی لیتی ہیں ہنوز روز اول ہے آئندہ اس سے بھی زیادہ لوگ لیاقت پکڑ جاویں گی اس بندوبست سی سراسر فائدہ اس قوم کا ہوا ہے۔ اب سرکاری اس تمن الف ۱۳۰۰ تنخواہ ماہواری اس تمن کو ملتی ہے۔ اور اردل صاحبان میں نوکری دے رہی ہیں۔ گویا کہ کل پہاڑ اب مانند ایں علاقہ سرکار کا اپنا علاقہ ہے۔ اکثر لوگ چنانچہ تمندار وغیرہ جن کو کچھ ہوش اور لیاقت ہی اس بندوبست سرکاری نہایت خوش ہیں بعضی بعضی کوتاہ اندیش لوگ ناراض اور آپس میں کچھ ان کا شور و رنج ہے۔ اب اکثر پہاڑی لوگ مری بگٹی کہتران یہی آرزو رکھتے ہیں کہ کسی صورت سرکار بندوبست پوست اور چھاؤنی کا اندر پہاڑ کری۔ مگر معلوم نہیں کہ سرکار کا کیا ارادہ ہے۔ سو واقعی بندوبست تب ہوگا۔ جیسا سرکار کچھ زیادہ دست اندازی قیام پوست و افواج خود چند روز کے واسطے کرے گا۔ آئندہ اختیار سرکار۔

شجرہ نسب تمندار کہتران

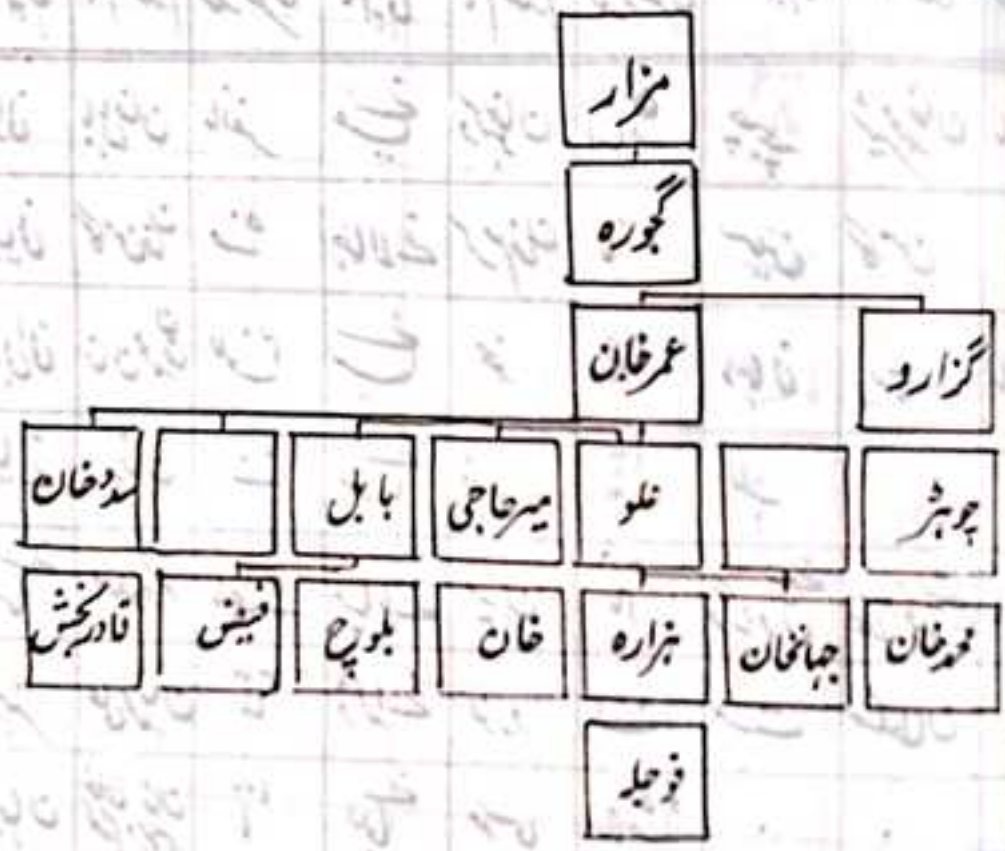

تفصیل پہلی ہامعہ تعداد نفری اسلحہ بند تمن کہتران

گنجورہ						ہرلوال المعروف چیچہ		
عیشب لہستہ			پہلات					
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
مزارانی	بابل خان	مانفر	عیسانے	دکھو خان	اساف ۵	چیچہ	شیر محمد خان	ماف ۱۵۰
جوگیانی	گامن خان	ف ۵۰	جمالانے	کرم خان	ما ۱۰۰	سمین	گامن	اساف ۴
بے بیانی	خان محمد خان	للف ۴	ہانے	مخو	ما ۱۰۰	دہمان	ربہ	مالف ۱۲
ہوشیانے	زبہ خان	ن ۶۰	سلامانے	ڈلوار	ما ۱۰۰	للبہ		ن ۸۰
قاسمانے	لعلو و فتحو	ماعف ۱۲	جیابانے	میرن	ما ۲۰۰	دگہ دوتانے	غلام رحید شیخ	ماف ۱۵۰
ادہتر	علی محمد خان	تا ۳	ذکرانے	نورو	ن ۸۰	مست	سلطان	ن ۶۰
موہان	کرم خان و جوہر خان	ما ۱۰۰	لنجانے	موسی	ماف ۲۵۰	۰	۰	۰
سدرانے	رامن خان	ماف ۱۵۰	لوہان	سید خان	ماف ۱۵۰	۰	۰	۰
صدیقانے	موسی خان	ن ۶۰	مزارانی	جلال شیخ	ن ۶۰	۰	۰	۰
عیسانی	خان خان	ما ۲۰۰	سیلاج	ایضاً	ن ۸۰ نفر	۰	۰	۰
رہامانی	بہار خان	ن ۸۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
جکرانی	نورن	ما ۱۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان	۰	اساف نفر ۱۳۶۰	۰	۰	اساف نفر ۱۵۷۰	۰	۰	۹۸۰

جیلنے			ناہڑ		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
شہرانی	خان محمد	للع ۴۰	ناہڑ	گل خان	۲۵۰ ما
پہلوانی	رستم	تا ۱	۰	۰	۰
جہانی	توکلی	۲۰۰ ما	۰	۰	۰
شیہانے	موسیٰ خان	۸۰ ل	۰	۰	۰
پہلوانے	یار دخان	۱۵۰ ما	۰	۰	۰
جہام	علی کلال	۳۰۰ تا	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰
میران	۰	۹۰۰ نفر	۰	۰	۲۵۰ ما

مروبان خیل کتران — ۵۰۰ — یہ تمن شاہ دولی بچہان

سانزم — یہ تمن کتران — ۳۰۰ — حصہ ۱۲ نفر

میران کل — یہ تمن شہ دولی خان — ۶۰ ما

واضح ہو کہ تمن کہتران میں چار قوم شامل ہیں اور ہر چہار اگرچہ کہتران کہلاتی ہیں مگر قوم ان میں ایک دوسرے سے بڑا اختلاف ہے اور دراصل قدیم سے چاروں قوم الگ الگ تھی۔ تھوڑی عرصہ سے شامل ہوئی۔ لیکن اب تک ہر چاروں میں فرق المعلوم دیتا ہے۔

اس باعث چاروں کا گزشتہ حال مختصر علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے۔ اول قوم گنجورہ اصل کہتران پہلی صرف یہ قوم گنجورہ مشہور ہوئی باقی تین قوم اس کے ساتھ شامل ہونے سے کہتران مشہور ہو گئے۔ کیوں کہ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہے۔ درحقیقت گنجورہ۔ کہتران افغان ہی چنانچہ تواریخ افغانیہ سے ایسی تصدیق ہوتا ہے اور نسب اُن کا غرغشت۔ ترین پوری ملتا ہے۔ کہتی کرنے سے کہتران مشہور ہو گیا۔ پہلی خراسان سے اُتر کر ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف آئے۔ وہاں بعلاقہ وہوہ پھر اُس جگہ سے اس علاقہ بارکھان میں آکر متمکن ہوا۔ سلطان محمود خان کہتران انزیری مجسٹریٹ مع چند برادری خود وغیرہ قوم کہتران اب تک علاقہ وہوہ میں موجود ہے۔ دستار سرداری تمن کہتران پہلی مزارانی میں چلی آئی جو مزار خان سے یہ پہلی مشہور ہوئی۔ بعد فوتیدگی گرازو جب چوہڑ خان نے دستار باندھی میر حاجی پسر عمر خان جو شخصی بہادر و زور آور تھا بہ تکرار خانگی چوہڑ مذکور کو قتل کر دیا تب دستار سرداری بہ صلاح میر حاجی مسمی علو برادر کلان میر حاجی پر منتقل ہوئی مگر کاربار انتظام تمن وغیرہ جملہ میر حاجی کی اوپر رہا صرف نام کے واسطے دستار علو پر تھی۔ میر حاجی بڑا زبردست آدمی تھا۔ اس کے عہد میں کہتران بڑا نامور مشہور

ہوا باقی اقوام زیادہ تر اسی زمانہ میں شامل کہتران ہو گئی اب
بک بہادری میر حاجی جملہ تمنات گرد نواح مری و بگٹی وغیرہ
میں شہرہ آفاق ہے اس تمندار نے تمن مری سے خوب سیال داری
جائی بلکہ بعضی وقت زیادتی پائی۔ بعد فوتیدگی علو و میر حاجی بموجب
ارشاد دستار جہان خان بیٹا علو مذکور پر آئی۔ جہان خان مذکور لاولد
فوت ہو گیا۔ مسمی ہزار دوسرے بھائی نے دستار باندھی۔ ہزارہ مذکور
جنگ بدمانی لغاری میں مارا گیا اب دستار مسمی فوجلہ پر ہے لیکن کاروبار
انتظام تمن جب تک میر حاجی جیتا رہا وہ خود کرتا رہا جب سے
وہ فوت ہو گیا۔ سید خان بابل خان برادران میر حاجی انجام دیتی
رہتی ہیں۔ خود علویا اولاد علو بر دستار بلائے نام رہی ہے اب
تھوڑی روز سے سید خان فوت ہو گیا۔ صرف بابل خان اکیلا انصرام
کام کرتا ہے۔ بلکہ تمندار بھی بابل خان کہا جاتا ہے۔ فوجلہ کے نام
سے بھی کوئی واقف نہیں ہو گا۔ راقم نے جب زیادہ کوشش
سے دریافت کیا اور شجرہ نسب بنایا تب ظاہر ہوا کہ دستار
فوجلہ پر ہے اور عام لوگوں میں بات بالکل مشہور نہیں۔ اب
بابل خان کے ساتھ قادر بخش پسر سید خان متوفی تکرار کر رہا ہے وہ
چاہتا ہے کہ جتنا اس کا باپ انتظام تمن میں معتبر تھا۔ اسی طرح
ہو حالانکہ جب سے سید خان فوت ہوا۔ بابل خان زیادہ غلبہ
پا گیا ہے۔ دیدہ باید کہ از پردہ غیب چہ برآید۔ ہیچ۔ ایسا دریافت
ہوا کہ یہ قوم دودائی بلوچ ہیں۔ خاندان غازیخان مررانی سے جس
نے ڈیرہ غازیخان بنایا در زمان غازیخان معلوم نہیں کہ چار غازیخان

سے کس وقت کسی سبب رنجیدہ خاطر ہو کر یا جب اخیر غازیخان کو سختی پیش آئی۔ خانہ بکوچ ہو کر بعلاقہ بارکھان سکونت پذیر ہوئی۔ قدیم سے مقدم ان کا بطور سردار الگ چلا آیا ہے چنانچہ اول آدم خان بعد اُس کی خان خانان اس سے بعد قیصر خان اب شیر محمد خان ہے بسبب اتفاق کہتران یہ لوگ بھی کہتران مشہور ہو گئی۔ دراصل یہ قوم مکھوڑی ہے باقی تمنات گرد نواح سے اکیلا عوضہ یا جنگ نہیں کر سکتی اس سبب سے شامل تمن کہتران رہتی ہیں۔ ورنہ دراصل یہ قوم الگ ہے زمین اس کی کہتران سے الگ اور بموجب دستور بموجب دستور بلوچی پنچگ اپنا اپنی مقدم کو بطور سردار دیتے ہیں۔ کسی زمانہ میں سردار کہتران کو باوجودیکہ میر حاجی بڑا زبردست پیدا ہوا۔ اس نے اپنا پنچگ نہیں دیا۔ کہتران کی ساتھ قدیم سے اتفاق اور شمولیت چلی آئی ہے۔ اس باعث کہتران مشہور ہو گئی۔ حسنی یہ قوم خاص رند بلوچ اولاد حسن رند سے ہے۔ اس سبب حسنی مشہور ہوئی ہے زمانہ قدیم میں یہ ایک اچھا تمن بنام حسینی مشہور تھا۔ اور بود باش ان لوگوں کی بمقام جنب تہلی نساد تہی جو فیما بین تمن کہتران و مری کی واقع ہے۔ اُس عرصہ میں صادق خان تمندار قوم حسنی مشہور تھا۔ اتفاقاً بموجب دستور بلوچی ساتھ تمن مری جنگ ہوئی بمقام شم ایک دفعہ تمن مری نے بڑا صدمہ اٹھایا کہ تین سو نفر تمن مری ہاتھ تمن حسنی سے مارا گیا۔ اس وقت یہ تمن مری پر غالب آ گیا۔ چنانچہ مری بلحاظ حسنی مقام مسکن گاہ قدیمہ چھوڑ کر لہڑی علاقہ قلات میں جا کر متمکن ہوا۔ حسنی زیادہ دلیر ہو کر لہڑی وغیرہ علاقہ قلات میں بدی بدکاری کرنے لگا۔ اس عرصہ میں محمود خان والی

قلات کا تھا۔ مردمان مری جاسوس اور رہبر ہو کر ایک لشکر عظیم والی قلات کا اوپر بر دمان حسنی کے لائی۔ کہ صادق خان تمندار حسنی معہ مردمان کثیر تمن خود میدان جنگ میں مارا گیا۔ اور بہت مال اسباب تاخت تاراج کیا۔ بجای اُس کی عظمت خان بھائی اس کا تمندار ہوا مگر تب سے تمن کمزور ہو گیا۔ مردم مری پھر موقع پاکر اوپر تمن حسنی تاخت آوری شروع کی اخیر کار حسنی مغلوب ہو کر تاب نہ لا سکا۔ کل تمن خانہ بکوچ ہو کر بمقام سی چوتالی میں چلا گیا اور سکونت اختیار کرے کہ بمقام نساداب تک ویرانہ کوٹ حسنی موجود ہیں۔ پھر جو مابین جنگ مری و کہتران جنگ دیکھتا رہا باارادہ شوق جنگ مری تمن کہتران میں بمقام علاقہ بارکھان سکونت پذیر ہوا۔ اور جب موقع جنگ کہتران ساتھ مری دیکھا ہمراہ کہتران ہو گیا اب تک اس طرح جب کہتران کا جنگ مری سے ہوتا ہے۔ تو کہتران کی شامل ہو کر مری پر تاخت لاتا ہے۔ پھر جب افغان مری پر لشکر کشی کرتا ہے۔ تو یہ قوم حسنی شامل افغان کی ہو کر تاخت آوری کرتی ہیں۔ گویا کہ اس اپنی درد اور نقصان کو یاد کر کر عوضہ میں حسب موقعہ اپنا دل سرد کرتی ہیں۔ مقدم ان کا بطور سردار کی الگ ہے اول صادق خان تھا۔ اس کے بعد عظمت خان پھر سید خان یہ بھی بجنگ مری قتل ہوا۔ پھر عیسیٰ خان اب خان محمد خان ہے۔ کل قوم ہذا بتعداد لعائنہ ۹۰ نفر ہے۔ جس میں سے تعداد حائنہ ۵ نفر تمن افغان شادوزی القدر اتنا نفر تمن کہتران میں رہتی ہیں۔ بموجب دستور بلوچہ پنچگ مال مغرونہ اپنی مقدم کو قدیم الایام سے دیتی ہیں۔ صرف شوق جنگ مری کے واسطے کہتران سے شامل رہتی ہیں اور زمین وغیرہ

سکونت گاہ و سردار اُن کا الگ ہے۔ ناہڑیہ وہ ناہڑ ہیں جو کسی زمانہ میں ملک واجل دہڑند و کوٹ مٹھن دست پور کے مالک و نواب تھے۔ مفصل حال اس کا گل اول چمن پہلا تواریخ ضلع میں درج ہو چکا ہے، انقلاب زمانہ سے جب حکومت کو زوال ہوا۔ علاقہ ہڑند سے یہ لوگ سیدھی اس طرف علاقہ بارکھان میں چلی آئی اور سکونت اختیار کری۔ بسبب خوف جنگ جدل مری شامل کہتران ہو گئی۔ لغاری بارکھان کے زمینات نہڑ لوگ آباد کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ جملہ قوم جو کہتران مشہور ہے اچھی متمول لوگ ہیں زمین ان کی بڑی سرحاصل اور پر آباد کہ مفصل حال تعریف زمین و آبادی ملک اُن کا گل سوم چمن اول دورہ پہاڑ میں لکھا گیا ہے۔ یہ لوگ دل سے لڑائی کرنا کسی سے نہیں چاہتے اکثر زیادہ کار کھیتی میں مشغول رہتی ہیں۔ لیکن جب اور قوم مری یا بگٹی یا افغان مسکونہ گرد و نواح ان کے ساتھ جنگ کرتے ہیں تو وہ بھی درنگ نہیں کرتی۔ اس سبب جلد ان کی صلح ہو جاتی ہے۔ مردمان کہتران بہت بدی نہیں کرتی۔ لیکن مال مسروقہ بہت خرید کرتے ہیں۔

ایک وقت ۱۸۶۶ء میں جب مال مسروقہ علاقہ ہذا بہت جاتا تھا۔ کپتان سندیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا کو دریافت ہوا کہ فی بہار شتر دس روپیہ علاقہ بارکھان میں فروخت ہوتا تھا۔ اکثر اشتہاری یا مفرور جو بعلاقہ بارکھان پناہ گزین جاتا تھا۔ وہ لوگ پناہ بہت دیتے تھے۔ چنانچہ غلام حسین مشورے مفسد بہت مدت ان کی علاقہ بارکھان میں پناہ گزین رہا۔ تاوقتیکہ بعلاقہ ہڑند ۱۸۶۸ء میں وہ قتل نہیں

ہوا۔ بروقت لشکر کشی غلام حسین مشوری چہار سو نفر تمن کہتران سے ساتھ تھا جس سے ماصو نفر مارے گئے۔ چند دفعہ سرکار ایسے معاملات پر ان لوگوں کی بدنامی ہوئی۔ سرکار فیض مار کی آگی اس قوم کی سزا رسانی کے کچھ صورت مشکل نہیں کہ رستہ کہلا ہوا ہے۔ ملک آباد میدان میں بستیات علیحدہ علیحدہ متمکن صرف اگر تھوڑے روز رستہ آمد و رفت ان کا بند ہو جاوے تو گذران اُن کی مشکل ہوتی ہے۔ چونکہ وہ اس حال سے خود واقف اور جانتی ہیں۔ کہ سرکار کو اب اُن کی حال سے بخوبی واقفیت ہو گئی۔ اس سبب اب تھوڑی عرصہ سے اُن سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ زیادہ تر رضامندی سرکار کے واسطے وہ لوگ کوشش کرتے ہیں۔ کہتران کا سردار تمندار لغاری آپس میں قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ جو کام کہتران ہوتا ہے۔ معرفت جمال خان تمندار لغاریان انجام پاتا ہے۔ تھوڑے عرصہ سے لڑکی مائل خان تمندار کہتران کا ناطہ مع محمد خان پسر جمال خان تمندار اور سید خان کی لڑکی کا ناطہ مع بگٹہ خان برادر زادہ تمندار مذکور سے ہوا بلکہ اس سبب سے بہ نسبت سابق زیادہ توسط ہو گیا۔ پرانا شہر بارکھان کا جو لغاری بارکھان مشہور ہے۔ تمندار لغاری کا ہے۔ مردمان نہڑ جو رشتہ دار اُن کے ہیں۔ بطور مزارع کاشت کرتی ہیں۔ محصول جمال خان تمندار اٹھاتا ہے۔ تمندار بگٹی اور کہتران کا بھی آپس میں رشتہ ہے۔ کہ میر حاجی تمندار متوفی غلام مرتضیٰ خان تمندار بگٹی حال کا ماموں تھا اس سبب بگٹی اور کہتران کا اکثر آپس میں اتفاق ہے۔ اور اکثر رسومات قوم کہتران دیگر اقوام بلوچستان سے متفق ہیں۔

شجرہ نسب تمندار کھوسہ

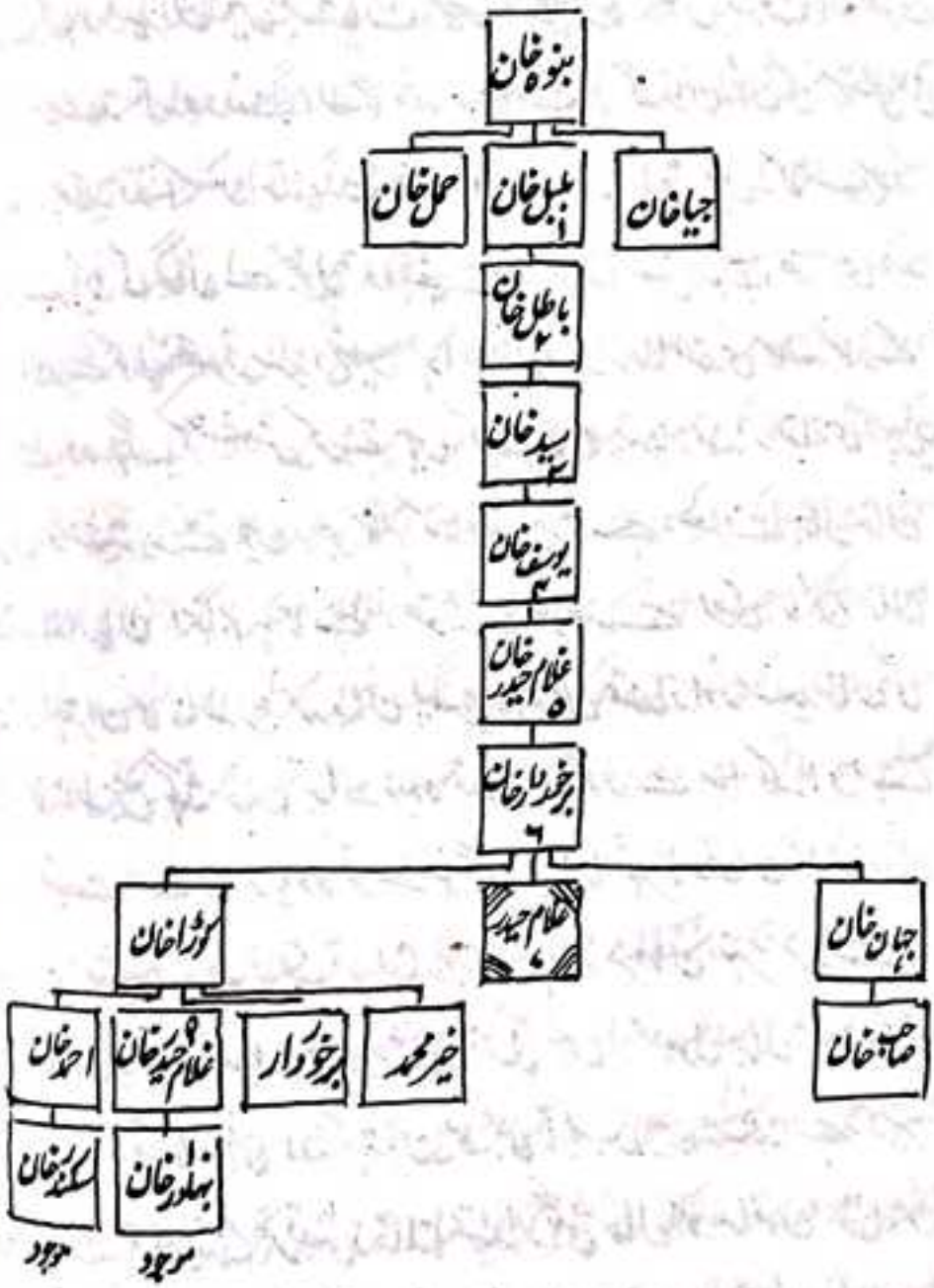

بیل مسکونہ حد باطل			جنگل مسکونہ حد باطل			جنداں مسکونہ حد باطل			جبردار مسکونہ باطل			رسالی حد مار وغیرہ			توپخانی طلائہ			مہترانے	مسکونہ حد سیٔ		پٹانی مسکونہ قائم رشتہ		
نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	تعداد نفری	مقدم	نام پہلی	مقدم	تعداد نفری
بیل	بہادر خان حشدار	ماہ ۱۵۰ نفر	جنگل	کرم خان	۱۰۰ ب	جنداں	خان محمد	ماہ ۱۵۰	جبردار	خدا بخش ریحرخانہ	۲۰۰ ن	رسالی مار و مارے	خان محمد	۸۰ ب	توپخانی خاص	ساہو خان	ماہ نفر	مہترانی	حسن خان	۳۰ ب	پٹانی	حاصل خان والد ولی خان	۲۰۰ ماہ نفر
حملانے	خدا بخش	ماہ ۱۵۰	روکانے	فکر خان	۳۰ ب	مرثانی	رحیم و بحر خان	۱۰۰ یا	لشارے	درویش خان و دگاس خان	ماہ ۱۵۰	کھول	ابراہیم خان	۳۰۰ بیما	بوجھری ڈالا	زار خان	ماہ ۱۵۰	کلمیرے	عمر خان	۱۰۰ ماہ نفر	وکہنی	وکہنی خان	۰
عمرانی	بہادر خان علی خان	۱۰۰ ما	شبانے	احمد خان	۵۰ ب	لوہانے	محمد مراد خان	۵۰ ب	دستی	مراد خان	۳۰ ب	دوانے	الہ دار خان	۱۰۰ بیما	ڈلہرنے	جعفر خان	۱۰ یا	رکانے ڈالا	چنبہ خان	۳۰ ب	۰	۰	۰
جیلانی	کرم خان خان محمد خان	۸۰۰ بیا	حجانے	خان خان	۱۰۰ یا	۰	۰	۰	۰	۰	۰	خاطے	شکتے	۱۰۰ ماہ نفر	رکلانے	بہادر خان	۱۰۰ ماہ نفر	چاندیہ	فقیرا	۳۰ ب	۰	۰	۰
۰	۰	۰	کہرانی	اسلام خان	۵۰ ب	۰	۰	۰	۰	۰	۰	کہوفلی	سیکھ و کہیر	۵۰ ب	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	نندوانے	غلام بخش خان	۸۰ ب	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰

.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	رسالهٔ الازهار	میر عالم‌خان	بانفر ۱۰۰	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	جبلا	حاجی‌خان	با ۱۰۰	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	رسالهٔ [illegible] سعدی	کریم‌خان	ج ۵۰	.	.	.	.	.	.	.	.
.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	الفیهٔ	ارژنگ	باج ۵۰	.	.	.	.	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	بانفر ۱۰۵	.	.	بانفر [illegible]	.	.	بانفر [illegible]	[illegible]	[illegible]	بانفر ۳۰	.	.	العدد نفر ۲۰۱۰	.	.	[illegible] ۱۵۰	.	.	بانفر ۱۵۰	.	.	۳۰۰

علامتکار

صورت حال تمن کھوسہ یہ ہے کہ قوم کھوسہ اولاد ہوت بلوچ سے ہیں اور وجہ تسمیہ لفظ کھوسہ کی یہ ہی کہ زبان بلوچی میں کھوہ پہاڑ اور سرسین پہاڑ نشین کو کہتے ہیں۔ مردمان کھوسہ قدیم سے پہاڑ میں رہتے تھے کہ سرسین سے غلط عام کھوسہ مشہور ہو گئی۔ جب کل اقوام بلوچستان علاقہ کچھی کچھ کچھ میں سکونت رکھتے تھے۔ اور پھر علاقہ قلات میں آئی۔ اس وقت اقوام کھوسہ اکثر یکجا تھی۔ چنانچہ علاقہ قلات میں املاک سبوی اور وہاد ہر اور خانپور پر مردم متقابض ہوئے کہ اب تک اکثر لوگ وہاں رہائش رکھتے ہیں۔ اور زیادہ ترسون میانے علاقہ حیدرآباد میں چلی گئی کہ اب تک جام چشمہ بیچ شہر دیرو علاقہ حیدرآباد مع مردمان کھوسہ سکونت رکھتا ہے۔ جب تک علاقہ سندھ میں عملداری میاں صاحب سرائی کی ہی مردم کھوسہ زیر سایہ میاں صاحب ممدوح اچھے امن میں رہے بعد اُسکی زیادہ متفرق ہو گئے۔ تام اب تک جام چشمہ کے پاس بہت لوگ موجود ہیں۔ اس علاقہ میں جب اور اقوام بلوچی وقت جانے دھلی رہ گئی تھی۔ باطل خان کھوسہ بھی اس وقت مع برادری خود بمقام رکنی کہ اب بنام کوہ بلیل کی معروف ہی سکونت اختیار کری۔ اقوام کہتران بھی اس عرصہ میں قریب اُسی پہاڑ کی سکونت پذیر تھی۔ بعد چندے باطل خان مع یارو خان عیسانے کہتران زمین پر اتر کر باطل خان شہر باطل اور یارو خان نے شہر یارو آباد کیا کہ دو شہر اب تک علاقہ تحصیل ڈیرہ غازیخان میں آباد اور یارو میں چوکی پولیس مقرر رہی۔ بسبب اتفاق تمن کھوسہ اُسی دن سے قوم عیسانے کہتران عیسانے کھوسہ مشہور ہو گئی۔ تمن کہتران میں باقی ماندہ پہلی عیسانے اب تک

موجود ہے۔ اس عرصہ میں نواب غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا متی
محصول مواضعات مذکورہ مع علاقہ عالم خان وکوٹ داؤد معاف علاء
بعد فوتیدگی باطل خان سید خان تمندار ہوا۔ اس کی بعد یوسف خان
تمندار تھا۔ پہلی عیسانی سی عناد پیدا ہو گیا کہ مردمان مذکورہ نے فریباً
یوسف خان مذکور کو مار ڈالا۔ بجائی اش غلام حیدر خان تمندار ہوا
اس سے بھی ناسازی اور بی اعتباری رہی اخیر خان محمد خان مقدم پہلی عیسانے
اور جوانگ خان مقدم کہوسہ دلانہ والا دہوت خان مقدم جمالانے غلام
حیدر خان تمندار کو قتل کیا۔ برخوردار خان پسرش تمندار ہوا۔ عوضہ باپ اپنی
کے واسطے اُن اقوام سے جنگ شروع کی۔ آخر مقدمان مذکورہ سے ناطہ
لے کر انجام کیا۔ یہ ہی برخوردار خان جب میاں صاحب سرای نے اس
علاقہ سے جاکر اوپر میردم میرٹالپور والی سندھ لشکر کشی کی میاں
صاحب ممدوح کے ساتھ معہ برادری خود چلا گیا کہ لشکر میانصاحب
کو شکست برخوردار خان مذکور بھی زخمی ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں مسوخان
تنکانی رئیس علاقہ سنگھڑ کا تھا۔ ناطہ نسبت پوتری خود یعنی بیٹی اکبر
خان کا ساتھ کوڑا خان پسر برخوردار خان تمندار کی کیا تب سے
مردم کھوسہ بمقام مٹی دھوئی علاقہ سنگھڑ مسکن گزیں ہوئی کہ اب
تک اسجگہ موجود ہیں۔ اس سردار کے وقت تمن لغاری سے جنگ
وجدل شروع ہوا تمن لغاری وگورچانی اور کہوسہ وتنکانی آپسمیں متفق
تھا۔ عرصہ تک عناد رہا۔ پیچھے جب جمال خان تمندار نے ناطہ نسبت
لڑکی خود ساتھ اسد خان پسر علی اکبر خان تمندار قوم تنکانی کے کیا
فیمابین انجام تھوڑے عرصہ بعد علی اکبر خان تنکانی فوت ہو گیا

مردم نشکانی بہ جماعت مردم اوسترانہ بزدار لعل خان برادر علی اکبر خان کو دستار بند ہوائی۔ جس پر برخوردار خان تمندار کہوسہ بنظر استحقاق دستار اسد خان بیٹا علی اکبر خان متوفی منجانب اسد خان ساتھ لعل خان مقابلہ شروع کیا بمقام رود تونسہ قریب شہر تونسہ کے عندالمقابلہ برخوردار خان مع مااللہ نفر تمن خود ہاتھ خان مذکور سے مارا گیا۔ بجائے اُس کی غلام حیدر خان پسر کلان برخوردار نے دستار باندھی۔ بعد چندی واسطے عوضہ باب خود اوپر لعل خان نشکانی کی لشکر کشی کرے کہ لعل خان بھاگ کر قلعہ پہڑ موقوعہ سرحد سنگھڑ میں پناہ گزین ہوا۔ آخر طرف خراسان چلا گیا جو اُس وقت یہ علاقہ خراسان سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت تدارک کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ پھر پاس مہاراجہ رنجیت سنگھ جاکر بطور مستغیث دروازہ مہاراجہ پر بیٹھا۔ ایک وقت مردم کہوسہ و بزدار قلعہ گجری میں جو بالای پہاڑ کی واقع ہے۔ سکونت رکھتی تھی۔ محمود خان تمندار لغاری پر کسی سبب نواب ڈیرہ غازیخان جو اس وقت سمند خان تھا ناراض ہوا تمندار مذکور اُس قلعہ گجری میں متمکن ہوا۔ نواب موصوف نے لشکر اپنا قلعہ مذکور پر بھیجدیا بنظر ہمسائگرت اس وقت چند تمنات چنانچہ کہوسہ و لغاری و بزدار یک جہ ہو کر لشکر نواب موصوف سے مقابلہ کیا کہ عبدالصمد خان بھائی جبار خان مع ما نفر قتل ہوئی۔ پھر دوسرے دفعہ لشکر نواب ڈیرہ با فسری غلام محمد خان فتحانی بھائی ناصر خان گجر زیرین مردم کہوسہ پر تاخت آور ہوا بعد تھوڑی لڑائی کی میاں صاحب میاں سلیمان جو جنکی خانقاہ تونسہ میں ہی درمیان آکر فیما بین تمن کہوسہ اور نوابصاحب ڈیرہ غازیخان انجام

کیا کہ مبلغ چہار ہزار للھ روپیہ بطور چٹی یعنی جرمانہ اُوپر تمن کہوسہ کی مقرر ہوا۔ بعداداۓ زر چٹی مردم کہوسہ نے اُوپر املاک خود مواضعات یارو باطل قیام پایا۔ پھر اتفاقاً تمن لغاری سے تمن کھوسہ کی جنگ شروع ہوگئی۔ وجہ یہ ہی کہ حسن خان بھائی محمود خان تمندار لغاری کو کسی جرم میں نواب صاحب ڈیرہ غازیخان نے ماخوذ کیا۔ اور ارادہ مارنے حسن مذکور کا تھا مسمی قیصر خان عیسانی کہوسہ نے بسبب دشمنی قدیمہ چہہ مہارا روانہ بطور بہار قیمت دے کر بازد حسن مذکور نوابصاحب سے لیا اور خود مار ڈالا۔ اس پر تمن لغاری نے مشورش میں آکر تمن کہوسہ سے جنگ شروع کی چند دفعہ ایک دوسرے کے اوپر لشکر کشی اور تاخت تاراج کرتی رہی۔ اخیر بمصالحت حاکم ڈیرہ غازیخان یہ تجویز ہوئی کہ چالیس گھر تمن کھوسہ اپنی علاقہ سے کوچ کرکے بموضع معمورے تمن لغاری میں اور چالیس گھر تمن لغاری اپنی مسکنات سے کوچ کرکے بمقام بیلہ علاقہ تمن کہوسہ میں مسکن گزین ہوئی اور انجام پختہ کیا گیا۔ تب سے سکونت اُن کی اسی طور پر چلی آتی ہے اور تمندار اپنی اپنی کو مانتی ہیں۔ ظاہر ہوگا کہ لعل خان نشکانی بطور مستغیث دروازہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور پر رہتا تھا۔ جب عملداری مغلی نہایت سست ہوگئی تھی۔ مہاراجہ اس علاقہ کو اپنی دارالسلطنت شامل کرکی اولاً بطور اجارہ نواب صاحب محمد صادق خان والی بہاول پور کو سپرد کردیا لعل خان نشکانی موقع پا کر لشکر نوابصاحب کو بافسرے امام شاہ اوپر تمن کہوسہ کے لایا تمن کہوسہ نے جمع ہوکر مقابلہ کیا لشکر جزوی تھا۔ لعل خان مذکور جنگ

میں مارا گیا اور لشکر نے شکست پائی پھر کہوسہ لحاظ سے پہاڑ پر بھاگ گیا نوابصاحب ناراض تھا۔ اُس کا منشا ہوا کہ کسی صورت تمندار کھوسہ کا ناطہ نسبت دیوی چنانچہ نواب موصوف نے مدار صلح اسی پر منحصر رکھی۔ چونکہ پیشتر قوم بلوچ نے کبھی کسی غیر قوم میں ناطہ نسبت ندیا تھا۔ نوابصاحب نے یہ نیا طریقہ نکالا اُسپر جملہ تمنات بلوچی مزاری، لغاری، بزدار وغیرہ آپسمیں یکدل ہو گئی۔ تمندار کھوسہ نے دینی ناطہ سے جواب دیدیا۔

نواب صاحب موصوف نے لشکر اپنا اوپر تمن کہوسہ کی تعینات کیا اس عرصہ میں تمن کہوسہ بمقام گجری سکونت رکھتا تھا۔ لشکر سرکاری نے قلعہ گجری کو محاصرہ کر لیا چند روز اسی طرح رہا اخیر غلام حیدر خان تمندار کہوسہ معہ ۴۰ نفر لواحقان خود مارا گیا اور کوڑا خان پسر تمندار متوفی مجبور ہو کر ناطہ نسبت دختر خود واسطے نواب بہاول خان خلف نواب صادق محمد خان کے دینا منظور کیا۔

چونکہ ناطہ اُس دختر کا پیشتر ساتھ عظیم خان پسر اسد خان نتکانی رئیس سنگھڑ کی تھا۔ باستماع این حال اسد خان مذکور تمندار کہوسہ سے رنجیدہ خاطر ہو گیا۔ پس کوڑا خان نے واسطے دور کرنے شرم اپنی کی نوابصاحب کو انگیخت دے کر دو ناطہ اسد خان نتکانی اور ایک ناطہ تمندار لغاری اور ایک تمندار گورچانی سے دلوایا۔ بعد چند سال جب مہاراجہ صاحب خود متقابض ہو کر پہلی دفعہ ملتان صاحب بہادر آیا۔ تمندار کہوسہ بتقدیم خدمات تمندار کہوسہ بتقدیم خدمات سرحدی دل بجان سے معروف رہا کہ مہاراجہ صاحب

نے مبلغ ایک ہزار روپیہ سالیانہ بطور وجہ برات واسطے گزران معاش تمندار کھوسہ کی مقرر کیا کہ بعد اُس کی دیوان ساون مل صوبہ ملتان ہے۔ دیتا رہا تمندار کھوسہ و لغاری بطور نوکر فرمانبردار سرکار کی تھی۔ چنانچہ جو تمن سرحدی برخلاف آئین سرکار کی ہوتا تھا۔ یہ دونوں کھوسہ و لغاری مدد کرتی تھی۔ تمن بزدار کی اوپر جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے لشکر کشی کی تب تمن کھوسہ لشکر دیوان صاحب کے ساتھ اور بھی چند دفعہ خدمت بجا لایا۔ جب دیوان مولراج صوبہ ملتان پر سرکار انگریزی نے منجانب مہاراجہ صاحب لشکر کشی کی قلعہ ملتان کو محاصرہ کیا۔ اڈوارڈس صاحب بہادر و جنرل کورٹ لنڈ صاحب بہادر واسطے قبضہ و تسخیر علاقہ ڈیرہ جات یعنی ڈیرہ اسمٰعیل خان و ڈیرہ غازیخان آئے ہوئے تھے۔ مردمان کھوسہ باستماع اس حال کے بہ تائید اقبال سرکار انگریزی بمقام فتح خان بخدمت اڈوارڈس صاحب بہادر جا کر مشرف بہ لام ہوئے صاحب ممدوح نے بذریعہ چٹھی بخدمت جنرل کورٹ لنڈ صاحب بہادر جو بمقام زیرہ سرحد ڈیرہ غازیخان پر تشریف رکھتے تھے۔ بھیجدیا۔ صاحب ممدوح محمد ناصر خان فوفلزی افسر فوج کشادہ خود اور فضل علی خان تمندار لنڈ ان کو ہمراہ مردمان کھوسہ واسطے قبضہ کرنے ڈیرہ غازیخان کی تعینات کیا تمندار لنڈ تورستہ میں گھر بیٹھ رہا تمندار کھوسہ اور غلام حیدر خان بیٹا اُس کا مع مردمان تمن خود و محمد ناصر خان فوفلزی پہونچکر ڈیرہ غازیخان کو محاصرہ کیا۔ اس وقت ملک لونگا رام کہتری ناظم ڈیرہ غازیخان کا تھا۔ بجمع آوری فوج سرکار جو جس قدر اُس کے پاس تھے۔ و مردمان تمن

انارکلی اوپر چاہ ایت والا جو شمال طرف ڈیرہ غازیخان بفاصلہ تخمیناً
ایک میل واقع ہے جمع کیا۔ عندالمقابلہ ۸۰ نفر منجانب ملک لونگارام
و بیس نفر منجانب مردم کھوسہ میدان جنگ میں ماری گئی ملک لونگارام
ماخوذ ہوا۔ اور لوگ جو قلعہ میں موجود تھے۔ سب ملکی مردم کھوسہ ڈیرہ غازیخاں
کے مالک بن بیٹھے۔ سولہ روز کامل جب تک ڈوارڈس صاحب بہادر و جنرل
کورٹ لنڈ صاحب بہادر تشریف نہیں لائی۔ ڈیرہ غازیخان کا حاکم و صوبہ
غلام حیدر خان پسر تمندار کا تھا۔ بعد اس کے جب صاحبان ممدوح تشریف
لائی علاقہ پر تسلط پایا۔ علاوہ پنشن سابقہ مبلغ ۱۱۰۰ سالیانہ پنشن
کوڑا خان تمندار کے مقرر ہوئے اور ایک چاہ موسومہ روک والہ بخشش
فرمایا۔ ہنوز قلعہ ملتان پر بدستور لڑائی تھی۔ کوڑا خان و غلام حیدر خان
مع مردمان تمن خود ہمراہ صاحبان ممدوح ملتان کے لڑائی میں شامل
ہوئی۔ چنانچہ ۷۰ نفر کھوسہ لڑائی ملتان میں مقتول ہوئے کہ اب تک
پنشن ان کی سرکاری ملتی ہے۔ بعد تسخیر ملتان واپس ڈیرہ غازیخان
میں آئی۔ محکم چند قلعہ دار ہڑند ہنوز باغی تھا۔ غلام حیدر خان مع
مردمان برادری خود قلعہ ہڑند پر بھی گیا گویا کہ اس وقت سرکار عالی
کو تمندار کھوسہ نے بہت اچھی دل جمعی سے خدمت دی۔ سرکار نے
بعوض خدمت گزاری غلام حیدر خان پسر کوڑا خان کھوسہ رسالدار
مقرر کیا۔ چند مدت رسالدار مقرر رہا۔ پیچھے جب ڈیرہ اسمٰعیل خان
میں رسالہ غلام حیدر خان واسطے سیکھنی قواعد کی گیا۔ غلام حیدر خان
رسالدار مستعفی ہوا۔ جو کہ غلام حیدر خان ابتداً بلند مزاج تھا۔ جب سے
سرکار عالی بنظر خدمت گزاری اس پر زیادہ مہربانی کی تا زیادہ بلند مزاج

ہو گیا۔ اور یہ ہے ظاہر ہے کہ بہادر دل وہ البتہ تھا۔ مگر مزاج اس کا بڑا بے پروا تھا۔ جب سے وہ رسالداری سے نکالا گیا رنجیدہ خاطر رہتا تھا۔ کوڑا خان باپ اپنے سے پہلی ہی ناسازی تھی۔ اس طرف سرکار سے بھی بسبب بے پروائی مزاج کی اس کی صورت نامہربانی کی ہو گئی۔ کوڑا خان خود ضعیف ہو گیا۔ اکثر کام ریاست اپنی کا اس نے سکندر خان پوتہ اپنے کے اوپر بطور مختار کاری مجوز کیا۔ غلام حیدر خان کوڑا خان سے ابتداً علیحدہ رہتا تھا۔ سال ۱۸۵۷ء میں جب غدر ہندوستان کا ہوا پالک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان کے تھے صاحب ممدوح نے سکندر خان مذکور کو مع چند مردمان تمن خود وغیرہ ایک رسالہ بلوچی بھرتی کر کے واسطے مدد طرف ہندوستان بھیجا تھا لیکن عرض راہ بمقام فتح خان سے سکندر خان واپس چلا آیا اور غلام حیدر خان بموجب اپنی بدمزاجی کے کلمات ناشائستہ خفقانانہ بحق سرکار عوام الناس کے سامنے کہنے شروع کیے۔ صاحب ممدوح مطلع ہو کر بنظر دور اندیشی اسکو ماخوذ کر کے قید کر دیا کہ بعد فرو ہونے ہنگامہ ہندوستان کے رہائی پائی تب سے بالکل خستہ حال اور خراب ہو گیا۔ اطرافات چنانچہ سندھ وجموں وغیرہ علاقجات میں پھرتا رہا جہاں مرضی ہوتی تھی چلا جاتا تھا۔ آخر جب سب علاقہ کو پھر چکا تھک کر واپس گھر آتا تھا ۱۸۶۷ء میں کپتان سندیمن ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع ہذا واسطے ماخوذی کوڑی خان قیصرانی مجرم کاری کے مصروف تھی غلام حیدر خان نے روبرو ئے صاحب ممدوح گرفتاری کوڑا مذکور میں اچھی خدمت دی۔ جس کے عوض ایک خلعت تعدادی ایک ہزار

روپیہ اور کچھ بنا دیق و تلوار منجانب سرکار عطا ہوئی رتب ہو
جب مہربانی صاحب ممدوح غلام حیدر خان اپنی حق پر جو جب سے
وہ زیادہ تر چلا گیا تھا۔ سکندر خان جملہ امورات ریاست پر قابض
ہو گیا تھا۔ واپس مستقیم ہوا اور کاربار تمن بھی بجائے سکندر خان
انجام دینے لگا جو اصل میں استحقاق بھی غلام حیدر خان کا تھا۔ لیکن
بسبب زندہ ہونے کوڑا خان کے ہند جملہ امورات و جوبات ریاست
پر کامیاب نہ ہوا تھا کہ بخلاف تمتع خود بحین حیات کوڑا خان فوت
ہو گیا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے کوڑا خان بھی فوت ہو گیا۔ دستار سرداری
تمن کہوسہ کی بنظر استحقاق سرکار عالے نے اوپر بہادر خان بیٹے
غلام حیدر خان کی قائم رکھی۔ بہادر خان عمر میں قریب نو دس برس کے تھے
انتظام جائداد وغیرہ اہتمام ریاست اس کا سرکار نے بصیغہ کورٹ وارڈس
سپرد غلام حسین خان تحصیلدار ڈیرہ کے کیا ہوا ہے۔ سکندر خان
مذکور بطور مختار کار واسطے انتظام تمن کی جائز خود صاحب ڈپٹی
کمشنر بہادر نگران حال بہادر خان مذکور بنکر تعلیم علم مروجہ وغیرہ
کراتی ہیں۔ یہ جملہ امور بیک طالعی بہادر خان سے منصور آئندہ اختیار
وصیت ہے۔

شجرہ نسب تمندار لنڈان

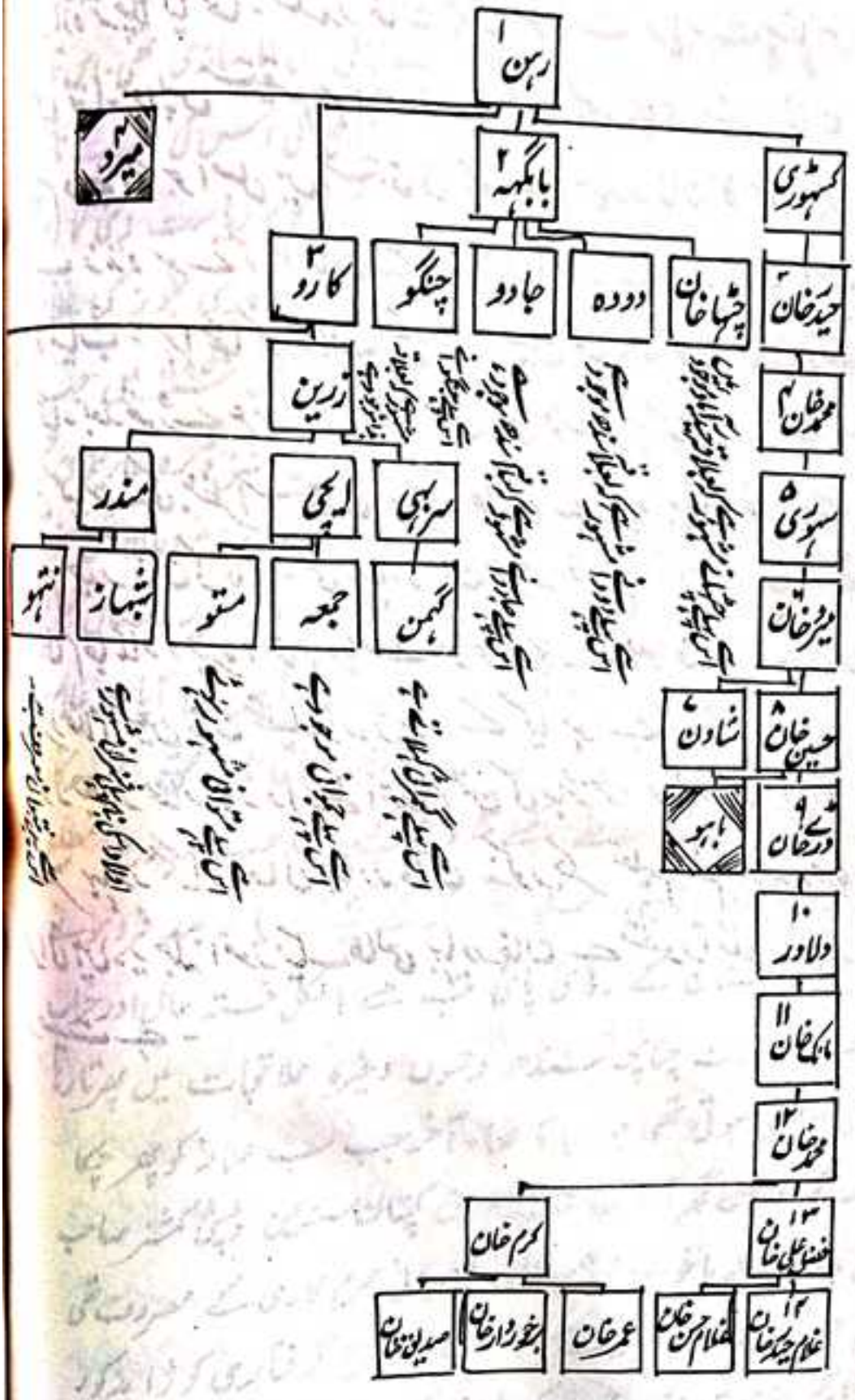

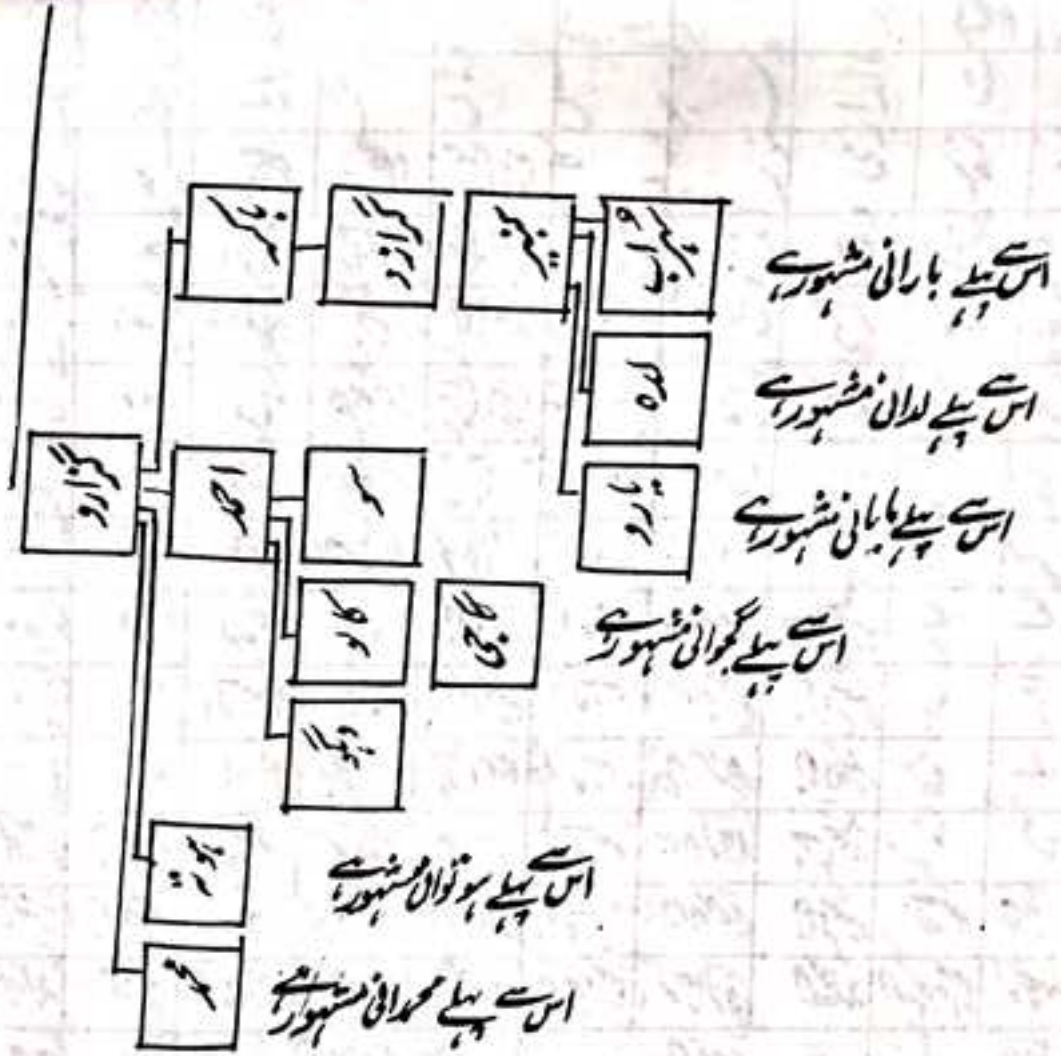
اس سے پہلے بارانی مشہور ہے
اس سے پہلے لداں مشہور ہے
اس سے پہلے بابانی مشہور ہے
اس سے پہلے گھوانی مشہور ہے
اس سے پہلے ہوتوانی مشہور ہے
اس سے پہلے محمدانی مشہور ہے

حیدرانی			مالکیانی			زرمانی			گزاردانی			پتان			گرسچانی		
نام پیلہ	نام مقدم	تعداد نفری	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پیلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پیلی	نام مقدم مقدم	تعداد نفری
حیدرانے	غلام حیدر خان	مالفر	جگوان	یارہ خان	ملا ۴۰	تہوانی	احمد خان	مالف ۱۵۰	گزارانے	نصر خان	مالم ۲۰۰	ترہکانی	حسین خان	مالم ۱۰۰	گورچانی	حیدر خان	مالف ۱۵۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	محمدانے	غلام محمد خان	۶۰ سنت	قاسمانی	احمد علی	مالعبد ۱۰۰	سمانی	۰	مالفر
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	دورانے	حسن خان	مالم ۱۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	تہوانی	مزار	مالفی ۱۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	کیدانی	عمر	ملا ۴۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	سہرابانے	خاندان	ملا ۴۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	یرانی	نصیر خان	عد ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	دہگوانی	سوئی خان	سنت ۳۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	معورانی	بخش	مالم ۲۰۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	گنجانی	غلام حیدر	مالف ۱۵۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰				لدہانی	اللہ	سنت ۸۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
						۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان	۰	۰	۰	۰	۰	اسامی ۳۰	۰	۰	کل میزان	الف ۱۰۶۰ نفر		۰	۰	مالف ۲۲۶			مالف ۲۵۰

۴۳

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رہن خان کے وقت یہ تمن اور بلوچستان سے علیحدہ ہوکر مثل دیگر تمنات اندرون پہاڑ مقابل رود سہورے کی سکونت کیا جب رہن خان فوت ہوگیا سہوری خان بڑا بیٹا اُس کا تمندار تھا۔ اس زمانہ میں اوپر رود سہورے جو بنام رود سلاری معروف تھی و گرد نواح اُس کی اقوام افغانستان متمکن تھے۔ فیمابین مردم لنڈو افغان بڑی جنگ ہوئی سہورے خان تمندار لنڈان و سلار خان سرکردہ قوم افغان جنگ میں ماری گئی اخیر کار افغانان کو قوم لنڈ نے بیدخل کرکے خود قبضہ پایا۔ (بجائے سہورے خان نمبر۲ حیدر خان پسر اُس کا تمندار ہوا) اُس روز سے رود سلاری کی سہورے مشہور ہوگئی) حیدر خان بھی وہاں فوت ہوگیا۔ کہ اوپر درہ سہوری قبر اس کی موجود ہے۔ محمد خان بیٹا اُس کا تمندار ہوا وہ بھی اندرون پہاڑ جنگ افغانستان میں مقتول ہوا۔ بعد اُسکی بعہد سردارے سہورے خان و میرو خان مردم لنڈ بدستور اندرون پہاڑ رہی۔ اس وقت گزران ان لوگوں کی اوپر مالداری و غارتگری کی تھی۔ جب شادن خان تمندار تھا۔ ان زمینات زیرین کوہ پر جو اکثر اقوام چاندہ و دہکان کمزور کی قبضہ میں تھی۔ تمن لنڈ نے بزور خود قبضہ کرلیا۔ اور نیا شہر بنام لنڈان شادن والہ آباد کیا کہ اب تک موجود ہے اور زمینات تمندار لنڈان کی قبضہ میں ہیں۔ شادن خان لاولد فوت ہوا حسین خان برادرش دستار سرداری باندھی۔ جب حسین خان فوت ہوا دُری پسرش کلان سردار ہوا۔ اس سردار کی وقت میں۔ تمن لنڈان کا ساتھ تمن بزداران جو متصل ایک دوسرے کے رہتا ہے۔ جنگ شروع ہوئی چنانچہ بعہد

سرداری دُری خان ، دلاور خان ، مانگ خان ، محمد خان بدستور تمن بزداران اسی آغاز جنگ رہا اور فیما بین چند نفر مقتول و مجروح ہوتی رہی۔ بعد اُس کی جب فضل علی خان باپ غلام حیدر خان حال تمندار کا سردار قوم لنڈ کا تھا۔ تمن کھوسہ کو بھی شامل کرکے اوپر تمن بزداران لشکر کشی کی عندالمقابلہ ہر دو طرف سے پچاس پچاس قتل ہوا۔ گویا کہ معاملہ مساوی رہا مگر فیما بین دونو تمنات کی عناد بدستور شروع جب کسی کو موقع ملتا عوضہ کرتا تھا۔ تا بحدیکہ ابتدا عملداری سرکار انگریزے بہادر تک ان دونوں تمنات کا تکرار بدستور رہا۔ پیچھے انجام ہو گیا کہ اب بھی بدستور ہی بلکہ اب فیما بین تمندار لنڈ و تمندار بزداران رشتہ داری اور ایسا سلوک دوستی کا ہے کہ جو کاربار سرکاری متعلق تمن بزدار کی ہوتا ہے۔ معرفت غلام حیدر خان تمندار لنڈان انجام پاتا ہے۔ جب فوج سرکاری دیوان مولراج صوبہ ملتان پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ فضل علیخان تمندار منجانب سرکار واسطے سزارسانی قوم بزداران کے ایک فوج تعینات کیا تمندار لنڈ اُس وقت فوج سرکار کے اچھے مدد کی غلام حیدر خان تمندار لنڈان اچھا اہل شناس اور لیاقت مند آدمی ہے اُس کو اختیار انریری مجسٹریٹ ملا ہوا ہے کہ وہ بموجب منشا اور قانون سرکار کی انجام دیتا ہے۔ اور خدمت سرکار کو بخوبی پسند کرتا ہے۔ فی الحال تمن اور تمندار مرفہ الحال ہے اور خوش گذران کرتی ہیں ایک نالہ جس کا نام فضل واہ ہے بسال ۱۸۶۱ء فضل علیخان باب اس تمندار نے باصراف مبلغ بارہ ہزار روپیہ از خود مصارف کرکے کھدوایا ہے۔ آبادی اُس سے تمندار اور رعایا کو بڑا فائدہ ہوا ہے اور سرکار سے محصول الی حصہ سال معاف ہے

شجرہ نسب تمندار تنکانی

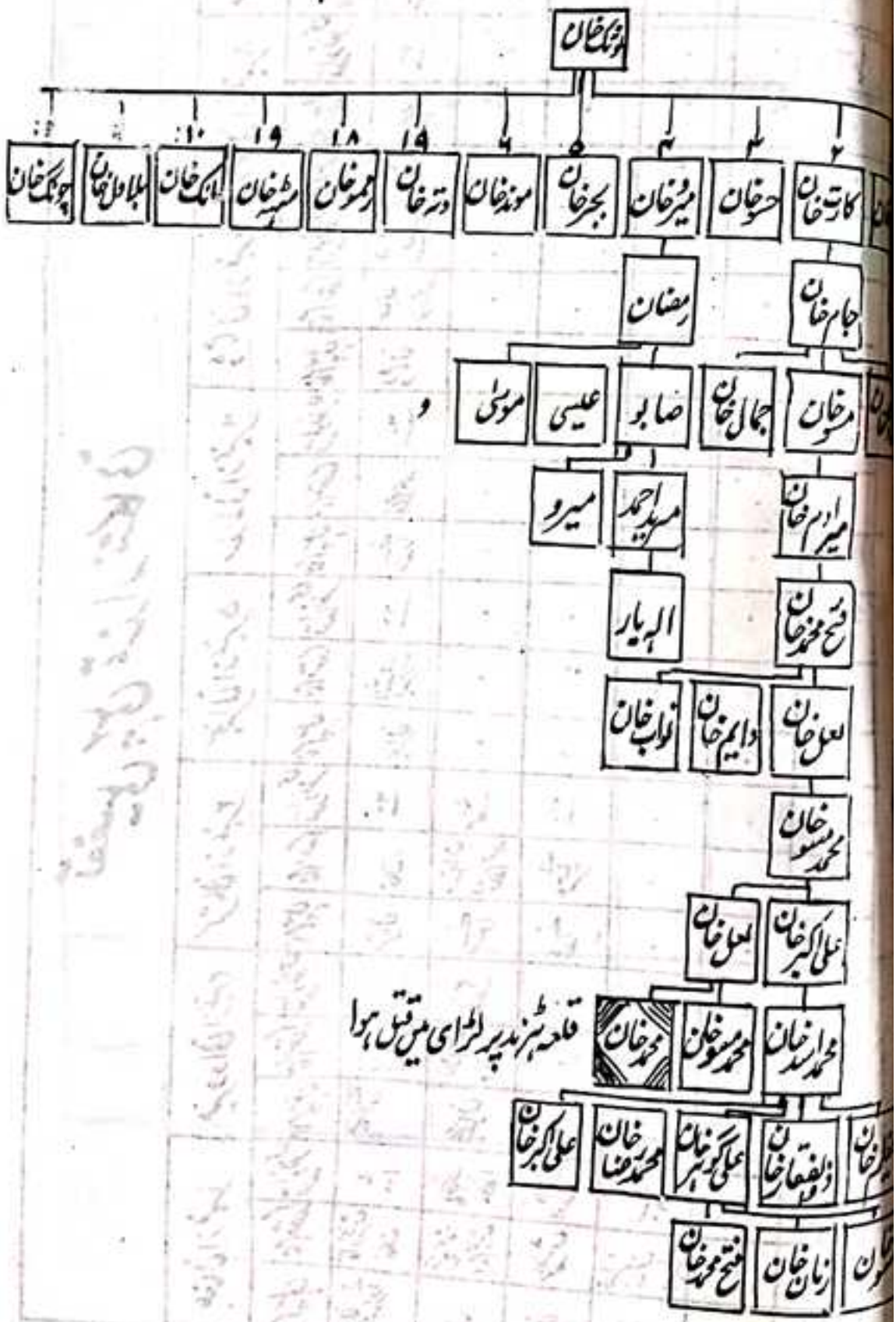

تفصیلی پہلی تمندار نتکانی

ملغانی از نمبر ۱			میروانی از نمبر ۳			کرتانی از نمبر ۲			بجرانی از نمبر ۵			مندرانی از نمبر ۶			ڈھٹانی از نمبر ۷			رحمانی از نمبر ۸			مہتانی از نمبر ۹		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
ملغانی نے مشہور دا	قادر بخش خان	۱۰۰	میروانے	نور محمد و غلام محمد	۲۰ للف	کرتانی	خان محمد	۶۰	بجرانی	عبد الشکور	۶۰	مندرانے	غلام محمد	۶۰	ڈھٹانی	حاجی نور محمد	۲۵ صد	رحمانی	غلام محمد	۳۰	متھوانی	خان محمد	۱۰۰ ما
پھرانی	فتح محمد و امام بخش	۱۵۰ ماصد	ہنگوانی	غلام حسین و نور محمد	۲۰ للف	سوانے	مسخان و غلام محمد	۷۰															
شیرانی	محمد بخش	۲۰ للف				شدانے	عمر حیات	۳۰															
للوانے	خیراد خان اسپار	۸۰ ب																					
میزان		۳۷۰ صابصد			۸۰ ب نفر			۱۶۰ ما نفر			۶۰ ا			۶۰ ا			۲۵ صد			۱۰۰ ما		

منکانی از نمبر ۱۰			بلوانی از نمبر ۱۱			چولانی از نمبر ۱۲		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
منکانی	فتح منکانی	۱۰۸۵	بلوانی	بلادل	۰	چولانی	علی خان	۰
میزان	۰	۱۰۸۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰

کل میزان ۱۰۸۵

واضح ہو کہ جیسا اور تمنات بلوچی پہلی ایک تمن بلوچی میں تھی یہ تو
بھی اسی طرح رہی۔ جب تمام اقوام متفرق اور تمنات علیحدہ علیحدہ
اول دستار سرداری بنام میر احمد خان و بعد فوت اس کی بنام الہ
پسر اس کے مقرر ہوئی بعد ازاں بسبب اتفاق ورائے برادری
خان سے دستار تمنداری بنظر شجاعت و لیاقت بنام شیر خان
ہوئی۔ یہ محقق نہیں ہو سکتا کہ شیر خان کتنی کرسی کی بعد ملغ
سے تھا اور رہائش شیر خان کی بموضع لعلو و میر احمد خان
خان موضع تہندی میں تھے۔ جو اس وقت تمنداری و سرداری
صلاح صواب برادران یعنی جس کو لائق و ہوشمند تصور کرتے
اس کو دے دیتے تھے۔ اس وقت میر آدم خان اولاد کا
خان جو لائق اس عہدہ کی تھا۔ حسب صلاح سردار مقرر ہو کر
بموجب شجرہ نسب مندرجہ صدر اس کی خاندان میں چلے آ
ہے۔

اول اس خاندان میں بوقت حیاتی لعل خان و فتح محمد خان
تمنداری کا تھا۔ محمد مسو خان سردار اور رئیس و مستاجر اس
کارہا۔ جو اول ریاست بنام محمد مسو خان و بعد اس کی بنام
خان و بعد فوتیدگی ان کی بنام محمد اسد خان عملداری ان کی
ہو کر علاقہ ہذا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لے لیا اب خاندان محمد
ولد محمد اسد خان سے محمد مسو خان کوٹ ڈیرہ و فتح محمد خان
خان بمقام منگھروڑ۔ و محمد مسو خان پسر لعل خان بمقام ڈیرہ غازی
و علی گوہر خان و محمد رضا خان و علی اکبر خان بمقام بہاولپور

ہیں۔ جب میر چاکر طرف ہندوستان ہم رکاب فوج بادشاہ ہمایوں کے گیا تھا۔ یہ قوم تنکانی ہے۔ اُس وقت ساتھ گئی مقام سنگھرہ سے واپس آکر بمقامات پہاڑ مندرجہ ذیل، متمکن ہوئی، کوہ بارتہی سومن، یکھے، گلکے، کرنی، پٹھانی، نکسٹھہ، کچی مہوئی اور اندرون پہاڑ آبادی شروع کی۔ سابق جو اس پہاڑ میں مرد افغانستان رہتے تھے۔ اُن کو بالکل نکالدیا جوکہ یہ لوگ مالدار تھی واسطے ماچھرائی باہر علاقہ سنگھڑ میں آئی تو اُس وقت اس علاقہ سنگھڑ میں مردم گاڈی اور لنگاہ آباد تھے۔ مال مردم تنکانی نقصان زراعت مزروعہ مردم گاڈی شروع کیا۔ اس سبب مابین فریقین کے تکرار اور شورش برپا ہوکر نوبت کشت وخون تک پہونچی اس جنگ میں اکثر مردم گاڈی و لنگاہ ماری گئی اور کچھ روبفرار سوئی صرف اب ایک موضع گاڈی اور ایک موضع لنگاہ بعلاقہ ہذا و چند خانجات مردم گاڈی بعلاقہ مظفر گڑھ آباد۔ اس وقت مردم تنکانی نے اکثرہ زمینات پر قبضہ کرکے مواضعات اپنے اپنے آباد کئے جو مواضعات ذیل اب تک بقبضہ مردم تنکانی کی ہیں۔ منگھروٹہ یک سوکر سندرانی بوہڑ ہیرو غربی ہیرو شرقی بندی چولانی مکول کلان مہوی لعلو ملکانی اصل قوم تنکانی قوم رند بلوچ سے ہے۔ بسبب اس کے جو مورث اعلیٰ نوتگ خان پسر میر عبداللہ خان کا تھا بنام نہاد تنکانی مشہور ہوئے بوقت سرداری میر احمد خان جنگ اس تمن کی ساتھ تمن لنڈو بوقت سرداری شیر خان ساتھ تمن بزداران و بوقت سرداری میر آدم خان و فتح خان ساتھ تمن

قیصرانی و لسکانی۔ و بوقت سرداری محمد مسوخان ساتھ مردم کلاچی لسکانی
علاقہ گرانگ و مردم جسکانی رئیس کچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان بوقت
سرداری علی اکبر خان ساتھ مردم کھوسہ و نبردار و لغاری و بعہد محمد اسد
خان مع مردم کھوسہ و نواب عبدالصمد خان جاگیردار دائر دین پناہ
موقوعہ ازدی آب دریا جنگ جدل ہوتا رہا طرفین سے کشت خون
بھی ہوتی رہی۔ کبھی فتح کبھی شکست تا سرداری محمد مسو خان سرداران
اس قوم کی حصہ پنجک مالمسروقہ بمثل دیگر سرداران لیتے تھے۔ محمد مسو
خان نے جو اہل علم تھا۔ اس بات کو بند کیا۔ علی اکبر خان اور محمد اسد خان
جو بعد محمد مسو خان کی تمندار ہوئی وہ بھی کچھ نہ لیتی تھی۔ بلکہ جنگ وجدل
میں کوئی شخص جو ان کی قوم سے مجروح خواہ فتح یاب ہوتا تھا۔ کوئی
چیز بطور انعام بھی اس کو عطا کرتی تھی اس قوم میں سرداری قوم
ہذا اسی خاندان میں چلی آئے ہے۔ زیادہ لوگ اس تمن میں اولاد
نمع خان سے ہیں محمد اسد خان جو سردار اس قوم کا تھا۔ ناطہ
نسبت تمن بردار و قیصرانی و لنڈ و اوستراند و لونی و کلاچی سے
لیتے رہے۔ ابتداء عملداری سرکار ہنگامہ ملتان میں محمد اسد خان
و محمد مسو خان و محمد خان و غلام محمد خان نتکانی و سردار خان ملغانی
بمع تین چار سو نفر ملازم و بخدمت سرکار حاضر رہی چنانچہ محمد خان
برادر کلان محمد مسو خان قلعہ ہڑند میں منجانب سرکار بطور وکیل
گیا تھا کہ مارا گیا۔ ۱۸۵۷ء میں جو سرکار عالی نے مردم بزدار پر
فوج کشی فرمائی تو سب زمینداران قوم نتکانی بمع تمام برادری بخدمت
سرکار حاضر رہے۔ ہنگامہ ہندوستان میں مسمی خان محمد برادر غلام محمد خان

نمبردار منگھروٹہ بمع برادری خود ملازم رہا ابتدائی عملداری سرکار
میں تین فصل سرکار جنسی بٹائی بغیر زر چہارم و پنجم و ششم علاوہ
فی پٹہہ چہار روپیہ تک لیتے تھے۔ عملداری ہا گزشتہ میں بھی یہ ہی
دستور تھا بوقت جنگ میر آدم خان ساتھ تمن قیصرانی دسکانی
مسمی سلیمان خان جو زمینداران منگھروٹہ سے تھا مارا گیا۔ محمد خان
لسکانی سردار قوم لسکانی بھی اس وقت مقتول ہوا۔ بمرور عرصہ
تخمیناً شصت سال برخوردار خان تمندار کھوسہ ہاتھ لعل خان
نتکانی سے مقتول ہوا۔ اور نور محمد یار محمد خان کھوسہ مسکونہ سے
و نیز ہاتھ لعل خان سے اور لعل خان موصوف ہاتھ مردم کھوسہ
سے مارا گیا کہ تفصیل اس جنگ بملاحظہ حالات تمن کھوسہ کے ظاہر
ہوگا۔ جب دیوان ساون مل صوبہ ملتان نے اوپہ مردم بزداران
لشکر کشی کی مردم نتکانی ساتھ لشکر دیوان صاحب گئی تھی کہ
مردمان منجملہ قوم نتکانی ہاتھ مردم بزداران کوہی سے مقتول
ہوئے محمد خان نمبردار سوکر مہید خان بغلانی محمد خان "تنگوانی"،
خدا بخش خان، بخش خان شدانی لعل خان سنجرانی خانن خان رحمانی
اور مقامی سکھل خان بزدار کہیانی ہاتھ مردم نتکانی سے مارا گیا
مردم بغلانی زمیندار موضع بغلانی و مردم سکھانی زمیندار موضع
تب و مردم حاندنہ تمندار موضع مندہا و بھیرہا و اقوام گورمانی زمیندار
سنجن لانگھہ اقوام بلوچ اس قوم سے علیحدہ ہیں۔ مگر تحت تمنداری
نتکانی میں رہتے ہیں۔

شجرہ نسب تمندار قیصرانی

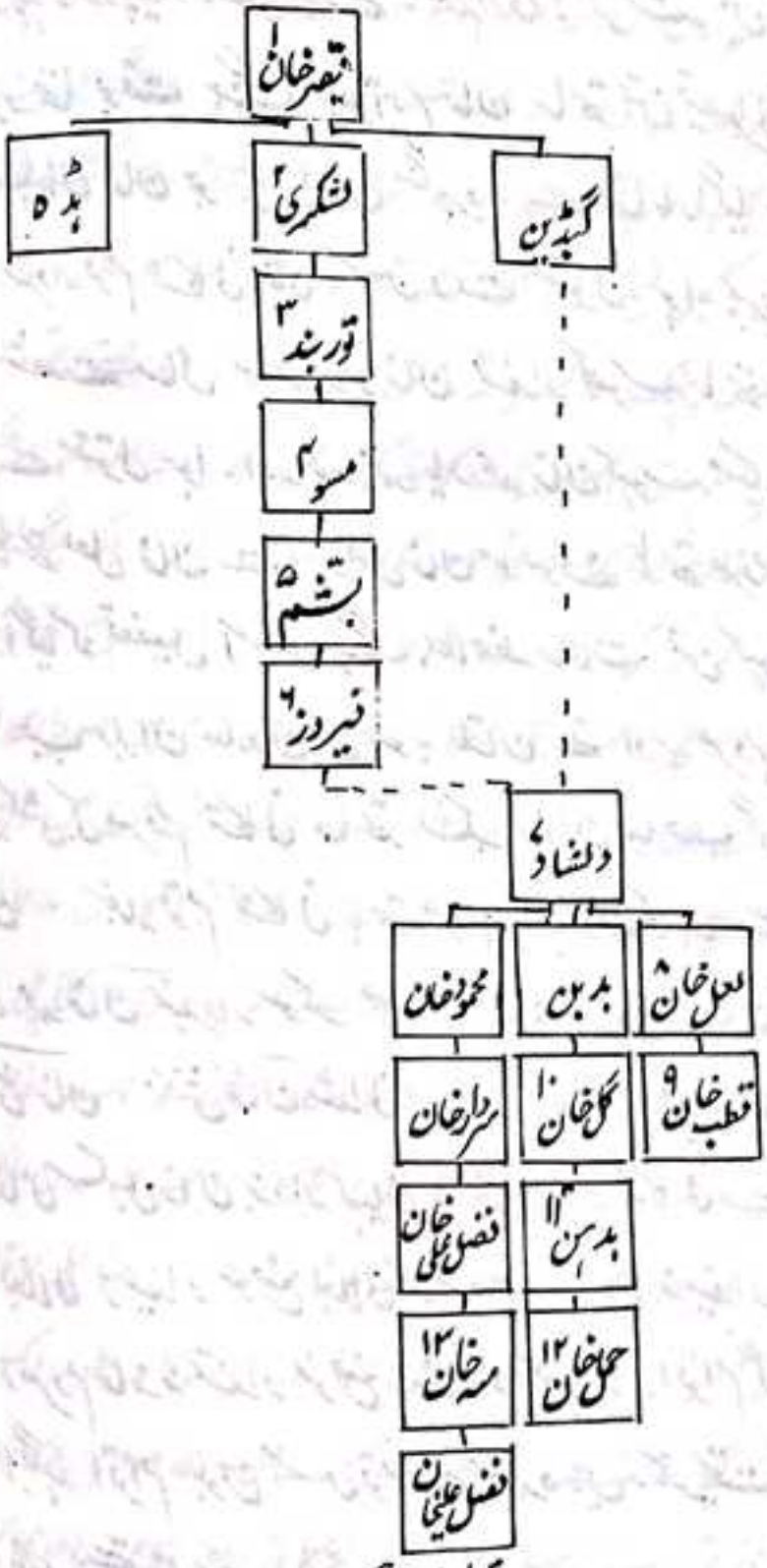

تمندار موجود ہے

تفصیل پہلی باتمن قیصرانی

شاخ شکرانی			شاخ کیدہن			شاخ بدرانی			شاخ رسولانی و بہولانی			شاخ ہلالانی و فرخانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
سنوانے	احمد یار	۱۸ عدد	گیہن فضل الٰہی فضلیانی تمندار	فضل الٰہی تمندار	۲۰ عدد	عنایتانے	۰	۱۲ عدد	دسوانے	موسیٰ	۵۰ عدد	جلانے	حاجی خان	۸۰ عدد
زنجہانے	〃	۱۲ عدد	میرزانے	کامل	۸ ملے	سکانانے	۰	۲ عدد	بہولانانے	خان محمد	۴ ملے	لدوانے	علیخان	۱۰ ب
دہانے	موسیٰ	۱۰ ع	محمدانے	نورنگ خان	۲۰ عدد	حکمانانے برادرے	عمر خان	۸۰ ب	۰	۰	۰	جبار	جمشید خان	۱۲۰ ملعد
سندوانے	ابراہیم وسندہو	۳۰ عدد	قاسمانی	شہہ خان	۵۰ عدد	جمرانے	۰	۱۵ عدد	۰	۰	۰	کہو	جمشید خان	۱۰ ب
بوہانے	فتوخان	۲۰ عدد	شہلدانے	ایضاً	۷ عدد	سبوہانے	محمد	۱۵ عدد	۰	۰	۰	کاسمک	نسارت خان	۱۰ ب
بخشانے	محمد	۱۱ عدد	گوجہ	ایضاً	۵ عدد	مرادانے	موسیٰ	۲۵ عدد	۰	۰	۰	جھورا	رحیم بخش	۱۰ ب
لوطمانی	عثمان	۵ عدد	چنگیز	ایضاً	۲۵ عدد	سکانانے	کریم داد	۲ ملعد	۰	۰	۰	رحمانی	کامل خان	۶ ے
جلانے	محمد	۳۰ عدد	چندانے	۰	۱۰ ب	علیانانے	موسیٰ	۱۲ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ابرانے	علے	۱۰ ب	سیدانے	۰	۵ عدد	لگوانے	لدہ	۳۲ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
ہنگانے	موسیٰ	۵ عدد	شہلانے	جلال خان	۵ عدد	امانی	ایضاً	۷ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
کیزانے	گامن	۷ عدد	شہرانانے	خانن	۲۳ عدد	رمانے	خان محمد	۲ ملعد	۰	۰	۰	۰	۰	۰
محمدانے	محمد	۵ ے	لالانے	۰	۲۵ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	علیانے	کریم خان	۱۵ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	جرسانے	یعقوب	۳۰ عدد	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
میزان		۱۶۳ ماعدد	۰	۱	۲۶۸ ماعدد	۰	۰	۲۶۵ ماعدد	۰	۰	۹۷ عدد			۳۱۶ ماعدد

کیفیت حال تمن قیصرانی۔ مشہور ہے کہ جب فیمابین میر چاکر رند و میر گہرام خان لشاری جنگ ہوئی۔ اُس عرصہ میں قیصر نامی شخص جو منجملہ قوم لشاری کی تھا۔ مع تین بیٹا بھتیجہ خود بسبب شکست میر گہرام لشارے وہاں سے مفرور ہو کر براہ دامن پہاڑ اول بمقام کچھی جوئل واقعہ پہاڑ متعلقہ سنگھڑ متوقف ہوا۔ بچھے بعد چند روز بسبب قلت آب دگیاہ چری مولیشی وہانسے برخاست کر کے بمقام ہرن بوڑہ واقعہ پہاڑ سکونت پذیر ہوا یہ شخص مالدار تھا۔ اس وقت کچھ تمن یا برادری ساتھ اس کی نہ تھی۔ صرف چھ نفر مندرجہ صدر بقدر ایک سال بمقام ہرن بوڑہ کر پھر وہاں سے بمقام ڈڈہاچی در پہر واقعہ کوہ سنگھڑ لبوڑ کا چری متوقف ہوا در خود بجائے رکھا۔ بنظر جوانمردی اُس کی چند شخص اِدہر اُدہر سے جمع ہو کر واسطے کاہ چری بہمسائگی اس کی سکونت پذیر ہوئی تھی۔ بنظر شامل ہونے چند شخص متفرق اور تزائد ہونے اولاد آپ کو ایک شخص معتبر بنا کر وہاں سے کوچ کر کے اندر کوہ بمقام کہنوان پہونچا مردم مگسی جو اُس وقت باہر درہ کہنوان الی درہ بھاتی متوطن و محیط تھی۔ بہ دریافت جزآنی قیصر مذکور اندر کوہ مقابل درہ کہنوان بلحاظ متصرف و قابض ہونے اس کی ایک مرتبہ جمعیت کر کے خفیہ طور شب خون دیا جو کہ قیصر مذکور اندر کوہ مالدار تھا مردم مگسی بخیال اس کے شاید وہ بدروازہ مال خانہ سویا ہوگا وہاں جا کر ایک بھتیجہ قیصر مذکور کو کہ واسطے حفاظت مال دروازہ بہانہ یعنی مالخانہ پر سویا ہوا تھا بہ گمان ہونے قیصر مذکور کے اس کو قتل کر دیا۔ قیصر مذکور از روی غیرت بخیال لینے عوضہ جو کہ بنظر قلت جمعیت

اپنی کی طاقت مقابلہ مردم مگسی نہ رکھتا تھا۔ پاس اور تمنات پہاڑ نشین چنانچہ موسٰی خیل وا سوت گیا کہتے ہیں کہ یہ تمن از قسم بلوچ کے ہیں۔ اُس عرصہ میں جب قیصر آیا اس پہاڑ پر متمکن تھے۔ جا کر مدد طلب ہوا کہ ازروئے شرم ہمسائگی اُس کی ہو کر چند مراتب اوپر مردم مگسی کے تاخت کیا۔ در قیصر مذکور خود بھی خفیتاً بطور گہل اکثر ارتات مرتکب جان اُن کی ہوتا تھا۔ تا کہ مردم مگسی تاخت متواترہ سے عاجز و خراب ہو کر یہاں سے کوچ کر کے بکوٹ نوان وچُپارہ وغیرہ علاقہ ضلع لیہ سکونت پذیر ہوئی اور قیصر مذکور مع جمعیت اپنی جواس عرصہ میں خاندان اپنا بھی البتہ بڑھ گیا تھا اور بعض لوگ بھی جو کمزور تھے بہ ہمسائگرت قیصر مذکور سکونت اختیار کری تھی۔ کہ قیصر مذکور باہر آکر زمین مقبوضہ مردم بگٹی پر درہ کہنوان سے تا درہ بھاتی متصرف ہوا بعد چند قیصر خود فوت ہو گیا۔ الا ابتدائیمن بنظر قلت آدمان قوم ہذا کی کچھ دستور دستار تمنداری کی نہیں تھے، مگر ایک شخص ازردی سلسلہ بموجب رواج بلوچی مستعد سرانجامی کاربراری کا ہو کر بطور معتبر و سردار بیٹھا رہتا تھا۔ چنانچہ بعد قیصر کی اول مسمی لشکری بیٹا کلان ازان بعد مسمی تور بند بعد اس کی مسمی مسو دمن بعد مسمی بشم و بعد فوتیدگی اُس کی مسمی فیروز معتبر قوم اپنی کارہا۔ اس عرصہ میں بسبب افزونگی اولاد قیصر مذکور کے ایک تمن بنام قیصرانی معروف و مشہور ہو گیا کہ اب تک بدستور چلا آتا ہے۔ بوقت سرداری فیروز مذکور مسمی حمل قوم جیلانی جو

دراصل قوم لغاری تھا اور ازروئے ہمسائگی منجملہ تمن قیصرانی کہلاتا تھا۔ جریدہ طور مع مال مویشی اپنے بدرہ کوہ کھنوان سکونت پذیر تھا مردم قوم سوتھہ کہ وہ بھی ایک تمن افغانی کوہستانی ہے بجمعیت کثیر کی نال مویشی حمل مذکور مغروت اور مقتول کیا۔ مردم قیصرانی بہ تعداد ۴۰ نفر موجودہ وقت بدریافت خبر ہذا بہ تعاقب جاکر مقابلہ کیا۔ منجملہ مردم قیصرانی چہل نفر مع فیروز خان معتبر سردار اس وقت شربت شہادت کا پیا۔ صرف مسمی دلشاد اولاد گیدین سے اور دو نفر باقی بچ رہی۔ کہ باطلاع کرنے ہم قومان وہمسائگان تجویز تکفین مقتولان کرکے بموجب ارث دستار معتبری یہ تجویز برادری اس کو دی گئی۔ چند یوم بسبب پہونچنے اس صدمہ کی یہ لوگ کمزور ہوگئی پھر بموجب تزائد اولاد اُن کی اور ہمسائگان رونق ہوتی گئی چنانچہ شجرہ نسب اور تفصیل نفری پہلی وارسی واضح ہوگا۔ کہ تمن ایک ایک کی پہلی سی بن گیا ہے۔ جب دلشاد خان تمندار تھا۔ قیصرانی لوگ کی جنگ مردم نتکانی سے شروع ہوگئی۔ جو کہ مردم نتکانی علاقہ سنگھڑ میں زمین پر سکونت رکھتی تھی اور نواب غازیخان رئیس ڈیرہ غازیخان سے بطور مصالحت وانجام گزران کرتی تھی نواب غازیخان نے جو یہ تیسرا غازیخان تھا۔ لشکر اپنا واسطے مدد مردم نتکانی بارادہ سرزنش تمن قیصرانی بھیجا دلشاد مذکور پہلی مقابلہ کیا جب کہ فوج نواب صاحب ونتکانی بہت جمع ہوگئی تھی قیصرانی بھاگ کر داخل پہاڑ ہوا فوج نواب صاحب نے یہ زمینات متعلقہ کوٹ قیصرانی وغیرہ قابو کرکے بطور تھانہ کی بیٹھ گئی لیکن چونکہ وہاں پانی

موجود نہ تھا بروقت جانی سپاہیان اندر پہاڑ واسطے لانے آب و پلانے
سپاہیان وغیرہ مردمان قیصرانی بضرب بندوق مارتے پتھر بلند سے
پہاڑ سے فوج نواب موصوف کو ضرور پہونچاتی و نقصان کرتی تھی
تا آنکہ حسب الحکم نواب غازیخان کوٹ قیصرانی میں ایک چاہ
نو تعمیر ہوا کہ اب تک موجود ہے جب دلشاد مذکور نے بلحاظ فوج
سرکاری باہر کوہ کی راہ آمدرفت نہ پاکر۔ بصورت لاچاری مع چندی
برادری براہ کوہ پاس قتل خان قوم کٹ خیل نواب ناک کی جاکر نوکری
اختیار کرے جب کبھی موقع ملتا خفیتاً مع دو چار سوار اس موقع میں
آکر مرتکب نقصان مال و جان رعایا کی ہوتا تھا۔ اتفاقات سے
مسمی عمر خان قوم جعفر سکنہ کوہ کی دو دختر تھی کہ ایک بخانہ دلشاد
خان تمندار اور ثانی بحرم نواب غازیخان۔ جب نواب موصوف
کو اس اہل خانہ سے پسر متولد ہوا اور نوابصاحب واسطے
دیکھنے پسر خود بمحل تشریف لے گئے دائگان نے بہ ترغیب اہل
حرم کی منجانب پسر نوزادہ عرض کیا کہ خالہ میری کو وطن مالوف
میں متوقف کر اور پھر نواب صاحب موصوف نے حسب درخواست
پسر اپنی کی اجازت دی کہ اگر دلشاد خان بعلاقہ وہوہ متوقف
ہوئے تو مواخذہ نہ ہوگا۔ درینصورت نامبردہ ٹاک سے بعلاقہ
وہوہ آکر ایک جگہ مع چند کس ہمراہیان سکونت پذیر ہوا کہ قیصرانی
دالہ بعلاقہ وہوہ اسی روز سے آبادی باندازہ پچاس برس دلشاد
خان پر دستار سرداری کی رہی دلشاد خان سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔

تھے۔ جب دلشاد مذکور فوت ہوا لعل خان بڑا بیٹا اس کا دستار بند ہوا رہ بھی مسو خان ننکانی حاکم سنگھڑ سے ناساز رہتا تھا باعث ناسازی یہ تھا۔ کہ یہ قیصرانی لوگ بروقت عبور فصل تغلب غلہ وغیرہ پیداوار فصل کر لیتی تھی۔ تا بدرجہ کہ محصل و محافظ خرمنہ کو مار ڈالتی تھی اور عند المواخذہ محصول سرکاری بطور باغیان پہاڑ میں جا بیٹھتی تھے پھر صلح ہو جاتی تھی۔ اسی طرح ہوتا رہا لعل خان فوت ہوا قطب خان پر دستار آئی لیکن یہ شخص کم عقل تھا اور اُس عرصہ میں مردمان اُسترانہ سے جنگ شروع ہو گئی تھی۔ بسبب نارسائی دستار سرداری قطب خان سے چھن کر دستار سرداری گل خان پسر بڈھن خان کہ بیٹا ثانی مسمی دلشاد کا تھا۔ بحسب صلاح برادری بموجب لیاقت اُس کو دستار بند ہوائی گئی بعد رحلت گل خان جمال خان بیٹا اُس کا سردار ہوا۔ جو کہ جمال مذکور لاولد تھا بعد فوتیدگی اُس کی مسمی مٹھہ خان کہ اولاد محمود خان پسر دلشاد سے ہی اور بہ پشت چہارم دلشاد کو پہونچتا ہے۔ سردار اپنی تمن کا ہوا اور انتظام تمن کا بھی اچھی طرح کرتا رہا مگر تمندار مع مردمان تمن ہذا سرحد نہر دو اضلاع چنانچہ ڈیرہ اسمٰعیل خان و ڈیرہ غازیخان اور اندرون پہاڑ رہتا ہے۔ بعضے بعضے مقدم لوگ جو زیادہ دور سکونت رکھتے تھے۔ سرکشی کرنے لگی چنانچہ ابتدا عملداری سرکار انگریزی میں جہانگڑہ قیصرانی حد دولت والہ علاقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان بطور خام تحصیل رہیکہ اوگان یعنی محافظ فصل واسطے حفاظت مقرر رہتی تھی۔ ان میں سے ایک گراوہ مسمی مانکا ہندو گم ہو گیا سرکار نے

اشتباہ کم کرنے کرا وہ مذکور مسمی محمد برادر خرد یوسف خان قیصرانی
سکنہ جہانگیرہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ تین چار ماہ جیل خانہ میں
قید رہا نامبردہ قید سی عاجز ہو کر دیوار جیل خانہ سی کود پڑا مگر
صدمہ زیادہ پہونچ گیا۔ پھر وہ گرفتار ہو کر قید ہو گیا کہ اُسی صدمہ
سے فوت ہو گیا۔ یوسف خان بھائی محمد خان رنجیدہ ہو کر خانہ
بکوچ ہو کر اندرون پہاڑ وہرا جاکی متمکن ہوا وہاں سے لشکر اپنا
چنانچہ اکثر قیصرانی لوگ اس کی شامل ہو گئی تھی اور قدری کسی اور
تمن سے مدد لے کر موضع فتح خان پر آکر غارت کے۔ اُس وقت جناب
نکلسین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کی تھی بافواج
سرکاری موضع بھاتی واقعہ اندرون پہاڑ جاکر مردمان مفسدان کو سرزنش
فرمائی تھوڑے عرصہ بعد یوسف خان مذکور فوت ہو گیا۔ پس بموجب
سفارش نواب فوجدار خان سرکار والا قصور کریم داد خان پسر یوسف
خان قیصرانی کے معاف فرما کر نامبردہ کو مسکن اپنی پر مع اقوام
قیصرانی واپس لا کر آباد کیا۔ سال ۱۸۶۲ء میں مٹھہ خان فوت ہو گیا
فضل علی خان بیٹا اس کا صغیر سن و نابالغ تھا۔ اگرچہ دستار سرداری
بموجب ارث اُس کی اوپر آئی لیکن مردمان تمن کے اوپر اس کا
بسبب کم سنی چندان قابو یا رعب نہیں تھا مردمان تمن سب سربسر
خود معتبر ہو گئے۔ اور مقدم لوگوں کو ہوا خود تمنداری کی سرزمین بھر
گئی۔ چنانچہ کوڑی خان قیصرانی مقدم پہلی کا تھا۔ علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
میں رہتا تھا۔ بموجب چالاکی طبیعت خود رسائیت پکڑتا ہوا دربار
سرکار عالی میں بضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان اچھی رونق پا گیا اور ہزاروں

روپیہ کی جمعیت اور جائداد بنالی اور صدہا روپیہ کی معافیات محصول
سرکار سے پاتا تھا غرضیکہ اقبال سرکار سے بہت جمعیت دار ہوا گویا
کہ تمن قیصرانی میں ایک عارضی تمندار بنا ہوا تھا۔ لیکن وہ اصلیت
میں اس قدر لیاقت نہ رکھتا تھا۔ کہ جس قدر ترقی پر پہونچا دل فخر ناک
ہو رہا تھا۔ اتفاقاً سال ۱۸۶۸ء میں لفٹنٹ گریفصاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کی تھی۔ ان کو مخبری ہوئی کہ پسر کوڑا خان نے
ایک شخص کو بندوق سے مار ڈالا اور مثل اس کی بہ سازش اظہار
مرگ اتفاقیہ یعنی خود اپنی ہاتھ کی بندوق لگنی سے بنائی گئی ہے
ممدوح بموجب اعتبار اور ہوس جریدہ طور واسطے تحقیقات خود
تشریف لے گئے کہ کوڑا خان مذکور بی ادبی سے پیش آیا۔ بلکہ صاحب
بہادر کو پکڑ اپنے ساتھ لے گیا اور خود بارادہ فاسد اندرون پہاڑ
مع عیال و اطفال و لواحقان کوچ کر گیا تھوڑے عرصہ سے صاحب
ممدوح کو چھوڑا اور خود باغی ہو رہا جناب کمشنر صاحب بہادر
خود بذات باستماع خبر ہذا موقع پر آئی اور جناب سندیمن
صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان اتفاقاً رخصت کی
آئی تھی۔ بفور سنی خبر ہذا موقع پر آکر۔ معرفت تمندارانِ بلوچی
ضلع ڈیرہ غازیخان چنانچہ جمال خان تمندار لغاری غلام حیدر
خان کھوسہ، غلام حیدر خان گورچانی، مزار خان لنڈ وغیرہ تدارک
گرفتاری نامبردہ بکوشش تمام درپیش کر کے موقع سرحد
پر ایسی سیاست اور دباغت دکھائی کہ بتائید اقبال سرکار
عالی کوڑا مذکور کوئی چارہ و پناہ خود نہ دیکھ کر مغلوب ہو کر

گرفتار رہوا سرکار سے بعد تحقیقات نسبت نامبردہ و پرسش
و پہانجہ اُس کی سزا قید ہفت سال کی ہوئی اور جملہ اسباب
اُس کا ضبط سرکار عالی کی ہوا اور فضل علی خان اصلی حقدار
اور تمندار کی طرف متوجہ ہو کر دست اقبال اور بخت کا اس پر رکھا
کہ لوگ بھی اُس کو ماننی لگ گئی ہیں۔

شجره نسب تمندار بزداران

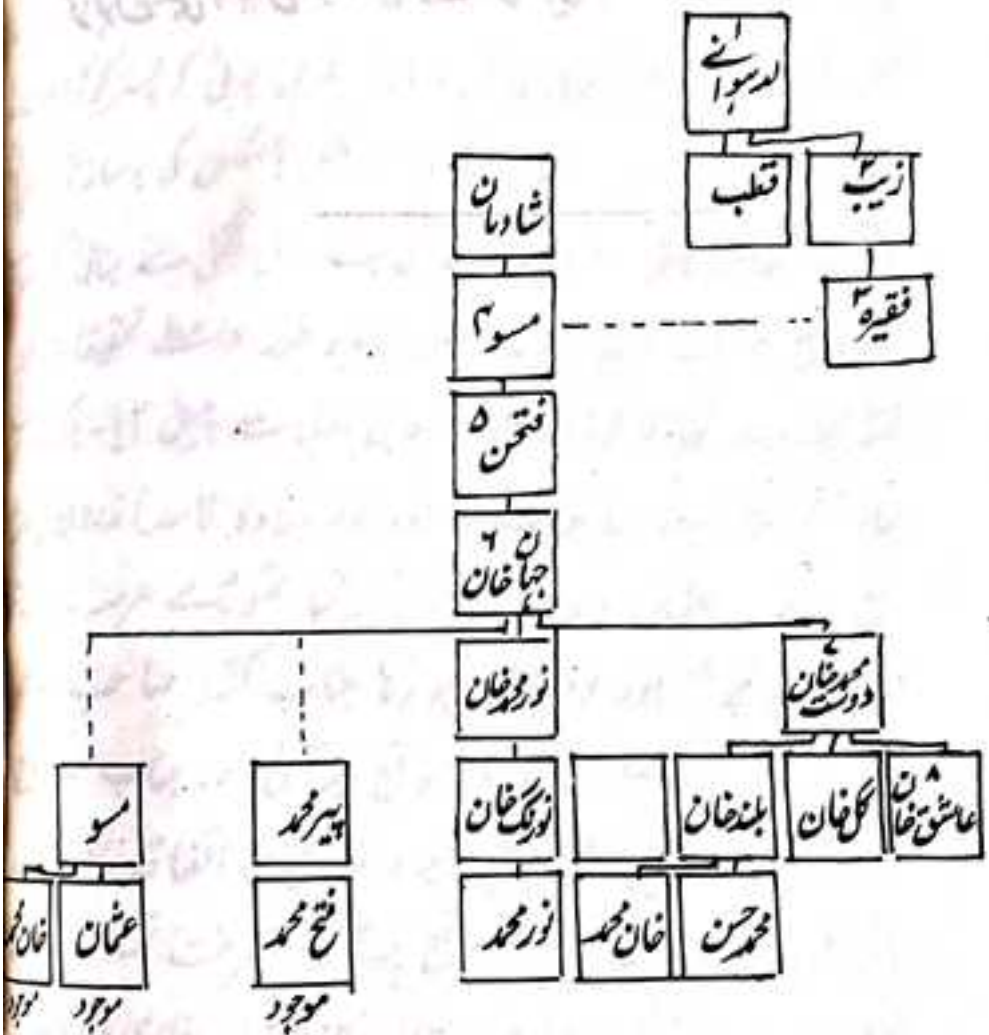

پہلی دولانی			لدہوانی			غلامانی			جہکرانی			سیبانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر آنکھ	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
شادمانے	عاشق خان کمندر	۱۰۰ یا	لدہوانے	رسم خان	۲۰۰	محمدانے	مرید خان	۴۰ للہ	آدمانے	سہاک خان	۴۰ للہ	مسہانے	حاجی مشک علی	۱۵۰ تا
کیہانے	فقیر محمد خان	۲۵۰ تا	گانمانی	رحیم خان	۳۰	نمروے	ملنگ	۶۰	×	×	۳۶۰ بہا	•	•	•
مسہانے	شکار بی فقیرہ	۴۰ للہ	شاہدانے	اسمٰعیل و پیر بخش	۶۰	مانجھانے	نور محمد	۴۰ للہ	•	•	•	•	•	•
بلیانے	خان محمد	۴۰ للہ	دہازانے	حاجی خان	۲۰ عد	موسانے	درزان و نورہ	۴۰ للہ	,	•	•	•	•	•
بہادرانے	احمد دولت و	۳۰	دین زانے	عثمان	۲۰ عد	بجرانے	حل خان	۲۰ عد	•	•	•	•	•	•
زرمانے	کل خان	۴۰ للہ	بہکانے	ملنگ	۳۰	نندوانے	قالو	۲۰ عد	•	•	•	•	•	•
چنگوانے	مدد خان	۴۰ للہ	•	•	•	میگہانے	محمد	۲۰ عد	•	•	•	•	•	•
صوہانے	موکی و میوہ	۱۰۰ یا	•	•	•	نیگہانے	نصیر	۲۰ عد	•	•	•	•	•	•
میرکہانے	حسن	۶۰ مح	•	•	•	جت	دلو	۲۰ عد	•	•	•	•	•	•
•	•	•	•	•	•	بلغانے	سونہ	۳ بہا	•	•	•	•	•	•
میزان	•	۸۵۰ لگا	•	•	۳۶۰ سا	•	•	۵۸۵ جا	•	•	۴ ایلہ	•	•	۱۵۰ تا

۳۰۶۰ ت

۳۴۲

شہوانی			جلالانی			روسانی			جعفرانی		
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر اسلحہ بند	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفر
شہوانے	یار محمد	للہ ۴۰	جلالانے	نوروعلی	یا نفر	روسانے	کمالان ممدان	یا نفر	جعفرانے	ممدان	ما ۲۰۰
دین زانے	مسو میدہ	للہ ۴۰	روگہانے	بجر	عدد ۲۰	۰	۰	۰	جوبگلانے	عرضی	۴۰ للہ
موسانے	محمد	عدد ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	پہولتانے	روشان	للہ ۴۰
ادمانے	علی محمد	للہ ۲۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	صدرانے	شکیل	۸۰ بب
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	پہرمانے	شکارے	عدد ۲۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	سہورانے	سکہل	۶۰ بب
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۰	۰	للہ ۲۰	۰	۰	عدد ۱۲۰	۰	۰	۱۰۰ یا نفر	۰	۰	۰۰ جا نفر

حال تمن دار۔ قوم بزدار خاص قوم رند سے ہے۔ وجہ تسمیہ اس
وم کی یہ ہے کہ یہ لوگ راسان مال بزی کا بہت رکھتے تھے۔ اس
سبب سے بزدار مشہور ہو گئی۔ پہلے سردار اس قوم کا لدوانی
ہوا تھا۔ پیچھے اتفاقیہ لدوانے کمزور ہو گیا۔ پیچھے شادمانی کی خاندان
یں دستار سرداری کی آئی۔ چند پشت سے فیما بین بزدار اور کھوسہ
جنگ جدل شروع رہی کہ کبھی بزدار کھوسہ سے یا کبھی کھوسہ کو بزدار
سے فتح نصیب ہوتی ہے۔ عملداری ہا گذشتہ میں قوم بزدار مشہور
سرکش تھے۔ کیونکہ وہ سرحد سرکار کی نزدیک تر ہے اور تمن چست
اور جوانمرد ہی۔ اہالیان سرکار گذشتہ اس تمن کے ساتھ رکھنا رابطہ
سلوک مفید تصور کرتی رہی کہ اس کو منجانب سرکار کچھ بطور وجہ برات
معرفت سردار تمن کی ملتا رہا اس امید سی کہ انپر کسی صورت
کچھ تبسنہ رہی۔ چنانچہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بعہد اکبر شاہ بادشاہ کی بھی
بقدر ۸۰ من غلہ ان کو بطور بر برات فضلانہ ملتا تھا۔ جب بعلداری
مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر نواب محمد بہاول خان والی بہاول پور
قابض تھا۔ اور منجانب نواب موصوف دوست محمد خان باپ عاشق محمد خان
تمندار حال کے واسطے معرفت اسد خان تمکانی مبلغ ایک ہزار روپیہ بطور
برات مقرر تھا۔ بعد اس کے دوست محمد خان بزدار نی شادی لڑکی
خود ساتھ عظیم خان بیٹا اسد خان کردی۔ پھر جب دیوان ساون مل
سے یہ علاقہ متعلق ہوا۔ تب بھی منجانب سرکار سنگھان مبلغ ۸۰ ہزاری
اور ۱۲ دہنہ چاہان کا محصول بطور معافی واسطے گذران تمندار و قوم بزدار
کی وجہ برات مقرر ہوا۔ اس بندوبست سے جیسا کہ چاہیئے نتیجہ نہ نکلا

کہ یہ قوم علاقہ سرکار میں بدی بدکاری بدستور کرتی رہی اخیر دیوان موصوف رنجیدہ خاطر ہوکر ان کی سزا رسانی کے واسطے تجویز کی۔ ڈیرہ غازیخان سے فوج خفیتاً جمع کر کے ہمروزہ بمقام احمدانی پہونچا کہ یہ مقام بفاصلہ تیس میل واقع ہے۔ تھوڑی دیر اوسجگہ آرام کر کے آگے کو کوچ کیا کہ درہ مہوی سے اندرون پہاڑ داخل ہو کر اقوام بزدار پر بحالت بیخبری ناگہان تاخت کیا۔ تین روز علاقہ بزدار میں رہ کر چند بستیات اُون کی غارت کر کے بالکل جلادین لیکن عند واپسی انتظام اور بندوبست آئندہ بسبب خوشی اچھا نتیجہ نکلنے اپنی فوج کشی کے دیوان موصوف سے بھول گیا۔ یعنی اقوام بزدار اس وقت بسبب آراستہ ہونے فوج سرکاری کے موقع مقابلہ اپنی کار دیکھ عوضہ اسبات کا منحصر اوپر موقع واپسی کے رکھا اور واسطے انتظام اس بات کے اقوام بزدار تمام درہ جات ہنگھڑ میں پہل گئے۔ بلکہ ایک جگہ اندرون درہ ہنگھڑ جہان موقع تنگ تھا۔ جس کا نام اب خان بند مشہور ہے بہت اقوام بزدار جمع ہوئے۔ جب دیوان ساحل کی فوج واپس ہوئی۔ قریب ہر درہ جات جہاں جہاں قوم بزدار چھپ رہی تھی۔ فوج دیوان کو دق کیا۔ لیکن زیادہ تر جب اوپر درہ ہنگھڑ پہونچے اور اُس جگہ اقوام بزدار بہت جمع تھی اول اوپر ٹکڑہا پہاڑ چڑھی ہوئی تھی۔ پہلے کلوخ اندازی و تفنگ بازی سے لڑائی کرتی رہی۔ کیونکہ وہ لوگ اوپر پکڑ پہاڑ کے چڑھی ہوئی تھی ہاتھ فوج سرکاری کا اُن پر قادر نہیں ہوسکتا تھا۔ فوج ہراس میں آگئی تب مردم بزداران نے یکدفعہ فوج پر حملہ کر کے محاصرہ کر دیا۔ اس موقع پر فوج کو بڑا

سکھ پلٹن نمبر ۳	پلٹن سفر مینا
نصف	یک کمپنی

چہار ضرب توپ

نمبر اول لفظ رف باتری	نمبر ۲ و ۳ از خچر توپ خانہ
۵ دو ضرب	۵ دو ضرب

بتاریخ ۶۔ مارچ ۱۸۵۷ء براہ درہ سنگھڑ پہاڑ میں داخل ہو کر بمقام ڈوام چی، کی کچی۔ بفاصلہ پانچ میل اندرون پہاڑ اول شب مقام ہوا اُس موقع کے نزدیک مفسدان اقوام نبردار دور سے ان کو دیکھتے رہے۔

۷ ماہ مذکور سید اللہ فجر کو پھر کوچ کیا۔ جب بمقام خان بند فوج سرکاری پہونچ گئی۔ معلوم ہوا کہ خاص موقع خان بند کے اوپر اور گرداگرد اُس کی پہاڑ و نپیر اقوام نبردار جمع ہو کر دفعہ بدفعہ مستعد و تعینات ہیں ایسا معلوم ہوا کہ تخمیناً ۱۵ پانچ ہزار یا ۲۰ بیس ہزار نفر لشکر مجموعہ مفسدان کا ہوگا۔ مقام خان بند کے چپ و راست دو پہاڑ واقع ہیں۔ اُس پر فوج پلٹن سرکار چڑھ کر توپ اور بندوق سے لڑائی شروع ہوئی دو گھنٹہ سے کم عرصہ تک لشکر مفسدان اپنے موقع پر قائم رہ کر بخوبی لڑائی کی۔ اخیر لاچار ہو کر اپنے اپنے مورچہ سے بھاگ گئے۔ فوج سرکار سے بقدر ساٹھ نفر سپاہی بحالت لڑائی ماری گئی اور طرف مفسدان سے بقدر بیس نفر قتل ہوئی اور چند نفر زخمی ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ قوم نبردار نے بہت اچھی لڑائی کی لیکن یہ نوقیت بھی اس کو تھی کہ وہ تمام علاقہ کا واقف اور وطن دار جو جو اچھا موقع آڑ

نقصان پہونچا اور بہت مال بزداران نے لوٹ کیا فوج شکست کھا کر بھاگتی ہوئی منگھیڑ میں پہونچی۔ جب سرکار انگلشیہ نے اس ملک پر تسلط فرمایا۔ مبلغ ۳۳۱ ماہواری اور محصول چند دہنہ چاہان بطور معافی واسطے برات اس تمندار کے بدین شرط کہ چند سوار اقوام بزداراد پر درہ جات تعینات رہ کر خبر پہاڑ کی جو ہوگی بخدمت سرکار پہونچایا کریں عطا ہوا۔ لیکن ان لوگوں نے شرط اپنی کا ایفا نہ کیا کہ بدی بکاری علاقہ سرکار میں بدستور شروع رکھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ فوج دیوان ساون مل سے جو اس قوم کو موقع لڑائی کا مل گیا تھا۔ اس سبب سے ان کے دماغ میں وہی ہوا بھرے ہوئی تھی۔ ان کو یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ فوج سرکار انگلشیہ سے بھی دیسی مقابلہ کریں گے۔

مدت تک سرکار نے صبر فرمایا جب دیکھا کہ اب نہ ان کے سمجھانے سے کچھ فائدہ ہے نہ اس بندوبست سے کچھ فائدہ نکلا بہر حال سرکار کو اس قوم پر فوج کشی مناسب متصور ہوئی۔ چنانچہ ایک فوج بتفصیل ذیل بافسری برگڈیر چمپرلین صاحب بہادر بمقام تونسہ جمع ہوئی۔

تفصیل پلاٹن		تفصیل رجمنٹ	
پہلا پنجاب پلٹن	دوسری پنجاب پلٹن	رجمنٹ دوم پنجاب	رجمنٹ سوم پنجاب
ایک ونگ یعنی نصف	نصف	ماسوار	۵ سوار
چوتھی پنجاب پلٹن	سکھ پلٹن ۱		
نصف	نصف		

اور مورچہ کا تھا۔ وہ اقوام نبردار کی ہاتھ میں تھا۔ اور انہوں نے مورچہ ہا
لگائے ہوئے تھی۔ بعد لڑائی کے فوج سرکاری نے بمقام ہرنولہ
جو کشادہ مقام بچاہیے طرف درہ خان بند کے واقع ہے ڈیرہ کیا
لیکن اس وقت سے بعد منجملہ اقوام نبردار کوئی شخص نمودار نہ ہوا۔
۔ سے ۱۲۔ ماہ مذکور تک فوج سرکاری علاقہ تمن بزدار میں دورہ کرتی
رہی۔ جہاں آبادی زراعت اور مکانات اور بستیات اُن کی دیکھی
جلوی اور زراعت کاشتہ واستادہ کو نقصان کرتی رہے اخیرہ از
تاریخ ماہ مذکور عاشق خان تمندار نبردار معہ جملہ مقدمان تمن خودامان
طلب کمپ فوج سرکاری میں آیا۔ جس پر سرکار نے بپاداش جُرم
کچھ جُرمانہ واجبی اور واپسی مال جنسی وغیرہ مقرر کرکے واسطے رہنے
چند مقدم بطور یرغمال بمقام ڈیرہ غازیخان دربار سرکار میں تمندار
نبردار کے ساتھ شرط مقرر ہوئی۔ جب تک وہ شرط پوری نہیں
ہوئی۔ یعنی جرمانہ اور مال وصول نہ ہوا فوج اُس علاقہ میں ۲۳ مارچ
۱۸۵۹ء تک رہی اور بتاریخ مذکورہ کوچ کرکے بدرہ سنگھڑ پہونچی۔
جب سے یہ سزا اقوام نبردار کو مل گئے کہ ان کو بخوبی یاد ہی اب
تک پھر کبھی ویسے تکلیف سرحد سرکار پر نہیں دی۔ ۱۸۶۲ء میں سرکار
مال سے معافی چند چاہان جو ہمیشہ اُس قوم کو عطا تھی۔ اور ۱۸۵۷ء
سے ضبط ہو گئے ہو تھے۔ واپس عنایت فرمائی اور چند اسامی کی نوکری
سرحدی فوج میں بھی ان لوگوں کو عطا فرمائے۔ اب سال ۱۸۶۷ء میں جب
مقدمہ کوڑہ خان قیصرانی کا وقوع ہوا کہ نامبردہ کپتان گریفصاحب
بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل سے بے ادبی سے پیش آکر اندر

ملک افغانستان یعنی موسیٰ خیل بھاگ گیا سرکار نے واسطے گرفتاری ملزم
ملک موسیٰ خیل پر ارادہ لشکر کشی کا کیا اس وقت عاشق خان تمندار بزدار
مع تین سو نفر اقوام خود سرکار میں حاضر تھا۔ سب کے عوض ایک
خلعت اعلیٰ ۲۵۰۰ ہزار روپیہ سرکار سے نامبردہ کو عطا ہوئے

نقشہ شجرہ نسب ذات بزداران سکنای علاقہ تحصیل راجن پور پہلی لدہولنے

واضح ہو کہ اقوام بزدار جو علاقہ تحصیل راجن پور میں بمواضعات مہراں والا وسکھانیوالہ اماکن گزین ہیں۔ اصلاً ایسی اقوام بزدار مسکونہ پہاڑ پہلی لدہوانے سے ہیں۔ جب نواب غازیخان صوبہ ڈیرہ غازیخان کا تھا سلیمان خان و محمد خان دونو بھائی حقیقی بعمر طفلگی اتفاقاً اپنی گھر سے نکل کر بعلاقہ ڈیرہ غازیخان آئے۔ بموجب مدد طالع خود علم خوانی میں مشتغل ہوئی جب علم پڑھ چکی بخدمت نواب ممدوح ملازم ہو گئی۔ اور نواب صاحب بنظر اس کی کہ وہ لوگ پہاڑ کے رہنے والے تھے اور اتفاقاً علاقہ میں آئی اور علم بھی پڑھ گئے مہربانی فرماتی تھی۔ تاکہ اور لوگوں پہاڑ نشینوں کو بھی یہ اشتیاق حصول علم کا ہووے بعد فوتیدگی انہا درویش محمد خان بیٹا سلمان خان بخدمت مخدوم صاحب شیخ محمد ناظم سیت پور اور احمد خان بیٹا محمد خان دربار ڈیرہ غازیخان میں معزز رہی چنانچہ نالجات دہندی وقطب علاقہ راجن پور میں منجانب مخدوم صاحب کے اسی درویش محمد خان نے کہدوائے تھے۔ جب محمود خان گوجر نواب ڈیرہ غازیخان کا مقرر ہوا احمد خان کو دربار سے بے دخل کر دیا۔ احمد خان بھی بخدمت مخدوم صاحب موصوف بشمول درویش محمد خان کے رہا جب محمود خان فوت ہوا بجائے اس کے نور محمد خان برادر برخوردار خان بھتیجا اُوس کا صوبداری ڈیرہ غازیخان پر قائم مقام ہوئی۔ احمد خان نے بہ انگیخت مردمان بلوچی وغیرہ ڈیرہ غازیخان پر مفسدہ برپا کیا چنانچہ ایک دفعہ نور محمد خان نواب ڈیرہ کو بالکل نکال کر خود قابض ہو گیا مگر نور محمد مذکور بمدد فوج نواب صاحب بہاولپور و مخدوم گنج بخش رئیس اوچ بدستور ڈیرہ غازیخان پر واپس قابض

ہو کہ احمد خان معہ غلام حیدر خان معہ غلام حیدر خان پسر محمود خان و علی محمد خان و فتح محمد خان پسران درویش محمد خان کو شہید کیا۔ اس زمانہ میں صرف تین لڑکے چنانچہ دو پسران احمد خان کے مسمیان خان محمد گل محمد نور محمد خان پسر درویش محمد خان کم سن موجود تھے۔ اول الذکر پہاڑ چلے گئے بعد چندی بہ تمن گورچانی پہونچ کر خان محمد خان نے ساتھ لڑکے حبیب خان تمندار گورچانی کے جو پیشتر بعین حیات احمد خان ناطہ نسبت ہو چکا تھا شادی کی۔ خان محمد خان کو ارادہ عوضہ باپ خود ہر وقت رہتا تھا۔ اتفاقاً نور محمد خان نواب ڈیرہ غازیخان بتقریب دورہ علاقہ کے آیا۔ خان محمد خان بمدد چند کسان بلوچی چنانچہ بہرام خان سرگانی دریشک وغیرہ ناگہاں و خفیتاً پہونچکر نور محمد خان موصوف کو قتل کیا۔ بعدہ ہر سہ مسمیان خان محمد خان گل محمد خان و نور محمد خان بخدمت میاں صاحب و میر صاحبان والی سندھ جاکر ملازم بطور معتمد رہی۔ چند عرصہ بعد علاقہ ہذا واپس آکر زمینات موضع سکہانی علاقہ کے مردم سکہانے سے خان محمد خان و گل محمد خان نے خرید کی تب سے رواج زمینداری کا اس قوم میں شروع ہوا اب ان لوگوں کی اچھی زمینداری اور حیثیت بن گئی ہے اگرچہ زمانہ قدیم سے یہ لوگ اچھی معزز اور سرفراز رہی ہیں۔ لیکن ابتدای عملداری سرکار انگریزی میں بسبب سنگینے جمع اور کم حیثیت ہو جانے زمینات کے ان لوگوں نے بہت تکلیف اٹھائی بعد اس کے ۱۸۵۶-۵۷ء میں جب لفٹننٹ ڈیوس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن کا ہوا ان لوگوں کی رسائیت اور رتبہ بڑھ چلا کہ اب نور محمد خان پسر یار محمد خان ناظم علاقہ خان پور ریاست

بہاولپور کے ہیں۔ اور حاجی محمد خان نیز اس علاقہ میں تحصیل دار اور ولی محمد خان دفعدار رسالہ پولیس بعلاقہ ہذا مقرر اور زمینات اچھی حیثیت و گنجائش میں ہیں۔ علاقہ بھر کے زمینداران میں درباب لیاقت اور حیثیت یہ لوگ بدرجہ اول اور فہرست روساء میں ان کا نام درج و بروقت دربار کرسی ملتی ہے۔ واضح ہو کہ جس قدر ترقی اور تعظیم اس قوم نے حاصل کی سب فضیلت علم کی ہی کیونکہ اس برادری اور قوم کے لوگ پہاڑ میں اب تک موجود کہ مثل دیگر اقوام پہاڑی و ہوشت سے گذران کرتے ہیں۔ یہ لوگ جب سے زمین پر آئی اور تحصیل علم میں کوشش کی اور فوائد علم سے واقف ہو کر علم کو دوست تصور کیا تو اب کسی امر میں کچھ پروا نہیں گذران کافی ملتی ہے۔ ہوش لیاقت برگزیدہ ہے درباب عزت ذی شمار ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو درباب فضیلت علم حالات اس قوم کا بظہور نظیر تصور کرنا چاہیئے۔

حالات متفرق اقوام بلوچی مسکونہ علاقہ ہذا

واضح ہو کہ کل تمنات اقوام بلوچی مسکونہ اندرون پہاڑ و علاقہ ہذا کا مفصل حالات شامل وعلیحدہ علیحدہ اوپر درج کیا گیا ہے علاوہ اس سے چند اقوام بلوچ کی متفرق طور علاقہ ہذا میں حسب ذیل

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
جتوئی	گوپانگ	کورائی	دشتی	چانڈیہ	گشکوری	پتافی

رہتے ہیں

یہ اقوام بھی بعہد سرداری میر چاکر خان شامل دیگر اقوام بلوچی کے تھے ۔ بعلاقہ ہذا آنا اس قوم کا بھی اُسی عرصہ میں جب اور اقوام بلوچی آئی پایا جاتا ہے ۔ اور اکثر اقوام ست گہرہ سے واپس ہو کر پہونچی اور بعضی اقوام دیگر تمنات سے علیحدہ ہوئی۔ اکثر رواج ورسم ان اقوام کا دیگر تمنات بلوچی سے متفق ہے صرف اس قدر اختلاف آگیا ہے کہ تمنات بلوچی میں شیر اور مسکہ فروخت کرنا سخت ممانعت ہے ۔ یہ اقوام بسبب کثرت اقوام جٹ مالداران کے شیر اور مسکہ فروخت کرتے ہیں ۔ اسی سبب دیگر تمنات میں لوگوں پر حجت رکھتے ہیں ۔ مختصر علیحدہ علیحدہ حال ہر ایک قوم مندرجہ صدر کا اس طرح ہے ۔

جتوئی یہ قوم خاص بلوچ اولاد مائی جتو دختر میر جلال خان سے ہیں ۔ جو شادی اُس کی مسمی شاہ مراد کی ساتھ ہوئی تھی جو اولاد اُس سے پیدا ہوئی یا جو لوگ شامل اُس کے ہوئی جتوی کہلاتے ہیں اس علاقہ میں صرف بقدر چالیس پچاس نفر ہوگا ۔

بموضع بنگلہ و تونگ علاقہ تحصیل راجن پور وبیت رامپور بعلاقہ تحصیل رامپور سکونت رکھتے ہیں ۔ ہر تینوں مواضعات کی مقدم قوم و زمیندار بموجب ذیل مقرر بنگلہ تونگ بیت رامپور گذران ان لوگوں کی زیادہ تر زمینداری و مالداری پر منحصر ہے ۔ اس قوم کے لوگ چوری مویشی بھی تھوڑے سے کرتے ہیں ۔ زیادہ تر یہ لوگ بموضع جتوی ضلع مظفرگڑھ متصل بیت رامپور تحصیل جامپور رہتے ہیں ۔ بلوچ خان جتوئی ان کا سرگروہ ہے بعہد

ڈپٹی کمشنری جناب کپتان منچن صاحب بہادر کوڑہ خان جتوئی کو بموجب نام آوری باپ خود اس ضلع میں کرسی اور عزت ملی تھی بموجب نالیاقتی خود نامبردہ نے اس اپنی عزت کو قائم نہ رکھنے دیا۔ کہ ۱۸۶۹ء میں بجرم اعانت نقب زنی مع مجروحی ماخوذ ہوا تھا۔ علاوہ سزا جرمانہ ملنا کرسی کا ملتوی ہوا۔ اب بمثل دیگر نمبرداراں کے زمیندار تصور ہوتا ہے۔

گوپانگ یہ قوم اولاد شنبو خان سوت بلوچ سے ہے۔ جب میر چاکر ہندوستان گیا تھا یہ قوم ساتھ ساتھ تھی۔ بعد اس کے مقام ست گہرہ سے واپس آکر بمقامات کنارہ دریا موقع گھاس و زمین کے سکونت پذیر ہوئی۔ زیادہ تر یہ قوم بعلاقہ تحصیل راجن پور و جام پور و علاقہ مظفر گڑھ و ریاست بہاولپور متصل دریا سندھ متمکن ہیں تعداد میں جملہ یہ قوم بمقابلہ ایک تمن بلوچی کی جو سب سے بڑا منتخب کیا جاوے زیادہ ہوگا۔ لیکن سرداران کا کری مقرر نہیں سربسر کھیڑی کھیڑی خان ہے سب آپکو سردار تصور کرتی ہیں عملدار گذشتہ میں فی الجملہ مثل دیگر تمنات بلوچی اس قوم میں اتفاق و دستور جنگ و عوضہ ساتھ دیگر تمنات کے تھا چنانچہ چند عرصہ تک ساتھ تمن مزاری کے اس قوم کے جنگ رہے کہ خاص روجھان مسکن گاہ تمندار مزاری تک تاخت کرتی رہی۔ لیکن جب سے عملداری سرکار انگریزی کی ہوئی یہ قوم سرحد پہاڑ سے دور طرف کنارہ دریائے سندھ رہتی تھی۔ بمثل دیگر رعایا آزاد اور سربسر ہوگئی۔ گذران اس قوم کی زیادہ تر زمینداری و مالداری پر منحصر ہے۔ فن چوری مویشی

ں بھی یہ قوم خوب بہادر و نامور ہے ۔ چنانچہ علاقہ تحصیل راجن پور
ں جب چوری مویشی بکثرت ہوتی تھی یقین کہ بقدر یک ربع کے
لوگ ماخوذ ہوتے ہوں گے۔ نامور مقدم اور زمیندار قوم ہذا
سب ذیل ہیں۔ امام بخش ذیلدار سرائے خیر محمد نمبردار سرائے

احمد خان گوپانگ گل محمد و فتح محمد دین محمد و فضل خان ۔ کرم خان ذیلدار

برخوردار خان ذیلدار مدمیرن نمبردار کوملہ سرمحمد وکمال کوملی خدای بخش دراں
رنگ پور ذیل دار ہیروان سب میں بموجب خاندان و حالات زمانہ
گذشتہ لیاقت زمانہ حال کے کرم خان ذیلدار رنگ کور لائق عزت
کے ہے

کورائی[۳] یہ قوم متعلق گوپانگ کے ہے صرف چند خانجات
بعلاقہ ہذا سکونت رکھتے ہیں۔

دشتی[۴] یہ قوم صرف چند خانجات بعلاقہ تحصیل راجن پور سکونت
رکھتے ہیں ۔ زیادہ تر یہ قوم بعلاقہ ریاست بہاولپور سکونت پذیر چنانچہ
خدا بخش خان تمندار اس قوم کا مقرر سال ۱۸۶۲ء سے پہلے جب تک
نواب صاحب والی بہاولپور سے بلوہ نہیں کیا اس تمندار اور قوم کو
بڑی عزت اور زور تھا اب بھی تمندار مذکور بعلاقہ ریاست بہاولپور
معزز رہتا ہے قدیم سے یہ قوم بعلاقہ روجھان رہتی تھی۔ جب اقوام
ہزاری سے شکست کھائے۔ اکثر قوم معذور ہوکر بان روے دریا علاقہ
ریاست بہاولپور میں چلے گئے اور کچھ خانجات علاقہ روجھان سے

نکل کر خاص شہر کوٹ مٹھن و علاقہ متصلہ میں سکونت پذیر ہو
چانڈیہ[5] :- یہ قوم، قوم دشتی سے اکثر زمانہ قدیم سے شامل گذرا
کرتی رہی حال اس کا بموجب حال قوم دشتی کے ہی مارکہ خا
چاندیہ تمندار اس قوم کا بعلاقہ ریاست بہاولپور مقرر تھا۔ جو بلوہ
میں مقتول ہوا۔
گشکوری[6] :- یہ قوم بھی بایام الگ ہونے دیگر اقوام کے قوم بلوچ
الگ ہوئی صرف محمد پور تحصیل جامپور میں چند خانہ ہیں اور احمد خان گ
ذیلدار موضع مذکور مقرر
پتافی[7] :- یہ قوم بلوچ سے ہے ایک حصہ اس کا تمن گورچانی میں شا
اور ایک حصہ مولوی صاحب مسکونہ وسجادہ نشین خانقاہ راجن پو
کے ہیں۔ اور ایک حصہ بموضع لنڈے پتافیان کام زراعت کار
ہیں مشغول احمد خان پتافی مالک و ذیلدار موضع کور مقرر بلکہ بجا
دیگر زمینداران علاقہ کے اچھی زمینداری اور جمعیت رکھتا ہے
تینوں حصہ اصل ان کی قوم پتافی کی ہی لیکن اب اُن میں استعداد اختلاف
آگیا ہے۔ کہ کوئی امر اتفاق کا باقی نہیں رہا جیسی صحبت ہوتے
ویسا رواج درسم ہے۔

چمن سوم (گل پہلا) :- درباب حالات زمین۔ اس ضلع میں
قسم یعنی نام زمین کے مشہور ہیں اول سندھ وجہ تسمیہ اس کا یہ کہ
زمینات طرف کنارہ دریا سندھ کی واقعہ ہیں، وہ بنام زمینات سند
بولے جاتی ہیں دوم پچاہد، جو زمینات طرف غرب پچاہد واقعہ ہیں
عام لوگوں میں زمین پچاہد مشہور ہے۔ سوم ڈنڈہ، جو زمینات درمیان

ہ کے واقعہ ہیں وہ ڈنڈہ بولے جاتی ہیں ۔ وجہ تسمیہ اس کا ایسی
جاتا ہے کہ ڈنڈ بمعنی جیسی دندان سخت ہوتے ہیں ۔ ویسی یہ زمین
بہ نسبت سندھ و بچاہ کے سخت ہے ۔ اس سبب سے اس
نام ڈنڈ مشہور ہو گیا ۔ اول زمین سندھ یہ زمین دو صورت
سے آباد ہوتے ہی ایک پڑنے مت دریا سے جو مواضعات قریب
یا کی ہیں ۔ دوسرا آنے پانی چہل سے آباد ہونے ہیں ۔ پہلی قسم کی
ین صرف سیلابہ ہوتی ہی ان کو کچھ ضرورت پانی کی نہیں ہوتی دوسرے
م کی زمین چہل کے پانی سے سیراب قلبہ رانی اور پانی چاہان سے
یراب ہوتی ہے ۔ شرح آبادی و بٹائیے فیما بین پنی داران و مزارعان
م اول اکثر موروثی کے طور پر دستور موروثی کے یہ ہے کہ ایسی
ینات پر پہلی دو تین سال میں جنگل کٹائی و چوک پر محنت زیادہ
وتی ہے ۔ مزارعان ازگرہ خود مصارف کرکے جو ایسی زمینات
آباد کرتے ہیں ۔ وہ موروثی کہلاتی ہیں ۔ کہ بوٹہ مار کے سبب سے
ی کاشت اون کا ارث ہو گیا مزارعان بوٹہ مار سے مالک زمین
ف حق محصول بشرح چہارم حصہ یا پنجم حصہ بموجب اقرار مجوزہ
ر اول اور حق مالکانہ بشرح سہولتہارے یعنی ۱۰/۱۴ لیتا ہے بیدخلی
اختیار مالک میں نہیں ہاں اس حالت میں بیدخل ہو سکتا
ے ۔ جب دو تین سال زمین مذکورہ کو عمداً ویران چھوڑ دی اوس وقت
مالک کا اختیار ہوتا ہے کہ خود کاشت کرے یا دوسرے شخص کو واسطہ
شت کے دیوے ۔ جو زمینات مالکان اپنے خرچ سے بجز شکافی کرکے
زارعان کو واسطہ کاشت کے دیتی ہیں ۔ وہ مزارعان غیر موروثی ہوتی

ہیں۔ اُن کی بے دخلی شروع سال فصلی پر ہمیشہ مالکان کے اختیار میں ہے۔ ایسے مزارعان سے علاوہ کچھ محصول عوض حق کاشت کے ایک حق انوانده کا مالکان زمین لیتی ہیں۔ شرح انوانده کی حیثیت زمین پر منحصر ہے۔ عموماً اعلیٰ قسم زمین کے واسطے چہارم حصہ منجملہ کام مقررہ یعنی از پیداوار کل انبار کے چہارم حصہ بابت کچھ محصول وچہارم حصہ انوانده کل نصف مالک اور نصف مزارعہ لیتے ہیں۔ پیشتر بنظر کم حیثیت ہونے زمینات کی مزارعان موروثی کا زیادہ رواج تھا۔ اب اکثر مالکان خود بخرچ شکاف وغیرہ اخراجات کرکے زمینات کو خود آباد کرتے یا مزارعان سے حق انوانده لیتی ہیں۔ قسم دوم جو زمین آنے پانی سیلاب و چاہان سے آباد ہونے ہی اس پر مصارف کہدوای چاہان کا زیادہ ہوتا ہے۔ احداثی چاہان مالکان خود کرتے ہیں یا جس کو شرح آدھ لاپی پر دیتی ہیں وہ کرتا ہے۔ شرح آدھ لاپی کا علاقہ ہذا میں زیادہ رواج ہے وہ یہ ہے کہ مالک زمین کا واسطہ احداثی چاہ جدید کے زمین خود کسی دوسرے شخص کے سپرد کرتا ہے۔ وہ جملہ اخراجات از خود کرکے جب کہوا قابل اجرائی کے کیا۔ اس میں نصف ملکیت مالک زمین کے اور نصف احداث کنندہ کی ہو جاتی ہے اس سبب مزارعان موروثی زمینات چاہی پر کم ہیں۔ کہ اکثر یہ اخراجات احداثی چاہان و بخرچ شکافی مالکان خود کرتے ہیں۔ عموماً شرح بہاولی والیسی زمینات کی حق محصول چہارم یا پنجم حصہ و حق مالکانہ سہولتہاری ۱/۱۶ بموجب حیثیت زمین یا شرط اقرار کے مقرر ہے۔ ایسی زمینات کو اکثر زمینداران خود کاشت کرتے ہیں۔ بعضی مزارعان کو بھی کاشت

کے واسطہ دیتی ہیں حق انوا ندہ رواج چندان نہیں صرف اس قدر ہے کہ
جس مزارعہ کو زمین کاشت کے واسطے دی - ایک دو سال کے معیاد
مقرر ہوئی - مالکان و مزارعان مشترک کاشت کرتے ہیں - ایک چاہ
پر جو چار جوڑہ بیل اور چار بیلے مطلوب ہوئی - اس میں سے دو
جوڑہ بیل اور ایک بیلے یعنی ملازم مالک نے اور دو جوڑہ بیل اور
دو نفر بیلی مزارعہ نے دئے گویا کہ ایک بیلی کے مالک کو سہولیت ہوگی بعضی
وقت ایک چاہ پر دو جوڑہ بیل اور دو نفر بیلی منجانب مزارعہ اور ایک
جوڑہ بیل معہ بیلی منجانب مالک تعینات رہے اور پیداوار زراعت
کے بعد منہائی کچھ محصول نصفا نصف تقسیم کرے اس سے ایک چہارم
کے مالک زمین کو کفایت یعنی منفعت حاصل ہوے - مگر یہ رواج کسی
اعلی قسم زمین بعضی مواضعات میں ہے سبب یہ ہے کہ اجرائی چاہان
پر مصارف زیادہ ہوتا ہے اس سبب کاشتکاری میں چندان منافع
نہیں ہوتا ہان جو زمینات خاص شہر ڈیرہ یا قصبہ جات کلان میں
اس قسم کے واقع ہیں اون سے بذریعہ کاشت کاری وغیرہ اقسام
اجناس کے زیادہ پیداوار ہوتی ہے -

واضح ہو کہ بایام گرانی نرخ غلات زمینات ضلع ہذا زیادہ ترقی
پر آگئی تھی - بالفعل بازار سرد ہے - رونق اور قیمت زمینات کے
باختیار سرکار کے ہے - مثلاً ایک کنوئے کی پیداوار محصول اوسط
قسم سو روپیہ سالیانہ ہوتی ہے - اگر اس پر سرکار برابر سو روپیہ
جمع مقرر کرے تو حسب حیثیت پیداوار مالکانہ کی نہایت قیمت اس
کنوئے کی پانسو روپیہ تک ہوگی اگر اسی چاہ کی جمع سرکار سے

سالیانہ مقرر ہو تو بنظر منافع ۱۰ سالیانہ قیمت چاہ مذکور ہزار روپیہ اگر اس کے جمع سرکار ۵ مقرر کر دیوی تو ۲۰۰ دو ہزار روپیہ قیمت اوس چاہ کے مشخص ہوگی۔ اگر بجائے سو روپیہ کے ماغذ جمع مقرر ہو جاویں تو اس چاہ کی کچھ بھی قیمت نہ ہوگی چنانچہ ابتدائی عملداری کا سرزمین جو زمینات ضلع ہذا پر جمع سنگین لگائی گئی تھی۔ چند زمینداران نے ملکیت چاہان سے بیزارگی نامرجات بلا کچھ لینے قیمت کی بلکہ از دست کچھ دے کر لکھ دی تھی کیونکہ آمدنی حق مالکانہ خفیف رقم ہے۔ عملداری سرکار عالی میں جو بالفعل زمینات کا زیادہ قدر اور حیثیت مشہور ہو رہی ہے صرف مہربانی سرکار ہے کہ جمع اس ضلع کی بالفعل بموجب حیثیت نرخ غلات سالہا گذشتہ رقم ہے۔ ورنہ زمینات وہی ہیں جو پیشتر نہیں گذشتہ زمانہ میں اس قدر قیمت اور رونق زمینات کو کبھی نہیں ہوئی اب بھی مہربانی سرکار سے امید ہے۔ کہ اپنی تھوڑی نفع کے واسطے زیادہ نقصان رعایا کا گوارا نہ فرماوے گی۔

گل دوم ۔ حال بیوپار ضلع ہذا یہ ہے کہ عام لوگوں میں بیوپار دو قسم پر مشہور ہے اول کوٹھی داری۔ دوم دوکانداری۔ کوٹھی دار اس کو کہتی ہیں۔ جو اطراف سے لین دین اجناس و ہنڈویات کا رکھے اور مال اسباب واجبی نفع پر مجمل طور فروخت کرتے ہیں متفرق طور بالکل فروخت نہیں کرتے نہ متفرق اجناس اور نہ وزن اور نہ ترازو رکھتی ہیں۔ دوکاندار وہ لوگ ہیں۔ جو کوٹھی داروں سے مال خرید کر کے دوکانات پر متفرق طور فروخت کرتی ہیں۔ گویا کہ کوٹھی دار

بمنزلہ ٹھیکہ دار اور دوکاندار خوردہ فروش کی ہیں۔ اول قسم کے بیوپاری ضلع ہذا میں صرف دو موقع پر رہتے ہیں۔ خاص شہر ڈیرہ غازیخان کوٹ مٹھن علاقہ تحصیل راجن پور۔ ڈیرہ غازیخان میں بقدر پندرہ بیس کوٹھی ہوں گی۔ جس میں بھائی چمن لعل مانکہ سرگروہ اور نامور ہے۔ کوٹ مٹھن اس موقع پر تھوڑی عرصہ تک قریب بتیس کوٹھی کے واقعہ تھیں جس میں بھائی ٹیکچند پوپلی بھتیجہ بھائی ہرچند کا سرگروہ اور نامور ساہوکار تھا لیکن گردش بیوپار کے سبب سال ۱۸۷۰ء سے جبکہ بیوپار کوٹھی بھائی ٹیک چند کا بند ہوگیا۔ اب صرف چار پانچ کوٹھی باقی ہیں وہ بھی بے رونق اور مُردہ دل کیونکہ منجملہ تیس کوٹھی کی بقدر پندرہ بیس تو خاص اپنی اور لواحقان بھائی موصوف باقی دس پندرہ کوٹھی کو بھی اس سے رونق اور قیام تھا اس ضلع میں موقعہ اور رستہ بیوپار اطراف کا یہ دو شہر ہیں کیونکہ یہ دونو شہر اوپر کنارہ دریا سندھ کی واقع ہیں بیوپار آمدورفت اجناس براہ دریا سندھ بذریعہ کشتیاں ساتھ شہرہا بجانب شمال ڈیرہ اسمٰعیل خان ملتان شجاع آباد لاہور امرتسر بجانب جنوب سکھر نو شکارپور کراچی بمبئی جو اوپر کنارہ دریا سندھ و چناب واقع ہیں رہتا ہے۔ طریق بیوپاران لوگوں کا یہ ہے کہ ہر ایک کوٹھی کی طرف سے ایکھہ دار یا گماشتہ یا بھلاوہ مقامات دساور یعنی شہرہا مندرجہ صدر میں متمکن رہ کر روزمرہ اُن کی طرف سے تحریر چٹھیات درباب نرخ و روئیداد بیوپار کی ایک دوسرے سے جاری رہتی ہے بموجب روئداد نرخ جس جنس کے خرید و فروخت

میں نفع دیکھا۔ ایک دوسرے کے پاس خرید و فروخت کر کے بھیجتی
رہتی ہیں۔ اگر مقامات دساور پہ منجملہ حصہ داراں کی کوئی شخص خود
تعینات ہوا تو نفع نقصان میں بموجب حصص مجوزہ کو بھی مشترک
رہا۔ اگر کوئی گماشتہ پہری کا خواہ کسی مقام پر بھیجا گیا تو بموجب اقرار
اور شرط کے وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ اکثر ایسی گماشتہ کا بابت نفع نقصان
اُس سرہ یعنے اجناس خریدہ کی ایک حصہ اور مالک کوٹھی کے دو حصہ ہوتی
ہیں۔ اس ضلع میں دونو قسم کا رواج ہے بعضی کوٹھی کی طرف سے خود
حصہ دار مقامات دساور پر تعینات ہیں۔ بعضی کی طرف سے گماشتگان
بھیجی جاتی ہیں۔ حصہ دار کو ہر قسم خرید و فروخت کا اختیار منجانب کوٹھی
دار کے رہتا ہے۔ گماشتہ پہرہ کو صرف اس قدر اختیار ہے کہ جس قدر
شاہ یعنی مالکان کوٹھی اجازت دیویں کرے۔ گماشتگان دو نام پر معروف
ہیں۔ ایک پہرہ کا دوسرا بنگہیلو۔ اول قسم گماشتہ کی تعریف اوپر بیان
ہو چکی ہے کہ وہ بمنزلہ مختار خاص کے ہے اُس کا ساختہ پرداختہ
ساہوکار کی ذمہ پر اس قدر واجب آتا
ہے۔ جس کی ساہوکار سے اُس کو اجازت مل چکی ہو دوسرے قسم
کے گماشتگان کے یہ طریق ہے کہ ایک حد مقررہ تک منجانب شاہ
کی بلا سود مبلغان ان کو ملتی ہیں اور بھی جس قدر بیوپار وہ گماشتگان
کرتے ہیں باعتبار شاہ کی نفع و نقصان کُل بیوپار متعلقہ اُن گماشتگان
میں ایک حصہ ساہوکار دو حصہ گماشتگان جس قدر شامل ہوں مقرر
ہوتا ہے۔ ایسی گماشتگان بمنزلہ مختار عام کی ہیں۔ ہر صورت ساختہ
پرداختہ اُن کا ذمہ شاہ کے عائد۔ عموماً اس ضلع سے اجناس ذیل

غلہ گندم وجوار کپاس پشم نیل سیاہ روغن سیاہ افیون جاتے ہیں اور اجناس ذیل قند سیاہ بزازی ہر قسم شکر تری اقسام دوات اقسام متفرقات کرانہ اور کبھی کبھی اور اجناس بھی جیسا موقع نرخ کا ہوتا ہے آتی جاتی ہیں۔ معاملہ بیوپار کوٹھی داری اوپر پرتیت یعنی اعتبار کی منحصر ہے جب اعتبار بنا رہتا ہے۔ تب بلا موجودگی مبلغان کی صدہا ہونے کا معاملہ ہوتا رہتا ہے۔ جب اعتبار اُٹھ گیا۔ موجودگی روپیہ سے بھی کام نہیں چل سکتا۔ تھوڑے عرصہ سے جب اعتبار ساہوکاران درست بنا ہوا تھا۔ اکثر معاملہ اعتبار ایک دوسرے سے جاری تھا۔ چنانچہ گماشتگان منجانب کوٹھی موقوعہ کوٹ مٹھن جو بقامات سکھر یا ملتان موجود تھی۔ اجناس بموجب نرخ مناسب خرید کرکے کوٹ مٹھن پہنچتی تھی۔ اور روپیہ قیمت اوس کے واسطہ ایک پرچہ ہنڈوی اس مقام سے جہاں سے جنس خرید کرکے بھیجا جاری ہوتا تھا اگر وہ جنس کوٹ مٹھن پہونچ کر فروخت ہوگئی تو روپیہ قیمت اس کا ادا کردیا ورنہ کوٹ مٹھن والوں نے دوسرے طرف کے گماشتگان پر ہنڈوی لکھدی اس طرح چند مدت تک ہنڈویات ایک دوسری مقامات پر منتقل یعنی گردش کرتے رہتی تھی۔ بلا مبلغان ہزارہا روپیہ کے معاملات ہوسکتی تھی۔ صرف اعتبار سے اب جب سے اعتبار میں فرق آیا ہندوی کوئی خرید نہیں کرتا کس طرح معاملہ بیوپار چل سکے۔ اس زمانہ میں معاملہ بیوپار بہ نسبت سابق بباعث بے اعتباری بیرونق ہے۔ قسم دوم دوکانداری بعضی دکاندار اچھی متمول زیادہ تر بیوپار کرنیوالے ہیں۔ ان کو ساتھ کوٹھی داران کی مشابہت ہو

سکتی ہے اکثر دوکاندار تھوڑی اجناس موافق گذران کے کوٹھی داران سے خرید کر کے دوکان پر رکھتی ہیں۔ متفرق طور جس قدر منافع ملے گا ملے کر فروخت کر دیتی ہیں یہ کام مزدوری کا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ اور قسم مزدوری میں زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے۔ اس میں اس قدر فرق ہوا کہ جو چیز فروخت کے واسطے آئی۔ دو چار روپیہ کے یکجا خرید کر کے صبح سے شام تک دوکان پر بیچتا رہا۔ اُس سے جو ۴ر خواہ ۶ر نفع ملا گذران کے واسطے کافی تصور کیا یہ بالکل خسر دوکانداران شہر نشین کی حالت ہی جو مواضعات بیرونی میں کلان دوکاندار ہیں۔ ان کو زیادہ نفع زراعت گاران کے ساتھ لین دین کرنے تخم وغیرہ اخراجات زراعت کی قرضہ دینے میں بابت سود وغیرہ ہوتا ہے اور بروقت عبور فصل وہ لوگ زراعتکاران سے اجناس بہ نرخ ارزان خرید کرتی ہیں بعض سال تفاوت نرخ سے اُن لوگوں کو بہت نفع ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت جو زراعت کا اُن کا منافع ہی عوض سود اور تفاوت نرخ کی یہ لوگ کہا جاتے ہیں۔

گُل سوم:۔ پیشہ و گذران معاش۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ زراعت کاری بیوپاری مزدوری ملازمی عملداری سرکار انگریزی میں تین قسم کے لوگ ہر صورت سے آسودہ و خوش ہیں۔ صرف قسم چہارم کے لوگ فی الجملہ داد خواہ ہیں۔ بوجوہات ذیل۔ قسم اول زراعت کاری عملداری ہای گذشتہ میں اس قدر سختی تھی کہ زراعت کار لوگ اگر دو خوشہ سبز یعنی آبنوہ کے طور پر آئی زراعت سے کہاے تو کراوگان منہ سے اُلٹی

کرا کے نکلوائے اور زدو ضرب کر کے چٹی یعنی جرمانہ وصول کرتے
گویا کہ زراعت کار لوگ کمند ٹھپہ کے ساتھ کر اوگان کی ہانڈی
ہوئی تھی ۔ اب جیسی نہیں کہ زمیندار اپنی اپنی زمین کے مالک اور
حاکم ہیں ۔ اُن کا اختیار ہے کہ کل زراعت کچی کھاویں یا پکی بے خطر خود
کھاتی ہیں ۔ اور مال اسپان پالتی ہیں ۔ کچھ کسی کا دخل نہیں ۔ بطور حاکم
جاگیر اپنی اپنی کنوئی کے بٹائی کرتے ہیں ۔ گذران معاش وہ حال ہے
کہ عوض محصول مقررہ عملداری ہائے گذشتہ سرکار بقدر نصف جمع
مقررہ وصول کرتی ہے نصف کے قریب زمینداران پر مباح ہے قسم
دوم بیوپاری عملداری سرکار میں اول مشرق سے مغرب تک رستہ
بیوپار کھلا ہوا ہے دوسرا انتظام کا وہ حال ہے ۔ کہ ویرانہ جنگل میں
سڑک پر صدہا بار مال اسباب بلا حفاظت پڑی رہتی ہیں ۔ کسی
کا مقدور نہیں کہ گرد انکی پھر سکی تیسرا کچھ دھڑیا زکواۃ سرکار کے
مقرر نہیں نہ کچھ روک ٹوک ہے سوداگر کو اختیار ہے جہاں چاہے
اپنا مال لے جاوے چہارم آدھ آنہ کی ٹکٹ لگانے سے ہر اطراف
کا ہزار ہا کوس پر احوال نرخ ورو ئداد بیوپار بیوپاری لوگ معلوم کر
لیتے ہیں ۔ عملداری ہا گذشتہ میں اول راجن پور سے ڈیرہ تک جانے
کا رستہ نہیں تھا اور اطراف کے راستہ سے کسی کو کیا واقفیت
اور کہاں رسائیت دوسرا انتظام عملداری ہا سابقہ کا یہ حال تھا کہ بدون
ہمراہ کرنے بدرقہ یا جمع ہونے دس بیس آدمی کے چار کوس کے فاصلہ
پر آدمی مشکل آمد و رفت کر سکتا تھا تیسرا زکواۃ کی ایسی سختی تھی
کہ قیمت مال کے برابر زکواۃ سرکار لیتی تھی ۔ بدون اجازت زکواتی

جو منجانب سرکار مقرر رہتا تھا۔ مال آنے جانے نہیں سکتا تھا چرتھا کوئی ڈاک یا رسۃ آمد و رفت چٹھیات کا نہیں تھا۔ کسی قاصد کو اجرت دے کر بھیجتے تو پچاس کوس کے اوپر چٹھی پہنچاتی اور جواب لانے کے واسطے پانچ روپیہ قاصد لیتا تھا۔

قسم سوم مزدوری پیشہ۔ زمانہ سابق میں اول اس قدر مزدوری نہیں تھی۔ دوسرا کار بیگار سے یہ لوگ فرصت نہیں پاتے تھے۔ اب مزدوری کا کام اس قدر ہے کہ مزدوری پیشہ لوگ بسر نہیں آسکتی حق مزدوری جو سابقہ زمانہ میں ایک آنہ ملتی تھی۔ اب چہار آنہ ہیں۔ کار بیگار کا نام نہیں کہ بہ نسبت رعایا کے سرکار کی طرف سے مزدوری زیادہ ملتی ہے۔ القصہ یہ تینو پیشہ کے لوگ عملداری سرکار میں بہت آسودہ خوش گذران راقم کے نزدیک کسی زمانہ میں ان لوگوں نے ایسی فرصت نہ اٹھائے ہوگی جس طرح اب عملداری سرکار میں ہیں۔ قسم چہارم ملازمی پیشہ۔ عملداری ہا گذشتہ میں اول تو اس پیشہ کے لوگ تھوڑی تھی۔ دوسرا بادشاہ و صوبدار اسی ملک کے آگے اُن کی وزیر امیر وزیر مدار المہام و ملازم یہی لوگ تھے۔

عملداری جال میں اول تو اہلکاران کی اس قدر کثرت ہوگئی ہے کہ ملے۔ ماہواری پہ ایک قلی نہیں ملتا۔ پانچ روپیہ ماہواری پہ دس منشی مل سکتے ہیں۔ دوسرا بادشاہ جو دوسرے ملک کا ہے جملہ ذی عہدہ دار و مدالمہام اسی ولایت کے ہیں۔ اگرچہ جن لوگوں کا روزگار ہوا ہے وہ اچھی خوش گذران ہیں۔ مگر جو لوگ بی روزگار ہیں۔ وہ نہایت تنگ اور آزردہ دل رہتی ہیں۔ کیونکہ سوائے ملازمی کے اور کسی کام کے لائق نہ

نہیں رہی نہ کر سکتے ہیں۔ اور سفید پارچہ کا بھی شرم ضرور انکو رکھنا ہے گویا کہ سفید پوش جیسا فقیر اور دنیا میں نہ ہوگا۔ بہر حال سفید پوش واجب الرحم ہیں۔ ہر عملداری میں سرکار اُن کے حال پر نظر شفقت رکھتی رہی اب بھی غور طلب ہیں۔

گل چہارم:- درباب تشریح پیداوار ہر قسم۔ جو پیداوار کاشت سے پیدا ہوتی ہے۔ تفصیل اُس کے نقشہ مشمولہ سے واضح ہو سکتی ہے کہ ہر ایک تحصیل کے پیداوار ہر اجناس نقشہ چہارگانہ ضلع سے منتخب کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ دنیا میں جو اصل نفع خداداد ہے پیداوار زراعت کی ہے۔ اور ہر قسم کا نفع ایک سے چھن کر دوسرے کو ملتا ہے۔ بیوپار۔ اگر ایک نفع اٹھا دے گا تو دوسرا ضرور نقصان پاوے گا۔ گویا کہ گرانی میں جو فروشندگان کو نفع ملتا ہے خریداران کو سراسر نقصان اور قصباتی لوگ اس ضلع میں زیادہ تر سفید پاف ہیں مگر وہ موٹا کام کرنے والے ہیں۔ سو جب سے سرکار عالی کی عملداری ہوئی ہے۔ پارچات انگریزی گوناگوں ہر سال نئی قسم کے چلی آتی ہے۔ ان لوگوں کا کچھ چندان رواج نہیں۔ صرف خاص ڈیرہ غازیخان میں چند دوکانات ریشم کا کام چنانچہ گلبدن دریائے بنانے والے کے ہیں۔ اور کچھ اعلیٰ قسم کی پیدائش قصباتی لوگوں سے نہیں ہوتے صرف معمولی کام کے لائق ہیں۔

چمن چہارم:- در بیان آمدنی وخرچ گل پہلا تفصیل آمدنی وخرچ ضلع ہذا بابت سال ۱۹۶۸-۶۹ کتاب ضلع سے منتخب کر گیا۔ بموجب ذیل۔

تعداد آمدنی پیداوار ضلع ڈیرہ غازیخان بموجب نقشہ نمبر ۳۸ ج

نمبر شمار	تحصیل	گندم	باجرہ	جوار	مکئی	تمباکو	سبزیاں	پیاز	کپاس	مونگ	کیفیت
۱	تحصیل ڈیرہ	۵۳۴۷۰	۱۰۱۹۲	۷۸۷۹۹	۲۲۲۳	۹۷۷۲	۱۸۵۷	۳۲	۶۲۳۸	۱۲۸	
۲	تحصیل جامپور	۹۳۲۷۰	۱۳۰۷۸	۲۰۲۰۶	۲۸۵۷۲	۹۷۳	۱۳۱۳	۹۲۰	۱۹۸۶	۱۱۰۹۵	
۳	تحصیل سنگھڑ	۵۸۹۷۱		۲۰۵۹۸	۲۰۲۸۷				۳۲۲۲	۲۵۲	
۴	تحصیل راجنپور	۱۸۲۲۵۸	۹۲۷۸	۱۶۷۷۳	۲۰۵۷۳	۹۹۹	۱۲۳	۱۷۲	۱۱۳	۷۲۰۰	
۵	میزان	۵۳۲۰۰	۲۲۹۱۵	۱۳۰۷۰۵	۶۸۵۷۷	۷۹۷۶	۳۲۹۳	۱۱۳۲	۱۱۵۶۱	۶۸۹۷۷	

آمدنی

سے لکھہ ۳۸۱۰۶۴
للوسہ
لہ لہ ///
۱۰/۴۰ مای

خاص مالیہ بموجب جمع — مستفرقہ ۲۷۹۶۴
سے لکھہ — لما للوسہ
سالولعہ — مع
مدعہ — ۳/۷ ۴۳
۳۱۳۳۹۹

ڈیرہ شگھڑ — بیشی وبارآمد — طلبانہ وتنکان
یک لکھ
للوسہ — لمالعہ — عہ اسالوسہ — مالیہ — اسالوسہ
۵۲۹۲۱ — ۲۵۲۱۴ — ۸۸۶ — ۴۶۴

جامپور — راجنپور — ترنی شران — ترنی نگاوتیں وغیرہ
بیساحہ / ۷۶۰۷ — عہ سالوسہ ۵۲۶۳۷ — مرلماسہ ۵۰۹۲۳ — لمالعہ ۹۵۱
آمدنی فروختنام وجگہ — باغات ۶/ — راکھہ
لعوسہ سمار — لوسالوسو — للعوساسہ
۱۰/۱۰ سے — ۶۵ سے — ۹/۵ سے
۳۹۹۰۰ — ۹۰۳۳ — ۱۲۰۳۶۰

سوسہ — شکارماہی
مدعہ — اساعہ
۲۸ — ۴۰۵

خرچ

موکلکھہ
مالوسہ ۷۶۸۱۸۹
مدسہ ///
۱۳/

چھانی ڈیرہ غازیخان بابت رجسٹ — چھانی راجن پور بابت رجسٹ
یک لکھ — یک لکھ
للوسہ للعہ — موللی سالہ ///
۱۳/ — ۱۳/
۱۲۱۰۸۴ — ۱۲۷۳۶

مصارف روپلٹن — مصارف تنخواہات
متعینہ ڈیرہ — عملہ ربنون حد
غازیخان — جوڈیشل ومتفرقہ
دو لکھ
مدسہ یحامد للعہ
سمہ ماصہ
۴/
۲۳۰۸۵۵ — ۳۸۷۴۸

ظاہر ہو گا کہ بہ نسبت آمدنی کے خرچ دوگنا سی زیادہ ہی یعنی مالیانہ
موضع ۱۱،۷ پائے لکھ سرکار کو خسارہ ہوتا ہے۔ کہ تحصیل راجن پور کے
واسطے تحصیل علی پور اور ڈیرہ غازی خان کے واسطے خاص ضلع مظفر گڑھ
سے روپیہ اپنے ضلع کے واسطے آتا ہے۔ اور خرچ میں پورا ہوتا ہے
اس ضلع میں اس قدر زیادتی خرچ اور کمی آمدنی باعث سرحد کی
ہے۔ جب انتظام سرحد ہو گیا اگرچہ ابتدا میں چند سال اور ہی خرچ
بڑھانا ہو گا۔ لیکن انجام کار خرچ میں تخفیف اور آمدنی میں ترقی ہو گی۔
علی ہذا القیاس جو ضلع جات سرحد پر واقع ہیں آمدنی کم اور
خرچ زیادہ ہے۔

انتظام ضلع

گل دوم :- انتظام ملکی ہر قسم۔ ضلع ہذا میں چہار تحصیل اور ہر ایک
تحصیل تھانہ جات پولیس وانزیری مجسٹریٹ بموجب ذیل مقرر ہیں

تحصیل ڈیرہ غازیخان			علاقہ تحصیل سنگھڑ
کوتوالی خاص	کوٹ چھٹہ	یارو چوکی	تھانہ تونسہ — غلام حیدر خان تمندار لنڈان
ڈیرہ غازیخان	چوکی		انزیری مجسٹریٹ لنڈان

غلام حیدر خان جمال خان تمندار
تمندران لنڈان تعاری انزیری
انزیری مجسٹریٹ مجسٹریٹ چوکی

تحصیل جامپور		تحصیل راجن پور		
جامپور	چرکی داجل	تھانہ ہڑند	تھانہ راجن پور	تھانہ کوٹ مٹھن چوکی رہیلہ تھانہ فاضل پور

ام حیدر خان	مزار خان تمندار	۱ چرکی شاہوانے	امام بخش خان تمندار	میرن خان تمندار
ر گوچانی	لنڈان مہتمم		مزاریان آنریری	دریشک آنریری
یری مجسٹریٹ	پولس بتی		مجسٹریٹ علاقہ	مجسٹریٹ سنے

روجھان

اقہ ہڑند

ر خاص ضلع میں عدالت دیوانی فوجداری کے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اسسٹنٹ شنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ایک اسسٹنٹ کمشنر حصہ ضلع راجن پور میں ینات رہتا ہے۔ حاکم پولیس کوئی علیحدہ مقرر نہیں ان عدالتوں کو اختیار پولیس وڈیشل مفوض ہیں۔ اور نیز تحصیلداران و انریری مجسٹریاں کارروائی پولیس وڈیشل بموجب اپنی درجہ کے کرتے ہیں اور ضلع بھر میں ایک رسالہ یس اور ایک کمپنی پولیس گارد مقرر جس میں سے بقدر تیسرا حصہ راجن پور میں اور دو حصہ ص ضلع ڈیرہ غازیخان میں رہتی ہیں۔ سواران کچھ چوکیات پر بمقامات ٹرک ضلع اور کچھ لین ہا میں تعینات کمپنی پولیس گارد کی حفاظت خزانہ یل خانہ پر رہتی ہے۔

فتر تار ہوتی:۔ خاص مقام ڈیرہ غازیخان و راجن پور میں مقرر یک لین تار طرف سنگھڑ ثانی طرف ڈیرہ اسمٰعیل خان ثالث بطرف ستان جاتی ہیں۔

سہ رسہ جات۔ تمام ضلع میں بموجب تفصیل ذیل کے جاری جس ں ۱۵۴۹ طالب العلمان کو روزمرہ تعلیم ہوتی ہے علاوہ اس سے گورنمنٹ

اسکول ڈیرہ غازی خان میں قریب ۱۵۰ طالب العلم انگریزی وغیرہ پڑھتا ہوگا یہہ سراسر فیاضی سرکار انگریزی کی ہے کہ ایسی بے بہا خیرات رعایائے غربا کو امداد فرماتی ہے۔ فوائد علم کے بیان کرنے میں قلم کو یارائے تحریر اور زبان کو توانائی تقریر کے نہیں۔ بی علم انسان مثل حیوان کے ہی صرف بموجب فضیلت علم کے اشرف المخلوقات تصور ہو سکتا ہے۔ اور جو درجہ اہل علم کو حاصل ہوتا ہے وہ بادشاہ یا راجہ کو بھی نہیں ہندی شعر ہے۔

دوہڑا: دویہ کوتب لگ پڑھو۔ جب لگ گھٹ میں پران تھان نہ پہونچی نہیں۔ جہان پہونچی دویا دان معنی اس کے یہ ہیں کہ جب تک زندگی ہے علم حاصل کرتے رہو۔ جہاں اہلِ علم پہنچ سکتا ہے۔ وہاں دولت مند نہیں پہونچ سکتا۔

مثال ایک خواندہ شخص بموجب فضیلت علم کے سب سے اونچا چوکی پر بجالت پڑھنی پرتھی گرنتھ صاحب بیٹھ سکتا ہے بے علم دولت مند بلکہ راجہ اس موقع پر نہیں بیٹھ سکتا۔ مثال ایک اہل علم کے پیچھے چاہے جیسا ہو نماز پڑھنا روا ہے۔ ایک دولت مند کے پیچھے حتیٰ کہ بادشاہ بھی روا نہیں مطلب کہ خداشناسی علم پر منحصر ہے۔

بقول شیخ سعدیؒ۔ کہ بے علم نتوان خدارا شناخت

یہ جو خانقاہ ہیں یا میدان کی پرستش ہوتی ہے۔ یا اولاد مشائخوں یا پنڈتوں اور برہمنوں کے مانتے ہوتے ہی سب فضیلت علم کی ہے اس قدر فوائد تو مذہبی درجہ پر حاصل ہوتی ہیں۔ جو دنیاوی ہیں۔ وہ سب پر بخوبی عیاں کہ چنداد نے شخص درجہ وزارت و امیری پر پہونچی ہیں۔ چنانچہ

نواب سعد اللہ وغیرہ ۔ چند حکیم مشہور ہوئے ہیں چنانچہ افلاطون وغیرہ
اور رعایا کے حقوق ملحوظ رکھنے اور بجا تعدی زبردست کے واسطے سب
بات سے علم پڑھنا زیادہ فائق ہے کہ بموجب وسیلہ علم کے رعایا خود
ہر استحقاق و امورات اپنی یا سرکار یا کسی زبردست کے بخوبی محفوظ
کر سکتا ہے ۔ اور علم سے ہر کہ دمہ کی قدرت و لیاقت افزوں ہو جاتے
ہے ۔ جس سے ہر افعال سنجیدہ و مقوی ہوتے ہیں ۔ ولایت انگلستان
وغیرہ ملک یورپ کے جو ہر بات میں فوقیت رکھتی ہے صرف فضیلت
علم کی ہی ورنہ گذشتہ زمانہ میں جو حال اُن ولایتوں کا رہا ملاحظہ
کتب تواریخ سے ظاہر ہے ۔ اس ملک کی بھی جس قدر ترقی
بافضل بادشاہت سرکار انگلشیہ میں ہو رہی ہے صرف باعث ترقی
علم و صحبت اہل علم کی ہے ۔

چنانچہ ریل گاڑی اور تار برقی جو ایک عجیب حکمت ہے سب
کے بنیاد علم سے ہے جس قدر شائستگی قوم انگریزی نے حاصل
کی ہے ۔ سب فضیلت علم سے ہے ۔ علم کیمیا سے بھی افضل
ہے کیمیا سی دنیا حاصل ہو سکتی ہے طریق خداشناسی کا میسر
نہیں ہو سکتا ۔ علم سے انسان واصل باللہ ہو جاتا ہے ۔ بلکہ علم آدمی
کی آنکھیں ہیں الا آنکھوں سے بھی فائق آنکھوں کے ساتھ صرف
موجودات کو دیکھ سکتا ہے علم کے وسیلہ سے ماضی و مستقبل و
حال تینوں زمانہ کا حال دریافت کر سکتا ہے ۔ پس دنیا میں سب سے
زیادہ تر عزت و تعظیم علم کی ہے اس کے برابر اور کوئی چیز نہیں
ہو سکتی ۔

فہرست مکاتب وخرچ ماہواری مدارس ضلع ڈیرہ غازیخان

نمبر شمار	نام تحصیل	نام مدرسہ	تعداد طلبہ	حال معلمان و نائب معلمان و مانیٹر وغیرہ	خرچہ خفیف جات	خرچہ متفرق	یومیہ حاضری طلبہ	ملاحظات
۱	ڈیرہ غازیخان	چوٹی	۷۰	اول معلم نائب معلم نائب معلم ثانی میزان	۵ صر	۰	۱۲ لوعہ	
۲	//	کوٹ چشمہ	۵۰	اول معلم نائب معلم مانیٹر میزان	۸ ر ۶ ے	۸ ر	۸ ر مرعہ	
۳	//	بندوڈانے	۳۰	معلم میزان	۲ عار	۰	۱۰ عہ	
۴	//	شیرو	۳۰	معلم میزان	۵ صر	۰	۱۵ وعہ	
۵	//	جھوک	۲۰	معلم میزان	۸ ر ۱ ر	۰	۸ ر ۹ لعہ	
۶	//	سین	۳۰	// میزان	۴ للعہ	۰	۱۲ عہ	
۷	//	شنبہ	۲۰	معلم نائب //	۰	۰	۹ ر ۷ عہ	
۸	//	باطل	۳۲	معلم //	۸ ر ۲ للعہ	۰	۸ ر ۱۲ للعہ	
۹	//	لنڈ	۳۵	معلم مانیٹر //	۲ عار	۰	۱۲ للعہ	
۱۰	//	برانچ سکول متعلقہ مڈل سکول ڈیرہ	۲۵۰	تنخواہ معلمان // ماعہ ۱۲۰	۹ لعہ ۸ ر	ہیڈ ماسٹر ۱۰ عہ	۱۲۹ ماوعہ ۸ ر	
۱۱	//	ڈیرہ غازیخان	۰	چیف محرر نائب چیف محرر	۰	امرر ۱ ر	۹۱ لعہ	۹۱ ماعہ
۱۲	راجنپور	خاص راجنپور	۱۱۰	ہیڈ ماسٹر معلم اول نائب معلم پرائمری مدرسہ	۹ لعہ	۸	۱۲۰ ماعہ	
۱۳	الیناً	فاضل پور	۳۵	معلم میزان	۵ صر	۰	۱۷ وعہ	
۱۴	//	کوٹ مٹھن	۲۰	معلم مانیٹر میزان	۸ ر ۶ ے	۰	۸ ر ۲۳ عہ	
۱۵	//	اسنی	۸	معلم میزان	۰	۰	۸ ر ۸ ے	

نمبر شمار	نام تحصیل	نام مدرسہ	تعداد طلباء	حال معلمان و نائب معلمان و مانیٹر وغیرہ	خرچ وظیفہ طالب العلمان	خرچ متفرقہ	میزان خرچ سال	میزان تحصیل وار
۱۶	رحیمپور	بہاگسر	۲۵	الہ بخش معلم ۸ روپے میزان ۸ روپے	۳ روپے	۰	۱۱ روپے	۰
۱۷	//	بدل	۱۴	معلم ۱۰ روپے //	۱ روپے ۸ آنے	۰	۸ آنے	
۱۸	//	میران پور	۲۵	معلم ۱۰ روپے //	۲ روپے ۸ آنے	۰	۹ روپے ۱۲ آنے	
۱۹	//	روجہان	۳۵	اول معلم نائب معلم ۱۲ روپے //	۲ روپے ۸ آنے	۰	۹ روپے ۲۹ آنے	
۲۰	جام پور	جام پور	۱۲۵	اول معلم نائب اول نائب دوم نائب سوم ۲۵ روپے // // //	۱۰ روپے ۸ آنے	۰	۶۷ روپے ۸ آنے	
۲۱	//	کوٹلہ مغلان	۵۰	معلم ۱۲ روپے مانیٹر ۵ روپے //	۵ روپے ۸ آنے	۰	۱۹ روپے	
۲۲	//	ہیسرو	۵۰	// ۱۰ روپے //	۲ روپے ۸ آنے	۰	۱۲ روپے	
۲۳	//	داجل	۳۰	// ۱۰ روپے نائب ۶ روپے // ۱۶ روپے	۲ روپے ۸ آنے	۰	۲۰ روپے	
۲۴	//	بٹ لنڈ	۵۰	// ۸ روپے // ۱۸ روپے	۵ روپے ۸ آنے	۰	۲۳ روپے	
۲۵	//	لعل گڈو	۲۵	// ۸ روپے // ۸ روپے	۳ روپے ۸ آنے	۰	۱۱ روپے	
۲۶	//	حاجی پور	۴۰	// ۱۰ روپے نائب ۵ روپے // ۱۵ روپے	۳ روپے ۸ آنے	۲	۱۸ روپے ۱۲ آنے	۲ ماہ ۱۲ روپے ۱۲ آنے
۲۷	سنگھڑ	منگھوڑ	۵۰	// ۲۵ روپے نائب ۱۱ روپے ۸ آنے مانیٹر ۳ روپے // ۳۹ روپے	۶ روپے ۸ آنے	۰	۶ روپے	
۲۸	//	تونسہ	۳۵	// ۱۰ روپے مانیٹر ۳ روپے // ۱۳ روپے	۲ روپے ۸ آنے	۰	۱۷ روپے	
۲۹	//	کہالی	۳۵	// ۱۰ روپے // ۱۰ روپے	۳ روپے	۰	۱۳ روپے	
۳۰	//	جھنگ	۳۵	// ۱۸ روپے // ۱۸ روپے	۳ روپے ۸ آنے	۰	۲۱ روپے	
۳۱	//	دائرہ شاہ	۳۵	// ۱۵ روپے نائب ۹ روپے // ۱۹ روپے	۷ روپے ۸ آنے	۰	۲۲ روپے	
۳۲	//	ہیسر و غزل	۵۱	// ۸ روپے // ۳۰ روپے		۰	۳۵ روپے	۱۵ ماہ ۲۵ روپے ۱۵ آنے
میزان کل	//		۱۵۴۹				۲۵۱	۲ ماہ ۲۵ روپے

گل تیسرا، انتظام جنگی - ایک چھاؤنی خاص ڈیرہ غازیخان مقرر جس میں ایک رجمنٹ سواران اور دو پلاٹن پیادہ تعینات رہتی ہیں اور ایک چھاؤنی راجن پور میں جس میں ایک رجمنٹ سواران اور کچھ کمپنی پلٹن منجملہ پلاٹن متعینہ ڈیرہ غازیخان مقرر اور علاوہ اس سے سواران بلوچی ماتحت افسران بلوچ ملشیہ میں بٹ رہتی ہیں

فہرست سواران رسالہ بلوچی

نمبر شمار	نام جمعدار	سواران				پیادگان			میزان کل نفری
		رسالدار	جمعدار	دفعدار	سوار	جمعدار	حوالدار	پیادہ	
۱	مزاری	۱	۰	۲	۴۰	۰	۰	۶	۵۰
۲	دریشک	۰	۱	۰	۱۶	۱	۰	۲	۴۰
۳	گورچانی	۰	۰	۱	۲۶	۰	۰	۳۵	۳۵
۴	لنڈ	۰	۰	۰	۳	۰	۰	۰	۳
۵	شنبانے بگٹی	۰	۰	۰	۵	۱	۰	۲	۸
۶	لغاری	۰	۰	۰	۱۸	۰	۰	۰	۱۸
۷	کھوسہ دفعہ بہادر خان	۰	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۴
//	دفعہ حسن خان سے والا	۰	۰	۰	۳	۰	۰	۰	۳
//	صاحب خان علاوہ والا	۰	۰	۰	۳	۰	۰	۰	۳
۸	لنڈ	۰	۱	۰	۸	۰	۰	۰	۹
۹	قیصرانی	۰	۰	۰	۴	۰	۰	۰	۴
۱۰		۰	۰	۱	۸	۰	۰	۰	۹
میزان	۰	۱	۲	۲	۱۳۸	۲	۰	۱۸	۱۵۸

اور چوکیات ذیل پر افواج جنگی و بلوچی تعینات رہتی ہے۔

متعلق چھاؤنی ڈیرہ غازیخان

جھوک لودو

صرف سواران بلوچی
۷ نفر

رسالہ پلٹن بلوچی
ایک ایک پرت کمپنی

متعلق چھاؤنی راجن پور

پوست منگھروٹہ کنیڈ

صرف سواران
درگہری

رسالہ پلٹن بلوچی
ایک ایک پرت کمپنی

دفعدار مع سواران
۱ سوار ۵ نفر

کوٹ رُم صرف بلوچی فوج

سواران حوالدار مع پیادگان
۸ نفر

پوست ہڑند

رسالہ پلٹن سواران بلوچی
ایک پرت ایک کمپنی حصہ

کوٹ سپنزل صرف بلوچی فوج تھوزانی

دفعدار مع سواران
۵ نفر

پیادگان
۷۵ نفر

رسالہ بلوچی سواران
ایک پرت ۵ نفر

بندہووالہ

رسالہ پلٹن
ایک پرت نصف کمپنی

شیخوالہ صرف بلوچی فوج

سواران بلوچی
مع دفعدار ۵ نفر

دفعدار مع سواران
۸ نفر

واضح ہو کہ یہ فوج چھاؤنی ڈیرہ غازیخان و راجن پور پوست ہا دامن پہاڑ پر واسطے حفاظت سرحد کے تعینات رہتی ہے۔ جو غربی طرف علاقہ ہذا پہاڑ یا عسان واقعہ ہے۔ پیشتر پہاڑی لوگ بہت واردات علاقہ ہذا کرتے تھے۔ اس واسطے یہ چوکیات یعنی یعنی پوست مقرر کی گئی اب دو سال سے بالکل خیر و عافیت ہے ہنوز بسبب اس کے کہ سرکار نے اندرون پہاڑ کچھ زیادہ دست اندازی نہیں کی لحاظ رہتا ہے۔ اس باعث چوکیات جنگی تعینات ہیں اگر اندرون

و پہاڑ جیسا تجویز ہو رہا ہے۔ کچھ بندوبست چھاؤنی وغیرہ ہو گیا تو پھر ان چوکیات کا رکھنا کچھ ضرورت نہ ہو گا یہ ہے فوج جو اس ضلع میں بالفعل تعینات ہیں۔ واسطے انتظام پہاڑ سرحد بلوچستان کافی ہو گی گل چہارم۔ بندوبست سرسری و قانونی۔ مفصل حال جمع و رقبہ ہر ایک تحصیل علیحدہ علیحدہ نقشہ مشمولہ سے واضح ہو گا ظاہر ہے کہ اس ضلع میں تین بندوبست و ابتدائے عملداری سرکار سے اب تک ہوئے ہیں۔ جو پہلی بندوبست ۱۸۴۸-۴۹ء میں ہوئی اس وقت پیمائش زمینات نہیں کی گئی۔ اوسط پر خیال کر کے جمع مقرر ہوئی مگر نہایت سنگین اور سخت۔ کہ اس زمانہ میں زمینداران نے ادائی کرنے زرمالیہ میں نہایت سختی اٹھائی چند لوگوں نے بعوض جمع بیزار نامہ لکھ دیا اور چند لوگ مسکنات مالوفہ کو چھوڑ کر رو بفرار ہو گئے۔ دوسرے بندوبست جو ۱۸۵۴-۵۵ء میں ہوا بہ نسبت اُن بندوبست کے قریب ایک لاکھ روپیہ سرکار نے تخفیف فرمایا گویا کہ یہ بندوبست اول درجہ کا تھا۔ تیسرے بندوبست جو سال ۱۸۵۹-۶۰ء میں ہوا، اس میں سرکار نے قریب چالیس ہزار روپیہ اور کمتی کیا۔ اس بندوبست میں زمیندار لوگ فی الجملہ نفع کی طرف رخ لائے۔ علاوہ ازیں سال ۱۸۶۲ء سے نرخ غلہ گران ہو گیا۔ اس ضلع میں زیادہ تر پیداوار اجناس غلہ کی ہوتی ہے گرانی نرخ میں زمینداران نے خوب نفع اُٹھایا۔ تب سے سال ۱۸۷۰ء تک زمیندار لوگ خوب بخوشی گذران کرتے رہے اور قدر زمینات کا بالکل زیادہ ہو گیا۔ شروع ۱۸۷۱ء سے فی الجملہ نرخ غلہ ارزانی پر رو گردان ہوا تب سے البتہ زمیندار اُس قدر خوشی میں نہیں تاہم منفعت ہے کچھ خسارہ

نام بندوبست					
تحصیل دیرہ	رقبہ	مزروعہ			
		جدید			
		قدیم			
		میزان			
	پیداوار	مزروعہ			
		مالگذاری			
		کل			
		جمع مجموزہ			
تحصیل جام پور	رقبہ	مزروعہ			
		جدید			
		قدیم			
		میزان			
	پیداوار	مزروعہ			
		مالگذاری			
		کل			
		جمع مجموزہ			
تحصیل سنگھڑ	رقبہ	مزروعہ			
		جدید			
		قدیم			
		میزان			
	پیداوار	مزروعہ			
		مالگذاری			
		کل			
		جمع مجموزہ			

میزان کل		مزروعہ	۰	۰۱۱ ۲۸۱۶۸۴۳	۳۶۶۷۲۲ ایکڑ
		جدید	۰	۱۲۲۱۸۱	۲۵۰۸۹۲ ایکڑ
		قدیم	۰	۶۵۸۷۷۹	۳۲۰۰۶۱
		میزان	۰	۱۲ ۱۶۲۲۸۴	۱۰۷۲۸۹۹ ایکڑ
	تفصیل راجن پرنہ	مزروعہ مالگذاری	۰	۸ر۵ ہے	۰
		مالگذاری	۰	۴ر۱ ہے	۰
		کل	۰	۳ر۱۱ ہے	۰
		جمع	۵۹۸۲۷ روپیہ	۳۶۱۲۲ ایکڑ	۳۲۰۹۸۷
تفصیل راجن		مزروعہ		۸۰۵۰۷	۳۵۵۹۲ ایکڑ
		جدید		۱۲۵۰۷	۶۸۰۷۶ ایکڑ
		قدیم		۲۱۵۵۷	۰
		میزان		۱۲۰	۱۳۰۶۰ ایکڑ
		مزروعہ	۰	۱۲ر۲ ہے	۰
		مالگذاری	۰	۴ر۴ ہے	۰
		کل	۰	۲ر	۰
		جمع	۸۹۳۵ روپیہ ۱۵	۶۵۹۹۸ ۱۳ر	۵۰۶۷۸ ۰۰۶۷۷

نہیں ایک تو زینات زیادہ آباد ہو گئی ہیں دوسرا نرخ بھی اب تک واجبی درجہ پر ہے ایسا ارزان نہیں ہوا جس کو بالکل ارزان کہا جائے صرف زمیندار لوگوں نے جو بحالت سخت گرانی کی زیادہ نفع اُٹھا دیکھا ہے۔ ان کے ذہن میں اب ارزانی معلوم دیتی ہے دراصل غربا رعایا کے نزدیک ہنوز گرانی ہے یہ تینوں بندوبست مذکورہ بالا بطور سرسری ہوئی ہیں قانونی بندوبست ضلع ہذا اب سال ۱۸۶۹ء سے شروع یقین کہ سال ۱۸۷۲ء تک ختم ہو جاوے گا۔ لوگوں کے دلمیں لحاظ سختی جمع بندوبست قانونی زیادہ ہو رہا ہے۔ لیکن امید ہے کہ اس بندوبست سے دونوں فریق کے یعنی سرکار اور رعایا کے حق میں انصاف اور فوائد حاصل ہوں گے۔ اس بندوبست قانونی میں اگرچہ تکلیف بہت ہوتی ہے۔ کہ چند اقسام اخراجات رعایا اور سرکار کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور تکلیف محنت کام و حاضر باشی شروع سے اختتام تک رہتی ہے۔ مگر فوائد بہ نسبت تکلیف کے زیادہ ہیں۔ اول زمین کے جملہ تنازعات فیصلہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرا آئندہ چندان گنجائش تنازعہ کے نہیں رہتی تیسرا قدر زمین کا بڑھ جاتا ہے۔ کہ جب مالک کو اُس پر کچھ طرح پیمائش کرنی ہوتی ہے۔ اور اُن کی حدودات صاف ہو جاتی ہیں وہ زمین مالک کو زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ چوتھا بعد اس کے اگر کوئی تنازعہ بابت زمین کے ہوتا ہے تو محنت فیصلہ اس کے عدالت کو کم ہوتی ہے کہ ملاحظہ مثل بندوبست موضع سے جس میں تمام رواج وہ درج ہوتے ہیں جلدی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ گویا کہ نقشہ شجرہ کشتوار بنانا دریا کو کوزہ

میں بند کرنا ہے اور تحریر رواج وہ بمنزلہ قانون کے ہے۔ بلکہ ایک گونہ قانون سے بھی فائق کہ بعضی امورات میں رعایا تعمیل قانون سرکار کے سختی سمجھتے ہیں اور رواج پر چلنا عین صواب۔ پس جو رواج شروع تنازعہ سے پہلے بحاضری جملہ ساکنان وہ لکھا جاتا ہے وہ بلا طرفداری اصلی اور نہایت مفید و موثر ہوتا ہے دیگر تمامی نتائج و فوائد بندوبست اظہر من الشمس زیادہ کچھ ضرورت طوالت کی نہیں گویا کہ یہ بندوبست قانونی ایک فرض ضروری ہے ہر حال میں ادا ہونا چاہیئے۔

خار پہلا قصہ حال چوری و تفصیل اقوام و گذران مردمان چوری پیشہ۔ واضح ہو کہ عموماً چوری دو قسم کی مشہور ہے۔ ایک چوری مویشی دوم چوری اسباب دونوں اقسام کے صورتحال اور مرتکبان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ یعنی جو چور مویشی کے ہیں، اُن کو چوری اسباب کرنیکا رستہ یاد نہیں اور جو اسباب کے ہیں، وہ مویشی کی نہیں کر سکتی اس باعث دونوں قسم کا حال الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

اول مویشی۔ اس کا طریق یہ ہے کہ اکثر جنگل میں بحالت چرنے گھاس مویشی کی چور کو زیادہ موقع چوری کا ملتا ہے کہ ایک پلچر پچاس یا ساٹھ جانور کی کہاں تک نگاہبانی کر سکے۔ اکثر چوروں کا دستور ہو رہا ہے کہ اول وقت جانور کو ایک موقع پنہاں میں باندھ دیتی ہیں۔ جس کو اس ملک میں ہتم کہتے ہیں۔ یک دو روز بدستور اپنے مسکن پر حاضر رہ کر دریافت حال کرتے رہتے ہیں۔ مالکان کا اکثر یہ دستور ہے کہ ایک دو روز تک صرف بخیال آوارگی

ادھر اُدھر خود تلاشی رہتے ہیں۔ جب نا امیدی ہو چوکیدار کی معرفت طرف تھانہ کے رپٹ کہلا بھیجتی ہیں۔ اہالیان پولیس کا یہ دستور ہے کہ ایسی رپورٹ چوکیداروں کو صرف معمولی تصور کیا اگر مدعی خود رپوٹ کے واسطے آیا تو اُس نے چوری جانا راس بیان کرے اگر گمان کسی پر نہ تبلایا تو کہتے ہیں کہ تلاش کرو مل جائے گا ہم بھی چوکیداران کی ذمہ کریں گے۔ صرف رپورٹ مفقود کی درج روزنامچہ کر دی۔ اگر مالک کسی کے اوپر اپنا گمان تبلایا اور کچھ وجہ گمان پائی گئی تو کوئی اہل کار پولیس موقعہ پر جا کر تحقیقات شروع کرتا ہے۔ اتنی میں چور جب دیکھتا ہے کہ دو تین روز گذر گئی کچھ تدارک نہیں ہوا وہ موقع تہم سے نکال کر دوسرے اپنی رازدار کے پاس پہونچا دیتا ہے دوسرے نے تیسرے کے پاس۔ علی ہذا القیاس بطور ڈاک چوکی وہ مال مسروقہ کچھ فاصلہ پر جہاں اشتباہ خارج القیاس ہو چلا جاتا ہے اُس کا مبادلہ ایک عرصہ بعد اُس چور کو حاصل ہوتا ہے جو اس طرح۔ دوسرے علاقہ کی راس مسروقہ ڈاک بڈاک اُس کے پاس پہونچ گئے۔ ان لوگوں کا آپس میں یہ لین دین بطور حساب کے رہتا ہے۔ اور اس لین دین کو چور لوگ سودا بولتے ہیں۔ چوری مویشی زیادہ تر طرف کنارہ دریا کے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک جنگل زیادہ ہے۔ دوسرا دریا ایک حد فاصل درمیان میں واقع ہے تیسرا آزدے دریا علاقہ مظفر گڑھ ضلع غیر اور علاقہ بہاولپور غیر ریاست متصل الحدود پناہ مال مسروقہ کے واسطے علاقہ غیر بہت اچھا موقع ہے۔ عموماً چوری مویشی اس ضلع میں بموسم طغیانی دریا زیادہ ہوتی ہے۔ دریا چور

لوگوں کی واسطے بڑا وسیلہ ہے کہ اول براہ دریا جانوران گادیئی جو شناوری میں بہت مہارت رکھتے ہیں چُرائے جانا چوروں کو بہت سہولیت ہے۔ دوسرا کچھ نشان سراغ کا نمودار نہیں رہتا۔ اکثر جو لوگ کنارہ دریا کی طرف رہنے والے ہیں۔ اس فن میں خوب ماہر۔ اور اس قسم لوگوں مسکونہ آنروی آب کے ساتھ اُن کی خوب نبی ہوئی ہے زیادہ تر یہ چوری بہ رازداری معتبر چوروں کی ہوتی ہے۔ جو اُن کے اعتبار سے دوسرے معتبر چوروں کی معرفت آنروآب دریا یا دور فاصلہ پر مال مسروقہ پناہ لیتا ہے۔ عملداری ہائے سابقہ میں تا شروع عملداری سرکار انگریزی سوا اس قسم لوگوں کے جو خود چور یا چور کے رازدار تھے دوسرا کوئی غریب آدمی اس قسم مال گاو میشی رکھ نہیں سکتا تھا کہ چرا لیتے تھے۔ صرف اُسی قسم لوگوں کا مال اپنی قوت اور مہارت فن چوری کی بچا رہتا تھا۔ اس فن میں اقوام ذیل۔

گوپانگ ترپچڑی کہانگکہ قدیم سے نمبر اول چلی آتی ہیں۔ اصل بنیاد اور گھر چوروں کا جنگل ڈانمہ جو مابین موضع نورپور کوٹ مٹھن تحصیل راجن پور واقع مشہور۔ اقوام مذکورہ بالا اکثر ان حدود کے اندر اور متصل اس کی رہتی ہیں۔ بسبب تراکم جنگل واسطی چھپانے مال مسروقہ چور لوگوں کو خوب موقع ملتا تھا . . . . . اس موقع کے رہنے والے مالدار لوگ اکثر دو دو تین تین دفعہ بجرائم چوری مویشی یا رازداری قید بھگت چکے ہیں۔ برگزیدہ نیک معاش متوطن ڈانمہ کا ایک دفعہ قید ہوا ہوگا بالفصل اس طریقہ میں بڑا فرق آگیا ہے پہلے اس پیشی کی لوگوں کو ۱۸۵۵ء ۵۶ء میں لفٹنٹ گریم صاحب

بہادر اسسٹنٹ کمشنر کوٹ مٹھن جو حال کرنل گریم صاحب کمشنر صوبہ ملتان کی ہیں۔ خوب سزادی۔ چنانچہ اُن کے عہد میں بخش قوم مڑہ نمبردار حضرت والا خیرو گھانگلہ نمبردار ڈائنہ وغیرہ چند سرکردہ و نامور چور سزایاب ہوئے تھے۔ بعد اس کے ۱۸۶۹ء میں مسٹر برڈس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور نے ان لوگوں کو خوب سزادی۔ چنانچہ بموجب ذیل نامور چور علاقہ راجن پور و ضلع مظفر گڑھ درست یا بہاولپور سزا قید پائے

علاقہ راجن پور و تحصیل جام پور	علاقہ ضلع مظفر گڈھ	علاقہ ریاست بہاولپور
احمد خان گوپانگ	خیرو گھانگلہ	ہیر رسوی محمود دیرہ والی	علی رند لوانہ	مانجی مکول سکنہ
نمبردار ڈیرن	نمبردار ڈائنہ	مالدار سکنہ نمبردار سکنہ	سکنہ ایضاً	نظامت خانپور
		ڈائنہ	نواں شہر	
مکوڑہ تریچری	ساہو جاٹڑہ	دلیہ ہنجاس	کالمن یوہن	حاصل لشاری
سکنہ ڈائنہ	نمبردار ڈائنہ	سکنہ ڈائنہ	نمبردار سکنہ بیت ماشاہ	سکنہ و نمبردار بستی لشاری
بچہ ملہاس	قادرہ ہنجاس	کوڑہ خان	بہرام لشاری۔	خیر ایرارہ
سکنہ ڈائنہ	سکنہ ڈائنہ	جتوی نمبردار بیت رام پور	سکنہ ایضاً	سکنہ جتوی
		ہنہ حقو سس سکنہ جتوی		

جن لوگوں کا نام یاد تھا درج کیا گیا اور بہت لوگ ہیں۔ علاوہ قید معتبہ چوروں کے مال مویشی مشتبہ مردمان علاقہ ڈائنہ کا بہت ماخوذ کرا کے

نیلام کیا اور جرمانہ ہا بہت سنگین مجوزہ فرمائی۔ یاد ہے کہ ایک مقدمہ چوری مویشی دوراس گاؤمیش میں جس میں محمود دیدیوال ماخوذ ہوا ۷ نفر ملزمان کو ۲۴ برس قید اور چھ ہزار روپیہ جرمانہ کے سزا فرمائی۔ تب سے سیاست سرکار چور لوگوں پر زیادہ پڑ گئی علاوہ علاقہ ہذا علاقہ مظفر گڑھ کی بدمعاش زیادہ خائف رہتی ہیں۔ علاقہ تحصیل علی پور جو متصل تحصیل راجن پور کے ہے۔ خاص مقام ضلع مظفر گڑھ سے زیادہ فاصلہ پر واقع ہے اور اقوام مسکونہ کنارہ دریا ہر دو علاقہ کا آپس میں نہایت پیوند اور سازش تھی۔ اس سبب سے بالمسروقہ دونوں علاقہ کا ایک دوسرے علاقہ میں پناہ لیتا اور کچھ پتہ نہ لگتا تھا جب سے معتبر چوروں نے بعدالت راجن پوری سزا پائی اب دونوں علاقجات میں بڑا آرام ہے بہ نسبت چوری اسباب کے یہ چوری کرنے سہل ہے۔ مگر چھپانا مال مسروقہ کا مشکل کہ جاندار چیز مشکل چھپتی ہے۔ چوروں نے بھی چھپانے اس کے واسطے ایسی حکمت نکالی اپنے کہ ڈاک بہ ڈاک دور فاصلہ پر مال مسروقہ لے جاتے ہیں۔ روز بروز رواج اس چوری کا کمتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سرکار اب ان کے رویہ سے واقف ہو گئی ہے۔ اور عام رعایا بھی بموجب امن زیادہ بندوبست تلاش کر سکتی ہیں یقین ہے کہ عملداری سرکار میں تھوڑے عرصہ تک اس واردات میں بڑا فرق آجاوے گا کہ مال مسروقہ چھپ نہیں سکے گا۔ اس باعث چوری مویشی کمتی ہو گئی عموماً مرتکبان چوری مویشی اشخاص جنگل نشین اور احمق الاحمقین اور بہ نسبت ان کے دیگر رعایا مالکان مال وغیرہ متعاقبین کے

عقل و ہوش میں ترقی ہو جائے گی۔ اس سبب ایسے چوروں کا راز
پوشیدہ رہنے نہیں دیں گے۔ چوری اسباب یہ چوری زیادہ تر
واقفیت سے ہوتی ہے کوئی واقف کار آدمی چوروں کے بیچ ہوتا
ہے۔ یا اس کے رازداری سے چوری ہوتے ہے اس چوری کے کرنے
میں زیادہ محنت ہے کہ دکان محفوظ سے دم بند کرا کے اسباب
نکالنا اور ہر صورت کی نگاہبانی رکھنے ہوتی ہے۔ بعد ارتکاب چھپانے
مال مسروقہ کے واسطے بڑی گنجائش اکثر مال نقدی یا زیورات یا پارچات
ہوتے ہیں۔ عام چور لوگوں کا یہ دستور ہے کہ اول مال مسروقہ کو جنگل میں
یا کسی موقع ویرانہ میں مدفون کر دیتے ہیں۔ اس قسم چوروں کا زمین
چھپانے مال مسروقہ کے واسطے بہت زیادہ وسیلہ ہے۔ اہل پولیس
جس کی اوپر اشتباہ ہوا اول خانہ تلاشی کا تدارک کرتے ہیں۔ سو
گھر میں چور لوگ اکثر مال نہیں رکھتی۔ دوسرا تدارک سراغ کا ہے سو
شہروں کے زمین اکثر سخت اور موقع آمد و رفت کا ہوتا ہے۔ سراغ
لگ نہیں سکتا۔ قطع نظر اسکے چوروں نے اور حکمت نکالی ہے۔
کہ بحالت ارتکاب چوری پاؤں کو کپڑا باندھ لیتے ہیں کہ جس سے
کچھ پتہ سراغ کا نہیں رہ سکتا۔ جب پولیس تدارک کر کے واپس
گئے مال مسروقہ کو نکال کر جو زیورات ہوئے حضرت زرگر کے حوالہ
کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک دم میں کچھ نشان اُن کا باقی رہنے نہیں دیتا
پارچات کہیں دور نکال دیتی ہیں جسے کچھ پتا نہیں لگ سکتا اس
قسم کے چور زیادہ تر توقع زرگران کی ہوتے ہے سو زرگر اس
مزہ کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ کہ مفت ان کو ایک اچھا حصہ مال

کامل جاتا ہے۔ اور کچھ نظا بر آمدگی کا نہیں رہتا۔ بہ نسبت چوری
مولیشی کے یہ چور زیادہ چالاک ہیں۔ عموماً یہ چور شہر نشین اور
صحبت یافتہ ہوتے ہیں۔ آج کل یہ چوری بہ نسبت چوری مویشی
زیادہ ترقی پر ہے۔ اور قیاس ہوتا ہے۔ کہ یہ چوری زیادہ ترقی پکڑے
گی۔ کیونکہ عملداری سرکار جس قدر زیادہ تر ملک پر مشتہر اور موثر ہوتے
جاتے۔ یہ چور زیادہ واقف کار و حجت بازی ہوتے جاتے ہیں۔ دوسرا
کشادگی رستہ سفر اور سہولیت ریل چور لوگوں کے واسطے دور دور کے
علاقہ جات سے چوری کرنا اور مال مسروقہ دے جانے کا اچھا موقع ہے۔ جب سے بسبب
اجرائے ریل ملتان و لاہور آمد و رفت غیر وطن لوگوں کے اس ضلع میں زیادہ ہوئے
تب سے چوری اسباب ہے زیادہ اور پتہ کم بیشتر یہ چوری کم تھی۔ اور جس قدر ملکی لوگ
کرتے تھے اکثر کچھ عرصہ بعد برآمد بھی ہو جاتی تھی۔ کہ بسبب کم عقلی کے مسروقہ چھپانے کا بندوبست
بخوبی نہ کر سکتے تھے۔ اب ملکی چوری بھی غیر وطن چوروں کی صحبت سے زیادہ مضبوط طریقہ چھپانے
مال مسروقہ کا سیکھتی جاتی ہیں۔ اور رستہ بھی ہر طرف خوب کشادہ
ہے۔ آئندہ دیکھنا چاہیئے۔

خاور دوسرا درباب تفصیل حال جھوٹ و فریب اقوام۔ جھوٹ
دو قسم کا ہے۔ ایک بے مطلب۔ دوسرا با مطلب۔ جو جھوٹ
بے مطلب ہے وہ خالص جھوٹ ہے ایسا جھوٹ صرف جہالت اور
نافہمی کے سبب وقوع میں آتا ہے۔ دوسرا جھوٹ با مطلب اس کے
ساتھ فریب بھی شامل ہوتا ہے۔ بلکہ اس جھوٹ کا نام فریب ہے
اور ایسا جھوٹ زیادہ تر چالاک لوگوں سے بن سکتا ہے۔ جو صرف
جھوٹ ہے اُسے بولنے والے کو کچھ نفع نہیں ہوتا اور صرف بسبب

نافہمی کے وقوع آتا ہے مگر انجام کار نتیجہ اس کا کسی بشر کو
نقصان پہونچاتا ہے۔ اُس کا گناہ ذمہ قائل کے ہوتا ہے۔ جو دروغ
بمطلب ہے۔ اس کا حال ہر انسان کو منکشف کہ چوری سے بھی
بدتر ہے۔ ظاہر حال دروغ گو آدمی پر لوگ اعتبار کم کرتے ہیں
اور کسی نے اعتبار کیا۔ تو جب اخیر اس کا راز کھل گیا۔ وہ شخص
دروغ گو نہایت شرمسار ہوتا ہے۔ اور کچھ عزت و منزلت اس کی
باقی نہیں رہنے۔ چنانچہ قول شیخ سعدی . . . . . .

دروغ آدمی راکند شرمسار دروغ آدمی راکند بیوقار

راستی اول شرط ایمان کی ہے بلکہ ایمان کا وجود راستی ہے
جو راست گو ہے سو ایمان دار۔ واضح ہو کہ یہ تمامی خصائل بد۔ چوری
جھوٹ حرام جوا باز نشہ خوری سب صحبت بدوں سے اور
خصائل نیک راست گوئی ایمانداری نیک چلنی دین پروری
حق شناسی صحبت نیکوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ انسان کو زیادہ
تر صحبت کا ملحوظ رکھنا واجبات سے ہے۔ انسانی بڑی نصیبوں
سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں انسان جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور یہ قالب
دعمر ناپائیدار ہے۔ صرف اس میں جو کام نیک ہوگا وہ یادگار رہے۔

ابیات در بیان تاریخ مصنفہ ملک جندوڈہ

دلا بہ بین کہ عجائب کتاب باغ و بہار — ز حال ملک ز نام و نشان شدہ اظہار
عجب حال کہ از قوم مردمان بلوچ — ہمہ بہ ہیں کہ از دیافت انسداد بہار
ہزار مژدہ و شاباش بر مصنف آن — چنین کتاب بہ تحریر آمد از اسرار
اگرچہ نام مصنف بفاش ظاہر نیست — مگر ششصد و پنجاہ در و حروف شمار
چو خاطرم کہ ازین گفتگو مقصر ماند — خیال کرد بتاریخ آن باستظہار
سرودش ہاتف عیبم خوش ایں بشارت داد — عجیب نام کتابم جدید باغ بہار

ہتورام سنہ ۱۸۷۱ء

تاریخ طبع ۱۲۹۰ھ مرتبہ اول

کیا عجوبہ تاریخ ہے گی دلایہ گل بہار — ہوگیا پہلوئی اردو جس سے کہائل ایکبار
ہوگیا ہی باغ بے سر جب تو یہ گل ہے کہلا — "تا ورا تاریخ اسکی ہے عجب باغ و بہار"

مصرعہ اول سے ایک عجب لطیفہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی میں اردو لشکر کو کہتے ہیں اس علاقہ میں جو لشکر اقوام سرحدی کا دغدغہ رہتا تھا۔ اس کتاب نے اُس کے پہلو کو ایک بار گھائل کر دیا۔

دُرست کر لیجئے

(اغلاط و تراجیم)

صفحہ نمبر	مصرعہ نمبر	غلط مصرعہ	صحیح مصرعہ
۱۱	۱	لاکھ ہنگامے ہیں میرے ساتھ میں	لاکھ ہنگامے ہیں میری بات میں
۲۸	۸	بڑھ گیا رنجِ تنہائی	بڑھ گیا اور رنجِ تنہائی
۳۶	۶	اگلی صُبح کو جاگا	اگلی صُبح کو سُورج جاگا
۳۹	۱۰	جو دشمن جاں ہے	جو تمہارا دشمنِ جاں ہے
۴۱	۴	اُن اُمیدوں کی جو آخری سانسوں تک دھواں دے رہی تھیں	اُمیدوں کی جو آخری سانس تک دھواں دے رہی تھیں
۴۲	۸	مجھے تو نیند بھی اِک قرضِ چشمِ عنبر ہے	مجھے تو نیند بھی اِک قرضِ چشمِ عنبر ہے
۴۳	۱۲	گاڑی سے اُترتا ہو	گاڑی سے اُترتا ہو
۴۴	۳،۴	اور دنیا سو رہی تھی اُس دل کی طرح	یہ دنیا سو رہی تھی جب کسی دل کی طرح
۴۵	۹	اور رُوح میں غم ہو تو آنسو بھی	لیکن رُوح میں غم ہو تو آنسو بھی
۴۵	۱۲	جس کا نقد صبح اب تک قرض ہے	جس کا نقدِ صبح اب تک قرض ہے مجھ پر
۴۵	۱۴	اب محنت کو کہاں لیجاؤ گے	اب محبت کو کہاں لے جاؤ گے

صفحہ نمبر	مصرعہ نمبر	غلط مصرعہ	صحیح مصرعہ
۴۷	۸	وہ سب شہر۔ وہ سب سرزمینیں	وہ سب شہر۔ سب سرزمینیں
۴۸	۲	منزلیں تھیں مگر آج گردِ سفر بنگئیں	کبھی منزلیں تھیں مگر آج گردِ سفر بن گئی ہیں
۴۹	۴	کون آیا ہے	کوئی آیا ہے
۴۹	۶	سمٹی ہوئی ہوتی ہے	جو سمٹی ہوئی سوتی ہے
۴۹	۹	میں نے جب رو کر دعا مانگی	کہ میں نے جب دُعا مانگی
۵۰	۵	اظہار میں آنے نہ دیا	اظہار میں بھی آنے نہ دیا
۵۳	۲	داغ جو روح میں ہیں	داغ جو رُوح میں ہیں
۵۴	۷	تو جدا ہو گئی جلتے ہوئے ہونٹوں کی طرح	تو جُدا ہو گئی ملتے ہوئے ہونٹوں کی طرح
۶۵	۵	اور دیکھنے اور دیکھے جانیکی حدیں بیٹھیں ہیں	اور دیکھنے اور دیکھے جانے کی حدیں بیٹھیں ہیں
۶۶	۵	اور میٹھی ہنسی و حلاوت کو یوں یاد کرنے سے کیا فائدہ	اور میٹھی ہنسی کی حلاوت کو یوں یاد کرنے سے کیا فائدہ
۷۳	۴	نئے اظہار پا جائیں	نیا اظہار پا جائیں
۷۳	۱۰	نئے معیار پا جائیں	نیا معیار پا جائیں
۷۴	۶	لیٹے ہوئے شہر کی	لپٹے ہوئے شہر کی
۷۸	۱۰	مجھے اپنے بچپن کے مرنے کی خبر مل چکی تھی	مجھے اپنے بچپن کے مرنے کی پہلی خبر مل چکی تھی
۷۹	۲	تو پھر تعزیت کرنے والوں کے	تو پھر تعزیت کرنے والوں کے جھوٹے
۸۴	۲	جو انسانوں میں بولتی ہے	جو افسانوں میں بولتی ہے
۹۴	۶	کئی مرحلے ہیں فریب کے مری آنکھ سے مری خواب تک	کئی مرحلے ہیں فریب کے مری آنکھ سے مرے خواب تک
۹۶	۱	غم پہ ہے فسردگی کہاں ہے	غم ہے پہ فسردگی کہاں ہے

صفحہ نمبر	مصرعہ نمبر	غلط مصرعہ	صحیح مصرعہ
۱۰۰	۶	آہنگ بے شکستِ ساز ہو جا	آہنگِ شکستِ ساز ہو جا
۱۰۷	۵	کبھی بہار سے تسکینِ آرزو نہ ہوئی	کسی بہار سے تسکینِ آرزو نہ ہوئی
۱۱۱	۳	جس نے تجھے دکھ دینے کی توفیق نہیں دی	جس نے تجھے دکھ سہنے کی توفیق نہیں دی
۱۱۱	۱۰	لے دیکھ تیرا عرصۂ محشر بھی نہیں ہے	لے دیکھ ترا عرصۂ محشر بھی یہیں ہے
۱۱۴	۷	جُدا ہوئے تو زمان و مکاں کے بعد مرے ساتھ	جُدا ہوئے تو زمان و مکاں کے بعد کے ساتھ
۱۲۰	۱	فضا لیتی ہے ہر اک شئے کا حساب آہستہ آہستہ	قضا لیتی ہے ہر شئے کا حساب آہستہ آہستہ
۱۲۰	۱۰	بنا دے ان کو بھی نامور سے خواب آہستہ آہستہ	بنا دے ان کو بھی مانوسِ خواب آہستہ آہستہ
۱۲۹	۶	زندہ رہنا ہے تو پیارے کچھ ہُنر بھی چاہیئے	زندہ رہنا ہے تو پیارے کچھ ہُنر بھی چاہیئے
۱۳۰	۱۱	بعد میں کیا انجام ہُوا یہ آگے پڑھنے والے بتائیں	بعد میں کیا انجام ہُوا یہ آگے پڑھنے والے بتائیں
۱۳۵	۵	شرطِ ویرانے سے واقف ہی نہیں شہر کے لوگ	شرطِ ویرانی سے واقف ہی نہیں شہر کے لوگ
۱۳۹	۱	تجھے کبھی وسعتِ اندیشہ بیاباں کی طرح	تھی کبھی وسعتِ اندیشہ بیاباں کی طرح
۱۴۴	۴	دوش فردا کے لئے وقتِ گریزاں میں نہ جا	دوش و فردا کے لئے وقت گریزاں میں نہ جا
۱۴۵	۷	جیسے ہمسایہ ہوں میرے شہر کے	جیسے ہمسائے ہوں میرے شہر کے
۱۴۶	۹	صُورتِ یار ماہ رُو خال بہ خال جُو بجُو	صُورت یار ماہ رُو خال بہ خال مُو بہ مُو
۱۵۰	۸	ضربِ شیشے کی پڑے گی تو سنور جاؤں گا	ضرب تیشے کی پڑے گی تو سنور جاؤں گا
۶۶۴	۱	سماعتوں کو اُنہی کی نوائے راز کیا	سماعتوں کو امینِ نوائے راز کیا
۱۶۷	۱	سلیم نغمہ بجاں ہوں فغاں کے موسم میں	سلیم نغمہ بجاں ہوں فغاں کے موسم میں
۱۶۷	۶	مجھے یہ پھول ملا ہے زباں کے موسم میں	مجھے یہ پھول ملا ہے زیاں کے موسم میں

صفحہ نمبر	مصرعہ نمبر	غلط مصرعہ	صحیح مصرعہ
۱۷۰	۲	پر مری شاخ سدا پردۂ افلاک میں ہے	پر مری شاخ سرا پردۂ افلاک میں ہے
۱۷۱	۸	اُسے نہ جان کے کیسا گناہ میں نے کیا	اُسے نہ چاہ کے کیسا گناہ میں نے کیا
۱۷۲	۶	درد کی موج جب دل میں اُٹھنے لگے تب بھی اے	درد کی موج جب دل میں اٹھنے لگے تم بھی آئے
۱۷۲	۷	یہ عدم ہے کہ ہے ایک شب بیکراں	یہ عدم ہے کہ ہے اِک شب بیکراں
۱۷۲	۹	راحت یک شبی خواہش نفس کی یاد کھوئے	راحت یک شبی خواہش نفس کی بال کھولے
۱۷۷	۴	وہ تو باہوش ہے دنیا کی خبر رکھتا تھا	وہ تو باہوش تھا دنیا کی خبر رکھتا تھا
۱۸۰	۵	اگرچہ کھوئی ہر اک شئے مری اندھیرے میں	اگرچہ کھوئی ہے اک شئے عمری اندھیرے میں
۱۸۳	۶	ہم نے ایک بار ترا چشم تر کیا	ہم نے تو اعتبار ترا چشم تر کیا
۱۸۹	۵	رُوح میں تم ہو تو اُگنے کے لئے	رُوح میں نم ہو تو اُگنے کے لئے
۱۸۹	۱۲	دل کے اندر اُتری خواہش اپنا رستہ ڈھونڈھ رہی ہے	دل کے اندر اندھی خواہش اپنا رستہ ڈھونڈھ رہی ہے
۱۸۹	۲	اک نے مجھ سے کہا	اُس نے مجھ سے کہا
۱۷۰	۹	پنکج کی زخمی لے میں کتنی زخمی لے	پنکج کی زخمی لے میں کتنی سنبھلی ہوئی کیفیت کا رم ہے

Price 1.50